UNIVERSAL
LIBRARY

اگر آپ ابتک ہمارے ناولوں کے مستقل خریدار نہیں بنے تو بحصہ کا منی آرڈر بھیجکر آپ بن جائیے
سال بھرتک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوا کریگی

حصہ ۹

خونی تلوار

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کے ناول "میکر آف گلنگو" کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن - وطن پرست منزل مقصود وغیرہ

سنہ ۱۹۲۳ء

لال برادرس
۷ سپارسنز روڈ نولکھا - لاہور

وایش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھیناپرنٹر چھپا

قیمت ۱۲/ اشاعت اول

اُردو کے قابل دید تاریخی ناول

آئینہ ... مدار منشی عبدالغفور صاحب مرحوم کا ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول
... تھا۔ اب بڑے اہتمام سے اس کو دوبارہ چھاپا گیا ہے۔ ہند ...
... مناظر کے پہلو بہ پہلو اسرار و اسراغرسانی کے حیرت خیز کا ... یا۔ قابل دید
... قریباً ۰۰م صفحہ قیمت ۱۲/ ہے

... یہ بھی اسی مصنف کا قابل دید ناول ... مدلیوں کی پرلطف اندرونی
... ل دید ہے۔ مجرموں کی چالاکی ... کامیابی۔ غرض ہر پہلو سے نہایت
... ہے۔ قیمت للعہ/

... وہ۔ مرزا رسوا ... یک نہایت دلچسپ ناول۔ سائنس کے کرشمے
... مناظر اور ... انجام خوب ہی دکھایا ہے ۲۲۴ صفحات قیمت عہ/
... منشی ... ناول۔ جس میں ایک حسین اور نازو نعم میں پلی ہوئی
... پیرایہ میں درج ہے۔ قیمت ہے/

... سنی پیدا کرنے والا لاڑ بیک ناول مسٹر سدرشن کا لکھا ہوا بہت دلچسپ
... قیمت عہ/

... تا دو حصے، ایک عجیب و غریب طلسمی ناول منشی موہن لال صاحب نہم لکھنوی
... زرنگار کے عبرت ناک حالات۔ ساحروں کے مظالم۔ عیاروں کی حیرت انگیز
... ایک ہوشربا اور اشتیاق افزا قصہ ہے ۵۱۴ صفحے قیمت عا/

... رت۔ پارسی زندگی کا ایک پُراسرار اور دلفریب افسانہ کس طرح ایک عورت
... اغراض کے حصول کے لئے ایک مالدار شخص کی لڑکی کو گم کر کے اپنی لڑکی کو اس کی
... ہے۔ مگر انجام کار جائز وارثہ کا اپنے حقوق کو پہنچنا۔ اور عاشق صادق سے
... قیمت عہ/

... ن۔ اردو کی چند نہایت دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ قابل دید خوش طبع کتاب ہے قیمت ۱۲/
... ں میں بھی بعض دلکش کہانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ اسے بھی دیکھئے۔ قیمت ۶/

لال برادرس، ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سے ایک ہے۔

"کیوں مائیکل کیا خبر لائے ہو؟" پادری نے دریافت کیا۔

"مقدس باپ جس شخص کے متعلق آپ نے حکم دیا تھا۔ کہ اس کی پوری نگرانی کی جائے۔ اور جو اگرچہ اپنے زمانہ قیام میں بہت چھپ چھپ کر رہا تاہم اس کا حلیہ میں نے پوری تفصیل سے عرض کر دیا تھا۔۔۔"

"ہاں اُسے کیا ہوا؟" راہب نے بے چینی سے پوچھا۔ "وہ اب تک وہیں موجود ہے؟"

"نہیں" مائیکل نے جواب دیا۔

"نہیں!" راہب نے چونک کر کہا۔ "کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو۔ کہ وہ رخصت ہو گیا؟"

"جی ہاں چلا گیا۔ اور میں نہیں کہہ سکتا۔ کہ واپس آئے گا یا نہیں۔ ہاں اتنا ضرور عرض کر سکتا ہوں۔ کہ وہ جس احتیاط اور رازداری سے وزیر اعظم کے مکان میں وارد ہوا تھا۔ اتنے ہی اخفا کے ساتھ رخصت ہو گیا ہے۔"

"یہ خبر بہت نامبارک ہے۔" فادر پیٹر نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "یہی ایک ثبوت تھا جس سے قابل نفرت سنڈرلینڈ کو زوال میں لایا جا سکتا تھا۔ اور اب وہ بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ مگر کیا تمہیں اس کا پختہ یقین ہے۔" اس نے پھر ایک بار نوکر سے مخاطب ہو کر کہا۔ کہ اس نے محض جگہ تبدیل تو نہیں کی؟ وہ اُسی محل میں ایک جگہ سے ہٹ کر دوسری جگہ تو نہیں چھپ گیا؟"

"نہیں مقدس باپ اس کا مجھے پختہ یقین ہے۔ کہ اب وہ میرے آقا کے مکان پر موجود نہیں۔ ہاں مگر آج ایک نہایت عجیب واقعہ ظہور میں آیا۔ جو قابل ذکر معلوم ہوتا ہے۔ آپ کو تو معلوم ہے۔ کہ وزیر اعظم کے مکان میں جائے عبادت عقبی حصہ میں واقع ہے۔ اور ایک لمبے سے تنگ رستے سے گذر کر وہاں تک جاتے ہیں۔"

"ہاں میں جانتا ہوں۔ بارہا میرا وہاں جانا ہوا ہے۔ آگے کہو۔"

"آج دوپہر سے تھوڑی دیر پہلے کا ذکر ہے۔" مائیکل نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میں اس رستہ سے گذر رہا تھا کہ کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور اس کے ساتھ ہی ارل آف سنڈرلینڈ کی آواز یہ کہتی سنی گئی۔ خاموش اور محتاط رہنا۔ اور جلدی کرنا۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو مجھے اس شخص کی صورت نظر آئی جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ میں نک

تھا۔ اور ایک ایسی جگہ چھپ کر کھڑا ہو گیا۔ جہاں مجھے کوئی نہیں دیکھ سکتا تھا۔ مگر میں سارے حالات سے خبردار ہو سکتا تھا۔ آپ کو یاد ہو گا شاہ چارلس ثانی کا ایک بہت بڑا ابر بنجی بُت اس رستہ کے ایک جانب طاق میں رکھا ہوا ہے۔ میں اس کے پیچھے ہو گیا۔ اور وہاں چھپا ہی تھا۔ آنے والوں کی جماعت اس مقام کے پاس سے گذری۔ ان میں ایک تو ارل آف سنڈرلینڈ تھا۔ دوسرا ایک سیاہ پوش شخص جس نے کسی مرتد پادری کا لباس پہن رکھا تھا۔ ایک ارل کی مہتمم عورت اور ایک وہ قاصد جو ہالینڈ سے آیا تھا ۔ ۔ ۔"

"تم اسے اینڈ ریولیسلی کہو۔" فادر پیٹر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقینی طور پر معلوم ہو گیا ہے۔ کہ یہی اس کا نام ہے۔ اچھا آگے چلو۔ ان کے ساتھ اور کون تھا؟"

"ایک جوان اور خوبصورت عورت۔ اس نے بھی سکاٹ لینڈ کی وضع کا ہی لباس پہنا ہوا تھا۔ بس یہ لوگ تھے جو گرجا میں داخل ہوئے ۔ ۔"

"یعنی سنڈرلینڈ کے مکان کے اس حصہ میں۔" راہب نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "جہاں مشہور ہے۔ کہ وہ قدیم مذہب پر چلنے کا دعوٰے کرتے ہوئے مرتدوں کے طریق پر نماز پڑھتا ہے۔ مگر آگے کہو۔ میں نے قطع کلام کرنے میں غلطی کی۔ یہ بیان کرو کہ اس کے بعد کیا ہوا؟"

"یہ جماعت جس میں سب پانچ آدمی تھے۔" مائیکل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا "نا پاؤ گھنٹہ معبد میں رہی۔ میں اس اثنا میں بدستور چھپا رہا۔ کیونکہ ڈرتا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ باہر نکلوں تو یہ لوگ بھی واپس آجائیں۔ جس صورت میں مجھے وہاں دیکھ کر ارل کے دل میں ضرور شبہات پیدا ہونا یقینی تھا۔ خیر قریباً پاؤ گھنٹہ کے بعد یہ جماعت گرجا سے واپس آئی۔ اور جب اس مقام کے پاس سے گذری۔ جہاں میں چھپا ہوا تھا۔ تو میں نے دیکھا کہ وہ جوان عورت محبت سے اس شخص کے بازو کے ساتھ لگی ہوئی تھی۔ جس کے متعلق آپ نے فرمایا ہے۔ کہ میں اس کا ذکر اینڈ ریولیسلی کے نام سے کروں۔"

"تو کیا وہاں رسم شادی ادا ہوئی تھی؟" فادر پیٹر نے متعجب ہو کر کہا۔ "بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ اینڈ ریولیسلی چونکہ ولندیز کا ملازم ہے۔ اس لئے یقیناً مرتد ہے۔ پس تمہارا یہ کہنا صحیح ہے۔ کہ اس جماعت کے ساتھ ایک مرتد پادری بھی تھا۔ کچھ شک نہیں کہ رسم شادی ادا ہوئی ہے۔ یقیناً ایسا ہو گا۔ مگر آگے کہو۔ پھر کیا ہوا؟"

"اس کے سوا کچھ نہیں۔" مائیکل نے جواب دیا۔ "کہ میں نے نگرانی کرتے ہوئے معلوم کیا

کہ وہ لڑکی جس نے سکاٹ لینڈ والوں کی طرز کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس کے چند گھنٹے بعد ایک بغلی دروازہ کی راہ سے باہر گئی۔ لیکن مجھے معلوم نہیں کہ کہاں۔ میرا چونکہ مکان ضروری تھا۔ اس لئے میں اس کا پیچھا نہ کر سکا۔ آپ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر میں پیچھے جاتا۔ تو کئی شبہات پیدا ہوتے۔ خیر اس سے قریباً گھنٹہ بھر بعد وہ واپس آئی۔ ا... کر دیکھتا رہا۔ کہ وہ کہاں جاتی ہے۔ میری نظروں کے سامنے وہ اس کمرہ میں داخل ہو... اینڈ ریو لیسلی ٹھیرا ہوا تھا۔ میں نے بدستور نگرانی جاری رکھی۔ تھوڑی دیر بعد ارل بھی میں داخل ہوا۔ اور قریباً دس منٹ وہاں ٹھیرا۔ اتنے میں تاریکی پھیل گئی تھی۔ اس میں ہر طرف لیمپ جلا دیئے گئے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ارل کمرہ سے باہر نکلا۔ اور... لیسلی یا کم از کم اسی قد و قامت کا ایک شخص جس کا بدن کھلے لبادہ میں لپٹا ہوا تھا جوان عورت کو ساتھ لئے باہر آیا۔ وہ میری نظروں کے سامنے زینہ کی راہ سے نیچے اتر... اس کے بعد معلوم نہیں کہاں گئے۔ بہر حال میں نے اس کے بعد انہیں نہیں دیکھا۔ ... سے وہ کمرہ کھلا ہوا ہے۔ اور جس طرح اس شخص کی آمد سے پہلے دستور تھا۔ اب... اس میں جا سکتا ہے۔ اس کے علاوہ چونکہ ساری عمارت میں اب کوئی کمرہ خاص اہ... بند نہیں رکھا جاتا۔ اس لئے میرا قیاس یہی ہے۔ کہ اینڈ ریو لیسلی اس وقت کے بعد... اسے رخصت ہوتے دیکھا۔ واپس نہیں آیا۔"

فادر پیٹر تھوڑی دیر حالت اضطراب میں کچھ سوچتا رہا۔ اس کے بعد اس نے... ہوئی چاندی کی گھنٹی بجائی۔ جس کی آواز سن کر اس کا اپنا خادم جس نے سیاہ مخمل کا س... پہنا ہوا تھا۔ حاضر ہوا۔ اس سے مخاطب ہو کر اس نے کہا "انیئیعنی اسی وقت فوج... کے پاس جاؤ۔ اور کہہ دو۔ کہ میں نے جو احکام دیے تھے۔ ان کو منسوخ سمجھا جائے۔"

خادم نے ادب سے سر جھکایا۔ اور رخصت ہو گیا۔ اس کے چلے جانے پر فادر پیٹر دیر تک گہری فکر میں رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"بالکل صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ شخص اینڈ ریو لیسلی وزیر اعظم کے محل سے رخصت... اور اس کی روانگی میں ایسے حزم و احتیاط سے کام لیا گیا ہے۔ کہ تعاقب میں بھی کام... کی امید نہیں۔ اس لئے سمجھو کہ سر دست سنڈر لینڈ میرے ہاتھ سے نکل گیا۔ ا... ایک بار مجھ پر کامیابی حاصل کی۔ کیونکہ اب میرے پاس ایک بھی ثبوت ایسا ہو...

ں سے میں اس کا جرم ثابت کر سکوں۔ مگر یقین جانو۔ کہ یہ کامیابی عارضی ہے۔ وہ کسی گہری سازش
ں اُلجھا ہوا ہے۔ اور گذشتہ کامیابیوں سے حوصلہ پا کر ضرور آئندہ بھی اپنی شرارتوں کو جاری
ھیگا۔ مائیکل اگر تمہیں بہترین انعامات جو کبھی اس دنیا میں مل سکتے ہیں۔ حاصل کرنے کی خواہش
ہو۔ تو نگرانی کا سلسلہ بدستور جاری رکھنا۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ معاوضہ تمہاری امید
سے ہرگز کم نہ ہوگا۔"

یہ کہتے ہوئے فادر رپیٹر نے میز کی دراز کھول کر ایک تھیلی نکالی جس میں بہت سے
الائی سکے بند تھے۔ ان میں سے بارہ اس نے مائیکل کو دیئے۔ جنہیں وصول کر کے اس نے
ھر ایک بار لبادہ پہن لیا۔ اور رخصت ہوا۔

اس کے چلے جانے پر فادر رپیٹر اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "سنڈرلینڈ پھر ایک
ر بچ گیا۔ مگر جو سازشیں وہ کر رہا ہے۔ ان کے دام میں وہ اس طرح اُلجھا ہوا ہے۔ کہ انجام
ار اس کا بچ نکلنا قطعاً غیر ممکن ہے۔ وہ سمجھتا ہے خاندان سٹوارٹ کا عہد حکومت قریب
ہے۔ اور اس لیئے وہ اس نمائندہ فسق و فجور سے تعلقات پیدا کرنا ضروری سمجھتا ہے۔ اس کے
ستہ طرز عمل سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ اس کے دل میں بادشاہ کے لیئے جسے اس پر کامل
ماد ہے۔ ذرا بھی احساس شکر گذاری نہیں۔ جو شخص اُسے دولت وعزت دے۔ وہ اسی کا
ر رہنے کو تیار ہے۔ صرف ایک پہلو سے اس کی حکمت عملی میری اپنی تجاویز کے مطابق رہی
ہ۔ یعنی یہ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ منحوس خبروں کو بادشاہ کے کانوں تک نہ پہنچنے دیا جائے
اس نے دین حق کی اشاعت کے لیئے۔ جو کار عظیم اپنے ہاتھ میں لیا ہے۔ اس میں رکاوٹ پیدا
ہو۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس معاملہ میں بھی وہ کس لیئے میرا ہمخیال بنا۔ ظاہر ہے کہ بادشاہ کو
لط فہمی میں مبتلا رکھنے کے لیئے تاکہ اس اثنا میں وہ اس فاسق ولندیزی سے اپنی سازشوں
ی رکھ سکے۔ اور انجام کار اس حملہ میں جو اس کے پیش نظر ہے۔ کامیابی ہو۔
ت میرا نقطۂ خیال اس سے مختلف ہے۔ میں نے آج تک ضمن اس بات کو مدنظر رکھا ہے۔ کہ
شاہ ایسی خبروں سے خوف زدہ ہو کر ان تدابیر سے دست بردار نہ ہو جائے۔ جو اس نے
ں مذہب کی اشاعت کے لیئے اختیار کی ہوئی ہیں۔ جس سے میرا تعلق ہے۔ سنڈرلینڈ
، بادشاہ کو اس لیئے حفاظت کا یقین دلایا ہے۔ کہ وہ اس کے زوال پذیر ہونے کا خواہشمند
ہ ہیں نے اس لیئے کہ میں اس کے صحیح راہ پر چلنے کا خواستگار ہوں۔ لیکن کیا ولیم سکنہ ہالینڈ

کی کامیابی کا ذرا بھی امکان ہے ؟ یقیناً نہیں۔ اور اگر ہو تو پھر میری حکمت عملی کا انجام کیا لازم ہے کہ میں بھی انسدادی تدابیر کا مشورہ دوں۔ مگر اس کے ساتھ جہاں تک ایسی خبروں کو بادشاہ کے کانوں تک پہنچنے سے بدستور روکے رکھوں جن سے ف زدہ ہونے کا احتمال ہو۔"

در پیٹر کے خیالات کا سلسلہ یہاں تک پہنچا تھا۔ کہ اس کا خادم کسی قدر تیز چلتا ہوا اخل ہوا۔

سے مخاطب ہو کر اس نے دریافت کیا "میرے احکام کی تعمیل ہوئی ؟"

جی ہاں ہو گئی۔" اینتھنی نے جواب دیا" سنڈر لینڈ کے مکان پر جو مہم جانیوالی تھی اُسے دیا گیا۔ لیکن ملکہ معظمہ نے درخواست کی ہے۔ کہ آپ فوراً شہزادہ ویلز کے کمرہ میں ان سے ملیں"

"وہاں!" فادر پیٹر نے متعجب ہو کر کہا۔

"جی ہاں وہیں۔ شہزادہ کو تشنج ہے۔ اور ملکہ سخت پریشانی کی حالت میں ہیں۔"

"میں ابھی جاتا ہوں۔" فادر پیٹر نے کہا۔ مگر رخصت ہونے سے پہلے اس نے بعض کاغذات کو جنہیں وہ میز پر رکھے ہوئے پڑھ رہا تھا۔ دراز میں بند اور مقفل کر دیا۔

اس کے بعد وہ ایک لمبی غلام گردش سے گذر کر محل کے دوسرے حصہ کی طرف چلا۔ ایک دالان سے گذرنے کے بعد جس میں ملکہ کی چند سہیلیاں اور دو تین خادمائیں جمع تھیں۔ وہ محل کے اس حصہ میں وارد ہوا۔ جہاں شیرخوار شہزادہ اس کی انا اور خادمائیں رہتی تھیں۔ شہزادہ کی عمر صرف تین ماہ کی تھی۔ وہ پیدائشی مریض تھا۔ اور تشنج کا دورہ اُسے بارہا ہوتا تھا یہی وجہ تھی کہ دو شاہی طبیب ہر وقت محل میں حاضر رہتے تھے۔ بادشاہ اور ملکہ کو اپنے اکلوتے بچہ کی سلامتی کا بہت خیال تھا۔ کیونکہ ان کے خاندان کا سلسلہ جاری رہنے کا انحصار اسی ننھی ہستی پر تھا۔ اصل یہ ہے کہ دربار شاہی کے وہ دغاباز اہلکار جو باطن میں بدخواہ مگر ظاہر میں بادشاہ کے پورے وفادار تھے محض اس شہزادہ کی ہستی ناچیز کی بنا پر شاہ جیمز کو حفاظت کے غلط خیال میں مبتلا رکھنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ کیونکہ اُن کی طرف سے یہ دلیل پیش کی جاتی تھی۔ کہ ولیم سکنہ ہالینڈ کا چڑھائی کرنا اس لئے غیر ممکن ہے۔ کہ عزل کی صورت میں شہزادہ کو بعہدہ ریجنسی والی حکومت مشتہر کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے مختلف دلائل ان غداروں

کی طرف سے اکثر پیش ہوتے رہتے تھے۔ جو مختلف وجوہ سے بادشاہ اور ملکہ کو غلط فہمی میں مبتلا رکھنا ضروری سمجھتے تھے۔ ان میں سے بعض ذاتی اغراض کے لئے ایسا کرتے تھے۔ بعض لاعلمی کی وجہ سے اور بعض اس لئے بھی کہ وہ سمجھتے تھے۔ عام رعایا شاہ جیمز کی پوری وفادار ہے۔ چنانچہ ان کی طرف سے بادشاہ سے ہمیشہ یہی کہا جاتا تھا۔ کہ اول تو کسی غیر ملکی حملہ کا احتمال نہیں اور اگر ہو۔ تو بھی کا نتیجہ عملی طور پر کچھ نہیں ہو سکتا۔ بہرحال جیسا کہ ناظرین نے دیکھ لیا۔ جیمز اور میری اب رفتہ رفتہ صحیح حالات کو سمجھنے لگے تھے۔ اگرچہ اب بھی وہ اپنے شیر خوار بچہ کو اپنی حکومت کا سلسلہ جاری رہنے کا یقینی ذریعہ تصور کرتے تھے۔

مگر ہمیں سلسلہ داستان جاری رکھنا چاہیئے۔ دالان سے گذر کر فادر پیٹر ایک شاندار اور آراستہ کمرہ میں داخل ہوا۔ جہاں ایک مسند پر رکھی ہوئی صوفہ پہ جو قرمزی مخمل سے منڈھی ہوئی تھی کمسن شہزادہ لیٹا ہوا تھا۔ ملکہ اس کے سرہانے بیٹھی بحالت فکر ان تدابیر کا اثر دیکھ رہی تھی۔ جو اطبائے شاہی نے بچہ کی تکلیف کو کم کرنے کے لئے اختیار کی تھیں۔ اس کی کرسی کے پیچھے خود بادشاہ کھڑا ہوا تھا۔ اور اس کے چہرہ سے بھی سخت پریشانی کا اظہار ہوتا تھا۔ دو کھلایاں۔ شہزادہ کے کمروں کی مہتمم عورت نیز ملکہ کی سہیلیوں میں سے دو خواتین پاس حاضر تھیں۔

صوفہ کے قریب پہنچکر فادر پیٹر نے جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ بادشاہ اور ملکہ کو جھک کر سلام کیا۔ اور اس کے بعد دوزانو ہو کر بلند آواز میں دعا کرنے لگا۔ حسن اتفاق سے ڈاکٹروں کی دی ہوئی دوا کا اثر بھی ظاہر ہونے لگا تھا۔ چنانچہ تھوڑی دیر میں شہزادہ کا تشنج کم ہوا۔ حالت بہتر ہو گئی۔ اور چند منٹ کے عرصہ میں ڈاکٹروں کے بیان سے وہ فکر و تشویش جو بادشاہ اور ملکہ کو محسوس ہو رہی تھی۔ رفع ہو گئی۔ اس اثنا میں فادر پیٹر کی دعا کا سلسلہ بدستور جاری تھا۔ جس سے بادشاہ اور ملکہ کو یقین ہو گیا۔ کہ بچہ کو دوا کے باعث نہیں بلکہ دعا کی وجہ سے صحت ہوئی ہے۔

"مقدس باپ" شاہ جیمز نے فادر پیٹر کو جو اب دعا ختم کر کے سیدھا کھڑا ہو گیا تھا۔ ایک طرف بلاتے ہوئے کہا۔ "میں کس منہ سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔ یہ آپ ہی کی دعا کا اثر ہے کہ بچہ نے دوبارہ زندگی حاصل کی ہے۔ اس کے لئے ایک باپ اور بادشاہ کا دلی شکریہ قبول کیجیئے۔ اور اس کے بعد یہ بتائیے کہ کیا وہ ہم سنڈرلینڈ کے مکان کی طرف روانہ ہو گئی؟"

"نہیں حضور۔" فادر پیٹر نے جواب دیا۔ کیونکہ جو اطلاع مجھے اب موصول ہوئی ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اینڈریو لیسلی دفعتاً عدم پتہ ہو چکا ہے۔"

"عدم پتہ!" ملکہ نے جو اس وقت اس مقام کے قریب پہنچ گئی تھی۔ جہاں بادشاہ اور پادری گفتگو کر رہے تھے۔ کہا۔ "مگر یہ کیونکر ہوا؟" اور یہ کہتے ہوئے اس کی آنکھوں کا وہ اضطراب جو بچہ کی خرابی صحت سے نمودار تھا۔ انتہائی جوش کی حالت میں بدل گیا۔

"بانو جو کچھ میں عرض کر رہا ہوں وہ صحیح ہے۔" فادر پیٹر نے کہا۔ "لیکن اس کا مجھے علم نہیں کہ کیا لیسلی کے فرار کا باعث کوئی اس قسم کی خفیہ اطلاع تھی۔ جو اُسے عین وقت پر دی گئی۔"

"اس کے باوجود سنڈرلینڈ کو ضرور گرفتار کر لینا چاہیئے۔" ملکہ نے باصرار کہا۔

"بیگم صاحب معاف کیجئے میری یہ رائے نہیں۔" پادری نے کہا۔ "ہمارے پاس وزیر اعظم کے خلاف کوئی ثبوت موجود نہیں۔ اور سنڈرلینڈ کا اثر و اقتدار اتنا غالب ہے کہ اُسے بلا ثبوت گرفتار کرنا خطرہ سے خالی نہ ہوگا۔"

"تو کیا آپ کا منشا یہ ہے۔" بادشاہ نے کہا۔ "کہ میں ایک ایسے شخص کو اپنا مشیر بنائے رکھوں۔ جو صریحاً غدار ہے۔ میں اس دغاباز سے امور سلطنت میں مشورہ لیتا رہوں۔ اور جب آئے تو اس سے خوش ہو کر ملوں۔ حالانکہ میں جانتا ہوں وہ میری تباہی کے لئے کوشش کر رہا ہے۔"

"سر دست حضور کو یہ سب کچھ کرنا ہی ہوگا۔" فادر پیٹر نے کہا۔ اور اس کے بعد اس نے اپنے بیان کی تائید میں بعض اور دلائل پیش کئے۔ جن کا ذکر ناظرین کے لئے دلچسپی کا موجب نہیں ہو سکتا۔

"خیر جیسے آپ کی مرضی ہو۔" آخر کار بادشاہ نے کہا۔ اور اس کے بعد صوفہ کی طرف دیکھ کر جہاں شہزادہ لیٹا ہوا تھا۔ اس نے کہا۔ "خدا کرے کہ وہ خوفناک آفت جس کا خطرہ درپیش تھا ٹل جائے۔"

"کچھ شک نہیں کہ یہ آفت نہایت خوفناک ہوگی۔" فادر پیٹر نے کہا۔ جس سے اس کا اشارہ بچہ کی موت کے امکان کی طرف تھا۔

"جب کہ بپتسمہ میں صرف دس دن باقی ہیں۔" ملکہ کہنے لگی۔

"ہاں اس ماہ کی ۲۳ تاریخ کو ہمارے فرزند عزیز کے متعلق یہ رسم ادا کی جائے گی۔"

"جس موقعہ پر" فادر پیٹر نے موثر لہجہ میں کہنا شروع کیا۔ تقدس مآب پاپائے روم نے اپنی عدم حاضری میں شہزادہ موصوف کا محرم بتا بنا منظور کیا ہے۔"

"اس کے لئے میں بدل آپ کی ممنون احسان ہوں۔ کیونکہ یہ آپ ہی کی کوششوں کا نتیجہ ہے۔" ملکہ نے فادر پیٹر کی طرف شکر گذاری کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

اس کے بعد یہ مشورہ جو کمرہ کے علیحدہ حصہ میں دبے لفظوں میں ہو رہا تھا ختم ہوا۔ بادشاہ اور ملکہ رات بھر کے لئے اپنے کمرہ میں چلے گئے۔ اور فادر پیٹر اپنی نشست گاہ میں واپس ہوا۔ کئی دن گذر گئے۔ اور کوئی نیا قابل ذکر واقعہ ظہور میں نہ آیا۔ وزیر اعظم ارل آف سنڈرلینڈ حسب معمول بادشاہ اور ملکہ کی خدمت میں حاضر ہوتا۔ لیکن گو ان کی طرف سے پوری ظاہرداری سے کام لیا جاتا۔ تاہم وزیر اعظم کے پاس یہ معلوم کرنے کے خفیہ ذرائع تھے۔ کہ میری نسبت بادشاہ کے دل میں شبہات پیدا ہو چکے ہیں۔ فادر پیٹر جہاں تک ممکن ہوتا۔ اس سے پرے ہی رہتا۔ اگرچہ پھر بھی یہ ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ کہ وہ عمداً ایسا کرتا ہے۔ ان ایام میں راڈرک بھی وزیر اعظم سے نہیں ملا۔ فی الحقیقت سنڈرلینڈ کچھ تو سرکاری معاملات اور کچھ اپنی خفیہ سازشوں میں اتنا منہمک اور مصروف رہا۔ کہ اُسے راڈرک سے ملنے کی فرصت ہی نہیں ہوئی۔ گو جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ اس کے دل میں راڈرک کی نسبت بعض خاص تجاویز تھیں جنہیں اس نے نظر انداز نہیں کیا تھا۔

محل میں قیام پذیر ہونے کے بعد راڈرک اور ایلین کی زندگی اُمید سے زیادہ پُرسکون ثابت ہوئی۔ انہیں ان کے کمرہ میں ہی کھانا پہنچا دیا جاتا تھا۔ اور نوکر افسر اور اہلکار سب بڑے ادب و احترام سے پیش آتے تھے۔ کیونکہ شاہ جیمز کی دلی خواہش یہ تھی۔ کہ چند ہفتوں کا عرصہ جو وہ قصر شاہی میں بسر کریں۔ اُن کے لئے ہر طرح باعث آرام ثابت ہو۔ تاکہ جب وہ سکاٹ لینڈ میں واپس جائیں۔ تو ان کے مُنہ سے بادشاہ اور ملکہ کی تعریف ہی نکلے۔ جو کچھ بھی ہو۔ یہ حاصل عائد تھی۔ کہ راڈرک اور ایلین کو شاہی محل میں رہتے ہوئے گھر کی سی آسائش مہیا کی جاتی تھی جس سے وہ اپنا وقت اپنی خواہش کے مطابق بڑے اطمینان کے ساتھ بسر کر سکتے تھے۔ تین چار موقعوں پر رات کو انہیں بادشاہ اور ملکہ نے طلب کیا۔ اور ایک بار انہیں شیر خوار شہزادہ بھی دکھایا گیا۔ ایک اور موقعہ پر لیڈی ایلین کو محل کے اس حصہ میں آنے کی بھی اجازت دی گئی۔ جو شہزادہ کے لئے مخصوص تھا۔ اور چونکہ یہ خاص رعایت انہی لوگوں کو دی جاتی تھی جن پر بادشاہ اور

ملکہ بہت مہربان ہوں۔ اس لئے راڈرک اور ایلین بجا طور سے اپنی خوش قسمتی پر نازاں تھے۔ پھر بھی اصل یہ ہے کہ وہ سب سے زیادہ اسی صورت میں خوش رہتے تھے۔ کہ جب ایک دوسرے کی صحبت میں ہوں۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ حتےٰ کہ وہ یوم سعید جب شہزادہ کو بپتسمہ دیا جانا تھا۔ قریب آ گیا اس موقعہ پر ۲۱ ستمبر کی رات کو ارل آف سنڈرلینڈ کی طرف سے راڈرک کے نام ایک خط موصول ہوا جس میں اُسے وزیر اعظم کے مکان واقع سینٹ جیمزز سکوئر میں مدعو کیا گیا تھا۔

باب ۔ ۶۵

شہزادہ ولی عہد کا راز

آٹھ اور نو بجے کے درمیان راڈرک اپنے خادم ولیم فاکنر کو ساتھ لئے سابق کی طرح ایک مشعل بردار لڑکے کے پیچھے ارل آف سنڈرلینڈ کے مکان کو روانہ ہوا جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں وہ اب تک وزیر اعظم کی نسبت کوئی خاص رائے قائم نہیں کر سکا تھا کبھی وہ سوچتا تھا۔ کہ ممکن ہے اینڈریو لیسلی ارل ہی کا جاسوس ہو۔ جس صورت میں صاف ظاہر تھا۔ کہ وزیر اعظم شاہ جیمز کا غدار نہیں۔ بلکہ وہ اپنے طور پر اس کی بہتری کے لئے کوشش کر رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی قرین قیاس تھا۔ کہ لیسلی اب تک کونٹ ڈی ہیلیڈر کا وفادار خادم اور شہزادہ آریخ کا حامی ہو جس حالت میں سنڈرلینڈ کی غداری صاف طور پر ثابت تھی۔ بہر حال بہت غور و خوص کرکے بھی راڈرک اب تک یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔ کہ ان دو صورتوں میں سے کس کو قرین قیاس سمجھنا چاہیئے۔ گمان غالب یہی تھا۔ کہ سنڈرلینڈ اپنے بادشاہ کا غدار ہے۔ کیونکہ اُسے یاد تھا۔ کہ جب اس نے اول مرتبہ اس سے اینڈریو لیسلی کی موجودگی کا ذکر کیا۔ تو وزیر اعظم کے چہرہ پر اضطراب و پریشانی کی علامات نمودار ہوگئی تھیں۔ ایسے حالات میں کیا عجب کہ سنڈرلینڈ کا یہ بیان کہ لیسلی میرا اپنا جاسوس ہے صرف ایک بناوٹ ہو۔ اور اس نے یہ بات محض راڈرک کے شبہات کو ٹالنے کی غرض سے کہہ دی ہو۔ مگر راڈرک کی عادت تھی۔ کہ وہ کسی معاملہ کی نسبت جلدی میں یا کامل ثبوت حاصل کرنے کے بغیر کوئی رائے قائم نہ کرتا تھا۔ پس جس وقت اُسے وزیر اعظم کا رقعہ ملا تو وہ بلا تامل اس کی ملاقات کے لئے آمادہ ہوگیا۔ خصوصاً اس لئے کہ اس زمانہ میں

وزیر اعظم کے اختیارات اتنے وسیع تھے۔ کہ اس کا دعوٰی خط احکام شاہی سے کم حیثیت نہ رکھتا تھا۔

جب راڈرک سنڈرلینڈ ہوش میں آگیا۔ تو سابق کی طرح ایک خادم نے اس کو اسی مکلف کمرہ میں پہنچا دیا جس میں ایک بار پہلے اس کی وزیر اعظم سے ملاقات ہوئی تھی۔ چنانچہ اندر داخل ہوا۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ ارل ایک آرام دہ صوفہ پر اطمینان سے لیٹا ہوا ہے۔ اور کمرہ کے وسط میں کئی طرح کی نادر شرابیں۔ پھل اور کئی اور نعمتیں حاضر ہیں۔

"میرے عزیز دوست" ارل نے بڑے اخلاق سے راڈرک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ آپ نے سمجھا ہوگا امور سلطنت کے انہماک میں میں نے آپ کو بالکل ہی بھلا دیا۔ مگر حقیقت حال یہ نہیں۔ فی الحقیقت میں کچھ عرصہ سے بعض اہم ملکی معاملات میں اتنا مصروف رہا ہوں کہ آپ کی ملاقات کے لئے فرصت نہیں پا سکا۔ بہرحال سب سے پہلے میں اس لئے آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے اس شخص کی نسبت جس کا نام لینا ضروری نہیں۔ مگر جسے آپ اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ یعنی وہ جسے آپ نے میرے مکان میں پہچانا تھا۔ قابل قدر سکوت سے کام لیا۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ آپ نے اپنی بیگم لیڈی ایلن کی شرکت سے ایک قابل تعریف فعل سرانجام دیا۔ یعنی شخص مذکور کی بیوی کو بروقت اطلاع دیدی۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ وہ خطرہ آپ کے منہ سے نکلی ہوئی کسی بات سے پیش نہیں آیا تھا۔ بہرحال میرے لئے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ کہ اس خطرہ کا اصلی ماخذ کیا تھا۔ میں نے پہلے ہی آپ سے کہا تھا۔ کہ فادر پیٹر سے محتاط رہنا لازم ہے۔ اور اب میں صاف طور پر آپ کے روبرو اس کا اعتراف کرتا ہوں۔ کہ وہ میرا اصلی دشمن ہے۔ مجھے معلوم ہے۔ کہ میرے بہت سے نوکروں میں کوئی شخص ضرور ایسا ہے۔ جو میری نسبت ہر قسم کی اطلاع اسے دے آتا ہے اور میں نے یہ معلوم کرنے کی بہت کوشش کی ہے۔ کہ وہ شخص کون ہے۔ مگر اب تک معلوم نہیں کرسکا۔۔ لیکن سر راڈرک آپ کھڑے کیوں ہیں؟ میرے دوست تشریف رکھئے۔ کئی طرح کی شراب حاضر ہے۔ جو پسند ہو اس کا شغل کیجئے"۔

ارل نے یہ گفتگو اس انداز سے کی تھی۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ وہ اس شخص کو جس کی عداوت سے وہ پوری طرح واقف ہے۔ بالکل حقیر سمجھتا ہے۔ مگر راڈرک کو اس پر سخت تعجب ہوا۔ کہ فادر پیٹر جیسے ذی اثر شخص کو اپنا دشمن جانتے ہوئے وزیر اعظم کے دل میں ایسا سکون کیونکر قائم رہ سکتا ہے

شراب کا ایک اور جام پر کرکے سنڈرلینڈ پھر اپنی صوفہ کے نرم گدوں پر پیچھے کی طرف جھک گیا۔ اور اسے ایک ایک گھونٹ پیتے ہوئے کہنے لگا۔ "مجھے اس بارہ میں کامل یقین ہوچکا ہے کہ

کہ بادشاہ اور ملک سمجھتے ہیں۔ میں ان سے غداری کر رہا ہوں ۔ یہ بات مجھ سے پوشیدہ نہیں۔ کہ گو ظاہر میں وہ بڑے تپاک سے پیش آتے ہیں۔ مگر باطن میں مجھے اپنا دشمن ہی سمجھتے ہیں۔ لیکن مجھے ان کی رائے کی اسی طرح کچھ پروا نہیں جیسے فادر پیٹر کی نصرت کی۔ سر راڈرک سچ جانیئے سلطنت کی اصلی باگ میرے ہی ہاتھ میں ہے ۔ اور میں اُسے چھوڑ دوں تو یہ گھروندہ آج ہی بگڑ سکتا ہے ۔ ملک کی سب سے زبردست جماعت میری مددگار ہے ۔ کیونکہ ایک طرف کیتھولک فریق یہ محسوس کرتا ہے کہ اس نے جو فوائد حاصل کیے ۔ وہ میری ہی کوشش کا نتیجہ ہیں ۔ اور دوسری جانب پراٹسٹنٹ بھی اس حقیقت سے ناآشنا نہیں ۔ کہ اگر میری ذات شامل حال نہ ہوتی ۔ تو نہ معلوم شاہی حمایتیں کونسی انتہائی صورت اختیار کرتیں ۔ پس ملک کی موجودہ حالت میں میری ہستی کو خاص اہمیت حاصل ہے ۔ اور اس لحاظ سے گو کوئی میری نسبت کچھ بھی خیال رکھتا ہو ۔ بہرحال میں اپنے آپ کو ہر طرح محفوظ اور مصئون سمجھتا ہوں ۔"

وہ گفتگو کرتے ہوئے رُک گیا ۔ اور حسب معمول شراب پیتے ہوئے کنکھیوں سے راڈرک کے چہرہ کی طرف دیکھتا رہا ۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا ۔ کہ میرے الفاظ کا اس پر کیا اثر ہوا ہے ۔ مگر راڈرک کی سنجیدگی میں ذرا فرق نہیں آیا ۔ اس کے چہرہ سے اس کے دلی خیالات کا اندازہ کرنا سخت مشکل تھا ۔ گو باطن میں وہ اس بات کو سمجھنے سے قاصر تھا ۔ کہ ارل کس لیئے مجھ سے اس بے تکلفانہ پیرایہ میں گفتگو کر رہا ہے ۔

دوبارہ سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے سنڈرلینڈ نے کہا "خیر اگر فادر پیٹر کا ایک جاسوس میرے گھر میں ہے ۔ تو مجھے بھی اس کا اطمینان حاصل ہے ۔ کہ میرے اپنے جاسوس دربار شاہی میں موجود ہیں . . ."

"مائی لارڈ ۔ میں التجا کرتا ہوں ۔ کہ اس ذکر کو جانے دیجیئے"۔ راڈرک نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا "میں ان دنوں بادشاہ سلامت کا نمک خوار ہوں ۔ اور گو مجھے غیبت سے سخت نفرت ہے تاہم اگر آپ کی طرف سے انکشافات کا سلسلہ اسی طرح جاری رہا ۔ تو میں نہیں کہہ سکتا ۔ کہ میں ان واقعات کو بادشاہ کے گوشگذار کرنے کا فرض انجام دینے میں تامل کروں گا ۔"

"پیارے راڈرک"۔ ارل نے بے تکلفی کی راہ سے کہا "مجھے کامل یقین ہے ۔ کہ تم اس طرح کی کوئی حرکت نہ کروگے ۔ بھلا یہ کیونکر ممکن ہے ۔ کہ وہ شخص جس نے محض اپنی طبعی فیاضی کے باعث ایک نوجوان عورت کو بروقت خبردار کر کے اس کے شوہر کی جان بچائی ۔ وہی اس شخص کی رازدارانہ

گفتگو کو جو اس کا سچا دوست ہے۔ کبھی ظاہر کر دیگا۔"

"مائی لارڈ میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں۔" راڈرک نے استقلال کے لہجہ میں کہا کہ میں نے وہ اطلاع جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ محض اس جوان عورت کی حالت پر رحم کھا کر دی تھی۔ ورنہ مجھے اس مرد سے ذرا بھی ہمدردی نہیں جس کی جان اس ذریعہ سے بچی۔ فی الحقیقت میں اپنے دل میں محسوس کرتا ہوں۔ کہ اینڈریو لیسلی کو گرفتاری سے بچا کر میں نے بادشاہ کا ایک فرض خاص انجام دینے میں سخت کوتاہی کی۔ لیکن یہ بھی مجھ سے برداشت نہ ہوتا تھا۔ کہ ایک نیک نہاد جوان عورت اپنی شادی کے دن ہی انتہائی مصیبت میں مبتلا ہو۔ اور میں چپ چاپ کھڑا دیکھا کروں"

"مگر میں نے آپ سے کب کہا تھا۔ کہ اینڈریو لیسلی بادشاہ کا غدار ہے؟" سنڈرلینڈ نے راڈرک کے چہرہ کی طرف نظر غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ "بہر حال ٹھیریئے۔ میں اصل مطلب کی طرف آرہا ہوں۔ درحقیقت میں نے آج رات آپ کو محض ان سرسری باتوں کے لئے تکلیف نہیں دی۔ میں نے آپ کو اس لئے بلایا ہے۔ کہ مجھے چند خاص معاملات پر گفتگو کرنا تھا۔ کیا آپ کو کسی ایسے غیر معمولی اہمیت کے واقعہ کا علم ہے۔ جو گذشتہ دو تین گھنٹہ کے عرصہ میں محل شاہی میں ظہور پذیر ہوا ہے؟"

"نہیں مائی لارڈ" راڈرک نے وزیر اعظم کی طرف نظر حیرت سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "مجھے اتنا معلوم ہے۔ کہ آج صبح شہزادہ ویلز کو تشنج کا دورہ ہوا تھا۔ مگر جب سے میں قصر شاہی میں آیا ہوں۔ تین چار بار اسی طرح ہو چکا ہے۔ اور ہر بار قابل اطبا کی کوشش سے مرض رفع ہو جاتا ہے۔"

"ہوں!" ارل نے چہرہ کو ایک خاص طرح کی صورت دیتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد دو تین گھونٹ شراب کے اور پی کر وہ کہنے لگا۔ "سر راڈرک یہ وقت ایسا ہے۔ جب آپ جیسے ہونہار جوان اپنے لئے روشن مستقبل تیار کر لیتے ہیں۔ آپ والئے گلنکو کے فرزند اور لارڈ ڈگلن فان کے وارث ہیں۔ اس لئے کوہستان سکاٹ لینڈ میں آپ کا اثر غالب ہے۔ ان دو امرا نے آپ کو صدر مقام میں بھیجا ہے۔ اور آپ محل شاہی میں فروکش ہیں۔ جہاں رہ کر آپ کو بادشاہ اور ملکہ کی عادت سے واقف ہونے کا موقعہ حاصل ہے۔ اس لئے وادی گلنکو میں واپس جا کر آپ ہر قسم کی خبر دے سکیں گے۔ جس سے یا تو آپ کے والد اور خسر اور اُن کے معاونوں کے دلوں میں شاہ جیمز کی وفاداری کو اور بھی تقویت حاصل ہو۔ یا اُن پر ثابت ہو جائے۔ کہ بادشاہ اتنا

کم مایہ ہے۔ کہ اس کی حمایت کرنا بے جا اور لاحاصل ہے۔ . . بھیڑیئے میری بات سنئیے۔ اور قطع کلام کی کوشش نہ کیجئے۔ آپ کی حالت اس وقت بے حد ذمہ داری کی ہے۔ وہ وقت دور نہیں۔ جب خاندان سٹوارٹ پر ایک زبردست وار ہوگا۔ آپ جانتے ہیں۔ وہ وار کس طرف سے ہونے والا ہے۔ کیونکہ ولندیزی تیاریاں کسی سے مخفی نہیں۔ پس جو کچھ آپ گفتگو میں واپس جاکر کہیں گے۔ اس کے مطابق ہی آپکے والد اور متعلقہ قبائل جن پر اُن کا اثر ہے عمل کریں گے اس کے معنی یہ ہیں۔ کہ آپ کی زبان سے نکلا ہوا ایک لفظ یا تو اُنہیں ایک ایسی حکومت کا مقلد بنا دے گا۔ جس کی حمایت سے کچھ بھی فائدہ حاصل نہیں۔ یا اس فریق کی امداد پر آمادہ کرنے کا باعث ہوگا جس کی کامیابی ہر طرح یقینی ہے۔ اگر وہ علانیہ اس آخری معاملہ سے ہمدردی ظاہر نہیں کر سکتے۔ تو اُنہیں کم از کم اظہار خصومت سے باز رہنا چاہیئے۔ تاکہ یہ تحریک سکاٹ لینڈ میں بھی اُسی طرح تقویت حاصل کر جائے۔ جیسے اس نے انگلستان میں حاصل کی ہے۔"

"اُف آپ اسی ملک کے وزیر اعظم ہو کر صاف لفظوں میں یہ کہہ رہے ہیں کہ ولندیز اپنے وار میں کامیاب ہونگے۔" راڈرک نے غصہ کے لہجہ میں کہا۔ "مائی لارڈ آخر کیا وجہ ہے۔ کہ نہ آپ اپنی فوجیں جمع کرتے ہیں۔ اور نہ جہاز۔ نہ آپ کی طرف سے کسی قسم کی حفاظتی تدابیر عمل میں لائی جاتی ہیں؟"

"اس لئے کہ نہ بری فوجیں قابل اعتماد ہیں۔ اور نہ بحری" سنڈرلینڈ نے پرسکون لہجہ میں جواب دیا۔ "فی الحقیقت وہ دونو غدر کی سی حالت میں ہیں۔ اگر میں آج اس قسم کے احکام صادر کر دوں۔ جن کا آپ امور سلطنت سے بے خبری کی وجہ سے مشورہ دے رہے ہیں۔ تو کوئی اُن کی تعمیل نہ کرے گا۔ اور وزیر اعظم کی حیثیت میں اس کا سارا الزام میرے سر پر ڈالا جائے گا . . . میں سمجھتا ہوں کہ آپ اس موقعہ پر کیا کہنا چاہتے ہیں۔ آپ کا منشا یہ ہے۔ کہ مجھے اپنا عہدہ کسی اور کے لئے خالی کر دینا چاہیئے۔ مگر کیا۔ میں نے اس گفتگو کے آغاز ہی میں آپ سے یہ بات نہیں کہہ دی تھی۔ کہ میری ہستی موجودہ حالات سے خاص طور پر وابستہ ہے؟ اگر میں آج امور سلطنت سے دستکش ہو جاؤں۔ تو کل ہی۔ سارے اجزا کا منتشر ہو جانا یقینی ہے۔ بس موجودہ حالات میں ایک ہی طریقہ قابل عمل ہے۔ اور وہ یہ کہ معاملات جو صورت بھی اختیار کر رہے ہیں۔ اُسے ظہور میں آنے دیا جائے۔"

"اگر یہی بات ہے۔ تو معاف کیجئے میں اس گفتگو کو زیادہ عرصہ نہیں سن سکتا۔" اور یہ کہتے

ہوئے راڈرک اپنی جگہ سے اُٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"مگر نہیں آپ کا فرض ہے۔ کہ تصویر کے ہر پہلو کو دیکھیں۔" ارل نے باصرار کہا۔ "کیا آپ اس لئے انگلستان میں نہیں آئے کہ لندن کے صحیح حالات معلوم کریں؟ ایک دیانت دار نوجوان کی حیثیت میں آپ کی پوری کوشش یہ ہونی چاہیئے۔ کہ معاملہ کے ہر پہلو کو سوچیں۔ کیا یہ دُور اندیشی ہے۔ کیا یہ مصلحت بینی ہے کہ آپ بعض خاص خیالات و تعصبات کے تابع ہو کر واقعات سے آنکھیں بند کئے گلنکو میں واپس جائیں۔ اور اپنے والد جیمز اور اُن کے متعلقین کو وہ حالات سنائیں، جو سراسر غلط ہوں۔ اور انہیں ایک ایسے معاملہ کا مددگار بنانے کی کوشش کریں۔ جو یقیناً ان کی تباہی کا موجب ثابت ہوگا؟ نہیں سر راڈرک میں آپ کو اتنا نادان نہیں سمجھتا۔"

راڈرک جو اس بحث سے تنگ آ گیا تھا۔ اب گفتگو ختم کرنے کی غرض سے کہنے لگا۔ "لیجئے صاحب ان باتوں کا مجھ پر کچھ اثر نہ ہوگا۔ ہاں اگر آپ کسی طرح یہ ثابت کر سکتے ہوں کہ شاہ جیمز کی حمایت کرنا انصاف و دیانت کے خلاف ہے۔ تو میں آپ کے استدلال کو غور اور توجہ سے سنونگا۔ اور اس صورت میں یہ بھی ممکن ہے۔ کہ آپ میرے خیالات میں تبدیلی پیدا کر سکیں"

"بہت اچھا۔ یوں ہی" ارل نے جواب دیا۔ اور اس کے بعد بیش قیمت ہیروں سے مرصع گھڑی میں وقت دیکھ کر کہنے لگا۔ "ہاں میری رائے میں اب موقعہ ہے۔ مگر ہمیں تنہا جانا چاہیئے آپ کے ساتھ آپ کا خادم بھی ہے۔ تو اُسے ہماری واپسی تک ہمیں انتظار کرنا ہوگا"

"ہاں وہ انتظار کریگا۔ مگر چلنے سے پہلے میں یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ کہ آپ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں۔ کیونکہ میں پھر آپ سے عرض کردوں کہ سیاسی سازشوں کے خطرناک اور پُرپیچ جھگڑوں میں اُلجھنے کی مجھے قطعاً خواہش نہیں ہے۔"

"اور نہ اس کی ضرورت ہے۔" سنڈرلینڈ نے کہا۔ "بلکہ میں ایک دوست کی حیثیت میں آپ کو بھی مشورہ دونگا۔ کہ جہاں تک ممکن ہو۔ ان سے بچیئے۔ لیکن آپ نے مجھ سے ایک ثبوت طلب کیا تھا۔ اور میں اُسے مہیا کرنے کو تیار ہوں۔ یقین ہے اب آپ اپنی بات سے پیچھے نہ ہٹیں گے۔"

"نہیں مائی لارڈ" راڈرک نے فخر و استقلال کے ساتھ جواب دیا "قومی آن ہرگز اس کی اجازت نہیں دیتی۔ کہ مُنہ سے نکلی ہوئی بات کے خلاف عمل کیا جائے۔ اگر ہمیں چلنا ہی ہے۔ تو چلئے میں حاضر ہوں۔"

ارل آف سنڈرلینڈ راڈرک کو ساتھ لے کر ایک اور کمرہ میں داخل ہوا۔ جس کا دروازہ اسی گیلری میں ایک طرف کھلتا تھا۔ یہ جگہ کمرہ لباس کا کام دیتی تھی۔ اندر بے شمار الماریوں میں جن میں سے بعض کے دروازے کسی قدر کھلے ہوئے تھے۔ مختلف اوقات و مدارج کے بے شمار لباس موجود تھے۔ اور ان کے علاوہ دیوار میں لگی ہوئی کھونٹیوں پہ لاتعداد کوٹ لبادے اور چغے لٹک رہے تھے۔

ارل نے ایک لبادہ اپنے بدن پہ لپیٹ لیا۔ اور راڈرک سے بھی ایسا کرنے کی درخواست کی۔ پھر اپنے سر پہ ہسپانی وضع کی جھکی ہوئی ٹوپی رکھتے ہوئے اس نے راڈرک سے کہا کہ آپ بھی اپنی پہاڑی ٹوپی کی جگہ اس قسم کی ہیٹ پہن لیجئے۔ اس نے ایسا ہی کیا۔ اور جب یہ تیاریاں مکمل ہو گئیں۔ تو ارل آف سنڈرلینڈ ایک زینہ کی راہ سے اُتر کر اس دروازہ کے قریب پہنچا جو مکان کے پچھلی طرف واقع تھا۔ وہاں سے دونو باہر نکلے۔ اور ایک بھی لفظ کہنے کے بغیر قصر وائٹ ہال کی طرف ہو لئے۔ آگے آگے ارل اور اس کے پیچھے راڈرک چل رہا تھا۔

قصر شاہی کے اس چھوٹے سے دروازہ پہ پہنچ جس کا ذکر اس سے پہلے باب میں ہو چکا ہے اور جس کی راہ سے ناظرین نے مائکل کو داخل ہوتے دیکھا تھا۔ ارل آف سنڈرلینڈ نے گھنٹی بجائی جس کی آواز سن کر فادر پیٹر کا خادم انیقفی سنجیدہ صورت بنائے سیاہ مخملی لباس پہنے حاضر ہوا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے ارل کو اس تبدیل شدہ لباس میں بھی فوراً پہچان لیا۔ کیونکہ ایک بھی لفظ زبان سے کہنے کے بغیر وہ وزیر اعظم اور راڈرک کو محل کے اندر لے گیا۔ لیکن اس زینہ پہ چڑھنے کی بجائے جو فادر پیٹر کے کمرہ کی طرف جاتا تھا۔ وہ سنڈرلینڈ اور راڈرک کو ساتھ لئے ایک مسقف رستہ سے گذر کر ایسی غلام گردش میں داخل ہوا جس میں آگے چلکر ایک اور زینہ آتا تھا۔

اس جگہ پہنچ کر انیقفی نے کہا۔ "میں التجا کرتا ہوں۔ کہ یہاں چند منٹ انتظار کیجئے۔"

"بہت اچھا۔ مگر دیکھو۔ جلدی کرنا۔" سنڈرلینڈ نے جواب دیا۔

خادم زینہ کی راہ سے اوپر چڑھ گیا۔ اور وزیر اعظم نے اس دروازہ کو جس کی راہ سے وہ اس جگہ داخل ہوئے تھے۔ اس خیال سے بند کر دیا کہ بے خبری میں کوئی غیر اندر نہ آ جائے۔

"مائی لارڈ" راڈرک نے آواز دبا کر کہا۔ "معاف کیجئے۔ مجھے یہ کارروائی بہت ناپسند ہے۔ جس قصر شاہی میں میں ایک مہمان کی حیثیت میں فروکش ہوں۔ اس میں خفیہ طور پہ داخل ہونا

سمجھنا آوارہ گرد تا ہے۔ میں عرض نہیں کر سکتا۔ کہ اس وقت تک کیسے خاموش رہا۔۔۔"

"اوہ! ارل آف سنڈر لینڈ نے لاپروائی سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ دوست ایسے باطل خیالات کو دل میں جگہ نہ دیجئے۔ عنقریب آپ ایک ایسی چیز دیکھنے والے ہیں جو باعتبار اہمیت ان سے بالاتر ہے۔" پھر وہ مسکرا کر کہنے لگا۔ کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا۔ کہ اگر فادر پیٹر کے جاسوس میری حرکات کی نگرانی کرتے ہیں۔ تو میں نے بھی اس کی چار دیواری میں اپنے آدمی متعین کر رکھے ہیں۔ اور عنقریب آپ دیکھیں گے کہ یہی ایک شخص مجھ سے ملا ہوا نہیں ہے۔ مگر میں پھر تاکید کرتا ہوں اپنے چہرہ کو لبادہ اور ٹوپی کی مدد سے اچھی طرح چھپائے رکھیئے۔ کیونکہ یہ غیر ضروری ہے۔ کہ کوئی یہاں آپ کو پہچانے۔ یہ شخص انیتھنی اور وہ لوگ جنہیں ہم عنقریب دیکھیں گے۔ مجھے پہچانتے ہیں۔ اور میرے راستے میں اتنا ہی کافی ہے۔ اس کی ضرورت نہیں۔ کہ وہ آپ کو بھی جانیں۔"

"لیکن مائی لارڈ میں چاہتا ہوں۔۔۔"

"بس اب اعتراضات رہنے دیجئے۔ کیونکہ واپس جانے کا وقت نہیں ہے۔ علاوہ بریں مجھے یقین ہے۔ کہ تھوڑی دیر میں آپ میرا شکریہ ادا کریں گے۔ کہ میں آپ کو یہاں لایا۔"

اتنے میں سنجیدہ صورت انیتھنی پھر زینہ کی راہ سے نیچے اتر آیا۔ اس زینہ پر اور غلام گردش میں بھی چاندی کے لیمپوں کی روشنی تھی۔ نوکر نے سنڈر لینڈ اور راڈرک کو اوپر چلنے کا اشارہ کیا اور کسی ناقابل بیان کشش کے زیر اثر راڈرک وزیر اعظم کے ساتھ ساتھ خادم کے پیچھے زینہ پر چڑھنے لگا۔ تھوڑی دیر میں وہ اس مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں یہ زینہ ایک بند دروازہ پر ختم ہو جاتا تھا جس سے ظاہر تھا کہ یہ کوئی خفیہ زینہ ہے۔ اس موقعہ پر راڈرک کے دل میں پھر ایک بار احساس تاسف پیدا ہوا۔ کہ میں نے اس معاملہ میں حصہ لینا کیوں منظور کیا۔ مگر اسے زیادہ غور و خوض کی مہلت نہیں ملی۔ کیونکہ جس وقت وہ اس مقام پر پہنچے۔ تو انیتھنی نے تین بار دروازہ پر دستک دی جسے فوراً ایک متوسط العمر عورت نے جو خوشنما لباس پہنے ہوئے تھی کھول دیا۔ راڈرک نے پہچانا۔ کہ یہ شہزادہ ولی عہد کے کمرہ کی مہتمم عورت ہے۔ اس نے ارل آف سنڈر لینڈ کی طرف جو زینہ کے نیچے دروازہ بند کرنے کے بعد منہ چھپانے کی احتیاط کو نظر انداز کر چکا تھا۔ پُر معنی انداز سے دیکھا۔ اور پھر راڈرک پر ایک تیز متجسس نظر ڈالی جس نے بدستور اپنے بدن کو پورے طور پر چھپایا ہوا تھا۔ کہ صرف آنکھوں کا حصہ ننگا تھا۔

"یہ شخص میرا دوست ہے۔ اور اس پر پوری طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے۔" ارل نے دبے

لفظوں میں اس عورت سے کہا جس کے بعد وہ ان کے آگے آگے تیز چلتی ہوئی دالان کی راہ سے ایک فراخ کمرہ میں داخل ہوئی۔ جو سطلا لکڑی کی دیوار میں ایسے طریق پر بنا ہوا تھا کہ جو شخص اس کی موجودگی سے بے خبر ہو۔ وہ باوجود بڑی کوشش کے اسے معلوم نہ کر سکتا تھا۔

جس کمرہ میں راڈرک اب داخل ہوا۔ اس کا سارا سامان بیش قیمت تھا۔ ایک شہ نشین پر جہاں قرمزی رنگ کا کپڑا بچھا ہوا تھا۔ ایک پلنگڑی رکھی تھی۔ ایک خوشنما جھاڑ چھت سے معلق کمرہ میں ضیا ریزی کر رہا تھا جس کی روشنی دیواروں پر لگے ہوئے قد آدم آئینوں اور سامان کے رنگ و روغن پر منعکس ہو کر اور بھی تیزی اختیار کرتی تھی۔ پلنگڑی کے گرد پردے لٹک رہے تھے۔ اور پاس ہی دو عورتیں جن کی نسبت راڈرک نے معلوم کیا۔ کہ شہزادہ ویلز کی کھلائیاں ہیں بیٹھی تھیں۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ اس سے پہلے ایک موقعہ پر لیڈی ایلین اس کمرہ میں داخل ہوئی تھی۔ اس نے اپنے شوہر سے اس کی جو کیفیت بیان کی۔ اس کی بنا پر راڈرک کو یہ معلوم کرنے میں دقت پیدا نہ ہوئی کہ یہ شہزادہ ولی عہد ہی کا کمرہ ہے۔

مہتمم عورت دبے پاؤں چلتی ہوئی پلنگڑی کے پاس گئی۔ دونوں کھلائیاں بدستور بے حرکت بیٹھی رہیں۔ اور اگرچہ انہوں نے ارل اور راڈرک۔۔ خصوصاً آخر الذکر کی طرف نظر غور سے دیکھا۔ تاہم ان کی صورتوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اس آمد کے لئے تیار تھیں۔ راڈرک نے اب تک اپنا چہرہ چھپایا ہوا تھا۔ اور اس لئے کوئی اسے پہچان نہ سکتا تھا۔

اتنے میں مہتمم عورت نے پلنگڑی کے گرد لٹکتے ہوئے بھاری اور شاندار پردوں کو ایک طرف ہٹایا۔ اور کہنے لگی "دیکھیے"۔

اس نظارہ کو دیکھ کر جو پردوں کے اندر دکھائی دیا۔ راڈرک اپنی جگہ پر بت یا حیوان کی طرح بے حرکت کھڑا رہ گیا۔ کیونکہ پلنگڑی پر ایک معصوم بچہ کی لاش پڑی تھی! اور گو دہشت نے اس پر اپنا اثر قائم کر دیا تھا۔ تاہم خط و خال سے اب بھی یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا کہ یہ شہزادہ ولی عہد کی لاش ہے!

"اور آگے آئیے۔" ارل آف سنڈرلینڈ نے دبی آواز میں راڈرک سے کہا۔ "پھر آپ کو اس واقعہ کا پورا یقین ہو جائے گا۔"

راڈرک نیم بے خبری کی سی حالت میں کسی ناقابل مغلوب رغبت کے زیر اثر آگے بڑھا اور پلنگ کے بالکل پاس پہنچ گیا۔ پھر اس نے لاش کے اوپر جھک کر دیکھا [illegible]

شبہ اب تک اس کے دل میں باقی تھا۔ کہ یہ لاش کس کی ہے۔ تو اب وہ بالکل ہی رفع ہو گیا۔ اس نے ہاتھ بڑھا کر مردہ بچہ کے رخسار کو چھوا۔ تو معلوم ہوا کہ وہ بدن جو دیکھنے میں سنگ مرمر کی طرح سپید ہے۔ چھونے میں اس کی طرح سرد بھی ہے۔ راڈرک نے جھٹ اپنا ہاتھ پیچھے ہٹا لیا اور اس کے سینہ سے بے اختیار ایک آہ سرد نکلی۔ یہ آہ اس جاں نثار بچہ کے لئے تھی۔ جو قبل از وقت دنیا سے رخصت ہو گیا۔ اور ان والدین کے لئے بھی جنہیں وہ دائمی آہ و بکا کے لئے چھوڑ گیا۔

"بس آجائیے" ارل آف سنڈرلینڈ نے جو پاس کھڑا تھا۔ راڈرک سے کہا۔ "بہت دیر ٹھیرنا خطرناک ہے۔"

یہ اشارہ پاتے ہی مہتمم عورت نے پردوں کو چھوڑ دیا۔ اور موت کا نظارہ اس طرح غائب ہو گیا۔ جیسے ناٹک میں پردہ گرنے سے کوئی خوفناک منظر نہاں ہو جاتا ہے۔ عجیب و متوحش خیالات کو دل میں لئے ہوئے راڈرک ارل کے پیچھے اس کمرہ سے رخصت ہوا۔ اور دونوں اسی خفیہ دروازہ کی راہ سے اس دالان میں داخل ہوئے۔ جہاں فادر پیٹر کا غدار خادم انیتھنی ان کی واپسی کا منتظر تھا۔ پھر چپ چاپ اس کے پیچھے زینہ کی راہ سے نیچے اترے۔ غلام گردش میں پہنچکر خادم نے بند دروازہ اپنے ہاتھ سے کھول دیا۔ پھر آگے چلتے ہوئے باہر کا دروازہ بھی کھولا۔ یہاں ارل آف سنڈرلینڈ نے ایک بھاری بٹوا نکال کر جس کے اندر طلائی سکے نمایاں طور پر کھنکھنا رہے تھے۔ انیتھنی کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ اس نے جھک کر سلام کیا۔ جو ادائے شکریہ کی علامت تھی۔ مگر زبان سے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

قصر شاہی سے چل کر راڈرک اور وزیر اعظم دونوں چپ چاپ سینٹ جیمز سکوئر والے مکان کی طرف ہو لئے۔ لیکن رستہ طے کرتے ہوئے راڈرک کے دل میں ہزارہا عجیب و غریب خیالات پیدا ہو رہے تھے۔ وہ حیران تھا۔ کہ مجھے کیوں ایسے پُراسرار طریق پر شہزادہ کی لاش دیکھنے کے لئے قصر شاہی میں پہنچایا گیا؟ کیا ان لوگوں کا ارادہ اس موت کو پوشیدہ رکھنے کا ہے؟ اور اگر ایسا ہے۔ تو بادشاہ اور ملکہ کا طرز عمل کیا ہو گا۔ وہ ارل آف سنڈرلینڈ سے کئی سوالات پوچھنے کے لئے بے چین تھا۔ مگر بازاروں میں چلتے ہوئے جہاں روشنی کا نہایت ناکافی انتظام ہونے کے باعث یہ کہنا مشکل تھا۔ کہ کس مقام پر کوئی شخص چھپا ہوا ہو گا۔ اس نے اس قسم کے اہم معاملہ پر سر راہ گفتگو کرنے کی جرأت نہ کی۔ علاوہ بریں سنڈرلینڈ

اس تیزی سے چل رہا تھا۔ کہ اس سے یہ ذکر چھیڑنا عملی طور پر غیر ممکن تھا۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ ہر قسم کے بیانات کو مکان میں پہنچنے کے وقت تک ملتوی رکھنا پسند کرتا ہے۔ بہر حال جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ قصر وائٹ ہال سے لے کر اس مکان تک کا فاصلہ جس میں وزیر اعظم رہتا تھا خاموشی میں ہی طے کیا گیا۔

مکان پر پہنچ کر دونوں عقبی دروازہ کی راہ سے اندر داخل ہوئے۔ اور زینہ پر چڑھ کر کمرہ لباس میں پہنچے۔ جہاں انہوں نے اپنی ٹوپیاں اور لبادے اُتار کر رکھ دیے۔ اس کے بعد وہ پھر وزیر اعظم کے مکلف کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور وہاں ارل نے ایک صوفہ پر بیٹھ کر برگنڈی کا جام پُر کر کے ایک ہی بار ختم کر دیا۔

اتنے میں راڈرک نے کہا۔ "مائی لارڈ اب میں آپ سے یہ معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ آپ مجھے کس غرض سے ایسے پُراسرار طریق پر محل شاہی میں لے گئے؟"

"آپ کو معلوم ہے وہ لاش جو آپ نے دیکھی۔ کس کی تھی؟" ارل نے راڈرک کے چہرہ پر متجسسانہ نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"شہزادہ ویلز کی۔" راڈرک نے جواب دیا۔

"کامل یقین ہے کہ خد و خال سب اُسی کے تھے؟" وزیر اعظم نے دریافت کیا۔

راڈرک نے کہا۔ "میرے نزدیک اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں۔"

"اور اس کا بھی آپ کو یقین ہے کہ بچہ مردہ تھا؟"

راڈرک نے سنجیدگی کے لہجہ میں جواب دیا۔ "خدا کا اپنا ہاتھ ہی اس سرد مٹی میں دوبارہ جان ڈال سکتا ہے۔"

"ہوں!" ارل نے مختصر طور پر کہا۔ پھر ذرا رک کر کہنے لگا۔ "اب میرے نوجوان دوست میں آپ کو بطور نصیحت چند الفاظ کہنا چاہتا ہوں۔ پہلی بات یہ ہے کہ آج رات کے واقعہ کا ذکر ہرگز ہرگز کسی متنفس سے نہ کیجیے۔۔۔ ہاں مگر لیڈی ایلین کو میں اس شرط سے مستثنیٰ کرتا ہوں اس لیے کہ آپ کو ایک وفادار شوہر کی حیثیت میں اس سے اتنی محبت ہے۔ کہ آپ کوئی بات اس سے چھپا کر رکھنا پسند نہ کریں گے۔ مگر اس پر بھی یہ بات واضح کر دیجیے۔ جو میں آپ سے عرض کر رہا ہوں یعنی یہ کہ وہ راز جس سے آپ خبردار ہوئے ہیں۔ اس کے اور آپ کے سینہ میں بالکل اس طرح محفوظ رہنا چاہیے جیسے کوئی لاش قبر میں۔ اپنی سلامتی نیز لیڈی ایلین کی بہتری کے لئے ایسا کرنا

آپ کا فرض بھی ہے۔ کیونکہ دیکھئے اگر اس بارہ میں آپ کے یا ان کے منہ سے ایک بھی لفظ ایسا نکلا جس سے کسی کو معلوم ہو گیا۔ کہ آپ اس راز سے واقف ہیں۔ یا آپ ہی سے کسی کے چہرہ سے اس کا اظہار ہوا۔ تو یقین جانئے پھر آپ کی خیر نہیں۔ کیا میں بتا دوں کہ اس صورت میں کیا ہوگا؟ ہاں میری رائے میں یہ واضح کر ہی دینا چاہیئے۔ سنیئے۔ بالفرض آپ نے اضطراب یا ناعاقبت اندیشی سے اس راز کو کسی پر ظاہر کر دیا۔ تو اسی وقت آپ کو قصر شاہی میں زیر حراست کر لیا جائے گا آدھی رات کے وقت ایک کشتی محل کے گھاٹ پر آ کر آپ کو اور لیڈی ایلین کو سوار کر کے دریائے ٹیمز کی راہ سے برج کے اس پھاٹک پر پہنچ جائے گی جس کی راہ سے غداروں کو اندر داخل کیا جاتا ہے۔ اور وہاں آپ مہتمم برج کے سپرد کر دیئے جائیں گے۔ ایک تنگ و تاریک کوٹھری آپ کا مسکن ہوگی جس کا دروازہ اس طرح بند کیا جائے گا۔ کہ پھر وہ شاید ہفتوں۔ مہینوں یا سالہا سال تک نہ کھلے۔ اور جب کھلے۔ تو اس میں شکیل راڈرک اور حسین لیڈی ایلین کی بجائے دو خوفناک استخوانی پنجر موجود ہوں۔"

اس کے الفاظ بڑے ہیبت ناک تھے۔ اور اس کے بیان کی اہمیت اس کے انداز سے ظاہر تھی۔ فرط خوف سے راڈرک کی رگوں میں خون سرد ہو گیا۔ اگرچہ یہ خوف اپنی ذات کی نسبت اس قدر نہ تھا۔ جتنا اس نازنین کے لئے جس سے اس کی خالص ترین محبت وابستہ تھی جسے وہ کسی حال میں ضرر پہنچتے دیکھنا گوارا نہ کر سکتا تھا۔ وزیر اعظم نے محسوس کیا۔ کہ میرے الفاظ کا اس کے دل پر کیا اثر ہوا ہے۔ اس لئے راڈرک سے یہ دریافت کرنے کی ضرورت نہ تھی۔ کہ کیا وہ اس راز کو محفوظ رکھے گا؟

وقفہ طویل کے بعد آخر راڈرک نے دریافت کیا۔" کیا میں یہ سمجھوں کہ شہزادہ کی موت کو پردہ راز میں رکھا جائے گا؟"

"شہزادہ کا انتقال آج صبح ہوا تھا۔" وزیر اعظم سنڈرلینڈ نے جواب دیا۔" اور اسی وقت محل شاہی کے مکینوں کو۔ ان کے سوا جو محرم راز تھے۔ یقین دلا دیا گیا۔ کہ شہزادہ بدستور سابق مرض تشنج سے صحتیاب ہو گیا ہے۔ اور کسی طرح کا خطرہ باقی نہیں رہا لیکن میرے لئے سردست اس سے زیادہ کہنے کی ضرورت نہیں۔ کل تک بعض خاص باتیں ظاہر ہونگی۔ اور وہ جس وقت آپکے کانوں تک پہنچیگی۔ تو آپ اور لیڈی ایلین مجبور رہوں گے۔ کہ نگاہ سے یا الفاظ کے ذریعہ اس راز کو ظاہر نہ ہونے دیں۔ مگر دیکھئے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں۔ اس راز کا اخفا صرف موجودہ حالات کے

لئے ضروری ہے۔ کل رات میں پھر آپ سے ملونگا۔ اور اس مضمون پر جسے ہم نے آج شروع کیا ہے۔ کچھ اور بھی عرض کر سکوں گا۔ بس اب تشریف لے جائیے۔ الوداع!"

"لیکن مائی لارڈ" راڈرک نے کہا "جب سے میں صدر مقام میں وارد ہوا ہوں۔ میں اسجگہ کی سیاسی پیچیدگیوں سے اتنا خوف زدہ ہو گیا ہوں۔ کہ میرا ارادہ ہے۔ کل بادشاہ سے رخصت کی اجازت حاصل کر لوں۔ اور فوراً اپنے وطن کو واپس چلا جاؤں۔"

"نہیں سر راڈرک۔ کم از کم پرسوں تک آپ یہیں ٹھہریئے۔ اس صورت میں آپ معلوم کر سکیں گے۔ کہ آپ کو واپس جا کر کیا پیغام دینا چاہیئے۔"

اس کے بعد راڈرک ارل آف سنڈرلینڈ کے کمرہ سے رخصت ہوا۔ اور زینہ کی راہ سے اتر کر ڈیوڑھی میں پہنچا۔ جہاں اس کا خادم منتظر تھا۔ چنانچہ وہ اُسے اپنے ساتھ لے کر مشعل بردار لڑکے کے پیچھے قصر وائیٹ ہال کی طرف روانہ ہوا۔ اور وہاں اپنے کمرہ کی تنہائی میں اس نے لیڈی ایلن کو سارے واقعات سے خبردار کیا۔ ان تفصیلات کو سُن کر اس حسینہ کو محض اس خیال سے غائت درجہ خوف و اضطراب ہوا۔ کہ میں اور میرا شوہر ایسے اسرار سے خبردار ہو چکے ہیں جن کی اہمیت اس بات سے ظاہر ہے کہ اگر وہ فاش ہو گئے۔ تو ہمیں سخت مشکلات کا سامنا ہوگا۔ اس کے ساتھ ہی وہ دو نو سر دست ان اسرار کو پوری طرح سمجھنے سے قاصر تھے۔ ایلن اس خیال سے رونے لگی۔ کہ یہ کسی آنے والے خطرہ کا پیش خیمہ ہے۔ مگر راڈرک نے اُسے تسلی دی۔ اور اظہار محبت کرتے ہوئے یقین دلایا۔ کہ اگر ہم ان سازشوں سے جو ہمارے گرد ہو رہی ہیں۔ الگ رہے تو پھر ہمارے لئے کسی طرح کا خطرہ نہیں ہے۔

باب ۔ ۹۹

رسم اصطباغ

اگلے روز ۲۲ جون ۱۶۸۸ء کا یادگار دن تھا جس کے لئے شہزادہ کے اصطباغ کی تیاریاں عمل میں لائی گئی تھیں۔ اس روز وائٹ ہال کے گرجا میں بیش قیمت کپڑوں کی نمائش کی گئی۔ اس طرف جانے کے جتنے رستے تھے۔ ان سب پر پہرہ داریں باندھی گئیں۔ علاوہ بریں ایک

عظیم الشان دعوت کی تیاری کی گئی۔ غرض قصر شاہی میں اس روز ہر طرف ایک عجیب چہل پہل نظر آتی تھی۔

یوم مذکور کی صبح کو راڈرک کو سب سے پہلے ولیم فاکنر کی زبانی ان تیاریوں کا علم ہوا۔ اور اس موقعہ پر اگر وہ ضبط کامل سے کام نہ لیتا۔ تو عجب نہیں کہ اس کے اضطراب سے خادم کو شک گذرتا۔ کہ ضرور میرے آقا کے دل میں کوئی خاص بات الجھن پیدا کر رہی ہے۔ ولیم فاکنر سے جدا ہو کر وہ اس کمرہ میں گیا۔ جہاں ایلین منہ ہاتھ دھو کر تبدیل لباس کی تیاریاں کر رہی تھی۔ اور اسے بھی ان خبروں سے آگاہ کیا۔ کیونکہ قدرتی طور پر وہ سمجھتا تھا۔ کہ اگر یہ خبریں اسے اپنی خادمہ فلورا کی زبانی یا کسی اور ذریعہ سے معلوم ہوئیں۔ تو اس کی طرف سے انتہائی تعجب کا اظہار یقینی ہے۔ پس فلورا کو اشارہ سے رخصت کر کے راڈرک نے ایلین کو ان تیاریوں سے آگاہ کیا۔ اور اسے یہ خبر سن کر اتنی حیرت ہوئی۔ کہ اس کے چہرہ کی رنگت زرد ہو گئی۔ اور وہ بہت دیر چپ چاپ اپنے شوہر کی طرف دیکھتی رہی۔

"پیاری ایلین" آخر کار راڈرک نے کہا "جہاں تک ممکن ہو اپنے سکون میں خلل نہ آنے دو۔ کیونکہ تم اچھی طرح جانتی ہو۔ ہم ایک نہایت مشکل پارٹ ادا کرنے کے لئے مجبور ہیں۔"

"مگر راڈرک ان اسرار کا مطلب کیا ہے؟" اس نازنین نے جس کی طاقت گویائی اب بحال ہو گئی تھی کہا۔ "یہ مضحکہ خیز تیاریاں کیا معنی رکھتی ہیں۔ اور ان کے سلسلہ میں کونسی خوفناک کارروائی عمل میں آنے والی ہے؟"

"ایلین اب میں اس معاملہ کو ایک حد تک سمجھ گیا ہوں"۔ اس کے شوہر نے سنجیدہ مگر دبی ہوئی آواز میں کہا۔ "اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ لوگ کسی فرضی بچہ کو قوم کے روبرو شہزادہ ولیعہد کی حیثیت میں پیش کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔"

"مگر پیارے راڈرک یہ کارروائی کتنی خوفناک ہے"۔ ایلین نے ایسا محسوس کرتے ہوئے کہا۔ گویا وہ خود کسی جرم میں شریک ہو۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ سر سے پاؤں تک کانپ گئی۔

"بے شک جو کچھ ہو رہا ہے وہ نہایت شرمناک اور معیوب ہے۔ مگر ہم کیا کر سکتے ہیں؟" راڈرک نے کہا۔ "بہر حال یہ ظاہر ہے کہ جب ارل آف سنڈرلینڈ ایسے ہولناک اسرار سے واقف ہو۔ تو اس کے لئے اپنے آپ کو ہر طرح محفوظ و مصئون سمجھنا قدرتی ہے۔ ایلین مجھے تو بالکل

ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ ہوا بھی جس میں ہم سانس لے رہے ہیں۔ گناہ و شر انگیزی سے پر ہے۔ اس محل کی فضا بھی جرم و ریا کے اثر سے خالی نہیں۔"

"یہی میرا خیال ہے۔" ایلین نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔ "کاش کہ ہم زمین کے اس گوشہ میں جہاں ایسی سازشیں خواب و خیال میں بھی پیدا نہیں ہو سکتیں یہاں نہ آتے۔ مگر راڈرک اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ دیکھو خدا کے لئے اپنے آپ کو کسی خطرہ میں نہ ڈالنا۔"

"نہیں پیاری۔ تمہاری خاطر میں کوئی ایسی کارروائی نہ کرونگا جو خطرناک ہو۔" اس کے شوہر نے جواب دیا۔ "ہاں اتنا میں ضرور کہہ دینا چاہتا ہوں۔ کہ اگر تمہاری سلامتی کا خیال نہ ہوتا۔ یعنی اگر میں اب تک دنیا میں یکہ و تنہا ہوتا تو اس قسم کی شرمناک اور مضحکہ خیز کارروائی ہرگز عمل میں نہ آنے دیتا۔ ایسا کرتے ہوئے میں ہر قسم کے خوف و خطر کا بڑی دلیری سے مقابلہ کرتا اور ان بدمعاشوں کو جو ایسی سیاہ کاریاں کر رہے ہیں سب کے روبرو کامل عریانی میں پیش کر کے ان کی بدنامی کو ذریعہ عبرت بناتا۔ فی الحقیقت میں بادشاہ یا ملکہ تک کو آبادی کی نفرین کا مستوجب بنانے سے ہرگز تامل نہ کرتا۔"

"راڈرک۔ پیارے راڈرک۔" ایلین نے التجائی انداز سے دونوں ہاتھ جوڑتے ہوئے کہا۔ "میں درخواست کرتی ہوں جوش میں نہ آؤ۔ اب تمہیں سکون کی تلقین کرنا میرا فرض ہے۔ تمہارا جوش بڑھ رہا ہے۔ میں دیکھتی ہوں کہ تمہارے چہرہ پر غصہ کے آثار نمودار ہیں۔ تمہاری آنکھیں بھی قہر آلود ہیں . . ."

"جان سے پیاری ایلین ڈرو نہیں۔" راڈرک نے کہا۔ "میں سکون کو ہاتھ سے نہیں دونگا۔ اگرچہ ایسا کرنا میرے لئے سخت ہی تکلیف کا باعث ہے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس غصہ کو جو میرے سینہ میں ابل رہا ہے۔ ضبط کرنا میرے لئے عملی طور پر غیر ممکن ہے۔ تاہم میں اسے ضبط کروں گا۔ مگر ایلین سوچو تو سہی کہ ہم کیسی خوفناک معلومات حاصل کر کے اپنے وطن کو واپس جائیں گے۔ کیونکہ جب ایک بار ہم اس شہر غدار سے رخصت ہو گئے۔ جہاں انسان کے بدترین جذبات مجلسی زندگی کی سطح پر واضح طور سے نمودار ہیں۔ جب ہم اس محل سے روانہ ہو گئے۔ جس کے در و دیوار سے گناہ و سازش کی بو آ رہی ہے۔ اور جس کی فضا بھی جرم و ریا سے لدی ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ تو پھر کوئی وجہ ہمیں لب بستہ رہنے پر مجبور نہ کر سکے گی۔ کم از کم میں اپنے اور تمہارے والد کو ضرور ان سارے حالات سے آگاہ کر دوں گا۔"

"مگر راڈرک میں چاہتی ہوں۔ تم سچے دل سے اس بات کا وعدہ کرو۔" ایلن نے التجائی انداز سے کہا۔ "کہ جب تک ہم اس مکان میں ہیں۔ تم نے جوش یا ناعاقبت اندیشی کی راہ سے کوئی بات ایسی نہ کرنا جس سے تمہارے لئے کسی خطرہ کی صورت ہو..."

"میں اس کا وعدہ کرتا ہوں"۔ راڈرک نے اس حسینہ کو محبت سے اپنے ساتھ لگاتے ہوئے کہا۔ "پیاری ایلن تمہاری سلامتی اور راحت کے مقابلہ میں مجھے بادشاہ اور بیگم۔ راہبوں اور وزراکی سازشوں کی کچھ بھی پروا نہیں ہے۔"

"راڈرک میری راحت کا دارومدار تمہاری اپنی سلامتی پر ہے۔" ایلن نے محبت سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا۔

"ہاں مگر ایک بات ہے۔" راڈرک نے کہا "اور اس کی نسبت ہمیں پورے غور وخوض سے کام لینا چاہیئے۔ بالفرض ہمیں رسم اصطباغ پر مدعو نہ کیا گیا۔ تو جلسہ دعوت میں ہماری شرکت لازمی ہے۔ مگر میں ان دونو تقریبوں میں شامل ہونا نہیں چاہتا۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ تم بھی اس بات کو پسند نہ کروگی۔ کہ میں ایسی مجرمانہ اور خلاف مذہب کارروائی میں حصہ لوں۔ پھر اب ایسے موقعہ پر ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟"

"ہاں یہ سوال بے شک قابل غور ہے" ایلن نے پریشانی کی حالت میں تسلیم کیا۔

دونو کچھ دیر تک آپس میں نظر غور سے دیکھا کئے۔ گویا زبان حال سے ایک دوسرے کا مشورہ چاہتے تھے۔ مگر کوئی نہیں جانتا تھا۔ کہ اسے کیا کہنا چاہیئے۔ ایلن کا چہرہ یوں تو پہلے ہی زرد ہو گیا تھا۔ مگر اب جو راڈرک نے غور سے دیکھا۔ تو وہ اور بھی سپید نظر آیا مگر وہ اس حالت سے خوف زدہ نہیں ہوا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ اس موقعہ پر اس کا پریشان ہونا قدرتی ہے۔ دنیا میں کونسا نیک باطن شخص ایسا ہے۔ جو اپنے سامنے ایسی کارروائیاں ہوتے دیکھے۔ اور مضطرب نہ ہو۔ مگر دفعتاً وہ اس کے دیکھتے دیکھتے لڑکھڑا گئی۔ اور اس کے چہرہ کی زردی لاش کی سپیدی میں بدل گئی۔ یہ حالت دیکھ کر راڈرک کے مُنہ سے بے اختیار ایک ہلکی سی چیخ نکلی۔ اور اس نے عین اس وقت اسے اپنے بازوؤں پر سنبھال لیا۔ جب وہ فرش زمین پر گرا چاہتی تھی۔ ایلن کو رُک رُک کر سانس آتی تھی۔ راڈرک نے اُسے ایک صوفہ پر لٹایا ہی تھا۔ کہ وہ بیہوش ہوگئی۔ پہلے راڈرک نے سمجھا۔ کہ وہ مرگئی ہے۔ اور ایک بار دو تین چیخ مار کر جس سے درد اذیت کا اظہار ہوتا تھا۔ وہ اس کے زرد اور

سپید رخساروں کو پے در پے بوسے دینے لگا۔ مگر عین اس وقت فلورا کمرہ میں داخل ہوئی۔ اور اپنی بیگم کو اس حالت میں دیکھ کر اس نے قابل تعریف سکون کے ساتھ اس کی بحالی کے لئے کوشش شروع کی۔ راڈرک اب تک اضطراب و پریشانی کی حالت میں تھا۔ مگر جب ایلین کے لبوں نے حرکت کی۔ اس کے پپوٹے بھی متحرک نظر آئے۔ اور معلوم ہوا۔ کہ وہ بتدریج ہوش میں آرہی ہے۔ تو اس نے بہ قت اپنے اضطراب کو رفع کیا۔

لیڈی ایلین کے ہوش میں آنے پر راڈرک نے فلورا کو حکم دیا۔ کہ تم جا کر ولیم فاکز سے کہو وہ اطبائے شاہی میں سے جو ہر وقت محل میں حاضر رہتے تھے۔ ایک کو لے آئے۔ اور گو ایسا کرتے ہوئے اس کے دل میں اس خیال سے نفرت پیدا ہوئی۔ کہ یہ ڈاکٹر بھی ضرور اس شرمناک ریا میں شامل ہے۔ جو ایک فرضی بچہ کو قوم کے سامنے شہزادہ کی حیثیت میں پیش کرنے کے لئے کیا گیا ہے۔ تاہم اپنی جان سے پیاری ایلین کی سلامتی کا خیال احساس نفرت پر غالب رہا۔ اور اس نے مجبوراً ان ڈاکٹروں میں سے ایک کو طلب کیا۔ تھوڑی دیر میں وہ فلورا کے ساتھ وہاں آگیا۔ اور اس کی کوششوں سے ایلین پوری طرح بحال ہوگئی۔ مگر ڈاکٹر نے نبض دیکھ کر کہا۔ کہ اسے بخار ہے۔ اس لئے مناسب ہے کہ اس کے کپڑے اتار کر پلنگ پر آرام کے لئے لٹا دیا جائے۔ اس نے اس فوری علالت کی وجہ دریافت نہیں کی۔ بلکہ خود اسے کسی سبب خاص سے منسوب کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ راڈرک کو تفصیلات میں داخل ہونے کی ضرورت محسوس نہ ہوئی۔ مختصر یہ کہ ڈاکٹر نے کچھ دوا تجویز کردی۔ اور اس بات کا وعدہ کرکے رخصت ہوا۔ کہ میں دن میں پھر کسی وقت آکر مریضہ کی حالت دیکھوں گا۔

اب فلورا نے بیان کیا۔ کہ جس وقت میں کمرہ میں داخل ہوئی۔ اور بیگم صاحب بیہوش پڑی تھیں۔ تو اس وقت میں دراصل ملکہ کی سہیلیوں میں سے ایک کی طرف سے بیگم صاحب کے نام پیغام لے کر آئی تھی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد معلوم ہوا کہ ولیم فاکز بھی ایک ایسا ہی پیغام اہلکاران شاہی میں سے ایک کی طرف سے سر راڈرک میکڈانلڈ کے نام لایا ہے۔ ہر دو پیغامات کا مطلب یہ تھا۔ کہ بادشاہ اور ملکہ نے حکم دیا ہے۔ کہ سر راڈرک اور لیڈی ایلین شہزادہ کی رسم اصطباغ پر جو دوپہر کو ادا ہونی تھی۔ نیز اس دعوت میں جس کا وقت شام کے پانچ بجے مقرر تھا۔ ضرور آئیں۔ لیڈی ایلین کی بیماری اگرچہ ایک پہلو سے قابل رنج تھی۔ تاہم اس لحاظ سے وہ خدائی رحمت ثابت ہوئی۔ کہ دعوت شاہی کی عدم تعمیل کا بہانہ پیدا ہو گیا۔ اور اس بیماری

کی وجہ سے اب نہ ایلین اور نہ راڈرک کے لئے اس رسم میں شریک ہونا لازم رہا۔ جو ایسے شرمناک فریب و ریا پر مبنی تھی۔ لطف یہ کہ ان کی عدم شرکت سے کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہونا بھی غیر ممکن تھا۔ کہ وہ اصلی راز سے واقف ہیں۔ راڈرک اور ایلین کی شادی ہوئے چونکہ زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ اس لئے آخر الذکر کی بیماری میں اس کا موجود ہونا ضروری تھا۔ چنانچہ راڈرک نے لارڈ چیمبرلین کے نام ایک معذرتی خط لکھ دیا۔ جس کے گھنٹہ بھر بعد جواب آیا کہ بادشاہ اور ملکہ کو لیڈی ایلین کی بیماری پر سخت فکر ہے اور انہوں نے اطبائے شاہی کو حکم دیا ہے۔ کہ وہ پوری توجہ سے ان کا علاج کریں۔

رسم اصطباغ دوپہر کو قصر وائٹ ہال کے گرجا میں ادا ہوئی۔ اس جگہ معبد سے تھوڑے فاصلہ پر ایک ریشمی رسی اس حد فاصل کا کام دیتی تھی جس کے ایک طرف درباری اہلکار، امیر زادیاں اور باقی مہمان جمع تھے۔ اور دوسری طرف وہ منتخب اصحاب جنہیں اس حد کے اندر بیٹھنے کا حق حاصل تھا۔ چونکہ فرضی بچہ کو مخملی لبادہ میں بڑی احتیاط کے ساتھ لپیٹا ہوا تھا۔ اس لئے ان لوگوں کو جو فاصلہ پر تھے۔ اس کی صورت دیکھ کر اس کا اندازہ کرنے کا موقعہ ہی نہیں ملا۔ کہ یہ بچہ اصلی شہزادہ نہیں ہے۔ پاپائے روم کا سفیر شاندار کلیسائی لباس پہنے بچہ کا دھرم پتا بننے کو موجود تھا۔ اور اصلی رسم دو ایسے لاٹ پادریوں نے ادا کی۔ جنہوں نے حقیقی شہزادہ ویلز کی صورت کبھی دیکھی ہی نہ تھی۔ فادر پیٹر بھی ان کی امداد کے لئے حاضر تھا ارل آف سنڈرلینڈ۔ لارڈ پرسٹن۔ ہائی چانسلر جیفریز اور باقی امراء وغیرہ اس تقریب پر جمع تھے۔ مگر ان میں سے ارل آف سنڈرلینڈ کے سوا کوئی اس خوفناک راز سے آگاہ نہ تھا۔ کہ یہ بچہ جس پر رسم ادا ہوئی بادشاہ کا فرزند حقیقی نہیں ہے۔ اور ارل کی صورت سے بھی اس کا مطلق گمان نہ ہوتا تھا۔ کہ وہ اس عظیم دھوکہ سے کچھ واقفیت رکھتا ہے جس کا علم ہونے پر سلطنت کے ہر حصہ میں آگ سی بھڑک جانے کا احتمال تھا۔

شام کو جلسہ دعوت منعقد ہوا۔ محل کے دعوتی ہال میں روشنی کا انتظام نہایت مکمل تھا اور میز پر نقرئی ظروف میں صدہا قسم کے الوان نعمت جمع کئے گئے تھے۔ جنہیں حاضرین نے جن کی تعداد ۵۰۰ کے قریب تھی۔ شکم سیر ہو کر کھایا۔ اس تقریب پر بینڈ باجہ کا انتظام کر دیا گیا تھا۔ جس کے دلفریب نغموں نے مہمانوں کو اور بھی مسرور کیا۔

اس اثنا میں راڈرک بدستور لیڈی ایلین کے پاس بیٹھا اس کی تیمارداری کر رہا تھا۔ اگرچہ

اس نازنین کی حالت اب خطرناک نہ تھی۔ اور فی الاصل وہ اتنی صحتیاب ہو چکی تھی۔ کہ اگر ڈاکٹروں کے احکام امتناعی کا خیال نہ ہوتا۔ تو صوفہ سے اُٹھ کر چل پھر بھی سکتی تھی۔ اس وقت وہ اپنے شوہر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگاتے ہوئے اُسے مبارکباد دے رہی تھی۔ کہ میری عارضی بیماری کی وجہ سے ہمیں ایک سخت مشکل سے نجات حاصل ہو گئی۔ فلورا کی عارضی عدم موجودگی میں جب دونو اس انداز سے آواز دبا کر گفتگو کر رہے تھے گویا انہیں خوف تھا۔ کہ کمرہ کی دیوار بھی کان نہ رکھتی ہو۔ انہوں نے اس بات کا عہد مصمم کر لیا۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو۔ بادشاہ سے اجازت حاصل کر کے ہمیں اپنے وطن کو واپس چلے جانا چاہیئے۔

رات کے قریباً دس بجے تھے۔ کہ فلورا جو کچھ عرصہ کمرہ سے باہر رہی تھی۔ یہ اطلاع لے کر واپس ہوئی۔ کہ ارل آف سنڈرلینڈ لیڈی ایلین کی مزاج پرسی کے لئے تشریف لائے ہیں۔ تقاضائے اخلاق سے راڈرک کو مجبوراً اس نشستگاہ میں جانا پڑا۔ جہاں ارل اس کا منتظر تھا۔ وزیر اعظم نے اس وقت شام کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جو اس کے بدن پر خوب سجتا تھا۔ اور گو وہ دعوتی ہال سے سیدھا اس طرف کو آرہا تھا۔ تاہم شراب کا سرور اس کے چہرہ پر قطعاً ظاہر نہ تھا۔ کیونکہ اصل یہ ہے۔ وہ ایسی تقریبوں پر بہت ہی کم پیتا تھا۔ البتہ اپنے مکلف کمرہ میں دن بھر کے تفکرات اور تکان رفع کرنے کے لئے دختِ رز کی صحبت سے خاطرخواہ فیضیاب ہوتا تھا۔ اس کے باوجود وہ پھر بھی اتنا محتاط اور ہوشیار تھا۔ کہ نشہ کی حالت میں بھی کبھی الفاظ یا نگاہ سے کسی ایسے راز کو ظاہر نہ ہونے دیتا تھا۔ جو اس کے سینہ میں موجود ہو۔

راڈرک کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر اس نے کہا۔ "میں دعوتی مجلس سے سیدھا آپ ہی کی طرف آرہا ہوں۔ اور یہ معلوم کرنے کو حاضر ہوا ہوں کہ خلیق و شریف لیڈی ایلین کی حالت اب خطرناک تو نہیں ہے؟" یہ الفاظ کہتے ہوئے اس نے دلی محبت کے اظہار میں راڈرک کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بزور دبایا۔

"میں آپ کی تشریف آوری کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" راڈرک نے جواب دیا۔ "اور مجھے یہ عرض کرکے دلی خوشی حاصل ہوتی ہے۔ کہ لیڈی ایلین کی صحت اب ہر طرح خاطرخواہ ہے۔"

"مجھے یہ جان کر بہت اطمینان ہوا۔" سنڈرلینڈ نے کہا۔ اور اس کے بعد کمرہ میں اس

طرح اِدھر اُدھر دیکھتے ہوئے گویا وہ اس کا اطمینان کرنا چاہتا تھا۔ کہ کوئی تیسرا تو موجود نہیں ہے۔ اس نے آواز کو پُراسرار طریق پر دبا کر کہا "لیکن دوست لیڈی ایلین کی طرف سے یہ اظہار ملالت خوب رہا۔ آج کے مراسم میں عدم شرکت کا ذریعہ اس کے سوا ہو بھی کیا سکتا تھا۔ سر راڈرک میں آپ کی دوراندیشی کا قائل ہوں۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے میرے مشوروں سے خوب فائدہ حاصل کیا ہے۔"

راڈرک کے چہرہ پر غصہ کی سُرخی پھیل گئی۔ کہنے لگا۔ "لارڈ سنڈرلینڈ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ بخدا لیڈی ایلین کی بیماری ہرگز فرضی نہ تھی۔ وہ حقیقت میں بیمار ہوگئی تھیں۔ ۔ ۔"

"اس صورت میں یہ کہنا چاہیئے"! ارل نے اس بےتکلفی سے کام لیتے ہوئے کہا جسے وہ بسہولت اختیار کر لیتا تھا "کہ بیماری صحیح وقت پر نمودار ہوئی۔ لیکن جو کچھ بھی ہو۔ یہ معلوم کرنا باعث اطمینان ہے۔ کہ آپ کی بیگم اب روباصلاح ہیں۔" یہ الفاظ اس نے ایسے لہجہ میں کہے جس میں طنز کی ہلکی سی جھلک نمودار تھی۔ "ہاں مگر" اس نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "کونٹس آف سنڈرلینڈ نے جلسہ دعوت میں خواتین سے جدا ہوتے ہوئے مجھ سے کہا تھا کہ میں لیڈی ایلین سے ملنے جارہی ہوں۔ وہ چند ہفتوں سے دیہات میں اپنے رشتہ داروں کے پاس تھیں۔ اور کل ہی لندن واپس آئی ہیں۔ ورنہ یقیناً اس سے پہلے حاضر خدمت ہوتیں"

راڈرک نے موزوں الفاظ میں اس عزت افزائی کا شکریہ ادا کیا۔ مگر اس کا لہجہ سرد مہری کا اثر لئے ہوئے تھا۔ کیونکہ ارل نے اپنی گفتگو میں طنز کا جو اثر داخل کیا۔ اسے محسوس کرکے اسے سخت ہی رنج ہوا تھا۔

"اور اب میرے عزیز دوست" وزیر اعظم نے کہا۔ "اب آپ یہ فرمایئے۔ کہ آج کی رسوم کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے؟ مگر دیکھئے اونچی آواز میں گفتگو نہ کیجئے گا۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے پھر انداز تشویش سے کمرہ میں چاروں طرف دیکھا۔

"مائی لارڈ میری رائے اس کے سوا کیا ہوسکتی ہے۔" راڈرک نے جواب دیا۔ "کہ قوم کو ایک خوفناک دھوکا دیا گیا۔ اور خدا کی نظروں میں ایک انتہا درجہ لامذہبی کارروائی کی گئی ہے۔ اُف! جب مجھے اس جُرم کا خیال آتا ہے۔ تو جوش غضب سے خون کھول جاتا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ حالات سے مجبور ہوکر میں اس راز کو اپنے سینہ میں چھپائے رکھنے کا پابند ہوں۔ لیکن مائی لارڈ کل آپ مجھ سے فخریہ کہہ رہے تھے۔ کہ میری پشت پر ایک زندہ دار سیاسی جماعت ہے۔ اور میرے

سوا کوئی اس سلطنت کا وزیر اعظم نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اب میں پوچھتا ہوں۔ کہ اگر آپ واقعی ایسے مضبوط مقام پر کھڑے ہیں۔ جیسا آپ کا بیان تھا۔ اور اس جگہ سے ہر قسم کی آفات کا بخوبی مقابلہ کر سکتے ہیں۔ تو پھر کیا وجہ ہے۔ کہ اب اپنی نظروں کے سامنے ایسا خوفناک دھوکا اور اتنا رنجدہ مضحکہ ہوتے دیکھتے ہیں۔ اور خاموش ہیں۔"

"میرے نوجوان دوست"۔ سنڈرلینڈ نے سنجیدگی کے لہجہ میں کہا۔ "اب وقت آگیا ہے۔ کہ مجھے تم سے ایک اہم معاملہ پر کھلی کھلی باتیں کر لینی چاہئیں۔ کیا تم اب تک نہیں سمجھتے کہ میں نے کس لئے تمہیں ان ہولناک واقعات سے جو اس محل میں ظہور پذیر ہو رہے ہیں۔ خبردار ہونے کا موقعہ دیا؟ کیا تم نے اب تک معلوم نہیں کیا۔ کہ میں کس لئے تمہیں کل رات یہ دکھانے لے گیا تھا کہ شہزادہ ویلز اب بقید حیات نہیں ہے؟ اگر واقعی اب تک یہ باتیں تم پر واضح نہیں ہوئیں تو سنو میں اب بتاتا ہوں۔ کہ ان کی اصلی وجہ یہ تھی۔ کہ میں اس ذریعہ سے تمہیں اس بادشاہ اور ملکہ کی حقیقت سے خبردار کرنا چاہتا تھا۔ جو اس تخت کو اب بھی اپنے وجود سے ناپاک کر رہے ہیں۔ ساری باتیں جاننے کے بعد کیا پھر بھی تمہیں یہ سن کر حیرت ہوگی۔ کہ میں ہرگز ہرگز ان کا حامی نہیں ہوں۔ اور یہ کہ میں

"مائی لارڈ" راڈرک نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "الفاظ جو آپ کہہ رہے ہیں۔ غدارانہ ہیں سخت حیرت ہے کہ آپ انہیں محل شاہی کی چار دیواری میں منہ سے نکالنے کی جرأت کرتے ہیں۔"

"ممکن ہے۔ تمہارا خیال یہی ہو اور یقیناً ایسا ہوگا"۔ سنڈرلینڈ نے پرسکون لہجہ میں تسلیم کیا "لیکن اگر یہ سب کچھ غداری ہے۔ تو یاد رکھو کہ یہ ایسی غداری ہے جس کا راز تم کسی پر ظاہر کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ تمہارا دربار شاہی کے اسرار سے واقف ہونا ہی تمہیں میرے قابو میں لانے کے لئے کافی ذریعہ ہے۔"

"مائی لارڈ"۔ راڈرک نے چونک کر کہا۔ اور اس کے بعد اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے جبکہ اس کے چہرہ پر غصہ کی سرخی پھیلی ہوئی تھی۔ وہ کہنے لگا۔ "یہ الفاظ مجھ سے! کیا آپ نہیں جانتے۔ کہ آپ کا تخاطب کس سے ہے؟ شائد آپ بھول گئے۔ کہ آپ میک آئین واسلے گلن کے بیٹے سے گفتگو کر رہے ہیں۔۔۔"

"نہیں راڈرک میں ان میں سے کسی بات کو نہیں بھولا"۔ ارل آف سنڈرلینڈ نے سکون برقرار رکھتے ہوئے کہا۔ "لیکن میں چاہتا ہوں تم بھی اپنی اصلی حیثیت کو نہ بھولو۔ اور اس مطلب کے لئے

بہتر ہو۔ کہ ان چند الفاظ کو جو میں دوستانہ پیرایہ میں کہنا چاہتا ہوں۔ غور سے سنو۔ کیونکہ پھر میں ثابت کرسکوں گا۔ کہ میرا اور تمہارا مفاد کس درجہ ایک دوسرے سے وابستہ ہے۔ تم اب تک اصل حقیقت نہیں سمجھے۔ سچ جانو تم اب میرے قابو میں ہو۔ اور یہ میں ثابت کرتا ہوں کہ کس طرح۔ دیکھو اگر میں بادشاہ سے کہہ دوں کہ میں اور راڈرک اس کے راز سے واقف ہیں۔ تو تمہارے خیال میں بادشاہ کا طرز عمل کیا ہوگا؟ یہ کہ مجھے اور زیادہ عزت۔ اور وسیع اختیارات۔ پہلے سے بڑھ کر دولت اور بلند تر خطابات دیئے جائیں گے۔ مگر تمہیں اور لیڈی ایلین کو؟ . . . جانتے ہو تم دونو سے کیا سلوک ہوگا؟ یہ کہ تہیل برج میں داخل کر کے وہ سزا عمل میں لائی جائے گی جس کا حال میں نے کل رات تم سے بیان کیا تھا۔ یقین جانو۔ کہ بادشاہ کا طریق عمل یہی ہوگا۔ کیونکہ مجھے وہ دفعتاً پوری طرح کھیلنے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ لیکن تم اپنی دلہن سمیت یکایک غائب ہو جاؤ۔ تو کسے پڑی ہے۔ کہ تمہاری نسبت تحقیقات کرتا پھرے؟ فی الحقیقت اس شہر غدار میں کسی کو تمہارے عدم پتہ ہونے کا علم تک نہ ہوگا۔ اور نہ کوئی تمہارا سراغ لگانے کی پرواکرے گا۔"

راڈرک نے محسوس کیا۔ کہ جو کچھ یہ شخص کہہ رہا۔ اس کی صداقت میں کلام نہیں۔ اور اب اول مرتبہ آسے معلوم ہوا کہ مکار اور درونگو ارل نے مجھے اپنی چالوں سے کیسی مصیبت میں پھنسا لیا ہے۔ یہ جان کر کہ میرے ساتھ ایلین بھی کس قدر عظیم خطرہ میں مبتلا ہے۔ اس کے سینہ میں ناقابل بیان درد اذیت پیدا ہوا جس کا اثر اس کے چہرہ پر بھی ظاہر ہونے لگا۔ مگر یہ اثر جلدی ہی غائب ہوگیا۔ اور اس کے بعد سنجیدہ صورت اختیار کر کے راڈرک نے کہا "مائی لارڈ میں بلا تاخیر لندن سے روانہ ہونے کا ارادہ کرچکا ہوں۔ اس لئے التجا کرتا ہوں۔ کہ جو تجاویز آپ کے پیش نظر ہوں۔ ان کے سلسلہ میں میری ہستی ناچیز کا زیادہ خیال نہ کیجئے۔"

"لیکن یہ ارادہ میرے مقاصد کے منافی ہے۔" وزیراعظم نے جواب دیا۔ "سچ جانو۔ کہ میں نے تم سے پہلے درچند جو کئی ملاقاتیں کی تھیں۔ وہ بے مطلب نہ تھیں۔ اور نہ میں نے تمہیں ان سارے معاملات سے کسی خاص مدعا کو پیش نظر رکھے بغیر خبردار کیا تھا۔ کیا میں نے تم پر واضح نہیں کردیا۔ کہ اس کا دارو مدار فقط تمہاری ذات پر ہے۔ کہ کوہستان سکاٹ لینڈ کے زبردست قبائل شاہ جیمز کے حامی رہیں۔ یا اپنی غیر جانبداری سے شہزادہ ولیم کے طرفدار ثابت ہوں۔ مجھ سے پوچھو تو میں یہی چاہتا ہوں کہ تمہارے والد نیز لارڈ گلن فان اور ان کے باقی معاون

بوقت ضرورت اپنے آپ کو علانیہ طور پر شہزادہ آریج کے حامی ظاہر کریں۔ لیکن اگر یہ غیر ممکن ہو تو پھر دوسرا قدم یہ ہے کہ وہ غیر جانب دار رہیں۔ یہی وہ کام ہے جس میں مجھے امداد کی ضرورت ہے۔ انہیں اب تک معلوم نہیں۔ کہ کونسٹوفر ہیلڈر ۔۔۔ یہ نام لیتے ہوئے سنڈلینڈ مسکرایا ۔۔۔ "کس لیئے سکاٹ لینڈ کے پہاڑی علاقوں کا دورہ کرنے آیا تھا؟"

"نہیں اب کسی کو اس شخص کا مدعا سمجھنے میں دشواری نہیں" راڈرک نے جواب دیا۔ "بلاشبہ وہ اس لیئے آیا تھا۔ کہ معلوم کرے شہزادہ ولیم کے متعلق کوہی والیان ریاست کے خیالات کیا ہیں۔"

"ہاں اور اس سے بڑھ کر یہ معلوم کرنے کے لیئے بھی" ارل نے کہا۔ "کہ ان والیان ریاست میں کتنے ایسے ہیں۔ جنہیں روپیہ کے لالچ یا خطابات کی ترغیب یا اختیارات کی توسیع کے وعدے سے اپنا حامی بنایا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی۔ کہ حالات سے فائدہ اٹھا کر پورے مکر و فریب سے ان کے دلوں پر اثر ڈالا جائے ۔۔۔"

"مائی لارڈ میں پھر التجا کرتا ہوں" راڈرک نے کہا۔ "اس بحث کو ختم کیجئے۔ میں نہیں جانتا مجھے اس معاملہ میں کیا رائے قائم کرنی چاہیئے۔ کیونکہ عجب نہیں آپ مجھے آزما رہے ہوں۔ دو ہفتے گذرے آپ نے کہا تھا۔ کہ اینڈریو لیسلی میرا اپنا جاسوس ہے۔ مگر اب ظاہر ہوتا ہے۔ کہ وہ شہزادہ ہالینڈ کا ہی معتمد ہے اور اس لحاظ سے آپ کے ساتھ اس کا کچھ بھی تعلق نہیں معلوم ہوتا ہے وہ ہالینڈ سے ایک قاصد کی حیثیت میں آپ کے پاس آیا تھا۔۔۔"

"سنو راڈرک" وزیر اعظم نے کہا۔ "اس سے پہلے جب میں نے تم سے یہ کہا تھا کہ اینڈریو لیسلی میرا جاسوس ہے تو میرے اور تمہارے درمیان اسقدر بے تکلفی نہ ہوئی تھی۔ کہ میں اصلی وکشت حقیقت حال ظاہر کرتے ہوئے تم سے کہہ دیتا۔ کہ اینڈریو لیسلی جسے تم نے اتفاقاً میرے مکان پر دیکھا۔ شہزادہ ولیم کا سچی وفادار خادم ہے۔ رہا یہ شبہ کہ شاید میں یہ سب باتیں محض تمہاری آزمائش کے لیئے کہہ رہا ہوں۔ اس کے متعلق یہ کہ اگر تم ذرا تامل سے غور کرو۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ میرے لیئے تمہیں تباہ و برباد کرنے میں کوئی فائدہ متصور نہیں۔ یقیناً تم میرے رقیب نہیں ہو۔ اور یہ میں تم پر پہلے ہی ثابت کر چکا ہوں۔ کہ تم میرا دشمن بننے کی بھی جرأت نہیں کر سکتے۔ البتہ میں تمہیں اپنا دوست بنانا چاہتا ہوں۔ اور اس کے عوض اپنی دوستی پیش کرتا ہوں۔ سنو۔ میں اپنے خیالات کو اختصار کے ساتھ چند لفظوں میں بیان کرتا ہوں"

اور اس کے بعد پہلے سے دبی ہوئی اور گہری آواز میں اہل آف سنڈرلینڈ نے کہا " شاہ جیمز کی طاقت زوال پر ہے۔ چند ہفتوں کے اندر وہ یقیناً تخت و تاج سے محروم ہو جائے گا لیکن جس شخص نے اپنے آپ کو اس کی کامیابی کا جزو لازم بنایا تھا۔ وہ اس کے جانشین کے عہد میں بھی اتنی ہی اہمیت حاصل کرنے پر تُلا ہوا ہے۔ یقیناً تم سمجھ گئے ہو گے۔ کہ وہ شخص میرے سوا کوئی اور نہیں۔ میرے ہوتے ہوئے تمہارے لئے کسی طرح کا اندیشہ نہیں۔ بلکہ شہزادہ ولیم کی بہتری میں تمہاری بہتری ہے۔ شب و روز میں اسکی کامیابی کے لئے کوشش کر رہا ہوں۔ اور اس کام میں مجھے تمہاری امداد بھی مطلوب ہے۔ یہ اس طرح کہ یہاں سے سکاٹ لینڈ جا کر تم اپنے والد سے ان تمام واقعات کا ذکر کرو۔ جو تم نے بچشم خود دیکھے ہیں۔ اور اس پر ثابت کرو کہ شاہ جیمز اس قابل نہیں کہ کوئی شریف آدمی اس کی مدد کرے۔ وہ انسان اور خدا دونو کی نظروں میں ملعون ہے۔ مختصر یہ کہ اپنی کوشش سے تم پہاڑی قبائل کو یا تو شہزادہ کا حامی و مددگار یا کم از کم غیر جانبدار بنا دو۔ کہ شہزادہ ولیم کو سکاٹ لینڈ میں بھی وہی امداد حاصل ہونے کا یقین ہو جو انگلستان میں حاصل ہے اور آئرلینڈ میں بھی ضرور رہوگی۔ مگر یہ نہ سمجھو کہ میں یہ کام تم سے مفت لینا چاہتا ہوں۔ تمہارے والد کی ریاست اگرچہ اب بھی وسیع ہے۔ مگر وہ ایک بنجر قطعہ زمین سے بڑھ کر حیثیت نہیں رکھتی۔ یقیناً اُسے روپیہ سے بھی محبت ہے . . . دیکھو مجھے کسی کی توہین و تذلیل مقصود نہیں۔ مگر کیا یہ امر واقعہ نہیں ہے۔ کہ تمہارے والد نے قبیلہ بریڈل بین اور خاندان کیمبل سے زر تاوان کی ایک بڑی مقدار جبراً وصول کی؟ خیر تو میرا وعدہ یہ ہے کہ لارڈ میکڈانلڈ کو کافی مقدار میں روپیہ مہیا کیا جائے گا۔ جس کی مدد سے وہ ان بھدی جھونپڑیوں کی بجائے جو وادی گلنکو میں نظر آتی ہیں۔ خوشنما مکانات تعمیر کرا سکیگا۔ علاوہ بریں اس کے گلوں میں سیکڑوں کی جگہ ہزاروں بھیڑیں ہونگی۔ رہا تمہارا معاملہ۔ اس کے متعلق میں وعدہ کرتا ہوں۔ کہ سر کے اس خطاب کی بجائے جو محض اخلاق کی راہ سے تمہارے لئے مخصوص ہے۔ میں تمہیں سکاٹ لینڈ کے کسی مقام کا لارڈ بنا دونگا۔ اور تمہاری اہمیت کو دوبالا کرنے کے لئے زر و مال کی امداد سے بھی کوتاہی نہ کرونگا۔ جہاں یہ دو باتیں موجود ہوں۔ نیز شباب و شجاعت۔ دلیری اور فیاضی کے جوہر ساتھ ہوں۔ پھر دنیا میں کونسا کام ہے جسے ایک راڈرک میکڈانلڈ سرانجام نہیں دے سکتا؟"

راڈرک نے ارل آف سنڈرلینڈ کو اس طویل تقریر کے دوران میں ایک بار بھی نہیں روکا تھا۔ اگرچہ کئی موقعوں پہ وہ بے صبری سے چونکا۔ اور اس نے اضطراب کا بھی اظہار کیا۔ لیکن پھر اس خیال سے چپ چاپ سنتا رہا۔ کہ ارل آف سنڈرلینڈ کے مقصد و منشا کو اچھی طرح معلوم کیا جا سکے۔ یہی وجہ تھی کہ اس نے کئی بار اپنے غصہ کو ضبط کیا۔ کیونکہ وہ اس صحیح حالت سے پوری طرح واقف ہونا چاہتا تھا جس میں اسے ارل نے اپنی عیاریوں سے لا ڈالا تھا۔ آخر جب وزیر اعظم کی تقریر ختم ہوئی۔ تو راوڈرک تھوڑی دیر کچھ سوچتا رہا۔ اس نے محسوس کیا۔ کہ میں واقعی ایک نہایت بے اصول اور کامل عیار شخص کے بس میں ہو چکا ہوں۔ اس کی علانیہ مخالفت شروع کرنا دوراندیشی سے بعید ہوگا۔ ایک بار اس کے جی میں آئی کہ سیدھا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انہیں سارے حالات سے خبردار کر دوں۔ مگر پھر جو اس نے غور کیا تو معلوم ہو گیا۔ کہ ایسا کرنا عملی طور پر غیر ممکن ہے۔ اس لئے کہ اس سلسلہ میں مجھے یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ میں نے مارگرٹ کی معرفت اینڈ ریولیسلی کو بروقت خبردار کر کے فرار ہونے میں مدد دی۔ پھر مجھے اس راز کی باخبری بھی ظاہر کرنی ہوگی۔ جس کے انکشاف سے خاندان سٹوارٹ کا تہاتا ہوا چراغ گل ہونا یقینی ہے۔ اور جس کا اثر بادشاہ کے حق میں شہزادہ ولیم کی بری اور بحری فوج کی مشترکہ طاقتوں سے بھی زیادہ موثر ثابت ہوگا۔ اگر میں نے ایسا کیا۔ تو کچھ شک نہیں کہ میرے اور میری جان سے عزیز لیڈی ایلین کے لئے برج کے جیلخانہ میں خوفناک سزائے موت تجویز کی جائے گی۔ اسلئے اس نے ایک ہی لمحہ میں پوری طرح محسوس کر لیا۔ کہ بادشاہ سے سارا حال کہنا نہ صرف بے سود بلکہ ضرر رساں ہے۔ بس اس خیال کو جیسے وہ پیدا ہوا تھا۔ دل سے خارج کرنا پڑا۔ جس کے بعد اس نے محسوس کیا کہ میں اب سنڈرلینڈ کے اختیار میں قطعاً بے بس ہوں۔ لیکن جلدی ہی ایک اور خیال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ اور اس پہ عمل کرنے کا فیصلہ کر کے اس نے کہا۔

"مائی لارڈ آج ہمارے درمیان اس قدر اہم معاملات پہ گفتگو ہوئی ہے کہ میں جب تک ان پہ اچھی طرح غور نہ کر لوں۔ اپنی طرف سے کوئی جواب عرض نہیں کر سکتا۔ علاوہ بریں اس جگہ اس گفتگو کو طول دینا ویسے بھی خطرناک ہے۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔" ارل آف سنڈرلینڈ نے کہا۔ "اس لئے میں تمہیں چوبیس گھنٹہ کی مہلت دیتا ہوں۔ اس عرصہ میں تم میری ہر بات پہ اچھی طرح غور کرو۔ اور اپنا آخری فیصلہ کل رات ۹ بجے

مجھ سے بیان کردہ۔ مگر دیکھو سر راڈرک اس وقت تم جس حالت میں ہو۔ اس سے ناجائز فائدہ اٹھانے کی ہرگز کوشش نہ کرنا ممکن ہے تم یہ سمجھتے ہو۔ کہ میں تمہیں ورغلا کر غدار بنانا چاہتا ہوں۔ مگر یاد رکھو کہ اگر تم نے میرے مشورہ پر عمل نہ کیا۔ تو چند ہفتہ کے عرصہ میں یقیناً تمہیں انگلستان کے نئے تاجدار کی عدالت میں ایک حقیقی غدار کی حیثیت میں پا بجولاں حاضر ہونا پڑے گا۔ بس الوداع۔ اب تم جا سکتے ہو۔"

یہ کہہ کر ہاتھ تک ملانے کی پرواہ نہ کرتے ہوئے ارل آف سنڈرلینڈ کمرہ سے رخصت ہوگیا اور راڈرک کو وہ قعات پیش آمدہ پہ فکر و تشویش کی حالت میں چھوڑ گیا۔ ظاہر ہے۔ کہ اس نوجوان کے خیالات اس وقت قابل رشک نہ تھے۔ سنڈرلینڈ کی روانگی کے چند منٹ بعد وہ بھی سخت افسردگی کی حالت میں خوابگاہ کی طرف چلا گیا کہ ایلن سے اس ملاقات کی کیفیت اور جوابی تجاویز بیان کرے۔

باب ۔ ۱۷

فرار

مگر جس وقت وہ اپنے کمرہ میں داخل ہوا۔ تو دیکھا کہ ایک خوش پوش اور حسین عورت لیڈی ایلن کے پلنگ کے پاس بیٹھی ہوئی ہے۔ راڈرک نے فوراً سمجھ لیا۔ کہ یہ وزیر اعظم کی بیوی کونٹس آف سنڈرلینڈ ہے۔ اس خاتون کی عمر ۳۰ سال کے قریب تھی۔ بڑی خوبصورت اور نظر فریب عورت تھی۔ اس کا بانکا حسن اس قسم خاص سے تھا۔ جو انسان کی آنکھوں میں خیرگی اور چکاچوند تو پیدا کر دیتا ہے۔ مگر وہ نرم جذبہ عشق جو حقیقی اور پائیدار ہوتا ہے۔ ہرگز پیدا نہیں کر سکتا۔ اس کے آداب و اطوار درباری مراسم کی طرز پر خلیقانہ تھے۔ مگر نگاہ سے غیر معمولی بے باکی کا اظہار ہوتا تھا۔ جس وقت راڈرک کمرہ میں داخل ہوا۔ تو کونٹس نے اس انداز سے اس کی طرف دیکھا جس سے فوراً اس کے دل میں آسڈ اکمبیل کا نقشہ کھنچ گیا۔

کہنے لگی "سر راڈرک میکڈانلڈ مجھے آپ سے مل کر بہت خوش ہوئی ہے۔ بیٹھی اتنی ہی جو گئے آپ کی خلیق بیگم سے مل کر ہوئی تھی۔ میں آپ کو مبارکباد دیتی ہوں۔ کہ آپ کی حسین و جمیل دلہن اس سے بہت زیادہ خوبصورت ہے۔ جس کا مجھے خیال تھا میں دعا کرتی ہوں۔ کہ

انہیں جلد تر شفائے کامل حاصل ہو"
سر راڈرک نے ازراہ تسلیم سر کو حرکت دی۔ اور بیگم سنڈرلینڈ کے الفاظ کا موزون طریق پر جواب دیا۔
"یہ امر سخت رنج دہ ہے" کونٹس نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ آپ کو لندن میں آئے اتنے دن ہو گئے۔ لیکن میں مشرف نیاز حاصل نہ کر سکی۔ اس لئے کہ میں اب تک دیہات میں تھی۔ ورنہ مجھے لیڈی ایلین سے مل کر دلی خوشی حاصل ہوتی۔"
اس وقت فاورا نے آکر عرض کیا کہ شاہی طبیب تشریف لا رہے ہیں۔ اور اس کے ایک لمحہ بعد ایک ڈاکٹر کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کی آمد پر کونٹس آف سنڈرلینڈ کو مجبوراً وہاں سے اٹھنا پڑا۔ مگر چلتے وقت اس نے ایلین کا ہاتھ ظاہری گرمجوشی سے دبایا۔ اور پھر ایک بار اس کی امید ظاہر کی۔ کہ کل تک آپ کو پوری صحت حاصل ہو جائے گی۔ اس کے بعد دروازہ سے نکلتے ہوئے جب وہ راڈرک کے پاس سے گذری جو اخلاق کی راہ سے پٹ کھولے کھڑا تھا۔ تو اس نے اس کے چہرہ کی طرف ویسی ہی جذبات سے بھری نظر سے دیکھا جس سے آئیڈا کیمبل اسکی طرف دیکھا کرتی تھی۔ مگر راڈرک نے سرد مہری سے جھک کر سلام کیا۔ اور کونٹس کے رخصت ہو جانے پر اس پلنگ کے پاس گیا۔ جس پہ لیڈی ایلین آرام کرتی تھی اور ڈاکٹر اس کی مزاج پرسی کر رہا تھا۔ راڈرک سے مخاطب ہو کر ڈاکٹر نے بیان کیا۔ کہ بیگم صاحب کا مزاج امید سے بڑھ کر جلد اصلاح حاصل کر رہا ہے۔ بخار بالکل اتر گیا ہے۔ اور اگر رات کو اچھی طرح نیند آئی۔ تو صبح ان کی طبیعت پوری طرح بحال ہو جائے گی۔"
ڈاکٹر کے چلے جانے پر جب اس کمرہ میں صرف راڈرک اور ایلین رہ گئے۔ تو پہلے اسے تامل ہوا۔ کہ مجھے اس گفتگو کو جو ارل آف سنڈرلینڈ کے ساتھ ہوئی تھی۔ لیڈی ایلین کے روبرو بیان کرنا چاہیئے یا نہیں۔ تامل اس لئے کہ ڈاکٹر نے ایلین کی شفایابی کو رات آرام سے گذرنے سے مشروط کیا تھا۔ اور صاف ظاہر تھا کہ ان واقعات کی تفصیل اس کی پریشانی میں اضافہ کرنے کا موجب ہوتی۔ لیکن جب وہ اس فکر میں تھا۔ کہ مجھے اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے ایلین نے اس کی صورت سے اندازہ کر لیا۔ کہ اس کے دل میں کوئی بات ایسی ہے جسے وہ بیان کرنا چاہتا ہے۔ مگر کر نہیں سکتا۔ پس وہ اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگی "پیارے راڈرک مجھے کسی معاملہ پہ تشویش و پیچ کی حالت میں رکھنے سے بہتر ہوگا۔ کہ تم اس کا سارا حال صاف

صاف بیان کر دو۔ کیا ارل آف سنڈر لینڈ نے کوئی بات ایسی کہی ہے۔ جو تمہارے لئے اضطراب و پریشانی کا موجب ہوئی ہو؟ اس کا احتمال اس لئے ہے کہ کونٹس بھی مجھ سے عجیب پیرایہ میں باتیں کرتی رہی ہے۔ اور اس وقت جب کہ تم اس کے شوہر سے مصروف گفتگو تھے۔ وہ یقیناً کسی خاص مطلب کے بغیر میرے پاس نہ آئی ہوگی"

"پیاری ایلن میں سارا حال تم سے کہ دیتا ہوں"۔ اس کے شوہر نے جواب دیا۔ "مگر پہلے مہربانی سے یہ بتاؤ کہ کونٹس میری عدم موجودگی میں تم سے کیا کہتی تھی؟"

ایلن نے کہا۔ "اس نے میرے کمرہ میں آکر پہلے تھوڑی دیر سرسری گفتگو کی۔ لیکن جلدی ہی آداب مزاج پرسی کو چھوڑ کر اس نے کچھ اس قسم کی باتیں کہیں جن سے اسے یہ جتلانا مقصود تھا۔ کہ مجھے اپنے شوہر کے سب راز معلوم ہیں۔ کہتی تھی کوئی سیاسی پیچیدگی جس سے ارل کا تعلق ہو۔ ایسی نہیں کہ میری اس میں شرکت نہ ہو۔ اور جس طرح تمہارا شوہر کوئی بات تم سے چھپا کر نہیں رکھتا۔ اسی طرح ارل بھی مجھ سے سب حال ذرا ذرا کہہ دیتا ہے۔ اس کے بعد دوران گفتگو میں اس نے آج کی دعوت اور رسم اصطباغ کا ذکر کیا اور میرے چہرہ کی طرف نظر غور سے دیکھ کر پوچھنے لگی۔ کیوں بہن اس خوفناک مضحکہ سے کیا تمہیں کچھ کم صدمہ ہوا ہے؟ راڈرک میں بیان نہیں کر سکتی۔ کہ جب اس نے اس ذکر کو چھیڑا۔ تو میرا بدن کس طرح کانپ اٹھا۔ معلوم ہوتا ہے۔ اس نے اس اثر کو جو اس کے الفاظ سے پیدا ہوا تھا۔ دیکھ لیا۔ کیونکہ اس کے بعد فوراً ہی اس نے میرے سامنے بادشاہ اور ملکہ کی مذمت شروع کر دی۔ اور اس سلسلہ میں اس کا بھی ذکر کیا کہ کیا خاندان سٹوارٹ کی حکومت جاری رہنے میں بہتری ہے۔ یا برطانیہ کی راحت و اقبال اور مذہبی آزادی کا تقاضا ہے کہ شہزادہ آرینج اپنی کوششوں میں کامیاب ہو جائے۔ راڈرک اگرچہ میں ریا کے طریقوں سے بالکل بے خبر ہوں۔ پھر بھی یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ کونٹس کس عیاری سے اپنی ظاہری غیر جانبداری کو قائم رکھتے ہوئے ہر بات شہزادہ آرینج کے حق میں ثابت کرنے کی کوشش کر رہی ہے سچ پوچھو تو شروع سے آخر تک جو گفتگو ہوئی۔ وہ اس کی طرف سے ہوئی کیونکہ میں نے خاموشی ہی کو سلامتی کا ذریعہ سمجھا اور اس لئے اس کی باتوں کا بہت کم جواب دیا۔"

"پیاری ایلن تم نے بہت اچھا کیا"۔ راڈرک نے کہا۔ "کچھ شک نہیں کہ کونٹس کو محض اسی غرض سے تمہارے پاس بھیجا گیا تھا کہ تمہیں بھی کسی طرح شہزادہ آرینج کا حامی بنایا جائے جب

دوسری جانب اس کا شوہر لالچ یا دھمکی سے جس طرح بھی ممکن ہو مجھے اپنا شریک کار بنانا چاہتا تھا۔"

اس کے بعد اس نے وہ ساری گفتگو جو اس میں اور ارل آف سنڈر لینڈ میں ہوئی تھی بیان کی۔ اور ایلین کو یہ جان کر بے حد خوف ہوا کہ اس عیار اور بے اصول امیر نے اس کے شوہر کے گرد کس ہوشیاری سے ایک جال سا بُن لیا ہے۔ مگر پورے استقلال سے کام لیتے ہوئے۔ اپنی زبردست قوت ارادی سے مدد حاصل کر کے اس نے اس حالت کو بڑے سکون کے ساتھ نظر غور سے دیکھا اور چند منٹ کے سکوت کے بعد وہ اس انداز سے گویا اپنے دل سے باتیں کر رہی ہو کہنے لگی:۔ "اچھا اب ارل یہ چاہتا ہے۔ کہ تم کل رات اس سے ملو؟"

"ہاں کل رات ۹ بجے۔" راڈرک نے کہا "مگر میں نے اس سے اس کا پختہ وعدہ نہیں کیا اصل یہ ہے کہ جب وہ بد باطن شخص اس قسم کی باتیں کہ رہا تھا۔ گویا وہ سمجھتا تھا۔ کہ میرے خیالات اس کی رشوت کے اثر میں آسکیں گے اور جب وہ مجھے بھی طرح طرح کے سبز باغ دکھا رہا تھا۔ تو میں نے بمشکل اس قدر ضبط سے کام لیا۔ کہ اپنے ہاتھ کو اس کا منہ توڑنے سے روکا خیر جس طرح بھی ہو سکا میں نے ریا سے کام لئے بغیر اپنے غصہ اور جوش کو روکے رکھا۔ مانا کہ ارل آف سنڈر لینڈ بہت چالاک۔ فطرت انسانی سے۔ پوری طرح خبردار اور مکر و فریب میں یکتا ہے تاہم میں کہہ سکتا ہوں کہ میرا صحیح اندازہ کرنے میں اس سے بھی غلطی ہوئی ہے۔ وہ سمجھتا ہے۔ کہ میں اس کی ترغیب و تہدید سے متاثر ہو جاؤنگا۔ شاید وہ میرے خیالات کا اندازہ میری قابلیت سے نہیں بلکہ ان چاپلوسوں اور بے اصول خوشامدیوں کے طریقوں سے کرتا ہے۔ جو بڑی تعداد میں اس کے پاس موجود رہتے ہیں۔ مگر اس میں اس سے غلطی ہوئی ہے.. سخت غلطی ہوئی ہے!"

"ہاں پیارے راڈرک یہ اسکی غلطی تھی کہ اس نے تمہیں ایسا سمجھا" ایلین نے بھی کہا۔ اور اس کے بعد وہ اپنی پلنگڑی پر اٹھ کر بیٹھتے ہوئے کہنے لگی:۔ "مگر اب ہمارے لئے فقط ایک ہی راہ عمل ہے... یہ کہ فوراً اس محل سے فرار ہو جائیں!"

"کل رات۔ غروب آفتاب کے بعد ہم ضرور یہاں سے چلدیں گے۔" راڈرک نے جواب دیا "اتنا میں میں یہ معلوم کر لوں گا۔ کہ کیا کوئی جہاز سکاٹ لینڈ کو روانہ ہونے والا ہے..."

"نہیں راڈرک۔ اس معاملہ میں تاخیر خطرناک ہے۔" ایلین قطع کلام کرکے کہنے لگی "آج ہی

رات ہمیں اس محل سے رخصت ہو جانا چاہیئے۔ ورنہ مجھے احتمال ہے کہ سنڈرلینڈ ہمیں اپنے مقصد مطلب نہ پاکر ضرور کوئی خطرناک کوشش کرے گا۔ جس قدر جلد ہم اس خوفناک مقام سے جہاں ہر طرف شاہی شقاوتیں۔ سیاسی سازشیں مذہبی سیاہ کاریاں اور ہر قسم کی دوسری خرابیاں موجود ہیں۔ نکل جائیں اتنا ہی بہتر ہے۔ اگر تم نے بادشاہ سے رخصت کی اجازت طلب کی۔ تو عجب نہیں وہ دریافت کریں تمہارے اس قدر جلد رخصت ہونے کی کیا وجہ ہے۔ اس صورت میں تم کیا جواب دے سکو گے؟ پس اگر ہمیں خفیہ طور پر ہی یہاں سے رخصت ہونا ہے۔ تو جس قدر جلد ممکن ہو ایسا کرنا چاہیئے۔ ہمارے پاس روپیہ کی کمی نہیں۔ اور اگر ہمیں گھاٹ پر کوئی جہاز تیار نہ ملا۔ تو ہم بڑی آسانی سے روپیہ کی مدد سے کسی کا انتظام کرلیں گے۔"

راڈرک ایلین کی اس پرجوش اور دور اندیشانہ تقریر کو انداز تعریف سے سنتا رہا مشورہ ایسا تھا کہ وہ اسے ماننے پر مجبور ہو گیا۔ مگر ایک خیال رہ رہ کر اسے بے چین کر رہا تھا۔ اور وہ یہ کہ موجودہ حالت میں جب کہ ایلین کو آرام کی ضرورت ہے۔ وہ گرم بستر چھوڑ کر رات کی سرد ہوا کیونکر برداشت کر سکے گی؟

مگر وہ التجائی انداز سے کہنے لگی "پیارے راڈرک۔ تم میری نسبت ذرا بھی فکر نہ کرو۔ ہماری سلامتی فرار ہی میں ہے۔ اور یہ کام دن کی بجائے رات کو بہتر ہو سکتا ہے۔ پس اگر اس کو کل رات پر ملتوی کیا گیا۔ تو پھر تم ارل سے نہ ملنے کا کونسا بہانہ پیدا کر سکو گے؟ یا اگر ملے تو اس کے روبرو حامی بھرنے کے سوا کیا چارہ کار ہوگا؟ راڈرک حالات تقاضا کرتے ہیں کہ ہم آج ہی رات یہاں سے رخصت ہو جائیں۔ سچ جانو میرے لئے فرار کی سلامتی میں قدرت کی تازہ ہوا اتنی خطرناک نہیں جس قدر اس خوفناک مقام پر رہتے ہوئے فکر و تشویش کی اذیت۔ دریا کی کھلی ہوا کتنی بھی سرد ہو اتنا نقصان نہیں پہنچا سکتی جس قدر کسی دربار کی جرم آلود فضا علاوہ بریں میں کیا اپنے کوہی وطن کی تیز اور سرد ہواؤں کی اتنی بھی عادی نہیں ہوں کہ اس نسبتاً معتدل ملک کی ماہ ستمبر کی ہوا کا مقابلہ نہ کر سکوں گی؟"

غرض اس قسم کے استدلال سے دلیر ایلین نے اپنے شوہر کو اسی رات بھاگ نکلنے پر رضامند کرلیا۔ اس کے بعد انہوں نے رخصت کی تیاریاں شروع کیں۔ فلورا کو اس لئے طلب کیا گیا کہ وہ اپنی بیگم کو لباس پہننے میں مدد دے۔ اور تیاری کا سامان کرے۔ ادھر راڈرک نے ولیم فاکنر کو بھی ایسی ہی اطلاع دے دی۔ انہوں نے نہایت ضروری سامان ایک پلندہ کی صورت

میں باندھ کر الگ رکھ لیا۔ کہ چلتے وقت فلورا اسے اپنے لبادہ کے نیچے چھپانے لگی۔ اور آخر جب رات کے ایک بجے تو انہوں نے فرار سے پہلے اپنے سب کمروں کی بتیاں گل کرا دیں۔

چونکہ ان کمروں تک جانے آنے کے لیئے الگ زینہ موجود تھا۔ اور اس سے اتر کر محل کے ایک بغلی دروازہ تک رستہ جاتا تھا۔ اس لیئے روانگی کا عمل زیادہ وقت طلب ثابت نہ ہوا۔ مگر اس خیال سے کہ چلتے وقت محل کا کوئی شخص دیکھ کر کسی طرح کا شک نہ کرے انہوں نے احتیاطاً فلورا اور فائز کو آگے بھیج دیا۔ اور اس کے ۱ منٹ بعد راڈرک اور لیڈی ایلین رخصت ہوئے۔ وہ محل سے ایسے طریق پر باہر نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ کہ کسی نے ان کو نہیں دیکھا۔ اور ایک مقررہ مقام پر خادم اور خادمہ سے جا ملے۔ وہاں سے چاروں وائٹ ہال کے گھاٹ کی طرف روانہ ہوئے۔ جہاں عموماً آدھی رات تک ملاحوں کا ہجوم رہتا تھا۔ اس زمانہ میں چونکہ کرایہ کی گاڑیوں کا رواج نہ تھا۔ اور دریا پر صرف ایک ہی پل بندھا ہوا تھا۔ اس لیئے جو لوگ شراب خانوں یا جلسہ ہائے دعوت سے واپس آ رہے ہوں۔ نیز حصہ شہر میں یا ٹیمز کے دوسری جانب رہنے والے لوگ کشتیوں پر ہی سفر کرتے تھے۔ آج چونکہ دن کے وقت محل شاہی میں رسم اصطباغ پر نیز شام کی دعوت کے لیئے بہت سے مہمان آئے ہوئے تھے۔ اس لیئے کشتیوں کی تعداد معمول سے زیادہ تھی۔ چاروں جلدی ہی ایک کشتی میں سوار ہوئے اور وہ اس روپہلی چاندنی میں جس کی وجہ سے دریا کا پانی سیماب کی طرح چمک رہا تھا۔ تیز چلنے لگی۔ موسم کے اعتبار سے ہوا غیر معمولی فرح بخش تھی۔ اور چونکہ لیڈی ایلین کو احتیاطاً بہت سے کپڑے پہنا دیئے گئے تھے۔ اس لیئے اسے ذرا بھی سردی محسوس نہ ہوئی۔ علاوہ بریں ایک ایسے مقام سے نکل آنے کی وجہ سے جہاں ہر طرف بے شمار خطرات کا سامنا تھا۔ اس کا حوصلہ دوچند ہو گیا تھا۔ بیں ڈونگی میں اپنے پیارے راڈرک کے پہلو میں بیٹھی ہوئی وہ آہستہ سے اس کے کان میں کہہ رہی تھی۔ اب میرے دل کو اصلی اطمینان حاصل ہوا ہے۔

دو ملاح اس کشتی کو تیز چلاتے ہوئے تھوڑے عرصہ میں لنڈن پل کے پاس پہنچ گئے اس وقت جوار کی وجہ سے پانی چڑھاؤ پر تھا۔ اس لیئے پل کے نیچے سے گزرنا خطرناک تھا۔ پس یہ لوگ پل کے اس طرف ایک گھاٹ پر آ گئے۔ اور ملاحوں کو معقول معاوضہ دے کر اس گودی کی طرف ہو لیئے جہاں سے سکاٹ لینڈ کے جہاز روانہ ہوا کرتے تھے۔ وہ کیا

پہنچ کر انہیں یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ ایک جہاز لیتھ جانے کے لئے تیار کھڑا ہے۔ اور عنقریب سمندر کی طرف روانہ ہو جائے گا جس وقت یہ چاروں بندرگاہ میں پہنچے۔ جہاز پر آخری مال لد رہا تھا۔ انہوں نے کپتان کو اپنے ارادہ سے مطلع کیا۔ اور فوراً ان کے لئے جہاز میں جگہ مہیا کر دی گئی۔

اس کے نصف گھنٹہ بعد وہ جہاز جس کا نام بونی لیبی مشہور تھا۔ گھاٹ سے روانہ ہوا۔ سمندر میں پہنچکر اس نے بادبان پھیلا دیے۔ اور چونکہ ہوا موافق اور تیز تھی۔ اس لئے اب اس کی رفتار بھی تیز ہو گئی۔ سکاٹ لینڈ کے جہاز اس زمانہ میں بھی اپنی آسائش کے لئے مشہور تھے۔ چنانچہ جب وقت ایلن اور راڈرک جہاز کی آرام دہ مختصر کوٹھری میں بیٹھ گئے۔ تو وہ خطرہ بھی جو رات کی سرد ہوا کے متعلق لگا ہوا تھا۔ رفع ہو گیا۔

باب ۔ ۱۴

جنگی جہاز

اس کے دوسرے دن جہاز بونی لیبی ۸ اور ۹ بجے کے درمیان ہارج کے بالمقابل کھلے سمندر میں چل رہا تھا۔ ہارج کی بندرگاہ آجکل کی نسبت اس زمانہ میں جس کا حال ہم لکھ رہے ہیں بہت اہمیت رکھتی تھی۔ اور ایک بحری بیڑہ امیر البحر لارڈ ڈارسٹ منٹ کے زیر کمان اس جگہ موجود رہتا تھا۔ جس وقت سکاٹ لینڈ جانے والا جہاز ہارج سے ۳ میل کے فاصلہ پر گذر رہا تھا۔ بیڑہ کے لنگر انداز جہاز ایک عجیب دلکش نظارہ پیش کرتے تھے۔ اور راڈرک ایلن فلورا اور ولیم فاکتر نے صحن پر کھڑے ہو کر اس سے خوب ہی لطف حاصل کیا۔

وہ ان جہازوں کی طرف دیکھ رہے تھے۔ کہ معلوم ہوا بیڑہ کا ایک جہاز سمندر کی طرف آنے کی تیاری کر رہا تھا۔ ملاح بادبان پھیلا رہے تھے۔ اور بھاری چرخی کی مدد سے لنگر اٹھانے کی آواز جہاز بونی لیبی کے مسافروں کو صاف سنائی دیتی تھی۔ کپتان کی زبانی راڈرک کو معلوم ہوا کہ یہ ایک جنگی جہاز ہے۔ جس پر ۴۰ توپیں رکھی ہوئی ہیں۔ جلدی کا جنگی جہاز نے نمایاں نقل و حرکت شروع کی۔ اس کے بادبان ہوا سے پھول گئے۔ اور اس ․․․ سے جو اس کے چلنے سے پیدا ہو رہے تھے۔ اس کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ کہ وہ

غیر معمولی تیزی رفتار کے ساتھ چلا آرہا ہے۔

اتنے میں ہوا تیز ہوئی اور اب دونو جہازوں میں ایک طرح کی دوڑ شروع ہوگئی۔ اگرچہ جہاز بونی لیسی کی طرف سے یہ دوڑ سراسر بے ارادہ تھی۔ چونکہ دونو جہاز ایک ہی سمت میں چل رہے تھے۔ اور ہوا کی تیزی کا اثر دونو کی روانی پر پڑتا تھا۔ اس لئے بالکل ایسا نظارہ پیدا ہوگیا۔ گویا ان میں سے ایک دوسرے کے تعاقب میں ہو۔ بونی لیسی کے کپتان کو ایک جنگی جہاز کی صبا رفتاری کا مقابلہ کرنے سے لطف حاصل ہوا۔ تو اس نے سارے بادبان پھیلا دیے۔ اور کہنے لگا ہم ضرور اس جہاز سے آگے نکل جائیں گے۔ معلوم نہیں جنگی جہاز والوں نے اس کارروائی کو مشتبہ سمجھکر یا اس لیے کہ عام حالات میں بھی وہ ضرور ایسا کرتے۔ جہاز بونی لیسی کے کپتان کی تقلید کی۔ اور سارے بادبان پھیلا کر جہاز کو پوری رفتار پر چھوڑ دیا۔ پھر اپنا راستہ کسی قدر بدل کر یہ جہاز سیدھا سکاٹ لینڈ جانے والے جہاز کی طرف ہولیا۔ راڈرک نے جب یہ حالت دیکھی تو اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کیا اس جہاز کے آدمی میرے پیچھے آرہے ہیں۔ مگر یہ اندیشہ جلدی ہی رفع ہوگیا۔ کیونکہ اس نے سوچا کہ لنڈن میں اس کا کسی کو علم نہیں کہ میں کس سمت میں روانہ ہوا ہوں۔ جہاز کا کپتان بھی یہ حالت دیکھکر مضطرب نظر آنے لگا۔ کیونکہ اب صاف ظاہر تھا۔ کہ جنگی جہاز اس کے اپنے جہاز تک پہنچنے کی پوری کوشش کر رہا ہے۔ مگر چونکہ اس نے کوئی بات خلاف قانون نہ کی تھی۔ اس لیے اسے کسی طرح کا اندیشہ نہ تھا۔ پس وہ بدستور تیز ہوا کی مدد سے جہاز کو آگے آگے چلاتا گیا۔ اور جنگی جہاز بھی زیادہ وزنی ہونے کے باوجود ویسی ہی سریع رفتاری سے چلتا رہا۔ اس کے باوجود تھوڑی دیر میں معلوم ہوگیا۔ کہ آخرالذکر جہاز بونی لیسی کے قریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ اور آخر جب فاصلہ بالکل کم رہ گیا۔ تو اس کے صحن پر سے ایک کرخت آواز سنائی دی جس میں اگلے جہاز کو ٹھیر جانے کا حکم دیا گیا تھا۔ لیکن سکاٹ لینڈ والے جہاز کا کپتان اس حکم کو ماننے کے لئے تیار نہ تھا۔ اس لیے کہ چوری کا مال لے جانے کا وہ عادی نہ تھا۔ نہ اس کے پاس کوئی چیز قابل اعتراض تھی۔ اس کے سبب کا ضمانت ٹھیک سکے۔ اور وہ اسے سراسر بے جا مداخلت سمجھتا تھا۔ کہ ایک جنگی جہاز یوں ایک تجارتی جہاز کو روکے۔

ادھر جنگی جہاز کے افسروں نے جب یہ دیکھا کہ ان کے زبانی احکام بے اثر رہے۔ تو انہوں

نے ایک توپ داغ دی جس کا مطلب یہ تھا کہ اگلے جہاز کو رُک جانے کے لیے اور بھی سختی سے حکم دیا گیا ہے۔ کثیف سفید دھوئیں کی بہت بڑی مقدار جنگی جہاز کی سمت سے آکر جہاز یونی لیسی پر اس طرح پھیل گئی۔ کہ چند منٹ کے لئے وہ اس کے اندر نظروں سے بالکل غائب ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر آخر الذکر کے کپتان نے محسوس کیا۔ کہ جنگی جہاز کے افسر عدول حکمی کی وجہ سے غصہ میں ہیں کیا عجب کہ پہلی بار خالی بارود چلا کر دوسری مرتبہ وہ گولہ چھوڑ دیں۔ پس اس نے جہاز مذکور کے حکم کی اطاعت میں ہی سلامتی سمجھی۔ چنانچہ بادبان ڈھیلے کر دیے۔ اور پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں یونی لیسی اور جنگی جہاز دونوں پہلو بہ پہلو ہو گئے۔

ہیلن کے دل میں بھی وہی اندیشے پیدا ہو گئے تھے جو اس سے پہلے اس کے شوہر کے دل میں پیدا ہوئے تھے۔ مگر راڈرک نے یہ کہہ کر اُسے تسکین دی کہ اس واقعہ کا ہماری ذات سے کچھ تعلق نہیں ہو سکتا۔ اس کے باوجود خاتون موصوف کے اضطراب میں کمی نہ ہوئی۔ اگرچہ اس نے اپنے چہرہ کو جہاں تک ممکن تھا پر اطمینان ظاہر کرنے کی کوشش کی۔ ولیم اور فلورا کو بھی فکر پیدا ہو گئی تھی خصوصاً اس لئے کہ انہیں ان حالات خاص کا مطلق علم نہ تھا۔ جن کے باعث ان کے آقا اور بیگم کو اس طرح حالت اضطراب میں محل سے چلے آنے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مگر راڈرک نے جہاں تک ممکن تھا۔ ان کو بھی تسلی دی۔

اس اثنا میں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ دونوں جہاز ایک دوسرے کے پہلو بہ پہلو ہو چکے تھے۔ چنانچہ معاً جنگی جہاز کا کپتان وردی پہنے جہاز کی گذرگاہ پر نمودار ہوا۔ یہ ایک نوجوان آدمی تھا جس کی عمر ۳۰ سال سے زیادہ نہ تھی۔ دیکھنے میں لاغر اندام اور بادی النظر میں سُوکھا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ مگر غور سے دیکھا جائے تو صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس لاغری میں بھی اس کا بدن مضبوط اور اعصاب و عضلات میں توانائی ہے۔ چہرے سے جس پہ سردی گرمی کے اثرات نے ملاحت پیدا کر دی تھی۔ ہمت و استقلال کا اظہار ہوتا تھا۔ دونوں جہازوں کے برابر آ کھڑے ہو جانے پر وہ ایک لفٹنٹ اور جہازی نائب کو ساتھ لیکر یونی لیسی پر چڑھ گیا اور تھوڑی دیر تک راڈرک اور اس کی حسین دلہن کی طرف نظر غور سے دیکھتا رہا۔ اس کے بعد اس جہاز کے کپتان سے مخاطب ہو کر اس نے مختصر طور پر مگر اس انداز سے گویا اسے اپنے الفاظ کی صداقت پر کامل یقین تھا۔ کہا "آپ ہیگ کی طرف جا رہے ہیں؟"

"جی نہیں" اس نے جواب دیا۔ "میرا جہاز لیتھ کی طرف جا رہا ہے۔ دیکھئے یہ میرے

کاغذات ہیں۔"

"کاغذات کی مجھے پروا نہیں۔" جنگی جہاز کے کپتان نے کہا۔"سمندر میں چلتے ہوئے کسی جہاز سے لئے اپنا رُخ بدل لینا اتنا ہی سہل ہے۔ جیسے خشکی پر چلتے ہوئے کسی مسافر کے واسطے۔ بہر حال مجھے معلوم ہے کہ آپ ہیگ کو جارہے ہیں۔ کیا یہ جہاز ڈنڈی کا بونی لیسی نہیں ہے؟"

"صاحب اس کا نام بلاشبہ بونی لیسی ہے۔" جہازراں نے جواب دیا۔" مگر یہ ڈنڈی کا نہیں لیتھ کا ہے۔ ڈنڈی کا بونی لیسی پرسوں لندن سے روانہ ہوا تھا۔"

"مائی لارڈ" لفٹنٹ نے جنگی جہاز کے کپتان سے آواز دبا کر کہا۔"معلوم ہوتا ہے۔ اس معاملہ میں کچھ غلطی ہوئی ہے۔"

"ممکن ہے ہوئی ہو۔" اس نے جواب دیا۔" مگر ہم ابھی اس کے کاغذ دیکھ لیتے ہیں۔ لائیے پیش کیجئے۔"

جہازراں نے اپنے کاغذات حاضر کئے۔ جنہیں جنگی جہاز کے کپتان نے غور سے دیکھا۔ اور بظاہر مطمئن ہو کر انہیں واپس کر دیا۔ پھر کہنے لگا "بے شک ہم سے غلطی ہوئی۔ جس کا مجھے دلی افسوس ہے۔ کیونکہ اس سے ناحق آپ کو فکر و تکلیف ہوئی۔ لیکن کیا میں دریافت کرسکتا ہوں کہ اس جہاز پر کون کون مسافر سوار ہیں؟"

"سر راڈرک میکڈانلڈ۔ ان کی بیگم اور دو خادم" جہاز بونی لیسی کے کپتان نے بیان کیا

"آہ!" جنگی جہاز کے کپتان کے منہ سے بے اختیار نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے لفٹنٹ کی طرف معنی خیز نظر سے دیکھا۔ پھر اس ناول کے ہیرو کی طرف دیکھتے ہوئے اس نے ازراہ اخلاق سر کو خم دے کر کہا۔"سر راڈرک میکڈانلڈ مجھے آپ سے ملکر بہت خوشی ہوئی۔ بہادروں کے کارنامے بہت جلد عالمگیر شہرت حاصل کر لیتے ہیں۔ اور آرنگل شائر میں آپ نے جو فتوحات حاصل کی تھیں میرے کان ان سے ناآشنا نہیں۔ لیکن شاید یہ بہتر ہوگا کہ میں بھی آپ کو اپنے نام سے واقف کر دوں جس طرح میں آپکے نام سے خبردار ہوں۔ مجھے لارڈ ٹومبلین کہتے ہیں۔ اور اس جہاز جنگی جہاز کا نام ان ڈسیبل ہے۔"

راڈرک نے سر تسلیم خم کیا۔ اور لیڈی ایلین نے بھی اس تعارف کو ایک دلکش سلام کے ساتھ منظور کیا۔

اتنے میں جنگی کپتان نے کہا۔"سر راڈرک میرا خیال ہے کہ آپ لیتھ جارہے ہیں؟"

"ہاں ہائی لارڈ" اس نے جواب دیا "وہاں سے ہم اپنے وطن کی طرف روانہ ہو جائیں گے"

سر راڈرک" لارڈ ڈمبلین نے کہا "میں چند الفاظ آپ سے اور لیڈی ایلین سے جدا ہو کر عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس لیئے میرے جہاز پر تشریف لائیے۔ کہ ہم اس جگہ کی نسبت زیادہ بے تکلفی سے گفتگو کر سکیں۔"

"ہائی لارڈ جانے سے پہلے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں کہ جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں وہ ایک درخواست کی حیثیت میں ہے یا حکم کے طور پر؟"

"نہیں وہ محض ایک درخواست کی حیثیت میں ہے۔" لارڈ ڈمبلین نے فوراً جواب دیا۔

"اس صورت میں مجھے آپ کے ساتھ چلنے میں تامل نہیں"۔ راڈرک نے جواب دیا۔ اگرچہ وہ اب تک یہ سمجھنے سے قاصر تھا کہ آخر وہ کونسا مضمون ہے۔ جس پر یہ شخص علیحدگی میں گفتگو کیا چاہتا ہے۔

اس کے دل میں ایک خفیف سا شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر لارڈ ڈمبلین کے جواب کے بعد جو صاف باطنی اور دیانتداری کا مظہر تھا۔ اس نے اس کا خیال نہ کیا۔ لیڈی ایلین بجائے خود اپنے دل میں ایک مبہم خوف محسوس کر رہی تھی۔ لیکن وہ ہر بات میں اپنے شوہر کی منشا کے مطابق عمل کرنے کو تیار رہتی تھی۔ اس لیئے اگرچہ اس نے راڈرک کی طرف ایک لمحہ کے لیئے نگاہ فکر سے دیکھا۔ تاہم زبانی کچھ نہیں کہا۔ اور اس کے ساتھ جنگی جہاز پر چڑھ گئی۔

غرض چند منٹ کے عرصہ میں سر راڈرک اور لیڈی ایلین میکڈانلڈ جہاز یونی لیس سے جنگی جہاز انونسیبل کے صحن پر منتقل ہو گئے۔ لارڈ ڈمبلین نے جلدی سے اپنے لفٹننٹ اور نائب کو دبی زبان میں کچھ ہدایات دیں۔ اور اس کے بعد خود بھی اپنے جہاز پر واپس آگیا۔ مگر جس وقت راڈرک نے پیچھے مڑ کر دیکھا۔ تو اسے یہ معلوم کر کے حیرت ہوئی۔ کہ لارڈ ڈمبلین کا لفٹنٹ ولیم فاکنر اور فلورا کو تحکمانہ انداز سے کچھ کہتا اور زوردار اشارے کر رہا ہے۔ اس پر راڈرک نے ڈمبلین کی طرف غصہ اور فکر کی نظر سے دیکھا جس نے فوراً جواب دیا۔ "سر راڈرک اور لیڈی ایلین۔ آپ کو معلوم ہو کہ میں بعض حالات سے مجبور ہوں کہ سردست آپ کو اس جہاز پر ہی رکھوں۔"

"ہائی لارڈ۔ یہ نہایت سفیہانہ دھوکہ بازی ہے۔" راڈرک نے طیش میں آکر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی تلوار نیام سے باہر نکل کر بجلی کی طرح چمکی۔ ایلین کے منہ سے بھی خوف

کی دبی ہوئی آواز سنائی دی۔

مگر لارڈ ڈمبلین بڑے اطمینان سے اپنے بازوؤں کو سینہ پر لپیٹ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "میرے دوست جوش میں آنے کی ضرورت نہیں۔ ان کی طرف دیکھیئے کہ آپ کو معلوم ہو جائے۔ کیا آپ کے لئے مزاحمت کی کوئی صورت باقی ہے؟"

راڈرک اور ایلین نے جہاز میں ادھر اُدھر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو سو کے قریب افسر اور ملاح کامل طور پر مسلح صرف ایک اشارہ کے منتظر ہیں کہ آگے بڑھ کر بہادر نوجوان کو مغلوب کر لیں

راڈرک نے یہ حالت دیکھ کر نفرت سے منہ پھیر لیا۔ اور کہنے لگا "مائی لارڈ۔ اگر میں اکیلا ہوتا۔ تو اپنی جان پر کھیل کر بھی اس جہاز سے نکل جاتا۔ جس میں مجھے ایسی شرمناک دھوکہ بازی کر لایا گیا ہے۔ مگر حالت یہ ہے . . ."

وہ اتنا ہی کہکر رُک گیا۔ اور اپنی حسین بیگم کی طرف دیکھنے لگا۔ جس سے اس کے فقرہ کا آخری حصہ بآسانی معلوم کیا جا سکتا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنی تیغ آبدار کو نیام میں بند کر لیا۔

مسٹر راڈرک" لارڈ ڈمبلین نے بدستور پُرسکون لہجہ میں کہا۔ "اطمینان فرمایئے کہ آپ کے ساتھ وہی سلوک ہوگا جو کسی عزت دار بہادر کے ساتھ ہونا چاہیئے۔ میں آپ سے معافی چاہتا ہوں کہ مجھے آپ کو یہاں لانے میں ایک خاص چال سے کام لینا پڑا۔ جسے آپ غصہ کی حالت میں دھوکہ بازی قرار دے رہے ہیں۔ مگر جسے میں اس وجہ سے روا سمجھتا ہوں کہ میں نہیں چاہتا تھا آپ کو اور لیڈی ایلین کو زبردستی یا طاقت سے کام لیکر اس جہاز پر لاؤں۔"

اس وقت فلورا اور ولیم ناکر بھی وہیں آ گئے۔ اور چونکہ ضروری سامان کا پلندہ جسے یہ لندن سے چلتے وقت ساتھ لے آئے تھے۔ اول الذکر کی بغل میں تھا۔ اس لئے واضح ہو گیا کہ جہاز نوبی لیبی ان کے بغیر ہی لیتھ کو روانہ ہو جائے گا۔

یہ حالت دیکھ کر راڈرک نے لارڈ ڈمبلین کی طرف انداز نفرت سے دیکھتے ہوئے کہا "اب مائی لارڈ مہربانی سے یہ بیان کیجئے کہ ہم کس کی حراست میں ہیں؟ کیونکہ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں۔ کہ ہماری حالت کسی طرح قیدیوں سے بہتر نہیں ہے۔"

"دیکھئے۔ میں پھر عرض کرتا ہوں کہ آپ کی حراست محض ایک طرح کی نظربندی ہے" جنگی کپتان نے جواب دیا۔ "ورنہ میں آپ سے اور آپ کی بیگم اور متعلقین سے پورے احترام کا سلوک کیا جائے گا۔"

"پھر بھی مائی لارڈ" راڈرک نے کہا "آپ نے اب تک بیان نہیں کیا۔ کہ ہم کس کے حکم سے نظربند ہوئے ہیں۔ اور اب ہمیں کہاں جانا ہوگا؟"

"سر راڈرک آپ کی منزل مقصود ہیگ ہے" لارڈ ڈمبلین نے جواب دیا۔ "اور سردست آپ ذی رتبہ واقتدار شہزادہ ولیم آف آرینج کے حکم سے نظربند ہیں۔"

باب - ۶۹

ہالینڈ کا شہزادہ ولیم

لارڈ ڈمبلین۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ اس بحری بیڑہ کے ایک جنگی جہاز کا کپتان تھا۔ جس کی کمان ارل آف ڈارٹ متھ کے سپرد تھی۔ گذشتہ چند ماہ سے اس شخص کی شہزادہ ولیم سے خفیہ خط وکتابت ہو رہی تھی۔ اور یہ پورے طور پر اس کا وفادار تھا۔ چونکہ لارڈ ڈارٹ متھ کے بیڑہ میں اس کا جہاز سب سے تیز رفتار تھا۔ اس لئے بارہا اس کو قابل اعتراض جنگی جہازوں کے تعاقب میں بھیجا جاتا تھا۔ اور اسے اس بات کی عام اجازت تھی۔ کہ جب اسے کسی مشتبہ جہاز کی اطلاع ملے یا وہ کسی ایسے جہاز کو سمندر میں چلتا دیکھے۔ تو بلا تامل اس کے تعاقب میں روانہ ہو جائے۔ اس جگہ یہ بات قابل ذکر ہے کہ ارل آف ڈارٹ متھ کو اس کا بعید ترین شبہ بھی نہیں تھا۔ کہ اس کا نائب حقیقت میں ولندیزوں کا خیرخواہ ہے۔ بارہا یہ شخص۔ لارڈ ڈمبلین ہالینڈ کے ساحلی قلعوں کے معائنہ کے بہانہ سے اس ملک تک ہو آیا تھا حالانکہ درپردہ اس کا مقصد اس کے سوا کچھ نہیں ہوتا تھا۔ کہ شہزادہ ولیم سے ساز باز جاری رکھی جائے۔ ایسے موقعوں پر واپسی کے وقت وہ کچھ اس قسم کی خبریں لایا کرتا تھا۔ جن سے لارڈ ڈارٹ متھ مطمئن ہو جاتا۔ جہاز اڈسیبل کے افسران خاص اپنے کماندار کے خفیہ ارادوں سے لاعلم نہ تھے اور ماتحتین اور ملاح بھی تہ کی خبر رکھتے تھے۔ مگر باطن میں وہ سب اس بات پر خوش تھے۔ کہ ہم ایک ایسے جانباز کپتان کے ماتحت کام کرتے ہیں۔

اصل یہ ہے کہ لارڈ ڈمبلین کے جہاز ہی کی مدد سے ارل آف سٹیلز لینڈ کی خط وکتابت پرنس ولیم سے ہوتی رہی تھی۔ یا زیادہ واضح لفظوں میں یوں کہنا چاہیئے۔ کہ اس خط وکتابت کا اصلی ذریعہ کونٹس آف سنڈرلینڈ یعنی وزیراعظم کی بیوی تھی جو اس کام کو اپنے آشنا ہنری سڈنی کی معرفت جو مشہور و معروف الگرنن کا بھائی تھا۔ کیا کرتی تھی۔ ہنری سڈنی۔ لارڈ ڈمبلین کے جہاز پر انگلستان اور ہالینڈ کے درمیان بارہا سفر کر چکا تھا چنانچہ یہی وہ جہاز تھا جس پر اینڈریو لیسلی انگلستان آیا اور ہالینڈ کو واپس گیا تھا۔

داستان کا سلسلہ جاری رکھنے سے پہلے چند الفاظ میں ان حالات کی توضیح بھی ضروری معلوم ہوتی ہے جن میں جنگی جہاز انونسیبل نے لیتھ کے جہاز بونی لیسی کا تعاقب کیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ لارڈ ڈمبلین کو اس بارہ میں خفیہ اطلاع موصول ہوئی تھی۔ کہ ڈنڈی کا جہاز بونی لیسی عنقریب دریائے ٹیمز سے روانہ ہوگا۔ اور ہنری سڈنی جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ اس پر سوار ہوگا۔ چنانچہ اس جہاز کی شکل وصورت کے متعلق ضروری اطلاع جہاز انونسیبل کے کمانڈر کو بھیجی گئی تھی۔ اور لارڈ ڈمبلین اس وجہ سے جہاز مذکور کے انتظار میں تھا۔ کہ وہ سمجھتا تھا۔ اب وقت آگیا ہے۔ جب مجھے علانیہ طور پر انگریزی بیڑہ سے جدا ہو کر ہالینڈ والوں سے جا ملنا چاہیئے۔ پس اس کا ارادہ یہ تھا کہ ہنری سڈنی مذکور کو اپنے جہاز پر منتقل کر کے اسے ہیگ لے جائے۔ مگر اتفاق ایسا ہوا کہ ڈنڈی کا جہاز بونی لیسی رات کی تاریکی میں گذر گیا۔ اور انونسیبل کو اس کا پتہ ہی نہ ملا۔ پس جب دن کے وقت لیتھ کا جہاز بونی لیسی سامنے سے گذرا۔ تو اسے ڈنڈی کا اسی نام کا جہاز سمجھ لیا گیا۔ اس لئے کہ شکل وصورت میں وہ تو قریباً ایک جیسے تھے۔ جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ اس جہاز کو دیکھتے ہی انونسیبل نے لنگر اٹھا لیا اور بادبان پھیلا کر اس کا تعاقب شروع کر دیا تھا۔ اور قریب تر ہو کر دوربین کی مدد سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ جہاز بونی لیسی ہی ہے پس تعاقب جاری رہا۔ اگرچہ لارڈ ڈمبلین کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ یہ جہاز میرے آگے آگے دوڑا کیوں جاتا ہے۔ آخر اس غلطی کا علم اس وقت ہوا جب لارڈ ڈمبلین بونی لیسی پر سوار ہوا۔ مگر اس کے بعد جب اسے معلوم ہوا کہ راڈرک میکڈانلڈ اس پر موجود ہے تو اس نے دفعتاً محسوس کیا کہ اسے حراست میں لے کر پرنس ولیم کے حوالہ کرنے میں بہت فائدہ ہوگا۔ اس لئے کہ جب راڈرک شہزادہ مذکور کے ہاتھ میں بطور یرغمال پہنچ گیا۔ تو اس کے بعد

والے گلنکو اور اس کے معاون قبائل کو ولندیزوں کی حمایت پہ مجبور ہونا پڑے گا۔

چیراڈرک، اور اس کے متعلقین کو جنگی جہاز پر لے آنے کے بعد اس کے اور اس کی دلہن کے لئے ایک باآسائش کمرہ مخصوص کر دیا گیا۔ اور ولیم فالکنز اور فلورا کو الگ رہنے کی جگہ مل گئی۔ اس مقام سے جنگی جہاز سیدھا ہیگ کی طرف روانہ ہوا۔ اور دن کے وقت راڈرک سے گفتگو کے دوران میں لارڈ ڈمبلین نے صاف لفظوں میں اعتراف کر لیا کہ میں نے آپ کو اور آپ کی دلہن کو کس لئے حراست میں لیا ہے اس پر راڈرک نے بڑے جوش کا اظہار کیا مگر ڈمبلین ایسا شخص نہ تھا۔ کہ اس پر راڈرک کا غصہ یا دھمکیاں کچھ اثر کرتیں۔ ایک بار پھر اس نے اس کا یقین دلایا۔ کہ آپ کے ساتھ بڑے ادب و احترام کا سلوک ہوگا۔ اور مزید رعایت یہ کی جائے گی۔ کہ اگر آپ یا لیڈی ایلن اپنے والدین کو خط لکھنا چاہیں۔ تو میں آپ کے خطوط کی روانگی کا انتظام کر دوں گا۔ دونوں نے اس رعایت سے فائدہ اُٹھانے پر آمادگی ظاہر کی۔ مگر اپنے خطوط میں انہوں نے قدرتی طور پر ان واقعات کا بہت کم حال لکھا۔ جو انہیں لندن میں پیش آئے تھے۔ اور اس راز کا تو ذرا بھی حال نہیں لکھا۔ جو فرضی شہزادہ کی نسبت انہیں معلوم ہوا تھا۔ کیونکہ اندیشہ تھا کوئی غیر اس خط کو کھول کر سارا حال معلوم نہ کر لے ظاہر ہے کہ راڈرک اور ایلن کے لئے جنہیں بہت جلد اپنے والدین سے ملنے کی اُمید و آرزو تھی۔ یہ غیر معینہ حراست بے حد تکلیف دہ ثابت ہوئی۔ کہاں کوہستان سکاٹ لینڈ کی آزادی۔ کہاں ایک جنگی جہاز کی حراست۔ پھر بھی اس مصیبت میں یہ امر ان کے لئے باعث اطمینان تھا۔ کہ ہمیں ایک دوسرے سے جدا تو نہیں کیا گیا۔ راڈرک نے اس تازہ آفت کو مردانہ وار برداشت کیا۔ بلکہ وہ ایلن کی بھی حوصلہ افزائی کرتا رہا۔ راڈرک کی شان پر عمل کرنا چونکہ ایلن کے لئے ہر حال میں باعث فخر ہوتا تھا۔ اس لئے وہ بھی جلدی ہی راضی برضا ہو گئی

اس اثنا میں جہاز ہوا کے سہارے تیز چلتا گیا۔ اور دوسرے دن شام کو ہالینڈ کے قریب جا پہنچا۔ آدھی رات کے وقت اس نے اس نہر کے پانی میں لنگر ڈال دیا۔ جو ہیگ کے وسطی حصہ میں گذرتی ہے۔

کسی نامعلوم غلطی یا غلط فہمی کے باعث۔ کثیر التعداد جغرافیہ دان اب تک باصرار ہالینڈ کے صدر مقام کا ذکر اسی پیرایہ میں کرتے رہے ہیں۔ گویا وہ ایک چھوٹا سا گاؤں ہو۔ حالانکہ یہ ایک اچھا خاصہ بارونق اور آباد شہر ہے۔ یعنی اتنا ہی بڑا جیسے ہمارے ملک میں

یارک شائر اور لنکا شائر کے مشہور تجارتی شہر ہیں۔ جس زمانہ کا حال ہم لکھ رہے ہیں اس وقت بھی یہ ایک بارونق بستی تھی۔ جس میں ۳۰ ہزار کے قریب آدمی آباد تھے۔ اور فراخ اور خوشنما مکانات بننے شروع ہو گئے تھے۔ شہر کے گرد پختہ فصیل تو نہ تھی۔ مگر ایک خندق کھدی ہوئی تھی جس سے گذرنے کے لئے کئی عارضی پل بنے ہوئے تھے۔ اس کے فراخ اور کشادہ بازار جن کے اندر جابجا خوشنما نہریں گذرتی تھیں۔ اور ان کے دورویہ شاندار عمارات ایستادہ تھیں۔ اس زمانہ کے لندن کے بہترین حصوں پر کئی پہلوؤں سے فوقیت رکھتے تھے۔ کئی بازاروں میں خوشنما درخت اُگے ہوئے اور عمدہ قسم کے مکانوں کے ساتھ باغات ملحق تھے۔ شہر کے ایک طرف گودی میں بے شمار جہاز لنگر انداز تھے۔ اور دوسری جانب شہزادہ کے محل کے سامنے بلوطوں کا ایک خوشنما جنگل تھا۔ مضافات میں امرا کے رہنے کی کوٹھیاں واقع تھیں۔ ایسی ہی خوشنما اور پُرفضا جیسی زمانہ حال میں شرفائے انگلستان کی دیہات میں پائی جاتی ہیں۔ اندرون شہر جابجا ترقی و خوشحالی کے آثار نمایاں تھے لیکن اس ترقی کے باوجود ہیگ شہر ایمسٹرڈم سے بہت پیچھے تھا۔ جو ہالینڈ کا تجارتی صدر مقام تھا۔ حالانکہ ہیگ محض سرکاری دارالسلطنت کا درجہ رکھتا تھا۔

جیسا ہم نے بیان کیا ہے۔ جہاز انونسیبل آدھی رات کے وقت ہیگ سے دو میل کے فاصلہ پر لنگر انداز ہوا۔ شہر بجائے خود سمندر سے ایک فرسنگ دور ہے۔ مگر اس کے مصنوعی دریاؤں میں بڑے سے بڑے جہاز آسانی سے جا سکتے ہیں۔ دن نکلنے کے تھوڑی دیر بعد لارڈ ڈمبلین جنگی جہاز کی ایک کشتی میں سوار ہو کر نہر کے ذریعہ شہر میں داخل ہوا۔ قریباً پانچ گھنٹہ کے بعد واپس آکر اس نے راڈرک اور رابلن کو اطلاع دی۔ کہ دن میں کسی وقت آپ کو بھی شہر کے اندر چلنا ہوگا۔ جہاں آپ کی سکونت کا انتظام کر دیا گیا ہے۔ چنانچہ سہ پہر کو ۳ اور ۴ بجے کے درمیان سر راڈرک اور لیڈی ایلن میکڈانلڈ۔ ولیم اور نفلو سمیت جنگی جہاز سے اُترے اور لارڈ ڈمبلین کی صحبت میں جہاز کی ایک کشتی میں بیٹھ کر شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ کشتی چلتے چلتے ایک پختہ گھاٹ پر پہنچکر رُک گئی۔ جہاں ایک سیاہ پوش ولندیزی نے جس کے گلے میں سرکاری عہدہ دار ہونے کا نشان تھا۔ ان کا استقبال کیا۔ وہ ایک عمر رسیدہ شریف صورت آدمی تھا۔ اور انگریزی بڑی روانی سے بول سکتا تھا۔ لارڈ ڈمبلین نے اس کا تعارف کراتے ہوئے کہا "آپ شہزادہ ولیم کے اہلکار خاص ہیں۔" پھر اس نے ان

دونو کو شخص مذکور کے سپرد کر دیا اور کہا "میں اب آپ سے رخصت ہوتا ہوں۔ اور یقین کرتا ہوں کہ آپ میری نسبت کسی برے خیال کو دل میں جگہ نہ دیں گے۔"

"مائی لارڈ!" راڈرک نے سرد مہری سے کہا "میں اس اخلاق و عنایت کے لئے تو مشکور گذار ہوں۔ جو آپ اثنائے راہ میں ہم سے کرتے رہے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود مجھے یہ کہنے کے لئے معاف کیجئے۔ کہ جو کارروائی آپ نے ہماری گرفتاری کے بارہ میں کی ہے۔ اُسے میں ناقابل معافی دھوکا ہی تصور کرتا رہوں گا۔"

"خیر اگر یہی آپ کا خیال ہے"! لارڈ ڈمبلین نے نفرت و حقارت کے لہجہ میں کہا۔ "تو میرے لئے کچھ اور کہنا بے سود ہوگا۔"

اتنا کہہ کر اس نے راڈرک کو سرد مہری سے سلام کیا۔ اگرچہ لیڈی ایلین کو اس کا رخصتی سلام پھر بھی مودبانہ تھا۔ اور واپس آکر کشتی میں سوار ہو گیا۔ جو گھاٹ سے چلکر پھر جہاز کے پاس چلی گئی۔

اب راڈرک۔ ایلین اور ان کے خادم و خادمہ یہ چاروں پختہ گھاٹ پر اس ولندیز کے پاس رہ گئے۔ جس کے سپرد لارڈ ڈمبلین نے انہیں کیا تھا۔ اور اس لئے ان سے اس مقام تک چلنے کی درخواست کی جو ان کی سکونت کے لئے منتخب کیا گیا تھا۔ راڈرک اور ایلین کی حالت اس وقت عجیب تھی۔ اپنے وطن سے دور۔ ایک غیر ملک میں جہاں طرح طرح کے عجائبات اور نئی چیزیں ان کے پیش نظر ہوتی تھیں۔ وہ اس پابندی کی وجہ سے جو نظر بندی کے ذریعہ ان پر عائد ہوتی تھی۔ ان سے کچھ بھی حظ نہ اٹھا سکتے تھے۔ ولندیزی اہلکار کے ساتھ وہ کئی خوشنما بازاروں سے گذرے۔ اور چونکہ راڈرک اور رفائل نے سکاٹ لینڈ کا پہاڑی طرز کا لباس پہنا ہوا تھا۔ اس لئے بہت سے بھاری بھرکم ولندیز اور کئی خوبصورت عورتیں انہیں دیکھنے کے لئے رُک جاتی تھیں۔ آخر کار یہ جماعت ایک فراخ اور کشادہ سرائے میں وارد ہوئی۔ جس کے دروازہ کے سامنے درختوں کی قطار اور عقب میں ایک وسیع باغ تھا۔ سرائے دار اور اسکی بیوی انگریزی کی ٹانگ توڑتے ہوئے مہمانوں کے استقبال کو حاضر ہوئے۔ معلوم ہوا کہ شاہی نظر بندوں کی سکونت کے لئے یہی جگہ منتخب کی گئی ہے ان کے لئے چند فراخ اور آراستہ کمرے مخصوص کئے گئے۔ اور تھوڑی دیر میں کھانا کھانے کے کمرہ میں بیش قیمت سامان اکل دسترخوان پر چنا گیا جسے ہضم کرنے کے لئے شراب کی کئی

بوتلیں بھی مہیا کی گئیں۔

آخر جب سرائے وار اور اس کی بیوی رخصت ہو گئے تو درباری ولندیز نے راڈرک سے مخاطب ہو کر کہا: "جبکہ مجھے شہزادہ نامدار کے زیر حکم آپ سے یہ عرض کرنا ہے کہ سر دست آپ انہی کمروں میں سکونت اختیار کیجیے۔ اس جگہ کے مہتمم اور اس کے خدام کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ آپ کی پوری طرح خدمت گذار رہیں۔ ان مبادیات کے بعد مجھے ایک اہم تر معاملہ کی نسبت کچھ عرض کرنا ہے۔ یہ تو غالباً آپ کو معلوم ہی ہوگا۔ کہ کس لئے آپ کو ہالینڈ میں لایا گیا ہے۔ پس اس بارہ میں کسی اخفا یا راز داری کی ضرورت نہیں۔ کہ اس کا دارومدار خود آپ پر ہے کہ یہاں آپ کے قیام کی صورت کیا ہو۔ زیادہ صاف لفظوں میں اگر آپ اس بات کا وعدہ کریں کہ آپ اور لیڈی ایلن اس جگہ سے فرار کی کوشش نہ کریں گے ..."

"بس صاحب بس!" راڈرک نے جوش سے قطع کلام کرتے ہوئے کہا: "میں اس بارہ میں کسی طرح کا وعدہ نہیں کر سکتا۔ ایک باشندہ برطانیہ کے حقوق کو نہایت شرمناک طریق پر سلب کیا گیا ہے ..."

"سر راڈرک یہ سخت کلامی بے سود ہے" شخص مذکور نے کہا: "اس سے آپ کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔"

"میں پوچھتا ہوں۔ کیا آپ کے کونٹ ڈی ہیلڈر آجکل ہیگ ہی میں ہیں؟" راڈرک نے دفعتاً کسی خیال کے زیر اثر سوال کیا۔ "اگر ہوں تو میں ان سے ملنا چاہتا ہوں۔ دوبار میں نے ان کی جان بچائی تھی۔ اور اگر ان کا مزاج جذبات شکر گذاری سے قطعاً عاری نہیں۔ تو میں یقین کرتا ہوں کہ اس موقعہ پر وہ میری مدد کر کے مجھے اور میرے متعلقین کو اپنے وطن پہنچنے میں ضرور مدد دیں گے۔"

راڈرک کے الفاظ سے اس اہلکار کے لبوں پر ایک ہلکا تبسم نمودار ہوا جو صرف ایک لمحہ قائم رہا۔ اس کے بعد وہ کہنے لگا: "کونٹ ڈی ہیلڈر خود ہی آج رات ۸ بجے آپ سے ملیں گے۔ لیکن اس اثنا میں جو بات میں نے عرض کی ہے۔ اس کا تصفیہ لازم ہے۔ سر راڈرک آپ دوراندیش اور سمجھدار ہیں۔ اور اچھی طرح محسوس کر سکتے ہیں۔ کہ آپ کے لئے صرف دو ہی صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ اگر آپ فرار کے خلاف وعدہ نہ کریں۔ تو آپ کو صرف حدود شہر میں پھرنے کی اجازت ہوگی۔ اور خندق کے پار نہ جانے دیا جائے گا۔ دوسری یہ کہ اگر

آپ یہ وعدہ کرلیں جو میں چاہتا ہوں تو پھر آپ مضافات میں بھی سیر کے لئے جا سکتے ہیں مختصر یہ کہ اس صورت میں آپ کی نقل و حرکت پر کسی طرح کی نگرانی نہ ہوگی۔ اور آپ اس حصہ ملک میں ہر طرح آزاد ہوں گے۔"

"سنئے صاحب۔ اس وقت میں صرف اتنا وعدہ کرسکتا ہوں۔" راڈرک نے جواب دیا کہ دن کے باقی حصہ میں یعنی اس وقت تک کہ کونٹ ڈی ہیلڈر سے ملاقات ہو جائے میں فرار کی کوشش نہ کروں گا۔"

"بس اتنا ہی کافی ہے" اہلکار نے کہا۔ اور مودبانہ سلام کے بعد رخصت ہوا۔

رات کے ۸ بجے سے کچھ عرصہ پہلے ہی راڈرک اور اس کے متعلقین کے کمروں میں روشنی کا انتظام کر دیا گیا۔ اور وقت معینہ پر ہوٹل کے ایک خادم نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ شہزادہ ذی جاہ کے محل سے ایک شخص آپ سے ملنے آیا ہے۔ راڈرک نے کہا۔ اسے حاضر کرو۔ چنانچہ چند منٹ کے عرصہ میں اینڈ ریولیسلی پیش ہوا۔ اس نے بیش قیمت پارچہ کا سیاہ سوٹ پہنا ہوا تھا۔ اور جس وقت وہ راڈرک اور ایلین کی طرف بڑھا تو اس کی صورت سے صاف باطنی کا اظہار ہوتا تھا

"سر راڈرک میکڈانلڈ اور لیڈی ایلین" اس نے آتے ہی کہا "سب سے پہلے میں اس فیاضی کے لئے دلی شکریہ ادا کرتا ہوں جس سے حال ہی میں آپ نے میرے قیام لندن کے موقعہ پر کام لیا جس وقت میں مارگرٹ کو الوداع کہنے کے لئے آپ کے پاس بھیجا۔ تو اس کا خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ اس کی ملاقات میرے لئے مژدہ حیات ثابت ہوگی۔ ضرور اس میں کوئی خدائی حکمت تھی کہ اس کے منہ سے بے خبری میں بعض کلمات ایسے نکل گئے۔ جن سے آپ کے دل میں یہ شبہ پیدا ہوا کہ اسکی شادی مجھی سے ہوئی ہے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ ہوتا۔ تو میرا وہاں سے زندہ بچنا قطعاً غیر ممکن تھا۔ اس سے پہلے آرگل شائر میں بھی آپ نے مجھ پر اور میرے آقا پر احسان عظیم کیا تھا۔ اور جہاں تک میری ہستی ناچیز کا تعلق ہے۔ میں کہہ سکتا ہوں۔ کہ اس تازہ واقعہ سے آپ نے مجھے اس قدر گرویدہ احسان کر لیا ہے۔ کہ آپ کی خاطر میں سب کچھ کر گذرنے کو تیار ہوں۔"

"اینڈریو۔ کیا تم کونٹ ڈی ہیلڈر کی طرف سے آئے ہو؟" راڈرک نے دریافت کیا۔

"جی ہاں انہی کی طرف سے" اینڈریو نے جواب دیا۔ "ان کا ارادہ خود آپ سے ملنے کے

لئے آنے کا تھا۔ مگر بعض مصروفیتوں کی وجہ سے قصرِ شاہی میں رک گئے۔ اور مجھے اس لئے آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ کہ آپ کو اور لیڈی ایلن کو محل میں لے چلوں۔ کہ وہاں آپ کی ملاقات شہزادہ ذی جاہ سے ہو سکے۔"

"مگر کیا شہزادہ ولیم کو ان واقعات کا علم ہے۔ جو کونٹ ڈی ہیلڈر کو اور ہمیں کوہستان سکاٹ لینڈ میں پیش آئے تھے؟" راڈرک نے پوچھا۔

"ان واقعات کا کوئی حصہ ایسا نہیں جس کا حال شہزادہ موصوف کو معلوم نہ ہو۔" اینڈریو لیسلی نے جواب دیا۔

"اینڈریو" سر راڈرک نے کہا۔ "تمہیں معلوم ہو گا کہ ہم اس جگہ کس حالت میں لائے گئے ہیں۔ ہم اس وقت شہزادہ ولیم کی حراست میں ہیں۔ اور ہمیں بطور یرغمال رکھنا مطلوب ہے مدعا یہ ہے کہ اس ذریعہ سے کوہستان سکاٹ لینڈ کے سربرآوردہ قبائل کو شہزادہ کی دوستی پر مجبور کیا۔ یا کم از کم غیر جانبدار رکھا جائے۔ لیکن اینڈریو میں انہیں یقین دلاتا ہوں۔ کہ مجھے کیسی بھی سخت مصیبت کا سامنا ہو۔ اپنی خاطر میں والد اور ان کے معاونوں کو اس راہ سے منحرف کرنے کی ہرگز کوشش نہ کروں گا جسے وہ صحیح سمجھتے ہوں۔"

"سر راڈرک" اینڈریو نے افسردہ صورت بنا کر جواب دیا۔ "خدا گواہ ہے کہ اگر میرے اختیار میں ہوتا تو آپ کو یا لیڈی ایلن کو ایک لمحہ کے لئے بھی حراست میں نہ رہنے دیتا۔ لیکن میں ایک ناچیز خادم ہوں۔ ایک بزرگ تر شخصیت سے میرا تعلق وہی ہے۔ جو ولیم فاکز کا آپ سے۔"

"مجھے معلوم ہے" راڈرک نے کہا۔ "مگر اینڈریو تمہارا آقا ایسا ناشکر گذار بھی تو کیا ہو گا۔ کہ وہ اس موقعہ پر ہماری امداد نہ کرے۔ اس لئے میں شہزادہ ولیم کے سامنے جانے سے پہلے کونٹ سے ملنا ضروری سمجھتا ہوں۔ عجب نہیں وہ میرے ساتھ چلنے اور شہزادہ سے میری سفارش کرنے پر رضامند ہو جائے۔"

"مگر کونٹ ڈی ہیلڈر وہیں موجود ہوں گے۔" اینڈریو نے کہا۔ "وہ آپ کو محل شاہی میں ہی ملیں گے۔ وہیں آپ ان سے جو کچھ کہنا چاہیں کہہ سکتے ہیں۔"

"اینڈریو میں یہ جاننا چاہتا ہوں۔ کہ تمہارا آقا۔ کونٹ ڈی ہیلڈر کس مزاج کا آدمی ہے؟" راڈرک نے دریافت کیا۔ "یہ میں اس لئے پوچھتا ہوں کہ اکثر پہلوؤں سے اس کی طبیعت میرے

لیئے ایک سربمہر لفافہ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ کیا عجب اس کے ظاہری سکوت وسکون کے نیچے فیاضی کا تھوڑا بہت عنصر موجود ہو ۔"

مسٹر راڈرک" اینڈریو نے پُراسرار لہجہ میں کہا "اس کا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میرے آقا صفات حسنہ سے قطعاً محروم بھی نہیں ہیں ۔ خرابی صرف ایک ہے ۔ اور وہ یہ کہ دنیاوی ضروریات کے لئے وہ سب کچھ کرگذرتے ہیں ۔ اس لیئے ان سے کسی سفارش کی بہت امید نہ رکھئے ۔ اور نہ اس خیال کو دل میں جگہ دیجئے کہ ان کی وساطت سے آپ کی رہائی عمل میں آسکے گی ۔ لیکن وقت گذرا جاتا ہے ۔ اس لیئے میں التجا کرتا ہوں کہ آپ اور لیڈی ایلین چلنے کے لئے تیار ہو جائیں ۔"

"مگر ہمارے پاس ایسا لباس بھی تو نہیں ہے جسے پہن کر ہم شہزادہ کے روبرو جاسکیں" لیڈی ایلین نے کہا "ہمارا خیال تھا کہ پہلے کونٹ ڈی ہیلیڈ سے ملاقات ہوگی . . ."

"محترم خاتون اس کا خیال نہ کیجئے" اینڈریو نے عرض کیا "شہزادہ آرینج ایسی ظاہرداری کی بہت پرواہ نہیں کرتے ۔ بس آپ میرے ساتھ چلنے کے لیئے تیار ہو جائیے ۔ خدام کو ساتھ لے جانے یا کوئی خاص اہتمام کرنے کی ضرورت نہیں ۔"

اس کے بعد راڈرک اور ایلین اینڈریو لیسلی کے ساتھ سرائے سے رخصت ہوئے وہ انہیں لیکر کئی بازاروں سے گذرا جن میں برطانیہ کے صدر مقام کی نسبت روشنی کا بہتر انتظام تھا ۔ قریباً پاؤ گھنٹہ کے عرصہ میں یہ لوگ محل میں پہنچ گئے ۔ عمارت فراخ ۔ کشادہ مگر بالکل سادہ طرز کی تھی ۔ درحقیقت اسکی اہمیت محض اس کی وسعت کے باعث تھی ورنہ آراستگی کے اعتبار سے وہ ہیگ کے کئی مالدار شرفا کے مکانات سے کم حیثیت رکھتی تھی دروازہ پر دو پہرہ دار کھڑے تھے ۔ اینڈریو لیسلی راڈرک اور لیڈی ایلین کو ساتھ لئے اس کی ڈیوڑھی میں داخل ہوا جو اگرچہ اتنی ہی فراخ تھی جیسے لندن کے قصر شاہی کی ۔ تاہم ویسی آراستہ نہ تھی ۔ نہ اس میں اتنے نوکر جمع تھے ۔ آگے چل کر ایک فراخ زینہ آتا تھا ۔ جس پر کوئی سپاہی متعین نہ تھا ۔ اس پر چڑھ کر یہ لوگ ایک دالان میں داخل ہوئے ۔ جہاں صرف تین چار وردی پوش نوکر حاضر تھے ۔ مجموعی طور پر وائٹ ہال کے قصر شاہی کے مقابلہ میں ولندیزی شہزادہ کا محل بہت سادہ اور ہر قسم کے تکلفات سے عاری تھا دالان سے گذر کر یہ دو نو اینڈریو لیسلی کے پیچھے پیچھے ایک فراخ کمرہ میں داخل ہوئے

جہاں از خود بند ہونے والے دروازوں کے پاس دو شخص سیاہ لباس پہنے طلائی زنجیریں لٹکائے کھڑے تھے۔ کمرہ میں روشنی خوب تھی۔ یہاں رُک کر لیسلی نے ان شخصوں میں سے ایک سے دبی زبان میں کچھ کہا۔ راڈرک اور ایلین نے دیکھا کہ اس کمرہ میں فلینڈرز کے بہترین مصوروں کی تیار کردہ تصاویر آویزاں تھیں۔

"مسٹر راڈرک اور لیڈی ایلین" آخر کار اینڈریو لیسلی نے اس مقام پر واپس آ کر جہاں وہ دو نوکر کھڑے تھے کہا۔ "اب آپ شہزادہ والا تبار کے حضور میں باریاب ہونے والے ہیں" از خود بند ہونے والے دروازے آہستہ آہستہ کھلے۔ اور لیسلی ایک طرف ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ جس کے بعد راڈرک اور لیڈی ایلین ایک کشادہ اور روشن کمرہ میں داخل ہوئے۔ جو نسبتاً زیادہ آراستہ نہ تھا۔ اگرچہ نمائش یا بھڑک کا اس میں بھی نشان نہ تھا۔ ایک مسند جس تک پہنچنے کے لئے تین پائدان تھے۔ مگر جس کے گرد شاہ جیمز کے دربار کی طرح کوئی ریشمی ڈور موجود نہ تھی۔ ایک شخص سادہ لباس پہنے کھڑا تھا۔ سر پر سیاہ ٹوپی۔ گلے میں سیاہ کوٹ جس کے کناروں اور آستینوں پر گوٹ لگی ہوئی تھی۔ بغیر بٹن۔ اس کے نیچے لمبی جرابیں اور پاؤں میں آدھے بوٹ جن پر بڑے بڑے بکل لگے ہوئے تھے۔ اس کے دونوں جانب پانچ چھ اہلکار کھڑے تھے۔ جن میں سے ہر ایک کا لباس اس کے اپنے لباس سے زیادہ خوشنما اور بھڑکیلا تھا۔ مسند پر تخت کی قسم سے کوئی چیز نہ تھی۔ صرف ایک بھاری اور مضبوط کرسی بلوط کی بنی ہوئی رکھی تھی جس سے بظاہر وہ راڈرک اور ایلین کو آتے دیکھ کر اٹھا تھا اس کی نشست قرمزی مخمل سے منڈھی ہوئی تھی۔

لیکن یہ شخص جس کی طرف راڈرک لیڈی ایلین کو ساتھ لئے بڑھا۔ کون تھا؟ یقیناً اس میں کسی طرح کی غلطی غیر ممکن تھی۔ یہ کونٹ ڈی ہیلڈر کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔ پس سوال پیدا ہوا کہ خود شہزادہ آرینج کہاں ہے؟ وہ مغرور و متکبر جنگجو جس نے طاقت ور فرانس کو نیچا دکھایا۔ اور یورپ کی دول اعظم کے مقابلہ کے لئے تیار رہا۔ وہ کہیں نظر نہ آتا تھا! ملک ہالینڈ کا وہ زبردست حکمران کہاں تھا۔ جو اب تاج برطانیہ کو اپنے سر پر رکھنے کی آرزو رکھتا تھا؟

مگر راڈرک اور ایلین کو بہت دیر حالت شک میں نہیں رہنا پڑا۔ کیونکہ جلدی یہ راز حل ہو گیا۔ کہ کونٹ ڈی ہیلڈر ہی شہزادہ ولیم آف آرینج ہے!

باب ۷

قیمتی راز

ہمارے ناٹک کا سین پھر لندن میں منتقل ہوتا ہے۔

واقعات مذکورہ کے قریباً ایک ماہ بعد اکتوبر کے آخری ایام تھے۔ کہ ایک رات ۹ بجے کے قریب ایک لبادہ پوش مرد نے قصر وایٹ ہال کے اس بغلی دروازہ کی گھنٹی بجائی۔ جدھر سے فادر پیٹر کے کمرہ کو رستہ جاتا تھا۔ اور راہب کے خادم اینیفنی نے دروازہ کھولا

"میں ہوں تمہارا دوست مائیکل" آنے والے نے جواب دیا جس کی نسبت یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ وہ وزیر اعظم ارل آف سنڈرلینڈ کا وہی غدار خادم تھا۔ جو فادر پیٹر سے تنخواہ پاکر اپنے آقا کی جاسوسی کیا کرتا تھا۔

"آؤ دوست۔ تمہارا آنا مبارک ہو" اینیفنی نے جواب دیا "میرے مقدس آقا کی بہترین شراب حاضر ہے۔ اسے آگے رکھ کر ہم گفتگو کریں گے"۔

مائیکل اندر داخل ہوا اور دروازہ بند کر دیا۔ اینیفنی اسے زینہ کی راہ سے اپنے کمرہ میں لے گیا۔ جہاں مائیکل نے لبادہ اتار کر رکھ دیا۔ اور آگ تاپنے لگا۔ کیونکہ رات غیر معمولی طور پر سرد تھی۔

"تم تھوڑی دیر یہاں ٹھیرو" اینیفنی نے کہا "میں جا کر وہ چیز لاتا ہوں۔ جو اس آگ سے زیادہ تمہارے بدن کو گرم کر سکے گی"۔

یہ کہہ کر وہ اس کمرہ سے رخصت ہوا مگر جلدی ہی ایک بوتل شراب۔ ایک ساس پین ایک ڈبیا مصالحہ کی اور دو پیالیاں لیکر واپس آ گیا۔ شراب کو ساس پین میں ڈال کر اس نے کچھ مصالحہ بھی اس میں ڈال دیا۔ اور پھر اسے آگ پر رکھا۔ تھوڑی دیر میں شراب کی سطح پر سفید جھاگ نمودار ہوئے۔ اور اب اینیفنی نے روٹی کا ایک ٹوسٹ اس میں ڈال دیا۔ پھر اس نے کباٹ سے شہد کا برتن نکالا۔ اور دو نو پیالیوں میں تھوڑا تھوڑا شہد ڈال کر مصالحہ دار شراب اس کے اوپر انڈیل دی۔

"اب میرے دوست مائیکل" اس نے مسکراتے ہوئے کہا "اسے پی کر دیکھو۔ پھر کہنا کیا وہ آب حیات جسے دیوتاؤں سے منسوب کرتے ہیں۔ اس سے بہتر ہو سکتا ہے؟"

"کچھ شک نہیں کہ یہ مرکب بہت لذیذ ہے" ارل آف سنڈرلینڈ کے خادم نے تسلیم کیا۔ "اور اب اسے پیتے ہوئے ہم باقی معاملات پر بحث کر سکیں گے۔ دوست اینٹھنی اس محل کی سیاسی فضا اب تاریک نظر آتی ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ وہ طوفان جس کا ایک مدت سے اندیشہ تھا عنقریب ظاہر ہوا چاہتا ہے۔"

"جس سے تمہارا مطلب یہ ہے کہ آج صبح کی خبروں کے مطابق ہالینڈ کا بحری بیڑہ چونکہ وہاں سے چل پڑا ہے۔ اس لئے ہمارے آقا کے اقبال کا آفتاب عنقریب غروب ہونے والا ہے؟" اینتھنی نے کہا۔

"ہاں یہی" مائیکل نے جواب دیا۔ "مگر اب ارل آف سنڈرلینڈ بھی مایوس نظر آتا ہے۔ اب اس کا یہ خیال نہیں رہا۔ کہ شہزادہ ہالینڈ کی کامیابی پر میری وزارت میں خلل نہ آئے گا... اور ہاں مجھے یاد آ گیا۔ آج صبح اس نے کہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا ہے فادر پیٹر کا ایک جاسوس ضرور میرے مکان میں رہتا ہے۔ کاش مجھے اس کا علم ہو جائے۔ تو پھر میں کسی نہ کسی بہانہ اس کا سر ایک دن رات کے عرصہ میں ٹیمپل بار کی سلاخوں پر لٹکوا دوں تو سہی۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے وہ میری طرف نظر غور سے دیکھتا رہا۔ مگر میں نے بھی اپنے ضبط سے کام لیا کہ اس کے دل میں ذرا شبہ پیدا نہ ہونے دیا۔"

"مائیکل اس کا تو یقیناً تمہیں شک نہیں ہو گا۔ کہ میں نے تمہارا راز ارل پر فاش کیا ہے" اینتھنی نے کہا۔

"میرے عزیز دوست۔ اگر ایسا خیال میرے دل میں ہوتا تو میں اس وقت تمہارے ساتھ شریک مے نوشی نہ ہوتا۔" مائیکل نے جواب دیا۔ "بلکہ کہیں چھپ کر انتظار کرتا۔ کہ جب تم باہر نکلو تو اپنا خنجر تمہارے پہلو میں گھونپ دوں۔"

"اور میں واقعی اس سزا کا مستوجب ہوتا۔ اگر اپنے جگری دوست سے غداری کرتا۔" اینتھنی نے کہا "لیکن نہیں مائیکل ہم ایک دوسرے کے مزاج کو خوب سمجھتے اور اپنے فرائض سے پوری طرح آگاہ ہیں۔ کیا ہم نے جاسوسی کا فرض اپنے اوپر لینے سے پہلے اچھی طرح غور نہ کر لیا تھا؟ یقین جانو کہ میں نے بھولے سے کبھی ارل کے سامنے اس کا ذکر نہیں کیا کہ مائیکل آپ کے خلاف فادر پیٹر کی طرف سے جاسوسی کرتا ہے...

اور نہ میں نے کبھی فادر پیٹر سے یہ کہا ہے۔ کہ تم ارل سے اس کی مخبری کرتے ہو" مائیکل

اگر ہے تو یار اسے سنبھال کر رکھنا۔ وہ خط نہیں سونے کی کان ہے۔ اور فادر پیٹر اس کے لئے منہ مانگی دولت دینے سے انکار نہ کرے گا۔"

"بالکل یہی میرا خیال تھا" مائیکل نے کہا۔"اور اب دوست انیتھنی میں صاف صاف تم سے بیان کرتا ہوں کہ اس خط سے اپنے طور پر کام لینے کی بجائے میں تمہارے پاس کیوں آیا۔ اصل یہ ہے کہ اگر میں خود اس خط کے متعلق سودا کرتا تو لازم تھا۔ کہ اس کے بعد لندن سے معقول فاصلہ پر پہنچ جاتا۔ کیونکہ اگر سوئے اتفاق سے سنڈر لینڈ کی بادشاہ سے مصالحت ہو گئی۔ جو اغلب نہ سہی ممکن ضرور ہے۔ اور اس کے بعد کسی طرح اسے معلوم ہو گیا۔ کہ اس خط کا مضمون میری معرفت ہی منکشف ہوا تھا۔ تو بس پھر تم میرا سر ٹمپل بار کی سلاخوں پر ہی لٹکتا دیکھتے۔ میں کہہ چکا ہوں کہ ارل کے دل میں ابھی سے میری نسبت شبہات پیدا ہو چکے ہیں۔ اور وہ ایسا آدمی ہے۔ جو تصدیق کی پروا نہ کر کے شک کی بنا پر ہی سب کچھ کر گذرتا ہے۔ اس لئے سارے حالات پر غور کرنے کے بعد میں نے آخری فیصلہ یہ کیا۔ کہ اگر تم اپنے طور پر اس خط کا سودا منظور کرو یعنی اس خط کو مجھ سے خرید کر بعد میں جس قیمت پر مناسب ہو اپنے آقا کے ہاتھ فروخت کر دو تو میں اسے تمہارے حوالہ کرنے کو تیار ہوں۔"

"دیکھوں وہ کہاں ہے؟ لاؤ میں اسے پڑھ تو لوں" اور یہ کہتے ہوئے انیتھنی نے اس خط کی بدولت بے شمار دولت جمع کرنے کے خیال سے فرط جوش سے کانپتے ہوئے مائیکل کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

"آہستہ میرے دوست آہستہ" مائیکل نے روکتے ہوئے کہا۔" اس طرح تو تم اسے پھاڑ دو گے" پھر اس نے وہ خط نکال کر انیتھنی کے سامنے پھیلا دیا اور کہنے لگا۔"اب تم اسے پڑھ کر خود اس کا اندازہ کر سکتے ہو کہ اس کا مضمون ارل کے حق میں کتنا مضر اور ہمارے لئے کس قدر مفید ہے۔"

"بے شک! بے شک" انیتھنی نے جلد جلد مضمون پر نظر ڈالتے ہوئے تسلیم کیا"کوئی توضیح اس کی تردید نہیں کر سکتی۔ ارے ایک ارل اور کونٹس آف سنڈر لینڈ تو کیا چیز ہیں۔ اس کی بدولت ایسی صد ہزار ہستیوں کو آن واحد میں خاک میں ملایا جا سکتا ہے۔ مائیکل تم اس خط کو کس قیمت پر بیچنے کیلئے تیار ہو؟"

"تم نے ابھی کہا تھا کہ یہ سونے کی کان ہے۔" ارل کے غدار نوکر نے جواب دیا"مگر میں نہیں صرف ۵۰۰ پونڈ کے عوض دینے کو آمادہ ہوں۔"

"پانسو پونڈ!" اینیتھنی نے گھبرا کر کہا۔ "نہیں یار یہ بہت بڑی رقم ہے۔ اتنی تو میری ساری پونجی بھی نہیں ہوگی۔"

"واہ۔ کیا کہتے ہو!" مائیکل کہنے لگا۔ "تمہاری دولت اس سے بہت زیادہ ہے۔ ارل کی طرف سے مہروں سے بھرے ہوئے بٹوے اس طرح تمہارے ہاتھ میں گرتے رہے ہیں جیسے خزاں میں درختوں کے پکے ہوئے پھل۔ بس ۵۰۰ پونڈ اس چٹھی کی قیمت ہے۔ کوڑی کم نہ کوڑی زیادہ میرا خیال ہے تم فادر پیٹر سے بآسانی اس کے لئے ایک ہزار وصول کر سکو گے۔"

"مگر ایک دقت اور بھی ہے۔" اینیتھنی نے انداز تشویش سے کہا۔ "اگر انہوں نے مجھ سے پوچھا یہ چٹھی تمہارے ہاتھ کیسے آئی تو کیا جواب دوں گا؟ کیا عجب اس سلسلہ میں ان کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو جائے۔ کہ میں ارل کی طرف سے ان کی جاسوسی کرتا رہا ہوں۔"

"اینیتھنی مجھے تمہارے بیان پر سخت تعجب ہوتا ہے۔" مائیکل نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے تمہاری عقل گھاس کھانے گئی ہے اور تمہاری ذہانت کا خاتمہ ہو چکا ہے۔ ارے تم کہتے ہو میں اس چھٹی کی نسبت کیا عذر پیش کروں گا۔ واہ یہ بھی کچھ مشکل کام ہے۔ کہ دینا میں سینٹ جیمز سکوئر سے گذر رہا تھا۔ کہ سامنے کونٹس گاڑی سے اتری۔ اور کوئی چیز اس کے ہاتھ سے گر گئی جسے اس کے خدام نے نہیں دیکھا۔ ان کے چلے جانے پر میں نے اسے اٹھایا۔ تو معلوم ہوا یہ چھٹی ہے رہی یہ بات کہ فادر پیٹر کو تم پر شبہ ہونے لگا ہے۔ اس کے متعلق میں میری تقلید کرنا یعنی جب اس چھٹی کے عوض روپیہ مل جائے تو کچھ مدت کے لئے لندن کو خیرباد کہہ دینا۔ یا مستقل طور پر دیہات میں کسی معزز شخص کی حیثیت اختیار کر کے جا رہنا۔۔"

"مائیکل تمہارا مشورہ قابل تعریف ہے۔" اینیتھنی نے تھوڑی دیر غور کرنے کے بعد کہا۔ "بس میں اسی طرح کرونگا۔ مگر تم پانسو پونڈ طلب کرتے ہو۔ یقیناً ایک پرانے دوست کے لئے کچھ رعائت ضرور ہونی چاہیئے۔"

"واہ! یہ رعائت کیا کم ہے کہ تم اس چٹھی کی بدولت مفت میں اتنا نفع حاصل کر سکو گے" مائیکل نے کہا۔ "میں تم پر جبر نہیں کرتا۔ دو ٹوک فیصلہ ہونا چاہیئے۔ کہ بات ایک طرف ہو جائے۔"

"خیر تم جانو۔" اینیتھنی نے فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔ اور میز سے اٹھ کر اس نے اپنا بیگ کھولا جس میں سے طلائی سکوں کی بھری ہوئی ایک تھیلی نکال کر کمرہ کا دروازہ اندر سے بند کر لیا۔ اس کے بعد اس نے ایک ایک کر کے ۵۰۰ پونڈ گنے۔

"زر! زر!" مائیکل نے روپیہ جمع کر کے جیب میں رکھتے ہوئے کہا: "دیکھنے میں خوشنما چھونے میں خوشگوار۔ ارے وہ کونسا کام ہے۔ جو روپیہ نہیں کر سکتا؟" پھر شراب کا پیالہ خالی کرتے ہوئے وہ اپنی جگہ سے اٹھا۔ اور لبادہ پہن کر کہنے لگا۔ "دوست انیقنی اب میں جاتا ہوں۔ مگر یہاں سے سنڈرلینڈ ہوس میں نہیں جاؤں گا۔ چونکہ میں جانتا تھا تم سے اس خط کا سودا ضرور ہو جائے گا۔ اس لئے میں ضروری سامان ساتھ ہی لے آیا تھا۔ یہ رات میں ایک شراب خانہ میں بسر کروں گا۔ اور دن نکلنے کے ساتھ ہی ایک صبا رفتار گھوڑا خرید کر دیہات کو چل دونگا۔ بس الوداع!"

دونو خادم ایک دوسرے سے جدا ہوئے۔ مائیکل کے چلے جانے پر انیقنی فادر پیٹر کی واپسی کا منتظر ہوا۔ جو اس اثنا میں شاہ جیمز سے کسی معاملہ پر مشورہ کر رہا تھا۔ کیونکہ جیسا پیشتر بیان کیا گیا ہے ولندیزی بیڑہ کے روانہ ہو کر بحیرہ جرمنی میں وارد ہونے کی خبریں اس سے پہلے مشہور ہو چکی تھیں۔ لیکن دربار انگریزی میں اب تک یقینی طور پر معلوم نہ تھا کہ یہ بیڑہ کہاں جا رہا ہے یہی وجہ تھی کہ گو شاہ جیمز اور اسکی ملکہ کے دل میں کئی طرح کے اندیشے تھے۔ تاہم ان غلط فہمیوں کے سلسلہ میں جن میں انہیں اب تک مبتلا رکھا گیا تھا۔ وہ یہی کہہ کر دل کو تسلی دے رہے تھے کہ شاید یہ بیڑہ فرانس کی طرف جا رہا ہو۔ مگر جب اس بارہ میں کسی طرح کا شک و شبہ باقی نہ رہا تو مجبوراً یہ مشورہ شروع کیا گیا۔ کہ اگر حملہ ہو تو اسے روکنے کے لئے کونسی تدابیر اختیار کرنی چاہئیں۔ لیکن یہ مشورے بعد از وقت تھے۔ اور دربار انگریزی میں ایک عجیب حالت اضطرار نظر آتی تھی۔

رات کے اا بجے تھے کہ فادر پیٹر کمرہ کونسل سے چلکر اپنی نشست گاہ میں وارد ہوا۔ جہاں انیقنی فوراً ہی اس سے آملا۔ عیار خادم نے اس بارہ میں کئی طرح کی باتیں بنانے کے بعد کہ اگر حضور مجھے بہت سا انعام دیں تو میں ایک اہم راز سے خبردار کر سکتا ہوں۔ وہ خط پیش کیا۔ فادر پیٹر کی خوشی کی انتہا نہ رہی۔ اب تک وہ حکمت عملی سے مجبور ہو کر بادشاہ کو یہی مشورہ دیتا رہا تھا۔ کہ ارل آف سنڈرلینڈ کا اقتدار برقرار رکھا جائے۔ مگر اب ایک ایسا نادر موقعہ پیش تھا۔ جس کی بدولت وہ اس کی جماعت کو اس سے بدگمان کرنے کے علاوہ عتاب شاہی میں بھی لا سکتا تھا۔ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ دونوں میں چٹھی کا سودا جلدی طے ہو گیا۔ فادر پیٹر نے ایک ہزار پونڈ دے کر چٹھی خرید لی اور عیار انیقنی اگلی صبح کو محل سے

غائب ہوگیا۔
مگر اس چٹھی کو قبضہ میں رکھنے کے باوجود جو ہنری سڈنی نے کونٹس آف سنڈرلینڈ کے نام لکھی تھی۔ اور جس میں کئی خوفناک راز درج تھے۔ فادر پیٹر کو اس کا خواب میں بھی خیال نہ تھا۔ کہ خود ارل کے ہاتھ میں ایک زبردست حربہ موجود ہے۔ یعنی وہ ایک فرضی شہزادہ کے اصطناع کی حقیقت سے پوری واقفیت رکھتا ہے۔

باب - ۱۷

ایک ڈور دو طرف

ماہ اکتوبر کی کہر آلود صبح کے سات بجے تھے کہ ایک خادم نے ارل آف سنڈرلینڈ کی خوابگاہ میں داخل ہو کر اسے بیدار کیا۔ اور اطلاع دی کہ ایک خاص قاصد بادشاہ سلامت کی طرف سے یہ پیغام لایا ہے۔ کہ آپ قصر وائٹ ہال میں ان سے ملیں۔ ارل نے جو قدرتی طور پر اپنے متعلق کسی خطرہ سے قطعاً بے خبر تھا۔ یہی سمجھا کہ شہزادہ آرینج کی نقل و حرکت کی نسبت کوئی مشورہ مطلوب ہے۔ مگر اس قاعدہ کے مطابق کہ آنے والے واقعات پہلے ہی اپنا سایہ ڈالنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس یقین کے باوجود ایک مبہم اور ناقابل تفصیل خطرہ اس کے دل میں خفیف اضطراب بھی پیدا کر رہا تھا۔ لیکن پھر جو اس نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے لئے اندیشہ کس بات کا ہے۔ شہزادہ ولیم کے ساتھ خفیہ تعلق رکھتے ہوئے میں نے اب تک کسی تحریر میں اس کا ذکر مطلق نہیں کیا اور میری ساری خط و کتابت کونٹس اور ہنری سڈنی کے ذریعہ ہوتی رہی ہے۔ علاوہ بریں اس بدکار امیرزادی اور اس کے عیاش آشنا میں ہر قسم کا تبادلہ خیالات ایسے طریق پر ہوتا تھا۔ کہ اس کے منکشف ہونے کا بعید ترین امکان نہ تھا۔ پس جتنا زیادہ سنڈرلینڈ نے اس معاملہ پر غور کیا۔ اسی قدر اسے اس کا یقین ہوگیا۔ کہ میرے لئے بادشاہ سے ملنے میں کسی طرح کا خطرہ ممکن نہیں ہے۔

جلدی جلدی منہ ہاتھ دھو کر وہ کونٹس کی خوابگاہ میں داخل ہوا۔ کیونکہ دونو ایک مدت سے الگ الگ کمروں میں سویا کرتے تھے۔ کونٹس ابھی بیدار ہوئی تھی۔ اور وہ اپنے شوہر کو اس طرح بے وقت آتے دیکھ کر خائف اور حیرت زدہ ہوگئی۔ ارل نے شاہی

پیغام کا ذکر کیا۔ اور فکر کے لہجہ میں پوچھا "کبھی یہ تو ممکن نہیں ہے۔ کہ تمہارے اور سڈنی کے درمیان جو خط و کتابت جاری تھی۔ اس کا حال کسی کو معلوم ہو گیا ہو؟" کونٹس نے اسے ناممکن العمل ظاہر کیا اگرچہ اس خیال سے اسے قدرے تشویش بھی ہوئی۔ کہ گذشتہ چند یوم کے عرصہ میں ہنری سڈنی کی طرف سے کوئی خط موصول نہیں ہوا۔ بالخصوص اس لئے کہ اپنے آخری خط میں سڈنی نے وعدہ کیا تھا۔ کہ جس وقت ہالینڈ والوں کا بیڑہ یہاں سے روانہ ہوا تو میں فوراً اس کی اطلاع دوں گا۔ اور اس کے ساتھ ہی شہزادہ ولیم کی نقل و حرکت کا جو حال معلوم ہوگا تحریر کروں گا۔ تعجب تھا کہ ڈینڈیزی بیڑہ وہاں سے روانہ ہو گیا۔ مگر سڈنی کا خط وصول نہ ہوا۔

ارل اور کونٹس میں یہ باتیں ہو رہی تھیں۔ کہ ایک خادمہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ صرف خاص کا مہتمم حضور سے کچھ کہنا چاہتا ہے۔ ارل باہر نکلا۔ تو شخص مذکور نے اسے اطلاع دی کہ خادم مائیکل کل رات سے عدم پتہ ہے۔ یہ خبر سنتے ہی ارل آف سنڈرلینڈ کا جو عام حالات میں کامل سکون برقرار رکھتا تھا۔ سارا بدن عرق سرد سے تر ہو گیا۔ کیونکہ اس خبر سے اس مبہم اور بعید شبہ کی جو کئی روز سے اس کے دل میں پیدا ہو رہا تھا۔ کامل تصدیق ہو گئی۔ کونٹس کے پاس واپس جا کر اس نے اس کی اطلاع دی۔ اور خیال ظاہر کیا کہ شاہی پیغام کا سویرے موصول ہونا اور اس کے ساتھ ہی مائیکل کے فرار کی اطلاع دونو باتیں ظاہر کرتی ہیں کہ ضرور کوئی سنگین واقعہ پیش آیا ہے۔

"سنڈرلینڈ۔ جو کچھ بھی ہو۔ تم بے خوف و خطر بادشاہ کے پاس جاؤ۔" کونٹس نے اس سے کہا۔ "آخر اندیشہ کس بات کا ہے؟ کیا بادشاہ تمہارے قابو میں نہیں؟ کیا تم اپنے ایک لفظ سے اسے تباہ و برباد نہیں کر سکتے؟"

"یہ ٹھیک ہے۔" ارل نے تسلیم کیا۔ "لیکن اگر اس نے جھونجل میں آکر مجھے برج میں بھجوا دیا . . ."

"دیکھو۔ اگر تم دو گھنٹے کے اندر اندر واپس نہ آئے تو میں سمجھوں گی ضرور کوئی خاص واقعہ پیش آیا ہے" کونٹس نے کہا۔ "اس صورت میں میں سیدھی ملکہ کے پاس جا کر سارے حالات کے انکشاف کی دھمکی دوں گی۔ سنڈرلینڈ میں اپنی جان کی قسم کھا کر کہتی ہوں کہ کوئی تمہارا بال تک بیکا نہیں کر سکتا۔"

جو لوگ اس کے ساتھ تھے۔ ان کے اعتراض وتہدید سے مجبور ہو کر آخر اسے انکار ہی کرنا پڑا۔ اس پر میکائے کو جلسہ کا منتظم اعلیٰ مقرر کر کے اسے کامل اختیار دیا گیا۔ کہ وہ قیام امن کے لئے جو تدابیر مناسب سمجھے عمل میں لائے۔ اس موقعہ پر ارل آف ڈنبرٹن۔ ارل آف بالکرس اور وائیکونٹ ڈنڈی نے فیصلہ کیا۔ کہ پہاڑی علاقہ میں جاکر ان قبائل سے امداد حاصل کی جائے جن کی نسبت معلوم تھا کہ وہ شاہ جیمز کے حامی ہیں۔ ڈیوک آف گارڈن نے ایک امیر اور سپاہی کی حیثیت میں اس کا عہد کیا کہ ہم جان پر کھیلکر بھی قلعہ کی حفاظت کریں گے۔ اور گو اس سے پہلے اس نے ارادہ کی کمزوری کا اظہار کیا تھا۔ تاہم اب اس عہد کے بعد اُس کے ہجلیسوں کو اس کا یقین ہو گیا۔ کہ وہ جو کچھ کہتا ہے کر کے دکھاوے گا۔ علاوہ بریں ان کی طرف سے ایلین میکڈانلڈ ڈیوک کی حرکات کی نگرانی کے لئے موجود تھا۔ اور اس نے اپنی معروف درشتی سے حلف لیا کہ اگر ڈیوک نے کسی معاملہ میں ذراسی نرمی یا رعائت سے کام لیا تو میں اپنے ہاتھ سے اس کو قتل کر دوں گا۔

اس کے تھوڑا عرصہ بعد یعنی اوائل ماہ جون میں جنرل میکائے کو خبر پہنچی کہ لارڈ ڈنڈی کا پہاڑی علاقہ میں پرجوش استقبال ہوا ہے۔ اور کئی ایک قبائل اس کے طرفدار ہو گئے ہیں۔ انہی ایام میں معزول شاہ جیمز چند ہفتے فرانس میں قیام کر کے آئرلینڈ چلا گیا تھا جسے ایک کیتھولک ملک ہونے کی وجہ سے اس کا ہم مذہب حامی سمجھا جاتا تھا۔ خبر مشہور تھی کہ آئرش فوج کی ایک جماعت سکاٹ لینڈ کے غربی ساحل پر پہنچ گئی ہے۔ اور بہت جلد لارڈ ڈنڈی کے جوانوں سے جا ملے گی۔ یہ سن کر جنرل میکائے نے سر جان لینیر کو قلعہ ایڈنبرگ کے محاصرہ پر متعین کیا۔ اور خود پانچہزار جوان لیکر لارڈ ڈنڈی کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوا۔ سر جان لینیر نے شدت کا محاصرہ شروع کیا۔ اور قلعہ کی فصیل تک پہنچ گیا۔ چونکہ اس کے پاس بھاری توپ خانہ تھا اس لئے بہت جلد فصیل میں شگاف کر دیئے۔ اور گو ڈیوک آف گارڈن کی فوجیں دشمن کا زور مقابلہ کر رہی تھیں۔ تاہم غنیم ہر ساعت تازہ کامیابی حاصل کرتا تھا۔ یہ وقت تھا جب سر ایلین میکڈانلڈ نے داد شجاعت کا موقعہ تلاش کیا۔ اس کی مثال کا محصورین پر بہت اچھا اثر ہوا اور ہر شخص نے ایسی دلیری کا اظہار کیا جس کی اس سے پہلے بہت کم امید ہو سکتی تھی۔ لیکن جب ان کے پاس سامان رسد باقی نہ رہا۔ تو ان کا جوش بھی سرد پڑنے لگا۔ ایلین میکڈانلڈ پھر بھی ان کو اکساتا اور طرح طرح کی امید دلاتا رہا۔ اگر وہ حفاظت کی تدابیر سوچنے میں بھی اتنا ہی ذکی

وطباع ہوتا جتنا بے خوف اور دلیر تھا تو نتیجہ یقیناً اس سے مختلف ہوتا جو پیش آیا۔ مگر ہوا یہ کہ وسط جون میں ایک جنگی کونسل اس سوال پر غور کرنے کے لئے مقرر ہوئی کہ موجودہ حالات میں قلعہ دشمن کے حوالہ کر دینا چاہیئے یا نہیں۔

ایک دن کا ذکر ہے کہ گھمسان کی لڑائی کے بعد رات کے وقت ڈیوک آف گارڈن نے قلعہ نشین فوج کے افسران خاص کو یہ پوچھنے کے لئے اپنے کمرہ میں طلب کیا کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے۔ سورج غروب ہو چکا تھا۔ اور وہ زوردار معرکہ جو دن بھر قلعہ کی شکستہ فصیل پر ہوتا رہا تھا۔ شفق کی سرخی کے شب کی تاریکی میں بدلنے پر ہی تھما تھا۔ کل ۲۵ آدمی اس مشورتی جلسہ میں شریک ہوئے جس کا صدر ڈیوک آف گارڈن تھا۔ یہ لوگ ایک میز کے گرد بیٹھ گئے۔ جس پر لیمپ جل رہا تھا۔ ایلن میکڈانلڈ ڈیوک کے دائیں جانب بیٹھا۔ خود ڈیوک ایک سن رسیدہ شخص تھا۔ قد لمبا۔ صورت پُر رعب مگر انداز خلیقانہ تھے۔ مرد بہادر تھا۔ اور محاصرہ کے ایام میں بارہا داد شجاعت دے چکا تھا ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اور اب پھر ایک بار واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ اگر کسی موقعہ پر اس کی طرف سے کمزوری کا اظہار ہوا تو اسکی وجہ محض یہ تھی۔ کہ وہ سمجھتا تھا خاندان سٹوارٹ کی کامیابی محال ہے۔ اور اس کوشش میں بے گناہوں کا خون بہانا سراسر بے کار اور لاحاصل ہوگا۔

اس جلسہ مشورتی میں اس نے بڑے سکون۔ اعتدال و استدلال کے ساتھ اپنی افتتاحی تقریر میں بیان کیا کہ شام کو جب معرکہ ختم ہوا تو سرجان لیسٹر نے جو محاصرین کا افسر اعلیٰ تھا۔ قلعہ کی دیوار کے نیچے اس بات کا اعلان کر دیا کہ اگر محصورین نے طلوع آفتاب سے پہلے اپنے طور پر قلعہ چھوڑ دیا تو ان میں سے ہر ایک کی جان محفوظ ہوگی۔ لیکن اگر اس تنبیہہ کا کچھ اثر نہ ہوا۔ تو ہرگز رحم کا سلوک نہ کیا جائے گا۔ موجودہ حالات میں یہ صریحاً غیر ممکن ہے کہ ہم بہت دنوں تک مقابلہ جاری رکھ سکیں۔ لارڈ ڈنڈی کی امداد کا بھروسہ تھا۔ وہ حاصل نہیں ہوئی۔ اور اب حالت یہ ہے کہ آج کل میں فاقہ کشی شروع ہو جاتی ہے۔ پس ہر شخص کو آخری فیصلہ کرتے ہوئے یہ سوچ لینا چاہیئے کہ اس سعی لاحاصل کو بہت عرصہ جاری رکھنے کا عملی فائدہ کیا ہو سکتا ہے۔

اس تقریر کے بعد تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کسی کے پاس اس اعتراض کا جواب موجود نہیں۔ آخر جب پانچ منٹ تک کوئی نہ بولا تو ڈیوک نے پھر ایک بار کہا کہ ہر شخص کو ہاں یا نہیں میں اپنی رائے ظاہر کرنی چاہیئے۔ جو شخص مقابلہ جاری رکھنے کے حق میں ہو

وہ ہاں کہدیں اور جو ہ انگی چاہتے ہیں وہ نہیں کے ذریعہ اپنے خیالات ظاہر کریں۔ عین اسی وقت حاضرین میں سے ایک شخص اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور میز پہ زور سے مکہ مار کر بحالت جوش کہنے لگا۔ "آخری فیصلہ سے پہلے مجھے چند الفاظ کہنے کی مہلت دی جائے۔" یہ شخص ایلن میکڈانلڈ تھا۔ اس کے الفاظ پہ اور زیادہ خاموشی چھا گئی۔ اور ہر شخص اس کا بیان سننے کے لئے ہمہ تن گوش ہوا۔ اس وقت اس کی تند و ترش صورت بڑی خوفناک نظر آتی تھی۔ اور چہرہ سے عزم و استقلال کا اظہار ہوتا تھا۔ رنگت زرد اور ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اس کے بعد جب اس نے تقریر شروع کی تو الفاظ پر خروش نہتیں بلکہ جچے تلے تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ اس کے مزاج میں وہ جوش باقی نہیں رہا جس کے زیر اثر اس نے دفعتاً اپنی جگہ سے اٹھ کر میز پر زور کا مکہ رسید کیا تھا۔

سب سے پہلے اس نے ڈیوک آف گارڈن کو وہ عہد یاد کرایا۔ جو اس نے اس بارہ میں کیا تھا کہ ہم دم آخر تک قلعہ کو ہاتھ سے نہ دیں گے۔ پھر کہا کہ اگر لارڈ ڈنڈی کی طرف سے اب تک کمک نہیں پہنچی تو اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ پہنچے گی ہی نہیں۔ جنرل میکائے کی نسبت اس نے بیان کیا کہ لارڈ ڈنڈی ضرور اسے شکست دیں گے۔ اور اس کے بعد اپنی فتحیاب فوج کو ساتھ لئے قلعہ ایڈنبرگ کا محاصرہ اٹھانے کے لئے یہاں آجائیں گے۔ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے اس نے بیان کیا کہ اگر سر جان لینیئر کو قلعہ کی تسخیر میں بعض روکاوٹیں نظر نہ آتیں اور وہ سمجھتا کہ اسے ہلا کر کے سر کیا جا سکتا ہے۔ تو وہ ہرگز یہ اعلان نہ کرتا کہ طلوع آفتاب سے پہلے قلعہ کی حوالگی کی صورت میں محصورین کی جان بخشی کی جائے گی۔ باقی رہا رسد کا معاملہ۔ اس کی نسبت اس نے کہا کہ ابھی قلعہ کے اصطبل میں بہت سے گھوڑے موجود ہیں۔ جب تک انہیں ذبح کر کے خوراک حاصل کی جا سکتی ہے۔ فاقہ کشی کا سوال خارج از بحث ہے۔ ان حالات میں ہر شخص کا فرض ہے۔ کہ ڈیوک آف گارڈن کی تجویز کا جواب بصورت انکار دے۔

اتنا کہہ کر ایلن اپنی جگہ پہ بیٹھ گیا۔ مگر صاف ظاہر تھا۔ کہ اس کے الفاظ کا حاضرین پہ گہرا اثر ہوا ہے۔ جب وہ حالت جوش میں کھڑا ہوا تو وہ سمجھتے تھے کہ کچھ بے سر و پا تقریر کرے گا۔ مگر بخلاف ازیں اس نے مدلل طریق پہ معاملہ کا دوسرا پہلو واضح کیا۔ اس لئے اس کی تقریر سن کر ہر شخص کو خواہش پیدا ہوئی کہ اس سوال پہ اچھی طرح بحث کی جائے۔ ہر چند کہ پہلے ڈیوک کی افتتاحی تقریر سن کر وہ سب اس کے ہم خیال ہو گئے تھے۔ مگر اب انہوں نے محسوس کیا۔ کہ ہر

شخص کو اظہار رائے کا موقعہ ملنا چاہیئے۔ چنانچہ مختلف آدمیوں نے تقریریں کیں۔ جن میں سے بعض ڈیوک کے حق میں اور بعض اس کے خلاف تھیں۔ بحث نے طوالت اختیار کی۔ آدھی رات ہو گئی۔ اور قلعہ کے گھڑیال نے خبر دی کہ پہرہ بدلنے کا وقت ہو گیا ہے۔ لیکن ڈیوک آف گارڈن کے کمرہ میں مشورتی کانفرنس کا اجلاس بدستور جاری رہا۔ کھڑکی کے اندر لیمپ کی روشنی قلعہ نشین فوج کے جوانوں کو خبر دیتی تھی کہ اس اہم مسئلہ کا آخری فیصلہ ابھی تک نہیں ہوا۔

باب ۔ ۶

فیصلہ اور اس کے بعد

آخر رات کا ایک بجا تھا کہ کونسل کی بحث نے خاتمہ کی صورت اختیار کی۔ مجلس میں کل ۲۵ آدمی شریک تھے جن میں سے بارہ میز کے ایک طرف۔ بارہ دوسری جانب اور صدر کونسل ڈیوک آف گارڈن اس کے سرے پر بیٹھا تھا۔ جب ہر شخص تقریر کر چکا تو اس نے پوچھا کیا کسی کو کچھ اور کہنا ہے؟ حاضرین میں گہری خاموشی قائم رہی نہ کوئی اپنی جگہ سے ہلا نہ کسی کے لب نے حرکت کی۔

یہ حالت دیکھ کر ڈیوک نے کہا "اس صورت میں ہمیں ووٹ لینے چاہئیں۔ میں ہر شخص سے جداجدا سوال پوچھوں گا۔ کہ حوالگی کے معاملہ میں اسکی رائے حق میں ہے یا خلاف۔ اور ہر شخص کی رائے کو کاغذ کے تختہ پر لکھتا جاؤں گا۔ پھر اس شخص سے مخاطب ہو کر جو اس کے بائیں جانب سب سے پہلا تھا اس نے دریافت کیا۔" ہاں آپ کیا کہنا چاہتے ہیں؟ کیا ہمیں قلعہ دشمن کے حوالہ کر دینا چاہیئے یا نہیں؟"

شخص مذکور نے نفی میں جواب دیا جسے ڈیوک نے کاغذ پر لکھ لیا۔ اس کے بعد ہر شخص سے باری باری یہی سوال پوچھنے کا سلسلہ جاری رہا۔ اور جوابات کاغذ پر درج ہوتے رہے۔ آخر کار میز کے بائیں طرف بیٹھے ہوئے شخصوں میں سے ہر ایک کا جواب لکھا جا چکا تو تھوڑی دیر کے لئے خاموشی چھا گئی۔ کیونکہ اس وقت تک کثرت رائے حوالگی کے حق میں تھی۔ ایلین زرد رو مگر چپ چاپ اس کارروائی کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی صورت سے دلی خیالات کا اندازہ کرنا مشکل تھا۔

اور اب ڈیوک نے دائیں طرف کے آدمیوں سے ووٹ لینے شروع کئے۔ مگر اس طرح کہ جو شخص سب سے آخر میں تھا۔ اس کی رائے سب سے پہلے لی گئی۔ کیونکہ حاضرین کو ایک دائرہ کی صورت

"تمہیں اس کا پورا الیقین ہے؟ اور کیا تم ضرور مجھے بچا لو گی؟" ارل نے اس انداز سے کونٹس کے چہرہ کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔ گویا وہ اس کی روح کی تہ تک پہنچنے کی کوشش کر رہا تھا۔

"عجیب بے وقوف ہو!" کونٹس نے نفرت کے لہجہ میں کہا "کیا تم اتنا نہیں سوچتے کہ اگر بادشاہ نے تمہیں مروا دیا۔ اور جائداد ضبط کر لی۔ تو میرا اپنا کیا حال ہوگا؟"

"بے شک" ارل نے جواب دیا "تم مجھے بچا لو گی... مگر میری خاطر نہیں۔ میری جائداد کی خاطر سے۔"

یہ آخری الفاظ طنز و حقارت کے لہجہ میں کہتا ہوا وہ کمرہ سے باہر نکلا۔ اور ہال میں پہنچکر اس گھوڑے پر سوار ہوا۔ جو کسا کسایا تیار کھڑا تھا۔ چھ سات خادم سوار ہو کر اس کے ساتھ ہو لئے۔ اور اس طرح وزیر اعظم کی سواری قصر شاہی کی طرف روانہ ہوئی۔ وائٹ ہال میں پہنچکر وہ گھوڑے سے اترا۔ اور سنجیدہ صورت بنائے اندر داخل ہوا۔ اسے فوراً بادشاہ کے خاص کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں شاہ جیمز کے علاوہ فادر پیٹر بھی موجود تھا۔ چہرہ پر ذرا بھی بے چینی ظاہر نہ کرتے ہوئے ارل نے اپنے دل میں محسوس کیا۔ کہ ضرور کوئی خطرہ پیش آنے والا ہے۔ کیونکہ بادشاہ نے اس کی طرف ایک قہر آلود منتقمانہ نظر سے دیکھا اور پادری بھی اس اطمینان کو چھپائے نہ چھپا سکا۔ جو اس کے چہرہ پر ظاہر تھا۔

"مائی لارڈ" بادشاہ نے اسے کمرہ میں آتے دیکھ کر کہا "اپنے مشیر خاص کی حیثیت میں میں آپ سے دریافت کرتا ہوں کہ اس شخص کی سزا کیا ہو سکتی ہے جس پر میں نے شروع سے آخر تک کامل اعتماد رکھا ہو۔ مگر اس نے اس سے ناجائز فائدہ اٹھا کر دشمن سے ساز باز شروع کر دی ہو؟"

"حضور والا۔ ایسے شخص کی ایک ہی سزا ہے۔" سنڈرلینڈ نے استقلال کے لہجہ میں کامل ضبط سے کام لیکر جواب دیا "یعنی قانون کی انتہائی سزا موت!"

"قانون!" شاہ جیمز نے حقارت کے لہجہ میں کہا "اوہ! یہ ایک طول امل ہے۔ اور پھر کیا یہ اراکین جیوری خود ہی غدار نہیں۔ کیا مجھے اس کا اختیار نہیں کہ ایسے قابل نفرت غدار کو فوری سزا دے سکوں؟"

"کیوں نہیں!" فادر پیٹر نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "خود لارڈ سنڈرلینڈ بلا تامل

اعتراض ہستیوں کو رستے سے ہٹانے کے لئے ایسا کرتے رہے ہیں۔ اور جو اختیار انہیں حاصل ہے۔ یقیناً حضور والا اس سے محروم نہیں ہو سکتے۔"

"بے شک نہیں ہو سکتے" ناصل نے ذرا بھی جھجک۔ تامل یا پریشانی ظاہر کئے بغیر جواب دیا۔ اگرچہ اس کا دل پہلے زور سے دھڑک رہا تھا۔

"تو غالباً آپ کو اس غدار کے وارنٹ گرفتاری پر دستخط کرنے سے انکار نہ ہو گا" بادشاہ نے وزیر اعظم سے کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس دستاویز کی طرف اشارہ کیا۔ جو ہر لحاظ سے مکمل تھی اور اس میں صرف وزیر اعظم کے دستخط اور ملزم کے نام کا خانہ خالی تھا۔

"مطلق نہیں" ناصل نے قلم ہاتھ میں لیتے ہوئے کہا۔ مگر جس وقت وہ دستخط کرنے لگا تو دفعتاً ٹھٹک کر بادشاہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہنے لگا "حضور اس میں ایک سہو ہے۔ یعنی ملزم کا نام درج نہیں"

"میں بعد میں درج کر دوں گا" بادشاہ نے کہا۔

"لیکن ولی نعمت خیر خواہ بندگان عالی سے یہ پردہ کس لئے" سنڈرلینڈ نے وقار سے اس طرح سب سے کھڑے ہو کر پوچھا۔ گویا وزیر اعظم کی حیثیت میں وہ اپنے حقوق کو پوری طرح منوانے کے لئے تلا ہوا ہے۔

"سنڈرلینڈ۔ میں نے بارہا تمہارے کہنے پر خالی دستاویزوں پر دستخط کر دیئے" بادشاہ نے جواب دیا۔ "اگر ایک بار تم بھی ایسا کرو تو یقیناً ہرج نہیں۔"

"لیکن حضور میری اور آپ کی حیثیت میں فرق ہے" سنڈرلینڈ نے جواب دیا "میں ایک وزیر ہوں بادشاہ کا قائمقام۔ اور آپ بادشاہ ہیں وزیر سے بہت اعلیٰ۔ بادشاہ اپنے افعال کے لئے کسی کے روبرو جواب دہ نہیں۔ مگر وزیر ہر طرح ذمہ دار ہے۔ اگر کوئی غلطی سرزد ہو تو اسے یقیناً جواب دہ ہونا پڑتا ہے۔"

"پھر کیا تمہیں اس پر دستخط کرنے سے انکار ہے؟" بادشاہ نے جس کا بدن ضبط کردہ جوشِ غضب کی وجہ سے کانپ رہا تھا پوچھا۔

"نہیں عالی جاہ۔ خادم کی کیا مجال ہے کہ حضور کے منشائے عالی میں مزاحم ہونے کی جرأت کرے۔ میرا التماس فقط اس قدر ہے کہ اگر ملزم کا نام اس خالی مقام پر درج کر دیا جائے۔ یا کم از کم مجھے بتا ہی دیا جائے۔۔۔"

"اچھا اگر میں نام بتا دوں تو تم اسے اپنے قلم سے لکھ دوگے؟" بادشاہ نے دریافت کیا۔
"یقیناً" وزیر اعظم نے باوجود اپنے شبہات کے اس مستعدی سے کہا کہ ظاہر ہوتا تھا اس کے دل میں ذرا بھی بدگمانی نہیں۔

یہ حالت دیکھ کر بادشاہ اور فادر پیٹر دونو کو سخت حیرت ہوئی۔ اول الذکر تھوڑی دیر متامل رہا۔ پھر کہنے لگا۔

"بہت اچھا لکھو۔ قلم میں روشنائی کم معلوم ہوتی ہے۔ دوات میں اچھی طرح ترکر لو بس اب ٹھیک ہے۔ اچھا اس جگہ جو نام کے لئے خالی چھوڑ دی گئی ہے۔ تم اپنے ہاتھ سے لکھو۔ رابرٹ سپنسر موسوم ارل آف سنڈرلینڈ۔"

"اوہ!" وزیر اعظم نے اس انداز سے کہا۔ گویا یہ اطلاع اس پر بے خبری میں بجلی کی طرح گری ہو اور اس کے ساتھ ہی قلم ہاتھ سے رکھ دیا۔

عین اس موقعہ پر فادر پیٹر نے میز پر رکھی ہوئی چاندی کی گھنٹی بجائی۔ جس کی آواز سن کر ایک بغلی دروازہ کھلا۔ کئی سپاہی کمرہ میں داخل ہوئے۔ اور انہوں نے فوراً ہی ارل کو پکڑ کر اس کی مشکیں کس لیں۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی آواز نکالے۔ اس کا منہ بند کر دیا گیا

"لے جاؤ اس غدار کو" بادشاہ نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ اور وہ وزیر اعظم کو کھینچتے ہوئے زینہ کی راہ سے اتر گئے۔

زینہ سے گذر کر سپاہیوں نے ایک فراخ لبادہ اس طرح اس کے سر پر ڈال دیا۔ کہ اب کوئی اسے پہچان نہ سکتا تھا۔ اور اس حالت میں وہ اسے وائٹ ہال کے گھاٹ کی طرف لے چلے ایک کشتی تیار رہتی۔ اس پر سوار کر کے اسے ٹبرج کو روانہ کر دیا گیا

اب کونٹس آف سنڈرلینڈ کی سنئے۔ شوہر کے رخصت ہوتے ہی وہ پلنگ سے اٹھی اور دو خادماؤں کی مدد سے منہ ہاتھ دھو رہی تھی۔ کہ ایک نوکرانی تیز چلتی کمرہ میں داخل ہوئی اسے دیکھتے ہی کونٹس کا ماتھا ٹھنکا۔ بے صبری سے کہنے لگی۔ "کیوں کیا بات ہے؟ جلدی کہو"

جہاں خادمہ نے جس کا چہرہ زرد تھا۔ اور بدقت سانس لے رہی تھی۔ عرض کیا۔ "بانو شاہی گارد کی ایک جماعت نے اس محل کا محاصرہ کر لیا ہے۔ سب دروازے بند ہیں۔ کسی کو باہر نکلنے نہیں دیا جاتا۔ اور گارد کا کپتان فوراً آپ سے ملنے کے لئے اصرار کرتا ہے"

"بہت اچھا۔ میں ابھی اس سے ملتی ہوں۔" کونٹس نے جو اس عرصہ میں کامل سکون اختیار

کر چکی تھی کہا۔ "تم ڈرو نہیں اس کا نتیجہ اس سے بالکل مختلف ہوگا۔ جو ہمارے دشمنوں کا خیال ہے" پھر ان دو خادماؤں سے جو پہلے سے اس کے پاس حاضر تھیں۔ اس نے کہا۔ "تم جلدی مجھے لباس پہنا دو۔ وقت تنگ ہے۔"

نوکرانیوں نے بیگم کو اتنا پُرسکون دیکھا۔ تو ان کی بھی دلجمعی ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں کونٹس کا سنگار ختم ہوا جس کے بعد اس نے ایک خوشنما میز کے پاس بیٹھ کر مختصر سا خط ملکہ کے نام لکھا۔ اسے لفافہ میں بند کر کے اوپر مہر لگا دی۔ پھر اسے اپنے ہاتھ میں لیکر کہنے لگی۔ "اب میں شاہی گارڈ کے کپتان سے ملنے جاتی ہوں"

خادماؤں کو ساتھ لئے وہ کمرے سے باہر نکلی تو دیکھا کہ ایک سپاہی اس جگہ بھی متعین ہے اتنے میں ایک نوکر نے آگے بڑھ کر عرض کیا۔ کہ کپتان دوسرے کمرہ میں حضور کا منتظر ہے اور وہ اس طرف کو ہولی۔ خادماؤں کو دروازہ پر ہی چھوڑ کر وہ بڑے سکون و وقار کے ساتھ کمرہ میں داخل ہوئی۔ کپتان نے ادب سے سلام کیا۔ جس کا اس نے موزوں طریق پر جواب دیا۔

"بانو یہ سخت ناگوار فرض میرے سپرد کیا گیا ہے۔ کہ آپ کو زیر حراست کر کے فوراً برج میں پہنچا دوں" افسر مذکور نے کہا۔ "مگر اطمینان رکھیے۔ کہ یہ کام پورے اخفا کے ساتھ عمل میں لایا جائے گا۔ جس سے آپ کے لئے توہین و تذلیل کا اندیشہ نہیں۔"

"سنئے صاحب"۔ کونٹس نے جواب دیا۔ "میں آپ سے ایک رعایت چاہتی ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ مجھے حراست میں لینے سے پہلے یہ خط ملکہ معظمہ کے پاس پہنچا دیجیے۔"

"محترم خاتون افسوس! میں ایسا نہیں کر سکتا۔ مجھے اتنا سخت حکم دیا گیا ہے کہ میں ایک لمحہ بھی تاخیر نہیں کر سکتا۔" کپتان نے جواب دیا۔

"یہ ٹھیک ہے۔ مگر اس خط میں ایک ایسا اہم معاملہ درج ہے۔ کہ اس کو پڑھنے کے بعد شاہی ارادہ میں یقیناً تبدیلی واقع ہو جائے گی" کونٹس نے کہا "ایک امیرزادی کی حیثیت میں بالکل سچ کہتی ہوں اور آپ میری بات کو قابل یقین جانیں"۔ پھر یہ دیکھ کر کہ افسر مذکور اپنے ارادہ پر مضبوط ہے۔ اس نے کہا۔ "اگر آپ زیادہ تفصیل چاہتے ہیں تو میں صاف صاف کہے دیتی ہوں کہ میرا خط ملکہ کے پاس نہ پہنچانے کی صورت میں میں انتقام کی غرض سے وہ حالات ظاہر کر دوں گی۔ جن کے باعث بادشاہ اور ملکہ کو سخت ندامت ہوگی"

ان الفاظ کا شاہی گارڈ کے افسر پر بہت اثر ہوا۔

میری کوریلی کے ناول

زمانہ حال کے انگریز ناول نویسوں میں مس میری کوریلی کا پایہ بہت بلند ہے۔ اس کے ایک ایک ناول کے بیسیوں ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔ اور ہر ایک ایڈیشن کئی لاکھ کی تعداد میں فروخت ہوا ہے۔ اس کی تحریر زبردست۔ پلاٹ سبق آموز اور نتیجہ ہر حال میں باعث عبرت ہوتا ہے اگر آپ نے اس کا کوئی ناول کبھی نہیں پڑھا۔ تو اب پڑھیئے۔ اور کوئی ایک بھی پڑھا ہے۔ تو باقی ضرور دیکھیئے۔

روح لیلے۔ "سول آف للتھ" کا ترجمہ جس میں ایک عجیب روحانی مسئلہ کو حل کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ ایک شخص مردہ لڑکی کی روح کو اس کی وفات کے وقت ایسا محبوس کر دیتا ہے کہ وہ جسم کے ساتھ وابستہ رہتی ہے۔ اور وہ وقتاً فوقتاً اس کو زندہ کر کے اس کے ذریعہ بہت سے روحانی مسائل حل کرنے میں مدد لیتا ہے۔ نفیس کاغذ۔ عمدہ چھاپہ ۸۶ صفحے قیمت ستے ر

دو جہان کی سیر۔ "رُومینس آف ٹو ورلڈس" کا ترجمہ جس میں زندگی اور موت کے فلسفہ پر پرلطف بحث کی گئی ہے۔ مصنفہ نے دنیا۔ مذہب اور فلسفہ کی حقیقت کو ایک نئے اصول پر کھول کر رکھ دیا ہے۔ نفیس کاغذ۔ عمدہ چھاپہ ۲ ۵ ۰ صفحے۔ قیمت دو روپے (عا)

خونی انتقام۔ زبردست ناول "وِنڈیٹا" کا ترجمہ شہر نیپلز کا ایک سچا واقعہ جو ۱۸۸۴ء کی وبائے ہیضہ میں پیش آیا تھا۔ کس طرح ایک شخص قبر سے نکل کر اپنی بیوفا بیوی اور محسن کش دوست سے ہولناک انتقام لیتا ہے۔ اتنا دلچسپ ناول ہے کہ ختم کیے بغیر چین نہیں آتا۔ اور اتنا عبرت ناک کہ بدن میں تھرتھری پیدا ہوتی ہے ۴۱۶ صفحے قیمت عا ر

نیرنگ شباب۔ "ینگ ڈائنا" مس مصنفہ کا سب سے آخری اور سب سے دلچسپ ناول ہے جس کا ترجمہ سید مہدی حسین صاحب تسکین بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی نے بڑی قابلیت سے کیا ہے۔ ایک ستم رسیدہ خاتون کی کہانی۔ صورت پرستوں کے لیے تازیانہ عبرت۔ ۴۶۲ صفحے قیمت عا ر

ذرہ عظیم۔ "ماٹی ایٹم" کا ترجمہ از شریمتی برج کماری صاحبہ بنت دیوان بہادر راجہ نریندر ناتھ کمشنر پنجاب مغربی طریق تعلیم کی برائیاں بڑی خوش اسلوبی سے واضح کی گئی ہیں۔ بڑا سبق آموز اور دلچسپ افسانہ ہے۔ ۱۸۰ صفحہ قیمت عہ

خونی عاشق "ورم وڈ" کا ترجمہ مرزا اسمعیل بی۔ اے کے قلم سے۔ اس ناول میں پیرس کی عیش پرستانہ زندگی کی ایک پرلطف جھلک دکھائی گئی ہے۔ ۲۵۶ صفحے قیمت عا ر

نرسکا - اسی نام کے ناول کا اردو ترجمہ جس میں دکھایا ہے کس طرح ایک مظلوم عورت کی روح پچھلے جنم کے واقعات کا نہایت خوفناک انتقام لیتی ہے ۔ پنڈت ملک راج شرما کے قلم سے ۱۷۶ صفحہ قیمت ۱ر

عاشقِ شیطان بہترین ناول "سارو آف سٹین" کا ترجمہ ۔ شیطان دنیا میں کس طرح نمودار ہوتا ہے ۲۹۵ صفحہ قیمت ۳ر

الگزینڈر ڈوماس کے ناول

اس مصنف کو جو قریباً نصف صدی اُس طرف فرانس میں ہو گذرا ہے ۔ دنیا کے بہترین فسانہ نگاروں میں شمار کیا جاتا ہے ۔ بسیار نویس ہونے کے باوجود اس کے ناول اتنے دلچسپ ، ایسے پُر لطف اور ایسی زبردست کشش رکھنے والے ہیں کہ ناقدان یورپ کو بالکل شک ہونے لگا ہے کہ کیا یہ سب کتابیں اسی ایک شخص کی تصنیف ہو سکتی ہیں ؟ اس نے تاریخ ۔ افسانہ اور ناٹک کو عجیب دلاویز طریقہ پر آمیز کیا ہے ۔ ہماری سفارش پر اس کا کوئی ناول ضرور دیکھئے ۔ پھر آپ یقیناً باقی کے مطالعہ پر مجبور ہوں گے ۔

وطن پرست نامی ناول "ریجنٹس ماڈل" کا ترجمہ از منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری ۔ اتنا دلچسپ ۔ حیرت خیز اور دردناک افسانہ شاید کبھی آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا ۔ دنیا بھر کے پولیٹکل ناولوں میں یہ اپنی نظیر آپ ہے ۔ ایک محب وطن نوجوان اپنے مُلک کو آزاد کرانے کے لئے گھر سے نکلتا ہے ۔ مگر جلدی ہی اسیر قید محن ہو جاتا ہے ۔ قیدخانہ میں اس کو عذاب عظیم کی دھمکی دی جاتی ہے ۔ مگر جس ہمت و استقلال کے ساتھ وہ پائے ثبات قائم رکھتا ہے ۔ اس کی کیفیت پڑھنے والے پر وجد کی حالت طاری کرتی ہے ۔ ان رزمیہ کارناموں کے پہلو بہ پہلو ایک عاشق صادق نازنین کی داستانِ محبت اور بھی دلچسپی پیدا کرتی ہے ۔ پلاٹ اور بیان میں بے نظیر یہ ناول مکالمہ میں بالکل میلو ڈرامہ کا لطف دیتا ہے ۔ فی الحقیقت اگر آپ اس کا مطالعہ کرتے وقت تخیل میں سٹیج قائم کریں ۔ تو اس کے سارے کیرکٹر زندہ ایکٹروں کی طرح نقل و حرکت کرتے نظر آتے ہیں ۔ گویا مصنف نے اپنے زورِ تحریر سے ایک بے جان قصہ کو جاندار ناٹک کی حیثیت دیدی ہے ۔ ولولہ خیز سین ۔ وجد آور نظارے ۔ عشق صادق کی فرحت خیز قصہ پر حب وطن کا ایثار عظیم ۔ عشق اور حب وطن کا مقابلہ ۔ اس ناول کو ہماری سفارش پر ضرور دیکھئے ۔ آپ مدت دراز تک اسے نہیں بھولیں گے ۔ ۲۴۲ صفحے ۔ مفید ولائتی چکنا کاغذ ۔ نفیس جلد بندی ہوئی قیمت ۱۲ر

موتیوں کا جزیرہ "کونٹ آف مونٹی کرسٹو" کا ترجمہ از منشی غلام قادر صاحب فصیح بالکل

ملنے کا پتہ :- لالہ برادرس تیار سنز روڈ نولکھا لاہور

مرحوم۔ اتنا دلفریب قصہ ہے کہ لارڈ سالسبری وزیر اعظم برطانیہ اسے ہمیشہ اپنے سرہانے رکھا کرتے تھے۔ اور ان کا قول تھا۔ کہ میں اسے بار بار پڑھ کر بھی نہیں تھکتا۔ اس ناول کا تعلق اس زمانہ سے ہے۔ جب نپولین ایلبا سے فرار ہو کر فرانس میں واپس ہوا۔ خوفناک انتقام کی ایسی داستان بہت کم آپ نے دیکھی ہوگی۔ چار جلدوں میں۔ ۱۲۵۰ صفحہ قیمت صہ ر

طریف چکٹ پکٹ دی ہیسٹر کا ترجمہ جو منشی غلام قادر فصیح سیالکوٹی نے آج سے ربع صدی پیشتر اسرار دربار پیرس کی جلد اول کے نام سے شائع کیا تھا۔ اس ناول میں فرانس کی درباری زندگی کی حیرت خیز جھلک دکھائی گئی ہے۔ بڑا موثر۔ پُر اسرار اور سبق آموز فسانہ ہے مکمل ۴۸۰ صفحے قیمت ؎

سر آرتھر کانن ڈائل کے ناول

سراغرسانی کے ناول لکھنے میں اس مصنف کا پایہ بہت بلند ہے۔ یہی وہ شخص ہے جس نے زمانہ حال کے نامی جاسوس شرلاک ہالمز کی ہستی قائم کی جس نے اب بین الاقوامی شہرت حاصل کر لی ہے۔ اگر آپ کو بلند پایہ کے جاسوسی ناول دیکھنے کا شوق ہو۔ تو اس مصنف کے ناول دیکھئے۔ آپ کو معلوم ہوگا۔ کہ سراغرسانی میں بھی ریاضی کی طرح استدلال کو کتنا دخل ہے۔

خونناب عشق "سٹڈی ان سکارلٹ" کا ترجمہ پروفیسر فیروز الدین مراد ایم۔ اے بی۔ ایس سی کے قلم سے۔ شرلاک ہالمز کی سراغرسانی کا ایک حیرت خیز کارنامہ ہے۔ امریکہ کے فرقہ مارمن کے سنسنی پیدا کرنے والے حالات۔ جن کا مذہب مغرب میں بھی کثرت ازدواج کی اجازت دیتا ہے ۱۶۸ صفحے قیمت ؏

حکایات شرلاک ہالمز۔ "ایڈونچرز آف شرلاک ہالمز" کا ترجمہ پروفیسر فیروز الدین مراد۔ ایم۔ اے۔ بی۔ ایس سی کے قلم سے۔ شرلاک ہالمز کے مشہور کارناموں کا مجموعہ۔ اس میں ایک واقعہ دوسرے سے بڑھ کر حیرت خیز ثابت ہوتا ہے۔ ۳۱۲ صفحے قیمت ؏

فاتح یورپ۔ "انکل برناک" کا ترجمہ مولوی رفیع احمد خاں۔ ایم۔ اے کے قلم سے۔ نپولین اعظم کے زمانہ عروج کے متعلق یہ ناول بہت دلچسپ اور قابل دید ہے ۱۴۴ صفحے قیمت عہ ر

مارس لیبلانک کے ناول

کانن ڈائل نے اگر شرلاک ہالمز جیسا قابل تمثیل سراغرسان پیدا کیا تھا۔ تو اس مصنف نے اس کے مقابلہ میں آرسین لوپن کی طرز کا آورش چور پیدا کر کے کچھ کم ناموری حاصل نہیں کی۔ اصل یہ ہے

کہ آرسین لوپن کی ہستی ناول نویسی کی دنیا میں ایک بالکل انوکھی ہستی ہے۔ وہ چور تو ہے۔ مگر فن جرائم میں اتنا پختہ کار کہ کوئی سراغرساں بھی کیا ہوگا۔ مظلوموں کی حمایت اور ظالموں کی سرکوبی۔ اس کا مطمح نظر ہے۔ اور حب وطن اس کا مذہب ہم دعوے سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر آپ نے آج تک آرسین لوپن کے متعلق کوئی ناول نہیں پڑھا۔ تو کچھ نہیں پڑھا۔ اس کا کوئی ایک ناول منگا دیکھئے۔ پھر یقیناً آپ سب کو پڑھنے پر مجبور رہوں گے۔ ہمارے خالی دعوے نہ سمجھئے۔ ایک دنیا اس کی مداح ہے۔ اور ہر شخص اس کے کارناموں کا منتظر رہتا ہے۔

خونی ہیرا۔ "دی ایریسٹ آف آرسین لوپن" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے یہ اپنی طرز کا پہلا اور آخری ناول ہے۔ اس میں نامی سراغرساں شرلاک ہامز کا مشہور عالم چور آرسین لوپن سے مقابلہ ہوتا ہے۔ کس طرح ایک کی ہشیاری دوسرے کی عیاری کو نیچا دکھانے کی کوشش کرتی ہے۔ اور کیونکر ایک اپنے عدیم المثال ذہن رسا کی مدد سے دوسرے کی لاجواب عاقبت بینی پر غالب آنا چاہتا ہے۔ اس جدوجہد کی داستان غایت درجہ دلچسپ ہے شرلاک ہامز کی سراغرسانہ جدوجہد اور آرسین لوپن کی حریفانہ کارروائیاں صرف دس روز میں ختم ہو جاتی ہیں۔ اور واقعات اس طرح جلد جلد تبدیل ہوتے چلے جاتے ہیں کہ پڑھنے والے کو اچنبھا ہوتا ہے۔ کانن ڈائل کا کیرکٹر شرلاک ہامز اپنی مختلف فوق البشر قابلیتوں کے لحاظ سے بین الاقوامی شہرت حاصل کر چکا ہے۔ مگر لوپن کے مقابلہ میں اسے بھی جو زکیں اٹھانی پڑتی ہیں۔ اور جو دشواریاں پیش آتی ہیں۔ ان کی اختراعی حیثیت پر غور کرنے سے یہ ظاہر ہوتا ہے۔ کہ کانن ڈائل کے پیدا کردہ کیرکٹر کے مقابلہ میں اگر کوئی دوسرا شخص اسی پایہ کا کیرکٹر پیدا کر سکتا ہے تو وہ صرف لیبلانک ہی ہے۔ فسانہ کی طرز تحریر عام رسمی تحریروں سے بالکل جدا ہے۔ اور ساری کتاب میں التزام کے ساتھ تلاش کرنے پر بھی ایسا کوئی فقرہ نہیں مل سکتا جسے نکال دینے پر کتاب کی خوبی میں فرق نہ آئے۔ قصہ کا ہر باب۔ باب کا ہر حصہ۔ ہر صفحہ۔ یہاں تک کہ ہر سطر بدن میں سنسنی پیدا کرتی ہے۔ پڑھنے والا حیرت میں آکر سوچتا ہے۔ کہ اس سے آگے کیا ہوگا۔ اور اس کی حیرت اس قدر بڑھتی ہے کہ قصہ ختم کئے بغیر چین نہیں آتا۔ دو جلدوں میں مکمل ۱۹۹ صفحے قیمت عہ

انقلاب یورپ۔ ناول ۱۲۸۰ کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ عشق سیاست اور سراغرسانی ان تینوں کا مرکب یہ ناول ہے جس کے ترجمے اس سے پیشتر یورپ

کی تمام ترقی یافتہ زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ قصہ کی دلچسپی کا یہ عالم ہے۔ کہ اگر آپ پہلا باب پڑھ لیں تو ختم کیے بغیر کھانا پینا اور سونا حرام ہو جائے۔ پہلے یہ ناول ماہنامہ رسالہ ترجمان میں چھپا تھا۔ وہاں اس کی دلچسپی کی یہ کیفیت تھی۔ کہ لوگ دنوں پہلے پرچہ کے لیے چشم براہ ہوتے تھے۔ اب ناظرین کے اصرار پر اسے کتابی صورت میں تیار کیا گیا ہے۔ غضب کا دلفریب قصہ اور سکتہ میں لانے والے نظارے۔ ایسا دلکش ہے کہ برسوں یاد رہے۔ اور ایسا پُر اسرار کہ نیند حرام کر دے۔ دوبارہ چھپ رہا ہے۔ عنقریب شائع کیا جائے گا۔

شریف بدمعاش "کنفشنز آف آرسین لوپن" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ جس میں آرسین لوپن کی بعض حیرت خیز عیاریوں کا ذکر نہایت دلکش پیرایہ میں کیا گیا ہے۔ جس طریق پر اس شخص نے پبلک کی آنکھوں میں خاک جھونکی۔ فرانسیسی پولیس کے اعلیٰ کارکنوں کو اُلو بنایا۔ عظیم خطرات کا مقابلہ کیا۔ اور ہر بار بال بال بچتا رہا۔ اس کا ذکر خود اس کی زبان سے۔ آرسین لوپن کا کیرکٹر اردو میں ایک بالکل نئی چیز ہے۔ اور پبلک نے اسے جس قدر پسند کیا ہے۔ اس کا اندازہ اس غیر معمولی مانگ سے ہو سکتا ہے۔ جو اس کے باقی ناولوں کے لیے پیدا ہوئی۔ اگر آرسین لوپن کے واقعات زندگی آپ کے لیے کچھ دلچسپی رکھتے ہیں۔ تو ضرور یہ کتاب بھی منگا دیکھیے۔ حصہ اول ۱۰۵ صفحہ قیمت بارہ آنہ (۱۲/) حصہ دوم ۶۵ صفحے قیمت ۸/

چلتا پرزہ "کنفشنز آف آرسین لوپن" کے آخری حصہ کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ یہ ناول بھی نامی چور آرسین لوپن کے بعض زبردست کارناموں پر مشتمل ہے جن لوگوں نے اس شخص کے معرکوں کا ذکر پڑھا ہے۔ وہ اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ کہ یہ ناول کس پایہ کا ہے۔ شریف بدمعاش کے تکملہ کے لیے اسے ضرور پڑھنا چاہیے۔ ۵۶ صفحے قیمت ۸/

بلوری کاگ "دی کرسٹل سٹاپر" کا ترجمہ۔ بابو کدار ناتھ خورشید کے قلم سے۔ جس میں آرسین لوپن کا ایک تازہ اور نہایت زبردست کارنامہ درج ہے۔ جن لوگوں نے اس مشہور عالم شخص کے متعلق باقی ناول خونی ہیرا۔ شریف بدمعاش۔ انقلاب یورپ وغیرہ پڑھے ہیں وہ اس سے بھی محروم نہ رہیں۔ سرورق پر رنگین تصویر ۲۳۳ صفحے قیمت ۱۲/

نقلی نواب۔ ایک اور زبردست ناول کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ آغاز ۱۹۲۴ء میں شائع ہوگا۔ آرسین لوپن کے متعلق یہ سب سے پہلا ناول تھا اور اس لحاظ سے بالخصوص قابل مطالعہ ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ لال بہادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سروالٹر سکاٹ کے ناول

سروالٹر کا نام انگلستان کے مستند ناولسٹوں کی صف اول میں ہے۔ ہر چند کہ اس کی تصانیف کو ظہور میں آئے پون صدی کے قریب عرصہ ہو چکا تاہم ولایت میں اس کی اب بھی وہی قدر ہے جو کبھی تھی۔ رفعت زبان اور بلندی خیالات کا کچھ اندازہ اس بات سے ہو سکتا ہے کہ اس کے اکثر ناول سکولوں اور کالجوں میں داخل تعلیم ہیں۔

ڈاکٹر کی بیٹی "سرجن ڈاٹر" کا ترجمہ جس میں ایسٹ انڈیا کمپنی اور ٹیپو سلطان والئے میسور کے زمانہ کے حالات دلچسپ پیرایہ میں قلمبند کئے گئے ہیں۔ ۱۶۴ صفحہ قیمت ۱۲/

شہید جفا۔ "برائڈ آف لیمر مور" کا ترجمہ۔ ایک عاشق صادق کا حسرتناک انجام جنون عشق کا سچا جانکاہ واقعہ۔ ازدواج کے معاملہ میں والدین کی ضد کا خوفناک انجام۔ اس کے مترجم شیخ محمد [illegible]الزمان خانصاحب ہیں۔ ۴۸۴ صفحہ قیمت ۲/

وکٹر ہیوگو کے ناول

۱۹ ویں کے نہایت مشہور فرانسیسی ناولسٹ وکٹر ہیوگو کا نام بین الاقوامی شہرت رکھتا ہے۔ اس کی بعض تصانیف نے اپنے وقت میں ادبی دنیا میں تہلکہ پیدا کر دیا تھا۔ انقلاب فرانس کے متعلق اس سے بہتر ناول بہت کم کسی نے لکھے ہوں گے

نیرنگ فرنگ "ہسٹری آف اے کرایم" کا ترجمہ منشی دوارکا پرشاد افق لکھنوی مرحوم کے قلم سے جس میں لوئیس بوناپارٹ شہنشاہ فرانس کے زمانہ کے بعض تاریخی واقعات کا ذکر کیا گیا ہے اور ان حالات پر بحث کی گئی ہے۔ جن کی بدولت جنگ پرشیا و فرانس کے بعد لوئیس کا تنزل اور جمہوری سلطنت کا قیام عمل میں آیا ۴۲۸ صفحہ قیمت عہ

رابرٹ ہیچنز کے ناول

زمانہ حال کا ایک نامی انگریز ناولسٹ جس کے ایک ناول "دی گارڈن آف اللہ" نے ناٹک کی صورت میں مشرق و مغرب میں لاکھوں تماشائیوں کی نیند حرام کی ہے۔ اس کا انداز تحریر مخصوص ہے۔ سادہ اور مختصر الفاظ میں وہ ایسے دلکش مناظر پیش کرتا ہے کہ پڑھنے والا محو حیرت ہو جاتا ہے۔ لطافت صورت کی تفصیل اس پر ختم ہے

روحوں کا مزاج۔ رابرٹ ہیچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن کے مشترکہ افسانہ "آے ٹربیوٹ آف سولز" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے۔ یہ ایک حیرت خیز قصہ ہے

ملنے کا پتہ: لالہ لال بہادر ایس ۔ ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

جس میں مصنفوں کی رنگین بیانی نے ایک خاص ہی شان پیدا کر دی ہے۔ ایک شخص تین روحوں کا خراج دے کر طاقت و عظمت حاصل کرتا ہے۔ مگر اس کا انجام نہایت درجہ عبرتناک ہے۔ اس طرز پر اس پایہ کا کوئی ناول آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہو گا ۲۸۴ صفحہ قیمت ۱۰/

جولیس ورن کے ناول

علمی ناولوں میں انکی تصانیف خاص شہرت رکھتی ہیں۔ سائنس کے دقیق مسائل افسانہ کے پیرایہ میں اس خوبی سے بیان کئے ہیں کہ ذرا بار خاطر نہیں ہوتے۔ جو لوگ ناول خوانی کا مشغلہ محض دل بہلاؤ کے لئے نہیں بلکہ کچھ سبق حاصل کرنے کے لئے اختیار کرتے ہیں۔ وہ اس کے ناول ضرور پڑھیں۔

سمندر کی سیر۔ ناول کے پیرایہ میں تحت البحر کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ قدرتی واقعات اور علمی اصول ایسے حیرت انگیز پیرایہ میں بیان کئے ہیں کہ طلسمات کا عالم معلوم ہوتا ہے ۵۹۴ صفحات قیمت عہ

طواف زمین جس کا ترجمہ منشی رشید احمد صاحب ارشد تھانوی نے کیا ہے۔ اس ناول کے واقعات کی گردش کا محور جغرافیائی ریاضی کے ایک مسئلہ کو بنایا گیا ہے۔ اور مشرقی اور مغربی ممالک کے تفاوت حالات کا عام منظر قوت آخذہ کی تنوع پذیری کے لیے مرکز بوقلمونی ہوا ہے۔ ضمناً نفسیات کے بہت سے مسائل حل کئے گئے ہیں۔ ۲۲۴ صفحہ قیمت عمر

ولیم لکیو کے ناول

"پراسرار ناول نویسی کا بادشاہ" یہ خطاب ہے جو ولائت کے ایک رسالہ نے اس مصنف کے لئے تجویز کیا تھا۔ اور امر واقعہ یہ ہے کہ عجیب و حیرت خیز واقعات کی تدوین میں بہت کم ناول نویس اس کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ اس کے ناول بالکل سینما کی فلم کی طرح ہوتے ہیں کہ عجیب سے عجیب تر واقعات برق کی تیزی رفتار سے پیش نظر ہوتے ہیں۔ ایک باب دوسرے سے بڑھ کر حیرت خیز ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ آخر دم تک قائم رہتا ہے حتے کہ خاتمہ کے قریب چند مختصر جملوں میں سارے اسرار حل کر دیے جاتے ہیں۔ مشرق و مغرب یکزبان ہو کر اس مصنف کی خوبیوں کا اعتراف کرتے ہیں۔

منزل مقصود۔ "ہشڈاپ" کا ترجمہ منشی تیرتھ رام صاحب فیروز پوری کے قلم سے۔ یہ ناول اردو میں ایک بالکل ہی نئی چیز ہے۔ عاشق و معشوق کے درمیان ایک قبر کی حد فاصل ہے

ملنے کا پتہ:۔ لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اور ان کو بتایا گیا ہے کہ اگر وہ ایک دوسرے کے وصل کی آرزو کریں گے۔ تو ان میں سے ایک کا اس قبر میں دفن ہونا یقینی ہے۔ کس لئے؟ اس راز کا حل دیکھنے لایق ہے۔ ہم یقیناً کہہ سکتے ہیں کہ ایسا پُر اسرار قصہ جس کے ہر باب میں ایک نیا راز نمودار ہوتا ہے۔ ہرگز آپ کی نظر سے نہیں گذرا ہوگا۔ ۲۵۰ صفحے مجلد قیمت ع

پُراسرار اجنبی "دی گریٹ وائٹ گوڈ" کا ترجمہ از مسٹر جی۔ پی بھٹناگر بڑا زبردست اور پُر پیچ ناول ہے۔ جس میں مغربی افریقہ کی ایک پُراسرار پہاڑی سلطنت کے واقعات اور اس کی ملکہ کے حیرت خیز حالات دلکش پیرایہ میں بیان کئے گئے ہیں۔ جو لوگ پُراسرار ناولوں کو دیکھنے کے خواہشمند ہوں۔ وہ اس کا بھی ضرور مطالعہ کریں۔ ۲۰۴ صفحے قیمت ع

تین بلوری آنکھیں "تھری گلاس آئیز" کا ترجمہ از قاضی رحمت صاحب بی۔ اے تین بلوری آنکھوں کا راز پڑھنے والے کو بے اختیار بے چین کر دیتا ہے۔ ۱۰۰ صفحہ قیمت ۱۰ر

پُراسرار شادی ایک اور پُراسرار ناول کا ترجمہ قاضی رحمت صاحب بی۔ اے کے قلم سے جس میں لنڈن کے ایک جعلی نواب کی عیاری اور ایک خوفناک سازش کے حیرت خیز حالات بیان کئے گئے ہیں۔ ایک شخص کی شادی ایک لاش سے کی جاتی ہے کیوں؟ اور کس لئے؟ اس کا حل ناول کے مطالعہ ہی سے معلوم ہوگا۔ ۱۰۴ صفحہ قیمت ۱۰ر

کرنیل میڈوز ٹیلر کے ناول

تاریخ ہند کے متعلق اس کے ناول مشہور انام ہیں۔ افسانہ و تاریخ کو ایسے لطیف پیرایہ میں آمیز کیا ہے کہ امتیاز دشوار ہو جاتا ہے۔

بہادر رہزن "کنفیشنز آف اے ٹھگ" کا ترجمہ بابو جنیشور داس گوہر کے قلم سے۔ امیر علی ٹھگ کے کارنامے دیکھنے لایق ہیں۔ سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری میں ہندوستان کی حالت کا نقشہ خوب ہی پیش کیا ہے۔ ۳۱۷ صفحہ قیمت ع ر

تارا۔ اسی نام کے ناول کا ترجمہ ایک نوعمر ہندو بیوہ کی دلی مایوسیوں کے ساتھ محبت کی کشش کے دلفریب مناظر ۴۰۴ صفحے قیمت ع

سیتا۔ اسی نام کے ناول کا ترجمہ شیخ محمد رئیس الزمان خاں صاحب کے قلم سے۔ بڑا پُر درد افسانہ ہے ۴۰۹ صفحے قیمت ؎

ملنے کا پتہ:۔ **لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور**

وہ بےنظیر ناول جو اس سلسلہ میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۲۰ حصے)	مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۲۸	۵ روپے ۸ر
" (۲۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۶۴	۵ روپے ۱۲ر
باپ کا قاتل (۶ حصے)	پیری سائیکہ	منشی شمیم الدین صاحب بہوری	۵۲۵	للعہ
خونی تلوار	میسیکر آف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	چھپ رہی ہے	

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	دوبارہ چھپ رہا ہے	
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفیشنز آف آرسین لوپن	"	۱۷۰	عہ
چلتا پرزہ	" آخری حصہ	"	۵۶	۸ر
خونی ہیرا (۲ حصے)	ایرسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۶۹	عہ
نقلی نواب	آرسین لوپن	"	سنہ ۱۹۲۴ میں تیار ہوگا	

ولیم لیکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہشٹ اپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۵۰	۱۲ر

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	ریجینٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۰	عہ

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
آتم دکشنا	ٹریبوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۹۴	۱۰ر

شاعر ربندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۲۵	۸ر
کانٹوں کا تاج	کمٹ	بابو یشودچندر دیال	[illegible]	۱۲ر

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں زیر تیاری ہیں۔ آپ ہمہ سالانہ چندہ ادا کر کے مستقل خریدار بن جائیے

لال بہادر سنز ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

دیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام کھینا پرنٹر چھپا

حصہ ۱۰

خونی تلوار

ترجمہ میسیکر آف گلنکو

مصنف:- جارج ڈبلیو- ایم رینالڈس

مترجم:- تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشر:- لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سنہ ۱۹۲۳ء

اشاعت اول

قیمت ۱۲ر

ادویات کی سریع التاثیری کے بھروسہ پہ ہر ایک دوائی کا نمونہ بھی دیا جاتا ہے

لوہی ونود ویدیہ بھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدیہ موجد امرت دھارا کی تیار کردہ

چند متفرق ادویات

بلپورڈی — ان گولیوں سے آتشک۔ سوزاک۔ بواسیر۔ خنازیر۔ گنٹھیا۔ درد کمر۔ ضعف جگر کمی ہاضمہ۔ سانپ بچھو وغیرہ کا ڈنک۔ باولے کتے کا زہر۔ دردسر۔ لقوہ فالج مرگی۔ دمہ کھانسی وغیرہ دور ہوتی ہے۔ قیمت ۴۲ گولی ایک روپیہ (عہ ر)

دردشکن — ایک ہی پوڑیہ کے کھانے سے ہر قسم کا دردسر۔ درد کان۔ درد دانت وغیرہ دور ہوتے ہیں۔ بخار پسینہ آکر اُتر جاتا ہے۔ قیمت عہ ر نمونہ چار آنے ۴ ر

سنگ توڑ۔ گردہ مثانہ و پتہ کی پتھری دکنکر براہ پیشاب خارج کرتی ہے۔ قیمت عہ

برہمی ارشٹ — ضعف دماغ۔ نسیان۔ دردسر وغیرہ کو دور کرکے حافظہ کو بڑھانے کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی عہ۔ نصف ایک روپیہ عہ ر

موٹا ہونیکی دوائی — باوجود خوراک کھانے کے بھی جو پتلے رہتے ہیں۔ وہ یہ دوائی منگوائیں قیمت للعہ ر نمونہ ایک روپیہ عہ ر

دوائی گنٹھیا۔ درد سوجن جوڑ۔ نقرس وغیرہ کو اکسیر ہے۔ قیمت ۶۰ گولی عہ نمونہ ۶ ر

علاج موٹاپا — جو زیادہ موٹے ہیں وہ اس دوائی کو استعمال کرکے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی شیشی للعہ ر خوراک ایک ماہ۔

ترک افیون — خواہ کس قدر بھی افیون کھاتے ہوں ان گولیوں کی مدد سے بلا کسی بے آرامی کے چھوڑ سکتے ہیں۔ قیمت ۶۰ گولی ڈیڑھ روپیہ (عیر)

پیڑا ئیل — یہ تیل ہر قسم کی جسمانی دردوں پر ملنے کے واسطے ہے۔ قیمت عہ نمونہ ۴ ر

مینجر امرت اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا پوسٹ آفس لاہور

خط و کتابت و تار کیواسطے اتنا بھی کافی ہے:۔ امرت دھارا لاہور

اگر آپ اب تک ہمارے ناولوں کے مستقل خریدار نہیں ہیں تو ۸ کا منی آرڈر بھیجکر ابھی بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوا کریگی

حصہ - ۱۰

خونی تلوار

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کے ناول "میکر آف گلنگو" کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن - وطن پرست - منزل مقصود وغیرہ

سنہ ۱۹۲۳ء

لال برادرس

۷ سپارسنز روڈ نولکھا - لاہور

دیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھینا پرنٹر چھپا

اشاعت اول — قیمت ۱۲/ — حقوق محفوظ

اُردو کے قابل دید ناول

حقِ حقدار منشی عبدالغفور صاحب مرحوم کا ایک نہایت دلچسپ اوریجنل ناول جو عرصہ دراز سے نایاب تھا۔ اب بڑے اہتمام سے اس کو دوبارہ چھاپا گیا ہے۔ ہندوستان کی سوشل زندگی کے دلچسپ مناظر کے پہلو بہ پہلو اسرار و سراغرسانی کے حیرت خیز کارنامے پیش کئے گئے ہیں۔ قابل دید ناول ہے۔ قریباً ۲۰۰ صفحہ قیمت ۱۲/

قعر دریا یہ بھی اسی مصنف کا قابل دید ناول ہے۔ امرائے ہند کی زندگیوں کی پُرلطف اندرونی کیفیت قابل دید ہے۔ مجرموں کی چالاکی اور طباع سراغرسانوں کی کامیابی۔ غرض ہر پہلو سے بہت دلچسپ ناول ہے۔ قیمت ۱۲/

خونی شہزادہ مرزا رسوا بی۔اے کا لکھا ہوا ایک نہایت دلچسپ ناول۔ سائنس کے کرشمے حسن و عشق کے مناظر اور رقابت کا عبرت خیز انجام خوب ہی دکھایا ہے ۲۲۴ صفحات قیمت عہ

بازار حسن منشی پریم چند کا بڑا دلکش ناول جس میں ایک حسین اور ناز و نعم میں پلی ہوئی بدنصیب لڑکی کی سرگذشت دلکش پیرایہ میں درج ہے۔ قیمت سے/

بیگناہ مجرم ایک سنسنی پیدا کرنے والا ڈیٹکٹ ناول مسٹر سدرشن کا لکھا ہوا بہت دلچسپ اور قابل دید ہے۔ قیمت عہ/

کرشن کانتا دو حصے، ایک عجیب و غریب طلسمی ناول منشی موہن لال صاحب نہم لکھنوی کے قلم سے طلسم زرنگار کے عبرتناک حالات۔ ساحروں کے مظالم۔ عیاروں کی حیرت انگیز شعبدہ بازیاں۔ ایک ہوشربا اور اشتیاق افزا قصہ ہے ۵۱۴ صفحے قیمت ع۲

فریبی عورت پارسی زندگی کا ایک پُراسرار اور دلفریب افسانہ کس طرح ایک عورت اپنے ادنٰے اغراض کے حصول کے لئے ایک مالدار شخص کی لڑکی کو گم کرکے اپنی لڑکی کو اس کی بیٹی ظاہر کرتی ہے۔ مگر انجام کار جائز وارثہ کا اپنے حقوق کو پہنچنا۔ اور عاشق صادق سے ملنا ۱۶۸ صفحے قیمت عہ/

زخم بے نشان اردو کی چند نہایت دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ۔ قابل دید و طبع کتاب ہے قیمت ۱۲/

صندل اس میں بھی بعض دلکش کہانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ اسے بھی دیکھئے۔ قیمت ۶/

لال برادرس، ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

کہنے لگا۔ "بانو اس صورت میں لابُدی میں آپ کے حکم کی تعمیل کرتا ہوں۔ مگر شرط یہ ہے کہ اگر ملکہ معظمہ نے آپ کے خط کا جواب نفی میں دیا تو آپ کو بلا تامل میرے ساتھ برج کو چلنا ہوگا۔"

"ہاں میں اس کا وعدہ کرتی ہوں۔" کونٹس نے کہا۔

"اور اس اثنا میں آپ اپنے کمرہ سے نکلکر کہیں نہ جائیں۔" کپتان نے کہا۔ پھر خط ہاتھ میں لیکر وہ اسے خود ملکہ کے حوالہ کرنے اور بطور عذر وہ الفاظ جو کونٹس نے بیان کئے تھے کہنے کے لئے محل کی طرف روانہ ہوا۔

قریبًا نصف گھنٹہ کے عرصہ میں واپس آکر اس نے کونٹس کو اطلاع دی کہ "ملکہ معظمہ نے آپ کو اس ملاقات کی اجازت دی ہے جس کی خط میں درخواست کی گئی تھی۔"

"بہت اچھا۔" کونٹس نے اپنے بالائی ہونٹ کو نفرت سے خم دیتے ہوئے کہا۔ "مجھے یقین تھا کہ اسی طرح ہوگا۔"

"مگر حکم یہ ہے کہ آپ لبادہ پہن کر میرے ساتھ پیدل چلیں۔" افسر مذکور نے کہا۔ "اگر ہم کسی بغلی دروازہ کی راہ سے باہر جاسکیں تو اور بھی اچھا ہے۔"

"اسی طرح ہوگا۔" کونٹس نے جواب دیا۔ پھر اس نے اپنی ایک خادمہ کو بُلا کر ایک لبادہ طلب کیا۔ اور اسے لپیٹ کر شاہی گارد کے کپتان کے ساتھ قصر وائٹ ہال کی طرف چلا۔ لیکن جب مکان سے باہر نکلتے ہوئے اس نے پیچھے مڑکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ دو سپاہی احتیاطًا پیچھے آرہے ہیں۔ کہ ایسا نہ ہو وہ فرار کی کوشش کرے۔

سینٹ جیمز سکوئر اور قصر وائٹ ہال کا درمیانی رستہ چند منٹ کے عرصہ میں طے کرلیا گیا۔ اور کونٹس کو ایک بغلی دروازہ کی راہ سے اندر لے جاکر اس زینہ پر چڑھنے کا اشارہ کیا گیا جس سے تھوڑی دیر پہلے اس کے شوہر کو سخت ذلت کی حالت میں باہر بھیجا گیا تھا۔ مگر زینہ کے اوپر جو کمرہ واقع تھا۔ اس میں کونٹس اکیلی ہی داخل ہوئی۔ کیونکہ اس کا محافظ باہر ٹھیر گیا تھا۔ وہاں اس وقت بادشاہ۔ ملکہ اور فادر پیٹر تینوں موجود تھے۔ لبادہ اُتار کر کونٹس نے بادشاہ اور ملکہ کو وقار سے سلام کیا۔ پھر اس انداز سے کھڑی ہوگئی کہ چہرہ سے عزم صمیم اور نگاہ سے استقلال کا اظہار ہوتا تھا۔ مگر اس کے باوجود اسکی زنانہ نزاکت کے باعث مغرور سے گستاخانہ رویہ ہرگز ظاہر نہ ہوتا تھا۔ کمرہ میں آتے ہی اس نے اپنی خوشنما سیاہ آنکھوں بادشاہ اور ملکہ کی طرف اس طرح دیکھا کہ جیسا ہر شاہانہ حشمت برقرار رکھتے ہوئے وہ بالطبع

سخت پریشان و مضطرب ہوئے اور فادر پیٹر بڑی کوشش کے باوجود فکر و تشویش کو نہ چھپا سکا۔

"لیڈی سنڈرلینڈ۔" آخر کار بادشاہ نے کہا۔ "تم نے ملکہ کے نام ایک خط لکھا ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ مجھے اور میرے شوہر کو ایک خاص راز کا علم ہے جس کا اشارہ اس خط میں کیا تم سمجھتی ہو۔ ہم ایسے بیانات کو قابل نفرت جھوٹ کہ کر نظر انداز نہیں کر سکتے؟"

"جہاں پناہ یہ غیر ممکن ہے۔" لیڈی سنڈرلینڈ نے سکون کے لہجہ میں جواب دیا۔ "معاملہ ایسا نہیں کہ چھپا رہ سکے۔"

"اور بالفرض شاہی گارد کے جوان تمہیں بھی پکڑ کر برج میں لے جائیں اور وہاں تم اس وقت تک اپنے غدار شوہر کے پاس ایک تاریک کوٹھری میں بند رہو کہ دونوں کی بھوک سے جان نکل جائے پھر؟"

"اس صورت میں جو کچھ آپ کے حکم سے ہوگا وہ ایک قابل نفرین شیطانی فعل سمجھا جائے گا۔" کونٹس نے بدستور استقلال کے ساتھ جواب دیا۔ "مگر اس سے بھی افشائے راز کا امکان کم نہ ہوگا۔"

"گستاخ عورت۔ تو کیا بک رہی ہے؟" ملکہ نے جھلا کر پوچھا۔

"کونٹس آف سنڈرلینڈ ملکہ سے یہ کہنا چاہتی ہے۔" اس خاتون نے ملامت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ "کہ ایک سربمہر لفافہ اس وقت بھی اس کے شوہر کے ایک عزیز دوست کے پاس موجود ہے جس میں اس راز کا جس کی طرف میں نے اشارہ کیا۔ سارا حال درج ہے۔ اور اگر ارل اور کونٹس آف سنڈرلینڈ کو آج دوپہر تک ان کے مکان میں واپس نہ پہنچا دیا گیا۔ تو وہ دوست اس لفافہ کو چاک کر کے اس کا مضمون پوری بے رحمی سے سب پر ظاہر کر دے گا۔"

بادشاہ نے جوش کی حالت میں اس زور سے ہونٹ کاٹا کہ دانتوں کا نشان صاف طور سے نمودار ہو گیا۔ اور ملکہ اس ایک لمحہ کے عرصہ میں جو کونٹس کی تقریر کے بعد گذرا غصہ خوف رنج اور یاس کے مختلف مدارج سے گذری۔ اس اثنا میں فادر پیٹر پاس کھڑا آہستہ لفظوں میں سکون قائم رکھنے کی درخواست کرتا رہا۔

"کونٹس آف سنڈرلینڈ اس خط کا مضمون پڑھو" آخر کار بادشاہ نے کہا اور اس نے ہنری سڈنی کا لکھا ہوا وہ خط جو خادم مائیکل۔ ابینتھی اور فادر پیٹر کی وساطت سے آخر کار

بادشاہ تک پہنچا تھا۔ پیش کیا۔ مگر اس طرح کہ وہ اسے دفعتاً چھین کر آگ میں نہیں پھینک سکتی تھی۔

کونٹس نے خط کا مضمون پڑھا تو چہرہ کا رنگ کئی بار سرخ وسپید ہوا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ ہنری سڈلی کی طرف سے ناجائز عشق ومحبت کا جو حال اس میں درج تھا۔ اسے پڑھ کر وہ شرم وندامت محسوس کئے بغیر نہ رہی۔ علاوہ بریں اس خط سے یہ بھی ظاہر ہوتا تھا کہ خط وکتا کا سلسلہ گو کونٹس اور ہنری سڈلی میں جاری ہے تاہم اس کا اصلی محرک خود ارل آف سنڈ ہے۔ اور وہ اس شرمناک حقیقت سے اچھی طرح واقف ہے۔

"جی ہاں میں نے پڑھ لیا۔" کونٹس نے آخرش کہا۔

"اس کے بعد میڈم تم اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو سکتی ہو کہ تمہاری اور تمہارے شوہ کی عزت ہمارے اختیار میں ہے؟" بادشاہ نے کہا۔

"بالکل اسی طرح جیسے بادشاہ اور ملکہ کی عزت ہمارے ہاتھ میں ہے۔"

"اس صورت میں لیڈی سنڈرلینڈ" شاہ جیمز نے سخت ذلت محسوس کرتے ہوئے کہا۔ "اگر میں تم سے بعض شرطیں طے کرنا چاہوں تو کیا تم اس کا یقین رکھتی ہو کہ تمہارا شوہر انہیں منظور کرے گا؟"

"ہاں اس کا میں آپ کو یقین دلاتی ہوں" کونٹس نے جواب دیا۔ "ارل کو آپ کی طرف سے آتے ہوئے کچھ شک ہوا تھا۔ اس لئے ہم نے پہلے ہی اس بارہ میں فیصلہ کر لیا تھا۔"

"بس تو آخری صورت یہ ہے کہ ارل عہدہ وزارت چھوڑ دے۔ یقیناً اسے اس سے انکار نہ ہوگا؟"

"نہیں،" کونٹس نے کہا "لیکن اس معاملہ کو طول کیوں دیا جائے۔ میرے خیال میں ساری شرطیں اختصار کے ساتھ اس طرح بیان کی جا سکتی ہیں کہ ارل مستعفی ہو جائے۔ اور آپ اسے فوراً رہا کر دیں۔ آپ کی طرف سے میری اور اس کی سلامتی کا وعدہ ہو۔ اور فریقین ان اسرار کی نسبت جو انہیں ایک دوسرے کے متعلق معلوم ہیں خاموش رہیں۔"

شاہ جیمز نے پہلے ملکہ۔ پھر فادر پیٹر کی طرف دیکھا۔ اور یہ معلوم کر کے کہ انہیں اس تجویز سے اختلاف نہیں۔ اس نے ان لفظوں میں آمادگی ظاہر کی۔ "پھر کیا تمہیں یہ شرطیں منظور ہیں؟"

"ہاں منظور ہیں۔" کونٹس نے جواب دیا۔ "مگر ٹھہریئے ان کے ساتھ ایک شرط اور بھی

ہے۔ وہ یہ کہ ہنری سڈنی کا خط ہمیں واپس دے دیا جائے"۔

"نہیں میڈم" بادشاہ نے فوراً کہا۔ "یہ اس وقت تک غیر ممکن ہے۔ جب تک تم اس خوفناک راز کو اپنے دل سے محو نہ کر سکو جس کے انکشاف کی ابھی تم نے دھمکی دی تھی۔ اس اثنا میں ہمارا راز تمہارے قبضہ میں رہے گا۔ اور تمہارا خط ہمارے ہاتھ میں جس سے ہم دونو مساوی حالات میں ہونگے۔"

"بہت اچھا۔ اسی طرح ہو" کونٹس نے جو دل میں اپنی کامیابی پر خوش تھی۔ کہا۔ "لیکن ایک لفظ مجھے اور کہنے دیجئے۔ میرے شوہر کا استعفےٰ اختیاری ظاہر ہو۔"

"یہی میری خواہش ہے" شاہ جیمز نے جواب دیا۔ "اور اسے ایسے اخفا کے ساتھ برج میں بھیجا گیا تھا کہ میرے خیال میں کسی کو اس کی خبر تک نہ ہوئی ہوگی۔ بس۔ یا کچھ اور کہنا چاہتی ہو؟"

"نہیں بس۔ اور اب آپ ارل کی رہائی کا پروانہ لکھ دیجئے۔ اور یہ بھی حکم دیجئے کہ ہمارے مکان سے گارد کا پہرہ ہٹا لیا جائے۔"

بادشاہ نے فادر جینیر کو اشارہ کیا جس نے گارد کے کپتان کو جو پاس کے کمرہ میں منتظر کھڑا تھا بلایا۔ اس اثنا میں بادشاہ نے ایک پرزہ کاغذ پر جلد جلد چند سطریں لکھ دیں۔

پھر وہ کپتان مذکور سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔ "کونٹس آف سنڈرلینڈ نے نا بدولت پر اپنی اور اپنے شوہر کی بےگناہی ثابت کر دی ہے۔ جس سے ہمیں اس کارروائی کا جو عمل میں لائی گئی۔ سخت افسوس ہوا ہے۔ تم ابھی وقت جا کر ان کے مکان سے گارد کے جوان ہٹا لو اور اس کے بعد خود برج میں جا کر یہ رقعہ حاکم قلعہ کے ہاتھ میں دو۔ تاکید کرنا کہ ارل کو فوراً رہا کر دیا جائے۔"

کپتان نے ادب سے سلام کیا۔ اور رقعہ ہاتھ میں لئے دروازہ کی طرف واپس ہوا۔

"میڈم" شاہ جیمز نے آواز دبا کر کہا۔ "معاہدہ کا وہ حصہ جس کا تعلق مجھ سے تھا۔ پورا ہو گیا اب جس وقت ارل واپس آئے تو بلا توقف استعفےٰ کا خط مناسب الفاظ میں لکھوا کر میرے پاس بھیج دینا۔ دفتر کی مہر بھی ساتھ ہوں۔ خود اس کی حاضری کی ضرورت نہیں"۔

"حضور اطمینان رکھیں اسی طرح ہوگا" کونٹس نے جواب دیا۔ پھر وہی لبادہ پہن کر جس میں وہ یہاں آئی تھی۔ اس نے بادشاہ اور ملکہ کو وقار سے سلام کیا۔ اور فادر پیٹیر پر جس سے اس کو دلی نفرت تھی فاتحانہ انداز سے نظر ڈالی۔ اس کے بعد وہ بھی کمرہ سے رخصت ہو گئی۔

شاہی نگارد کے کپتان کے ساتھ وہ سنڈرلینڈ ہوس میں واپس ہوئی۔ تو اس کا دل اس کا میسرور تھا جس کی بدولت اس نے اپنے آپ کو اور اپنے شوہر کو اس بلا سے ناگہانی سے جو ایک لمحہ پیشتر نازل ہوا چاہتی تھی بچایا۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ سر مہر لفافہ کے ایک ڈاکے کے پاس موجود ہونے کا قصہ جو اس نے بادشاہ کے روبرو بیان کیا۔ سراسر فرضی اور بالکل قسم کا تھا جسے اس طباع عورت نے اپنی ذکاوت سے فوراً تیار کر لیا۔ اور اسے اس طریقہ سے بیان کیا کہ بادشاہ اسے سچ سمجھنے پر مجبور ہو گیا بے شک اسے اپنے شوہر کے زوال کا رنج تھا۔ مگر خود حراست اور موت سے بچنے اور ساری جائداد کو ضبطی سے محفوظ رکھنے کی کارروائی بجائے خود ایسی اطمینان بخش تھی۔ کہ اس کی وجہ سے یہ رنج خفیف بھی بہت عرصہ قائم نہ رہا۔

اس کے تھوڑی دیر بعد نگارد کے آدمی ہٹا لئے گئے۔ اور ارل کو برج سے رہا کر دیا گیا۔ اسی روز اس کا استعفےٰ اور وزارت کی مہریں بادشاہ کے پاس بھجوا دی گئیں۔ لندن میں ہر شخص کو وزیر اعظم کے فوری زوال کی خبر سے حیرت ہوئی اور گو بعض حلقوں میں لوگ چپکے چپکے کہہ رہے تھے کہ وہ دو تین گھنٹے حراست میں بھی رہ آیا ہے۔ تاہم عوام کو اس واقعہ کا کچھ علم نہ تھا۔ اور جن شرطوں پر اس کا استعفےٰ اور رہائی عمل میں آئی۔ ان کا حال تو کسی کو بھی معلوم نہ ہوا

اسی روز لارڈ پرسٹن وزیر وزارت کو وزیر اعظم کا عہدہ پیش کیا گیا اور اس کے اگلے دن ارل اور کونٹس آف سنڈرلینڈ لندن سے دیہات کی طرف روانہ ہو گئے۔

باب - ۲۷

حراست

سر راڈرک اور لیڈی ایلین سیکڈانلڈ کو قیدیوں کی حیثیت میں ہیگ پہنچے ہوئے قریباً ایک ماہ کا عرصہ ہو چکا تھا۔ اور اس اثنا میں انہیں شاہی نظربندوں کی طرح حدود شہر میں محدود رکھا گیا جس روز راڈرک کی شہزادہ ولیم سے جس کی نسبت اب اسے معلوم ہو گیا کہ وہی کونٹ ڈی ہیلڈر کا بھیس بدل کر سکاٹ لینڈ گیا تھا۔ ملاقات ہوئی۔ تو اس نے شہزادہ مذکور سے اپنی رہائی کے لئے بہت کچھ کہا۔ مگر جیسا اینڈریو لیسلی نے بیان کیا تھا۔ شہزادہ اپنے فوائد کو ہر قسم

کے احساس و رجحان پر غالب رکھتا تھا۔ اور چونکہ وہ فطرتاً بے رحم۔ سخت گیر اور خود غرض تھا اس لئے کسی کی نیکی بھول جانا یا احسانات کو فراموش کرنا اس کے لئے معمولی بات تھی۔ اور اس قسم کے واقعات پر اسے ذرا بھی افسوس نہ ہوتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ یوم مذکور کو وہ راڈرک اور ایلین سے بڑی سرد مہری سے پیش آیا۔ اس کا سلوک محض عام اخلاق کا درجہ رکھتا تھا جیسا اس کی عادت تھی۔ اس نے راڈرک سے مختصر لفظوں میں کہا۔ کہ اگر آپ ان قبائل کی غیر جانب داری کے ضامن بنیں جن پر آپ کے والد دالیۓ گلنکو کا رسوخ ہے۔ تو میں فوراً آپ کی رہائی کا حکم صادر کر سکتا ہوں۔ بصورت انکار آپ کو اور آپ کی بیگم کو بطور یرغمال یہیں رہنا ہوگا۔ راڈرک نے اس قسم کا وعدہ کرنے سے بزور انکار کیا۔ اور کہا کہ ہم دونو کو غیر معین عرصہ کی حراست اور جلا وطنی منظور ہے۔ لیکن اس قسم کے وعدے کرنا منظور نہیں جن کا حقیقت میں ہمیں کچھ بھی اختیار نہیں۔ اور جنہیں باقی قبائل سے پورا کرانے کی ہمارے پاس کوئی ضمانت بھی نہیں ہے۔ شہزادہ ولیم نے مختصر لفظوں میں راڈرک کا اس عنایت کے لیے شکریہ ادا کیا۔ کہ اس نے غدار سٹین کے خلاف اس کی حمایت میں سینہ سپر ہونا منظور کیا تھا۔ اور ایک اور موقعہ پر اپنے بھائی ایلین کے ہاتھوں اس کی جان بچائی تھی۔ مگر اس کے ساتھ ہی کہا کہ اس قسم کے واقعات کی یاد میرے موجودہ طرز عمل پر اثر انداز نہیں ہو سکتی۔ سنگدل نے اتنا بھی تو نہیں کہا۔ کہ واقعات چاہے کچھ صورت اختیار کریں۔ اور قبیلہ گلن فالن اور رسکیڈ نلڈ کا طریق عمل خواہ کچھ ہو۔ آپ کی جانوں کو خطرہ نہیں ہوگا۔ مجموعی طور پر شہزادہ کا سلوک بے دلانہ سرد مہری کا تھا۔ قدرتی طور پر راڈرک کو اس بدسلوکی سے سخت رنج ہوا۔ اور اس مرد دنیا دار کی حکمت عملی پر اسے بے حد نفرت محسوس ہوئی۔ نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے فرار کے خلاف کسی طرح کا وعدہ کرنے سے انکار کیا۔ اور اسی پر ملاقات ختم ہوگئی۔ ولیم نے راڈرک کو سرد مہری سے سلام کیا۔ اور وہ ایلین سمیت واپس چلا آیا۔

راڈرک اور ایلین کو ہالینڈ میں رہتے ہوئے قریباً ایک مہینہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا ہے۔ وہ شہر ہیگ کی حدود میں نظر بند ہے۔ شہر کے اندر ان پر کوئی پابندی نہ تھی۔ اور سرکاری عمارات دیکھنے کی بھی اجازت تھی۔ مگر اس کا سختی سے حکم دیا گیا تھا۔ کہ وہ حدود شہر سے باہر نہ جانے پائیں۔ اس طرح پر دونو اس خندق کی حد میں جو شہر کے گرد حلقہ زن تھی۔ سرِ بسر قیدیوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور کم و بیش یہی حالت

ولیم فائکز اور خلورا کی تھی۔ یعنی ان کے متعلق بھی وہ تمام ضروری احتیاطیں عمل میں لائی گئی تھیں جن کے بعد ان کا اپنے آقا اور بیگم کے فرار کی سازش میں مدد دینا غیر ممکن تھا۔ ان کی سکونت اب تک اسی سرائے میں تھی۔ جہاں انہیں سب سے پہلے اتارا گیا تھا۔ اور شہزادہ کے خرچ پر انہیں ہر قسم کی آسائش مہیا کی جاتی تھی۔ راڈرک نے اپنے والد لارڈ میکڈانلڈ کے نام خط لکھنے کی اجازت چاہی۔ جو منظور کی گئی۔ اس بارہ میں شہزادہ ولیم اور راڈرک کے درمیان جس قدر گفت و شنید ہوئی۔ وہ اینڈریولیسلی کی معرفت ہوئی۔ اور وہی راڈرک کا خط روانہ کرنے کو لے گیا کم و بیش ایک ماہ بعد دسلیٹے گلنکو اور لارڈ گلن لیان کی طرف سے دو جدا جدا خط موصول ہوئے جن میں سے اول الذکر فادر ہیوبرٹ اور آخر الذکر ہمیش کے ہاتھ کا لکھا ہوا تھا۔ دونو کا لہجہ مشفقانہ لیکن مضمون بغرض احتیاط نہایت مختصر تھا۔ دونو نے راڈرک کے استقلال کی تعریف کی تھی کہ اس نے شہزادہ ولیم کی پیش کردہ شرطوں کو منظور نہیں کیا۔ اور آخر میں امید ظاہر کی گئی تھی کہ خدا چاہے تو وہ وقت دور نہیں جب تم دونو ظالم پنجہ سے نجات حاصل کر سکو گے۔

اینڈریولیسلی نے راڈرک اور لیڈی ایلین سے سچے دل سے ہمدردی کی۔ اسکی بیوی مارگرٹ کا اکثر ان کے پاس سرائے میں جانا رہتا تھا۔ اور وہ بارہا ان کی مصیبت پر آنسو بہاتی تھی۔ جن کے وہ اور اس کا شوہر دونو بے حد ممنون احسان تھے۔ ایک بار اس نے راڈرک اور ایلین کے روبرو صاف لفظوں میں تسلیم کیا کہ اگر آپکے فرار کی کوئی صورت پیدا ہو سکے۔ تو میں اس میں ہر ممکن طریق پر مدد دینے کو آمادہ ہوں۔ مگر جب اس مضمون پر مزید گفتگو ہوئی تو اسے افسردگی کے لہجہ میں ماننا پڑا کہ میرے شوہر سے اس کی بہت کم امید ہے کہ وہ آپ کے فرار میں اعانت کرے۔ اصل یہ ہے کہ اینڈریولیسلی کو چونکہ شہزادہ ولیم کے پاس رہتے مدت گذر چکی تھی۔ اس لئے اپنے آقا کی طرح اس میں بھی یہ عادت جاگزین ہو گئی تھی کہ اپنے فائدہ کو باقی ہر بات پر سبقت دینی چاہیئے۔

غرض معاملات کی یہ حالت تھی کہ ۲۰ اکتوبر ۱۶۸۸ء کی صبح کو اینڈریولیسلی نے سرائے میں حاضر ہو کر راڈرک اور لیڈی ایلین کو اطلاع دی کہ آپ روانگی کیلئے تیار رہیں کیونکہ کل صبح ولندیزی بیڑہ انگلستان کو روانہ ہونے والا ہے۔ اور اس میں آپ کو بھی سوار کیا جائے گا۔ راڈرک یہ اطلاع پاکر چپ رہا۔ کیونکہ بے نتیجہ جوش و خروش ظاہر کرنا یا بے کار شکایات سے آسمان سر پر اٹھانا اسکی عادت میں داخل نہ تھا۔ اور چونکہ اینڈریو اس معاملہ میں محض اپنا فرض ادا کر رہا

تھا۔ اس لیئے اس کو برا بھلا کہنا بھی اس نے فضول جانا۔ اگرچہ اس موقعہ پر شہزادہ ولیم اس کے سامنے ہوتا تو راڈرک اپنے دلی خیالات کے اظہار سے یقیناً قاصر نہ رہتا۔

جب ایڈنڈ ریو یہ خبر دے کر رخصت ہو گیا تو راڈرک اور لیڈی ایلین حسب معمول سیر کرنے بازار میں گئے۔ چونکہ کئی طرح کے رنجیدہ خیالات دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ اس لیئے ان کی خواہش اس ذریعہ سے رفع اضطراب کی تھی۔ دونوں ایک بازار سے گذر رہے تھے۔ کہ دفعتاً ایلین نے راڈرک کا ہاتھ زور سے پکڑا۔ اور جب اس نے نظر اٹھا کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ فاضل ہمیش سامنے سے آرہے ہیں! اس وقت اس نے ولندیزی طرز کا سادہ لباس پہنا ہوا تھا جس سے معاً راڈرک اور ایلین کو خیال پیدا ہوا کہ یہ تبدیلی اس نے اہل شہر کی نظروں میں خاص اہمیت حاصل نہ کرنے کے خیال سے کی ہے۔ جب ہمیش ان کے پاس پہنچا تو اس نے ان کی طرف پرمعنی نظر سے دیکھ کر سر کو ایک خاص انداز سے حرکت دی جس سے اس کا مدعا یہ کہنا تھا۔ کہ آپ ایسا ظاہر کریں گویا مجھے پہچانتے ہی نہیں۔ گفتگو کا تو ذکر ہی کیا ہے۔ چنانچہ دونوں ایک دوسرے کے پاس ہو کر گذر گئے۔

"جان من پیاری ایلین" راڈرک نے آگے چلکر آہستہ سے کہا۔ "اب ہمارے لیئے کچھ نہ کچھ امید ضرور پیدا ہو گئی ہے۔" اور اس کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کی طرف راحت و بیم کی نظر سے دیکھا۔

اس واقعہ کے بعد انہوں نے سیر کو طول نہیں دیا۔ بلکہ اس خیال سے جلدی سرائے میں واپس آگئے۔ کہ شاید ہمیش کو کوئی پیغام پہنچانا ہو مگر کئی گھنٹے گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں نہ اسکی طرف سے کوئی پیغام آیا نہ وہ خود ہی ان سے ملا۔ حیران تھے۔ کہ کیا اسے معاملہ کی اہمیت کا علم نہیں؟ اور کیا اس نے یہ خبر نہیں سنی کہ ہمیں کل صبح ولندیزی بیڑہ پر یہاں سے رخصت ہونا ہے؟ پھر انہیں اس بات پر بھی تعجب ہوا کہ مارگرٹ لیسلی حسب معمول ملنے کیوں نہیں آئی؟ مگر پھر خیال آیا کہ شاید دونو آپس میں کچھ مشورہ کر رہے ہوں گے۔ کیونکہ مارگرٹ کی باطنی فیاضی سے وہ پوری طرح خبردار تھے۔

رات کی تاریکی چاروں طرف پھیلنے لگی۔ لیکن مارگرٹ پھر بھی نہ آئی۔ اور نہ فاضل ہمیش کی ہی خبر موصول ہوئی۔ اس سے راڈرک اور ایلین کو باوجود ان کے استقلال و استقامت کے اضطراب پیدا ہوا غروب آفتاب کے تھوڑی دیر بعد نہر میں کھڑے ہوئے حفاظتی جہاز

سے ایک توپ چلائی جاتی تھی۔ اس کی گھنگرج آواز شہر میں چاروں طرف پھیل کر مٹ گئی۔ اس کے بعد بھی بہت سا وقت گذر گیا۔ مگر اب تک کوئی نہ آیا۔ آخرش ۹ بجے کے قریب راڈرک نے کمرہ کا دروازہ کھولا۔ اور مارگرٹ نمودار ہوئی۔

دبی آواز میں مگر ایسی جلدی اور جوش کے ساتھ جس سے راڈرک اور ایلین کے دل میں اس شک نے یقین کا درجہ حاصل کر لیا کہ وہ ہمیشہ کے ساتھ ملکہ حضور ہمارے فرار کے لئے کوئی اہتمام کرتی رہی ہے۔ اس نے کہا "میں صرف تھوڑی دیر کے لئے حاضر ہوئی ہوں۔"

"کہو مارگرٹ۔ جو کچھ کہنا ہو۔ اس میں تامل نہ کرو" ایلین نے کہا "ہم اچھی طرح محسوس کرتے ہیں کہ تم کوئی خاص اطلاع لیکر آئی ہو۔"

"معزز خاتون۔ مہربانی سے ایسی بلند آواز میں گفتگو نہ کیجیے۔ آپ کو معلوم ہے۔ ایک دوست آپ کی مدد کے لئے آیا ہوا ہے۔ آپ نے آج صبح اسے دیکھا تھا۔ وہ کل ہی یہاں وارد ہوا ہے۔ اور اب اسکی کوشش سے آپکے فرار کے متعلق ہر قسم کی تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں۔"

"اوہ! مارگرٹ تم کیسی مبارک خبر لائی ہو" اور یہ کہتے ہوئے ایلین کے سر میں خوشی و جوش کی وجہ سے چکر سا آ گیا۔

"بانو آپ نے جو احسان عظیم ایک بار مجھ پر کیا تھا۔ اس کا کچھ حصہ میں عنقریب ادا کیا چاہتی ہوں"۔ مارگرٹ نے کہا۔

"مگر تمہارا شوہر؟ کیا اس کا بھی اس انتظام میں کچھ حصہ ہے؟" راڈرک نے جلدی سے پوچھا

"نہیں" مارگرٹ نے افسردگی سے جواب دیا "میں اس معاملہ میں اس پر دباؤ نہیں ڈال سکی۔ فی الحقیقت جو کچھ میں اس وقت کر رہی ہوں۔ اس میں خود میرے لئے ایک طرح کا خطرہ ہے کیونکہ گو میرا شوہر عام حالات میں مجھ سے بہت اچھی طرح پیش آتا ہے۔ لیکن اگر اسے معلوم ہو گیا کہ میں کیا کرنے لگی ہوں۔ تو معلوم نہیں وہ مجھ سے کس قسم کا سلوک کریگا۔"

"مارگرٹ۔ ہم نہیں چاہتے۔ کہ تم ہماری وجہ سے کسی خطرہ میں پڑو۔" ایلین نے کہا "ہم ایسے خودغرض نہیں ہیں . . ."

"نہیں بانو۔ میں اس بارہ میں مصمم ارادہ کر چکی ہوں۔" مارگرٹ نے جواب دیا۔ خواہ کیسے بھی خطرہ کا سامنا ہو میں اس کا مقابلہ کروں گی۔ خوش قسمتی سے اینڈریو شہزادہ کی روانگی کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ اس لئے آج رات وقت معینہ پر گھر میں میری عدم موجودگی کا حال

اس کو معلوم نہ ہوگا۔ مگر اب مہربانی سے آپ دونو میرے الفاظ کو توجہ سے سنیں۔ اور میری بات کو منقطع کرنے کی کوشش نہ کریں۔ کیونکہ وقت کم ہے۔ اور اسے طویل گفتگو میں ضائع کرنا ٹھیک نہیں۔ آپ کو معلوم ہے کہ فاضل ہمیش اس ملک کی زبان بے تکلف بول سکتا ہے اور اس نے اسی قسم کا لباس پہنا ہوا ہے۔ جیسا شہزادہ کے درباری عموماً پہنا کرتے ہیں۔ تجویز یہ ہے کہ رات کو دس بجے کے قریب وہ اس سرائے میں آکر اس کے مالک سے یہ کہے کہ میں شہزادہ کے حکم سے چاروں قیدیوں یعنی آپ دونو اور آپکے خدام فاکز اور فلورا کو لینے آیا ہوں۔ شہزادہ نے انہیں محل میں طلب کیا ہے۔ سرائے دار اسے درباری اہلکار سمجھ کر بلا تامل اسکی اجازت دے دے گا۔ آپ دونو معہ نوکروں کے ہمیش کے ساتھ یہاں سے چلدیں۔ اس کے بعد جو کچھ کرنا ہے کرلیا جائے گا۔"

"لیکن مارگرٹ۔ کیا شہزادہ کی طرف سے ایک جاسوس ہر وقت ہماری نقل وحرکت کی نگرانی نہیں کرتا؟" راڈرک نے دریافت کیا۔ "میرا خیال ہے کہ کرتا ہے۔ کیونکہ بارہا سیر کرتے ہوئے میں نے محسوس کیا ہے کہ ایک شخص ذرا پیچھے مگر ہمارے ساتھ ساتھ رہتا ہے۔"

"ہم نے اس کا بھی انتظام کرلیا ہے۔" مارگرٹ نے کہا۔ "اسے معقول رشوت دے دی گئی ہے اور وہ اس معاملہ میں ہم سے ملا ہوا ہے۔ اس خیال سے کہ شہزادہ کا عتاب اس پر نازل نہ ہو یہ انتظام کیا گیا ہے کہ وہ آپ ہی کے ساتھ ہیگ سے رخصت ہو جائے۔"

"مگر خندق کے پل پر جو پہرہ دار رہتا ہے۔ اس کی نسبت کیا ہوگا؟ یقیناً وہ ہمیں اس حالت میں گذرنے نہیں دے گا۔" راڈرک نے اعتراض کیا۔

"ہم نے اسے بھی رشوت دے کر ساتھ ملا لیا ہے۔" مارگرٹ نے جواب دیا۔ "بس اب میں رخصت ہوتی ہوں کہ ایسا نہ ہو اینڈریو میری عدم موجودگی میں مکان پر واپس آئے۔ علاوہ ازیں یہ فرض بھی میرے ہی ذمہ ہے۔ کہ وقت معینہ پر جہاز کی تیاری کا انتظام کروں۔"

راڈرک اور سائلین نے جلد جلد مارگرٹ کا شکریہ ادا کیا۔ اگرچہ الفاظ تہ دل سے نکلے ہوئے تھے۔ اس کے بعد وہ انہیں فاضل ہمیش کی آمد کے لئے تیار رہنے کی تاکید کرکے رخصت ہوئی۔

باب ۔ ۳۷

واپسی

اس ناول کے ہیرو اور اس کی بیگم کو جب اس کا اطمینان ہو گیا کہ عنقریب ہماری حراست کا خاتمہ ہوگا۔ اور ہم اپنے وطن کو روانہ ہو سکیں گے۔ جب انہیں معلوم ہوا کہ ہمارے فرار کی تیاریاں ہر پہلو سے مکمل معلوم ہو چکی ہیں۔ اور ساری مشکلات کو پہلے سے رفع کر دیا گیا ہے۔ تو ان کی خوشی کا کیا ٹھکانہ تھا۔ مگر ہمارے لئے اس خوشی کی تفصیلات میں داخل ہونا بے سود ہے۔ اس لئے کہ ناظرین بجائے خود اس کا اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں۔ مختصر یہ کہ ولیم فاکز اور فلورا کو بہت جلد اس معاملہ کی اطلاع دے دی گئی۔ اور انہیں بھی وقت پر تیار رہنے کا حکم دیا گیا۔ یہ خبر پا کر انہیں جو اطمینان ہوا وہ ان کے آقا اور بیگم کی خوشی سے کسی طرح کم نہ تھا۔

رات کے دس بج چکے تھے کہ اس کمرہ کا دروازہ جس میں ماڈرک اور ایلین بیٹھے ہوئے تھے۔ کھلا۔ اور سرائے دار نے داخل ہو کر شکستہ انگریزی میں عرض کیا کہ شہزادہ والاتبار کی طرف سے ایک آدمی آپ سے ملنے کو حاضر ہوا ہے۔ وہ دونوں اس واقعہ کے لئے پہلے ہی تیار تھے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ ہمیش کی آمد پر انہوں نے کسی طرح کی خوشی یا حیرت ظاہر نہ کی۔ بلکہ اسے اس انداز سے سلام کیا جس طرح وہ شہزادہ کے کسی اہلکار کو کرتے۔

دوسری طرف ہمیش نے بھی احتیاط کو ہاتھ سے نہیں دیا۔ بلکہ تکلفانہ انداز سے کہا۔ "سر ماڈرک اور لیڈی ایلین ہیں حضور والا کی طرف سے یہ حکم لایا ہوں کہ آپ اور لیڈی ایلین معہ خدام اسی وقت ان کی خدمت میں حاضر ہوں۔ مجھے افسوس ہے کہ آپ کو اس طرح بے وقت تکلیف دی گئی۔ مگر حالات کا تقاضا یہی تھا۔ کیونکہ صبح آپ کو اس ملک کے بیڑہ کے ساتھ روانہ ہونا ہے۔"

"ہم شہزادہ کا حکم ماننے پر مجبور ہیں" ماڈرک نے سرسری طور پر کہا۔ اور اس کے بعد وہ سرائے دار سے متوجہ ہو کر کہنے لگا۔ "صاحب آپ میرے نوکر اور خادمہ کو بلا دیجئے"!!

سرائے کا مالک اس کام کی انجام دہی کے لئے روانہ ہوا تو دروازہ بند ہوتے ہی ماڈرک اور ایلین نے فاضل ہمیش کے ہاتھوں کو بڑی گرمجوشی سے دبایا۔ مگر یہ وقت دوستانہ مسرت

کے اظہار کا نہیں تھا۔ کیونکہ تھوڑی دیر میں سرائے سے داروغہ ولیم اور فلورا کو ساتھ لے کر آ گیا۔ اور چاروں فاضل ہمیش کے ساتھ سرائے سے نکلے۔

تھوڑی دیر میں وہ بحفاظت بازار میں پہنچ گئے۔ اور اس حد تک ان کی چال کا پہلا حصہ کامیاب ہوا۔ اس کے چند منٹ بعد ایک اور شخص جس نے ولندیزی طرز کا لباس پہنا ہوا تھا ہمیش سے آملا۔ یہ ان شخصوں میں سے ایک تھا جو اب تک راڈرک اور ایلین کی نقل و حرکت کی نگرانی کیا کرتے تھے۔ ایک لفظ بھی منہ سے کہے بغیر وہ ان کے ساتھ چلنے لگا۔

پاؤ گھنٹہ اسی طرح چلتے رہنے کے بعد یہ لوگ خندق کے پل پر پہنچے۔ جہاں انہیں ایک لمحہ کے لئے رکنا پڑا۔ فاضل ہمیش نے روپوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی اس شخص کے ہاتھ میں دے دی جو پہرہ دے رہا تھا۔ اور اس نے چپ چاپ اسے وصول کر لیا۔ چونکہ اس قابل یاد رات کو شہر ہیگ میں اس مہم کی وجہ سے جو صبح انگلستان کو روانہ ہوئی تھی۔ سپاہیوں کی آمد و رفت کے لئے خندق کے پلوں میں سے کسی کو اٹھایا نہ گیا تھا۔ اس لئے انہیں خندق کو عبور کرنے میں دقت نہ ہوئی۔ مارگرٹ کے انتظامات کو اس حد تک کامیاب ہوتے دیکھ کر راڈرک۔ ایلین۔ فاکز اور فلورا کو دلی خوشی ہوئی اگرچہ اس میں خوف کا عنصر بھی شامل تھا۔ اس لئے کہ یہ لوگ جب تک ہالینڈ کی سرزمین سے دور نہ پہنچ جائیں۔ اپنے آپ کو پوری طرح محفوظ نہ سمجھ سکتے تھے۔

دس منٹ اور چل کر یہ جماعت جس میں ہمیش۔ ولندیزی جاسوس اور چاروں شاہی قیدی شامل تھے۔ اس بڑی نہر کے کنارہ پہنچ گئی۔ جو سمندر میں جا ملتی ہے۔ اور اس جگہ مارگرٹ بھی ایک چادر اوڑھے گھونگٹ نکالے ان سے آملی۔ صاف اور نکھری ہوئی رات تھی۔ اور چاند اور ستاروں کی روشنی میں نہر کے اندر کھڑے ہوئے جہاز صاف نظر آ رہے تھے۔ اس مقام سے تھوڑے فاصلہ پر جہاں مارگرٹ ان سے ملی۔ گھاٹ پر شور و غل کی آوازیں سنائی دیتی تھیں جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چند جہاز نہر سے چل کر راتوں رات ہلوٹ سلوس میں جہاں سے بحری بیڑا روانہ ہونا تھا پہنچنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ مگر بشکرہے گھاٹ کے ملاحوں نے اپنے ذہن کے انہماک میں ان کی طرف نہیں دیکھا اور مارگرٹ آگے چلتی ہوئی نہر کے ساتھ ساتھ انہیں تقریباً پاؤ میل کے فاصلہ پر لے گئی۔ اس جگہ ایک کشتی تیار کھڑی تھی۔ جس میں چار ملاح سوار تھے۔"

"محترم خاتون۔ اور آپ بھی سر راڈرک اب آپ ہر طرح محفوظ ہیں"۔ اس جگہ پہنچکر مارگرٹ نے جذبات کے اثر میں ڈوبی ہوئی زبان میں کہا۔ "خدا آپ کو رہتی دُنیا تک شادمان رکھے۔"

"مارگرٹ" ایلن نے اس سے بغلگیر ہو کر کہا۔ "ہم اس درجہ تمہارے ممنون احسان ہیں۔۔۔"

"بانو۔ آپ نے جو احسانات مجھ پر کئے ہیں میں ان سے آدھی خدمت بھی نہیں کر سکی"۔ مارگرٹ نے کہا۔ "ایک درخواست میں اور آپ سے کرتی ہوں اور وہ یہ ہے کہ میرا یہ خط سرائے کنگس ہوس میں میرے محترم رشتہ داروں کو پہنچا دیجئے۔ اور ان سے کہیئے کہ میں ہر طرح خوش ہوں البتہ اپنے وطن آرگل شائر کی پہاڑیاں دیکھنے کو بہت جی چاہتا ہے۔۔۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے اس کی آواز میں لکنت پیدا ہو گئی۔ اور وہ اس سے زیادہ نہ کہہ سکی ایلن نے خط اس کے ہاتھ سے لے لیا اور وعدہ کیا کہ اسے بحفاظت پہنچا دیا جائے گا۔ اس کے بعد رخصت ہونے والوں اور مارگرٹ نے ایک دوسرے کو الوداعی کلمات کہے۔ راڈرک۔ ایلن۔ ولیم۔ فلورا ہمیش اور دلیر سپاہی یہ سب کشتی میں سوار ہوئے اور وہ فوراً ہی منجدھار کی طرف چل دی مارگرٹ نے رومال ہلا کر انہیں آخری بار الوداعی اشارہ کیا۔ اور اس کے بعد شہر کو واپس ہوئی۔

چار مضبوط ملاحوں کے کھینے سے جنہیں راڈرک نے فوراً پہچان لیا۔ کہ بھیس بدلے ہوئے باشندگان سکاٹ لینڈ ہیں کشتی تیز چلتی سمندر کی طرف ہولی۔ آخر نہر کے دہانہ پر وہ اس جہاز کے پہلو میں جا رکی جس سے اس کا تعلق تھا۔ اور جسے ہمیش خاص طور پر اسی مطلب کے لئے لیتھ سے کرایہ پر لایا تھا۔ معاً یہ جماعت بحفاظت جہاز پر سوار ہو گئی۔ کشتی کو بھی اوپر کھینچ لیا گیا۔ اور چونکہ ہوا موافق تھی۔ اس لئے تھوڑی سی دیر میں ہی ہالینڈ کا ساحل بہت پیچھے رہ گیا۔

سکاٹ لینڈ تک جہاز کے سفر کے حالات بیان کرنا فعل عبث ہے۔ اس لئے ہم انہیں نظرانداز کرتے ہیں۔ خصوصاً اس لئے کہ اب ہمیں جدید یورپ کی تاریخ کے اہم ترواقعہ کا حال لکھنا ہے اس لئے مختصر طور پر بیان کیا جاتا ہے۔ کہ اس سے دوسرے دن ۲۱ اکتوبر ۱۶۸۸ء کی دوپہر کو ولیم والئے ہالینڈ کا عظیم الشان بحری بیڑہ ہلوٹ سلوس میں جمع ہو کر کھلے سمندر کی طرف روانہ ہوا۔ مگر پہلی رات ہی ایک خوفناک طوفان پیش آیا۔ جس سے نہ صرف کئی جہازوں کو نقصان عظیم پہنچا بلکہ باقیوں کو بھی واپس ہٹ آنا پڑا۔ اس طرح قریباً ۱۰ روز کا توقف پیدا ہو گیا۔ لیکن اس نقصان کی بہت جلد تلافی کی گئی۔ اور آخرکار یکم نومبر کو یہ بیڑہ پھر ایک بار انگلستان کی طرف

روانہ ہوا۔

شہزادہ ولیم کی اس مہم کی عظمت کا کچھ اندازہ اس بات سے ہوسکتا ہے کہ بیڑہ میں کل ۶۰۰ جہاز شامل تھے جن میں سے ۶۰ جنگی اور باقی بار برداری کے لئے تھے۔ جہاز برل جس پر خود شہزادہ سوار تھا۔ ان سب کے آگے تھا۔ اس کے بعد فوج اور بار برداری کے جہاز تھے۔ اور سب سے آخر جنگی جہاز۔ جن کی کمان امیر البحر ہربٹ اور لارڈ ڈمبلین کے سپرد تھی۔ بحیرہ جرمنی میں پہنچ کر یہ بیڑہ پہلے تو ساحل یارک شائر کی سمت میں روانہ ہوا جس سے ملک میں افواہ پھیل گئی کہ شہزادہ کا ارادہ سب سے پہلے یارک شائر پر حملہ کرنے اور وہیں اپنی فوجیں اتارنے کا ہے مگر حقیقت میں یہ شہزادہ ولیم کی چال تھی جسے اس نے اس لئے اختیار کیا تھا کہ لوگ اس کے اصلی ارادہ سے غافل ہو جائیں۔ لارڈ ڈمبلین اپنے تیز رو جنگی جہاز انوسنیبل کو لیکر مین ساحل انگلستان کے قریب پہنچ گیا۔ اور وہاں اس نے انگریزی میں چھپے ہوئے بے شمار اشتہارات تقسیم کئے جن کے نیچے شہزادہ کے دستخط تھے۔ یہ اشتہار ہاتھوں ہاتھ ہر حصہ ملک میں پھیل گئے ان میں شہزادہ کے ارادوں کو نہائت بلند پیرایہ میں بیان کیا گیا تھا۔ اگرچہ یہ سب باتیں اس کے حقیقی منشا سے سراسر بعید تھیں۔ لکھا تھا کہ شہزادہ کی خواہش فقط یہ ہے کہ ایک آزاد پارلیمنٹ کا تقرر عمل میں لایا جائے۔ جو لوگوں کی حریت کی محافظ ہو۔ انہیں ضمیر کی آزادی عطا کرے اور اس بات کی تحقیقات اپنے ذمہ لے کہ کیا حقیقی شہزادہ ویلز اب تک زندہ ہے۔ اور اگر نہیں تو کیا اس کی جگہ کسی فرضی بچہ کو دی گئی ہے۔ صاف ظاہر تھا کہ ارل اور کونٹس آف سنڈرلینڈ نے اس معاہدہ کے خلاف جو انہوں نے شاہ جیمز سے کیا تھا۔ اس بارہ میں سارے حالات ہنری سڈنی سے بیان کر دیئے تھے۔ اور اس کی وساطت سے ان کا علم شہزادہ ولیم کو بھی ہو گیا یہی وجہ تھی کہ شہزادہ کے اشتہار میں اس معاملہ کا ذکر درج ہوا۔ ضمناً اس اشتہار میں یہ بھی لکھا تھا کہ شہزادہ کا ارادہ انگلستان کے موجودہ خاندان شاہی میں کسی مداخلت کا نہیں ہے اس کی آمد کا مدعا فقط یہ ہے کہ لوگوں کی شکایات رفع کی جائیں۔ اور ان مشیران بد کو جو بادشاہ کو اپنے نرغہ میں لئے ہوئے ہیں ہٹا دیا جائے۔

ادھر تو یہ اشتہار تعداد کثیر میں تقسیم ہو رہا تھا۔ دوسری طرف شہزادہ ولیم کا بیڑہ یارک شائر کے ساحل پر ٹھیرنے کی بجائے بحیرہ جرمن پر چلتا ہوا آبنائے کی طرف ہو لیا۔ جو ترتیب اوپر درج کی گئی ہے۔ اسی میں یہ خوفناک بیڑہ آگے کی طرف بڑھتا رہا۔ تیز ہوا کی مدد سے چھ سو جہاز اس شان سے کہ بادبان پھولے ہوئے اور ہر ایک کے مستول پر ہالینڈ اور انگلستان کے پھریرے لہرا

رہے تھے۔ انگلستان سے قریب تر ہوتے گئے۔ ہارج کے پاس جہاں انگریزی بیڑہ لارڈ ڈارٹ متھ کی کمان میں ٹھیرا ہوا تھا۔ دشمن کے جہازوں نے ایسے طریق پر ترتیب بدلی کہ ۵۰ جنگی جہاز باقیوں کے سامنے ایک قطار باندھ کر کھڑے ہوگئے۔ گویا ایک بحری فصیل پیدا ہو گئی جس میں ہر طرف توپ خانہ نظر آتا تھا۔ اور شہزادہ ولیم کا شاندار جہاز برل ان سب کے آگے تھا۔

۳۔ نومبر یوم شنبہ کو صبح کے ۸ بجے یہ بیڑہ ساحل ایسکس پر نظر آیا۔ مطلع ابر آلود اور سمندر پر کہر چھایا ہوا تھا۔ اس لئے صرف اگلے جہاز نظر آتے تھے۔ لارڈ ڈارٹ متھ کے ماتحتوں میں کئی افسر خفیہ طور پر شہزادہ ولیم سے ملے ہوئے تھے۔ اور ان کی طرف سے اصرار ہو رہا تھا کہ دشمن کا بیڑہ دریائے ٹیمز میں داخل ہوا چاہتا ہے۔ جہاں ہم اسے بآسانی حراست میں لے سکیں گے علاوہ بریں پروا ہوا اس زور سے چل رہی تھی۔ کہ ڈارٹ متھ کے بیڑہ کے لئے ہارج سے نکلنا مشکل تھا۔ اس طرح کچھ تو اپنے مشیروں کی غلط بیانیوں کچھ قدرتی نامہربانیوں کی وجہ سے برطانیہ کا امیر البحر اپنے جہازوں کو لئے بندرگاہ میں ہی پڑا رہا

باب ۔۴۷

ہالینڈ کا بحری بیڑہ

اس اثنا میں شہزادہ ولیم کے جہاز شان و شوکت سے چلتے آبنائے ڈوور میں داخل ہوئے۔ ۱۰ بجے کے قریب بادل منتشر ہوگئے۔ اور سورج اس غیر معمولی آب و تاب سے نمودار ہوا جو ماہ نومبر میں بمشکل دیکھی جاتی ہے۔ اسکی تیز روشنی میں ایسا ہیبت ناک نظارہ دکھائی دیا۔ جس کی نظیر دنیا کے تھیٹر میں شاذونادر دیکھنے میں آتی ہے۔ سواحل کنٹ و فرانس کے درمیان ۲۰ میل کے اندر دشمن کا شاندار بیڑہ اس طرح پھیلا ہوا تھا کہ دونوں ملکوں کے ساحل سے اس کا فاصلہ بمشکل ایک فرسنگ ہوگا جس کے معنی صاف لفظوں میں یہ ہیں کہ پندرہ میل کی دوری میں ہر طرف جہاز ہی جہاز نظر آتے تھے۔ ۱۵ ہزار مسلح فوج باربرداری کے جہازوں پر تیار کھڑی تھی۔ اور سورج کی تیز روشنی میں اس کے ہتھیار آب و تاب سے چمک رہے تھے۔ دونوں طرف خشکی پر ہزارہا تماشائی میلوں تک پھیلے ہوئے تھے۔ کنٹ اور پکارڈی میں بیڑہ کی آمد کی خبر جنگل کی آگ کی تیزی رفتار سے پھیل گئی کسان کاروبار بند ہوگئے۔ اور کیا انگریز کیا فرانسیسی سب

اپنے گھروں سے نکلکر اس پر عظمت وشوکت نظارہ کو دیکھنے کے لیئے کنارہ پر جمع ہو گئے۔

دفعتاً شہزادہ کے جہاز بریل کے دونو پہلوؤں سے دھوئیں کا بادل اُٹھا - اور دو توپوں کے چلنے کی گرجتی ہوئی آواز نیلگوں سبز پانی کی سطح پر سے ہوتی ہوئی کنارہ کے تماشائیوں تک پہنچی یہ اشارہ پاتے ہی بیڑہ کے ہر ایک جہاز پر فوجی باجہ بجنا شروع ہوا - جلاجل اور تاشوں اور شہنائیوں اور نرسنگھوں نے آن واحد میں شور قیامت برپا کر دیا جن میں چھوٹے جہازوں کے بگل کی آواز نے اور اضافہ کیا - اس اثنا میں سورج بدستور آب و تاب سے چمکتا رہی شان وشوکت سے مستولوں پر لہرا رہے تھے - تیز ہوا سے پھولے ہوئے بادبان ان انتہا سجری بگلوں کے پروں کی طرح چمکتے تھے - جن کی پرواز نے اس نظارہ کو اور بھی دلفریب بنا دیا تھا -

ڈوور کے پاس پہنچکر جہاز بریل سے پھر ایک بار سفید دھوئیں کا بادل اُٹھا - اور اس کے بارود کی آگ بجلی کی طرح چمکی - جس کے بعد توپ چلنے کی آواز بادل کی خوفناک گرج کی سنائی دی - ۲۱ بار اسی طرح ہوا - یہ گویا قلعہ ڈوور کی سلامی تھی - جو توپوں کے ذریعہ اتاری - ہر بار اس جہاز سے توپ چلنے کے بعد باقی ۵۰ جنگی جہاز ایک ساتھ توپیں چلاتے تھے ان کی گھنگرج آوازیں شور موسیقی میں آمیز ہو کر نظارہ کی ہیبت کو دوبالا کرتی تھیں -

لندن بڑی جہازوں نے ڈوور اور کیلے کے قلعوں کی سلامی ایک ساتھ دی اور اس عرصہ میں یہ عظیم الشان بیڑہ دھوئیں کے بادل میں نظروں سے پوشیدہ رہا - مگر آخرکار جب ہوا نے غبارات کو منتشر کیا - تو خوفناک بیڑہ اسی شان عظمت کے ساتھ کھڑا نظر آیا - بادبان بدستور پھولے ہوئے اور جھنڈے لہرا رہے تھے - مجموعی طور پر اس نظارہ کا اثر قلب انسانی پر ہیبت رعب ڈالنے والا تھا -

یکایک ساحل انگلستان سے ایک زوردار نعرہ تحسین بلند ہوا - اور ہزاروں آوازوں نے مشترک ہو کر ہالینڈ کے شہزادہ کا جو اپنے جہاز پر بڑے سکون و استقلال کے ساتھ کھڑا تھا خیر مقدم کیا - کئی بار یہ آواز شور قیامت کی طرح ساحل سے اُٹھ کر سطح بحر پر ہوتی ہوئی فضا میں پھیلی اور اسی رات لندن میں رعشہ براندام شاہ جیمز کو ایک قاصد کی زبانی معلوم ہوا - کہ کس طرح رعایا کے لاکھوں آدمی شہزادہ آرینج کا دلی خیر مقدم کر رہے ہیں -

توپوں کی سلامی کے بعد بیڑہ نے اور آگے کی طرف نقل و حرکت شروع کی - اور چند

گھنٹوں کے عرصہ میں ساحل انگلستان پر ڈانجینس کے پاس اور ساحل فرانس پر بولون سے پرے تک پھیل گیا خشکی پر تماشائیوں کا ہجوم اب تک بدستور رہا تھا۔ اب تک لوگ اس پر عظمت نظارہ کو ہیبت و اشتیاق کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ جہاز برل سب سے آگے تھا۔ اور باقی جہازوں کا ضبط و انتظام ہر لحاظ سے مکمل و قابل تعریف نظر آتا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ ان تمام جہازوں میں سے ہر ایک تجربہ کار اور ماہر شناور موجود ہے۔ چلتے چلتے بحری بیڑہ ہیسٹنگز کے پاس پہنچا۔ اور اس مقام اور بیچی ہیڈ کے درمیان سسکس کی ساری آبادی اس نظارہ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوئی۔ خلقت کے پرشور نعرے رہ رہ کر بلند ہوتے اور ہوا کو چیر کر آسمان تک پہنچتے تھے۔ اور اگر اس شہزادہ کے پرسکون دل پر۔ جسے اس وقت دنیا کے تاجداروں میں سب سے زیادہ قابل فخر حیثیت حاصل تھی۔ کوئی چیز اثر کر سکتی تھی۔ تو وہ دشمن کی رعایا کی وہ خیر مقدمی آواز تھی۔ جو اسے صحن جہاز پر کھڑے ہوئے رہ رہ کر سنائی دیتی تھی۔ کچھ شک نہیں۔ کہ ساری دنیا کی نظریں اس کی ذات پر لگی ہوئی تھیں۔ ایک عظیم الشان قوم کی قسمت اس کے ہاتھ میں تھی۔ ایک خاندان شاہی کی تقدیر کا فیصلہ اس کے حکم کا منتظر تھا۔

شام کو جب سورج نارنجی۔ ارغوانی اور بنفشئی رنگوں کی چادر میں لپٹا ہوا قبر مغرب میں اترا تو شہزادہ ولیم کے چھ سو جہازوں کا بیڑہ بیچی ہیڈ سے پرے رو بار انگلستان میں چل رہا تھا۔ اس موقعہ پر غروب آفتاب کی علامت میں جہاز برل سے ایک اور توپ چلنے کی آواز سنائی دی جس کے بعد باقی ۵۰ جنگی جہازوں میں سے ہر ایک نے توپوں کا فائر کیا۔ ساحل انگلستان پر بیچی ہیڈ سے لیکر برائٹن تک سسکس کے لوگ بدستور جمع تھے۔ ہزاروں الاؤ جلائے گئے۔ تاریکی میں جلتی ہوئی مشعلیں شہاب ثاقب کی طرح متحرک نظر آتی تھیں۔ اور خوش آمدید کے نعرے جہازوں کے سپاہیوں تک پہنچ رہے تھے۔ تھوڑی دیر میں شفق کی زرد اور قرمزی رنگت رات کی سیاہی میں بدل گئی۔ اور چاروں طرف تاریکی نے تسلط کر لیا۔ دن غیر معمولی طور پر روشن اور تابناک رہا تھا۔ مگر اب جو سیاہی نمودار ہوئی تو وہ موسم سرما کے عین مطابق تھی۔ ہر طرف انتہا درجہ کی تاریکی چھائی ہوئی تھی۔ چاند اور ستارے غائب تھے اور آسمان آبنوس کی رنگت اختیار کر چکا تھا۔ مگر ان لوگوں کو جو بیڑہ کے جہازوں پر سوار تھے۔ اس وقت عناصر کی کیا پرواہ تھی دیکھتے دیکھتے جہاز برل پر کئی لالٹینیں روشن ہوئیں۔ جس کے بعد بیڑہ کے باقی جہازوں نے اس کی تقلید کی۔ آن واحد میں صدہا بتیاں روشن ہو گئیں۔ جن کی وجہ سے سمندر کا پانی

میلوں تک چمکتا نظر آتا تھا۔ اس روشنی میں وہ لوگ جو ساحل بحر پہ چل رہے تھے۔ شاندار جہازوں کی نقل وحرکت کو اچھی طرح دیکھ سکتے تھے۔ اور اس نئے پہلو سے واقعی یہ نظارہ ایک عجیب شوکت پیش کرتا تھا۔ رات بھر بیڑہ کے جہاز اسی طرح چلا کئے۔ آگے آگے شہزادہ کا اپنا جہاز برل تھا۔ جس کے پچھلے حصہ میں تین بہت بڑی لالٹینیں جل رہی تھیں۔ جو بیڑہ کے باقی جہازوں کو رستہ دکھانے کا ذریعہ تھیں۔

آخر جب رات ختم ہوئی تو ہم۔ نومبر یوم یکشنبہ کی صبح کو یہ شاندار بیڑہ جزیرہ وائٹ کے قریب پہنچ چکا تھا۔ جب سورج نے فرانس کی پہاڑیوں کے پیچھے سے سر نکالا تو جہاز برل نے پھر ایک توپ چلائی۔ اس کے بعد جب دن کی روشنی چاروں طرف پھیل گئی۔ تو معلوم ہوا کہ جزیرہ ڈیکور کے کناروں پر بے شمار خلقت جمع ہے۔ دن کی روشنی اور حرارت گویا خود آسمان کی طرف سے شہزادہ ولیم کے لئے فال سعید تھی۔ ۱۱ بجے تک بیڑہ اسی شاندار ترتیب اور ضبط انتظام کے ساتھ آگے کی طرف چلتا گیا۔ مگر اب جہاز برل کے سب سے اونچے مستول سے کچھ اشارہ ہوا۔ بادبان ڈھیلے کر دیے گئے۔ اور ان کا کچھ حصہ لپیٹ لیا گیا جس کی تقلید باقی ۶۰۰ جہازوں نے بھی کی۔ یہ دعا کا وقت تھا۔ اور بیڑہ کے سب جہازوں میں پراٹسٹنٹ طریق پر اس مہم کی کامیابی کے لئے دعا مانگی گئی۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ کے عرصہ میں جب عبادت ختم ہوئی۔ تو پھر ایک بار بادبان پھیلا دیے گئے۔ جہاز برل سے تین توپیں ایک ساتھ چلائی گئیں۔ جو اس بات کی علامت تھی کہ بیڑہ کورودبار انگلستان کے گہرے سبز پانی پر اور آگے چلنا ہے۔ اس موقعہ پر ان لوگوں نے جو سینٹ آلبنز ہیڈ پہ جمع تھے جہازوں کی نقل وحرکت کا پر جوش نعروں سے خیر مقدم کیا۔

جزیرہ پورٹ لینڈ کے پاس سے گذر کر جہاز آگے کی طرف چلے۔ آخر سورج غروب ہوا اور شب گذشتہ کی سیاہی پھر ایک بار سطح بحر پر محیط ہو گئی۔ ہر ایک جہاز کے پچھلے حصہ میں لالٹینیں جلا دی گئیں۔ سمندر کے پانی نے نورانی چادر کی صورت اختیار کر لی اور روشنی کا عکس سمندر کی لہروں میں نظر آنے لگا۔ لیکن بیڑہ خشکی سے اتنی دور تھا کہ ڈیون اور ڈورسٹ علاقہ کے باشندے ساحل پر کھڑے ہو کر اسے نہ دیکھ سکتے تھے۔ آدھی رات کے قریب باد تند چلنے لگی جس نے ایک بجے کے قریب اور تیزی اختیار کی۔ لیکن شہزادہ ولیم کا بیڑہ کسی حادثہ کے بغیر بدستور آگے کی طرف چلتا رہا۔ ہر جہاز کے ناخدا کی آنکھیں جہاز برل

کے ان تین لمپوں کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ جو چراغ راہ کا کام دیتے تھے۔

موجوں کے زور سے جہاز ڈگمگا رہے تھے۔ بہتوں کے صحن پانی سے تر ہو گئے۔ ہوا کے زور سے مستولوں کے رستے کھڑکھڑاتے تھے مگر اس عظیم الشان بیڑہ میں ایک شخص بھی ایسا کم حوصلہ یا بزدل نہ تھا۔ جو ان مشکلات سے ہراساں ہو جاتا۔ سارے ناخدا تجربہ کار اور ہر ایک جہاز کا کماندار ذی حوصلہ تھا۔ رات بھر شہزادہ ولیم اپنے جہاز کے صحن پر حاضر رہا۔ اور اگرچہ لمپوں کی روشنی میں اس کا چہرہ زرد نظر آتا تھا۔ تاہم نہ آنکھوں سے اضطراب ظاہر ہوتا تھا اور نہ لبوں کی حرکت سے۔ صبح کے قریب طوفان نے شدت اختیار کی۔ تاہم مختلف جہازوں پر جلتے ہوئے چراغوں سے ان کی مقامیت کا اندازہ ہو سکتا تھا اور اس سے صاف ظاہر تھا کہ ان کی ترتیب یا انتظام میں خلل نہیں آیا۔ بلکہ وہ ہمت و استقلال کے ساتھ ہر قسم کی مشکلات پر غالب آتے ہوئے آگے بڑھے جاتے ہیں۔

آخر جب دن نکلا اور سب جہازوں کے لمپ گل کر دیئے گئے۔ تو ہوا کی شدت بھی کم ہوئی اور سمندر نے پرسکون حالت اختیار کی۔ جب آفتاب عالمتاب سطح بحر کے اس مقام سے نکلتا دکھائی دیا جسے یہ جہاز بہت پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ تو شہزادہ ولیم کے جہاز نے حسب معمول صبح کی توپ چلائی۔ اور جب یہ رسم باقی جہازوں کی طرف سے بھی ادا ہو چکی تو ان میں علامات باہمی کا تبادلہ ہوا جب سب سے پیچھے چلنے والے جہاز سے لیکر ہراول کے جہازوں تک مستول پر سے اشارے ہو چکے تو اس اطلاع نے ملاحوں کے دلوں میں پھر جوش تازہ کر دیا۔ کہ شب گذشتہ کے طوفان سے کسی جہاز کو نقصان نہیں پہنچا۔ اور اگر کسی کو تھوڑا بہت پہنچا بھی تو وہ ایسا تھا کہ بآسانی مرمت کی جا سکتی تھی۔ اس اطلاع کی خوشی میں بیڑہ کے ہر حصہ میں فوجی باجہ بڑے زور سے بجنا شروع ہوا۔

لیکن اب معلوم ہوا کہ رات کے وقت جہاز برل نے رستہ سمجھنے میں غلطی کی اور اپنی تین بڑی لالٹینوں کی مدد سے باقی بیڑہ کو ڈوبے کی جانب لے جانے کی بجائے برال یونشٹ سے گذر کر ڈیون شائر کے جنوبی ساحل کی طرف ہو لیا۔ اس وقت اتر کی ہوا چل رہی تھی جس کے زور سے بیڑہ کے ساحل انگلستان سے پرے ہٹ جانے کا اندیشہ تھا۔ حملہ آوروں کی حالت اس وقت حقیقت میں نہایت تشویشناک تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قسمت نے دم آخر میں ان کا ساتھ چھوڑ دیا ہے۔ کیونکہ اگر ہوا اسی رخ چلتی رہتی تو خشکی پر اترنا غیر ممکن تھا۔ بلکہ عجب نہیں

ہوا کے زور سے بیڑہ انگلستان سے بہت دور کھلے سمندر میں پہنچ جائے۔ ایسی حالت میں اگر ارل آف ڈارٹ متھ اپنے جہازوں کو لیکر اس کا تعاقب کرتا تو اس کا کامیاب ہونا سہل تھا۔ اس وقت شہزادہ ولیم نے محسوس کیا کہ اسکی حالت کیسی تشویشناک ہے۔ کیونکہ انگریزی بیڑہ کے افسر اور ملاح ہر چند بڑی حد تک اس کے حامی تھے۔ تاہم صاف ظاہر تھا کہ اگر ایک بار انہوں نے معلوم کیا کہ اس کی کامیابی مشکوک ہے تو وہ ذاتی سلامتی کے خیال سے اس کی حمایت چھوڑ کر لارڈ ڈارٹ متھ کے زیر کمان اس سے برسر جنگ ہونے پر مجبور ہوں گے۔ ایک شکست ولیم کی امیدوں کو شکست و ریخت کرنے کے لیئے کافی تھی۔ اب عظیم الشان بیڑہ اگر ایک بار منتشر ہو گیا تو پھر اسے جمع کرنا مشکل ہوگا۔ اور پھر اگر رودبار کے ناکے بند کر دیئے گئے۔ تو اس کے لیئے اس کے سوا کیا چارہ کار ہوگا۔ کہ فرانس کی بندرگاہوں میں پناہ حاصل کرے۔ چونکہ شاہ فرانس اس کا مسلمہ دشمن اور شاہ جیمز کا جگری دوست تھا۔ اس لئے یہ کارروائی ذہن شیر میں گھسنے کے برابر تھی۔ اور اگر ایک بار ولیم ساحل فرانس پر پہنچ گیا۔ تو اس کی عمر کا باقی حصہ قیدخانہ میں بسر ہونا یقینی تھا۔

غرض یہ خطرات اور اندیشے تھے جو شہزادہ ولیم کو اپنی ذات اور بیڑہ کے جہازوں کی نسبت لگے ہوئے تھے۔ مگر ان کے باوجود اس نے ہمت نہیں ہاری۔ نہ اپنے ارادوں کو متزلزل ہونے دیا۔ اور اس کی مثال سے بہادر کونٹ آف شومبرگ جو اس کے جہاز برل پر سوار تھا۔ مشہور انگریز امیرالبحر ہربرٹ جو اس کے جنگی جہازوں کا کمانڈر تھا۔ اور لارڈ ڈمبلین کے حوصلے بھی مضبوط و استوار رہے۔ فی الحقیقت اس عالی شان بیڑہ میں ایک شخص بھی ایسا نہ تھا جس کا دل ان مشکلات کی وجہ سے ہراساں ہوا ہو۔

اتنے میں بعض تجربہ کار ملاحوں نے فلکی علامات سے اندازہ کیا کہ ہوا کا رخ عنقریب بدلا چاہتا ہے۔ اور واقعی تھوڑی دیر میں وہ شمال سے جنوب کی طرف چلنے کی بجائے مشرق سے مغرب کی طرف چلنے لگی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جہاز بڑی آسانی سے اصلی راہ پر آ گئے۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ہوا کا رخ پھر بدلا۔ جس سے جہازوں کا نظام ترتیب از سر نو قائم ہو گیا۔ جہاز برل بدستور بادبان پھیلائے آگے ہو لیا۔ اور تین توپوں کی زوردار آواز نے باقی جہازوں کو خبردار کیا کہ انہیں اس کے پیچھے چلے آنا چاہیئے۔ تھوڑی دیر میں پیال پوائنٹ مغرب کی طرف رہ گیا۔ اور اس سمت سے جو جہاز انتہائی پہلو پر تھے خلیج سٹارٹ میں چلنے لگے۔ اتنے میں جہاز برل سے

پھر اشارہ ہوا جس سے پاس کے جہازوں نے رفتار مدھم کر دی اور وہ جو دائیں جانب چل رہے تھے۔ اور آگے کو بڑھ آئے۔ اب تمام بیڑہ خمیدہ صورت میں ٹوربے کی طرف جا سکتا تھا۔ ڈارٹ متھ کا قصبہ بائیں طرف نظر آیا۔ تو معلوم ہوا کہ اس کے ساحل پر بے شمار تماشائی جمع ہیں۔ دیکھتے دیکھتے ایک چھوٹا سا جہاز چند راسخ الاعتقاد پراٹسٹنٹوں کو لئے ہوئے جو سب سے اول شہزادہ ولیم کا خیر مقدم کرنا چاہتے تھے۔ برل کی طرف روانہ ہوا۔

اور اب سنا! برل کا توپ خانہ پھر گھنگرج آواز پیدا کرتا اور ولندیزی بیڑہ بادبان پھیلائے استقلال کے ساتھ ٹوربے کی طرف چل رہا ہے۔ وہ وقت دور نہیں جب قسمت کا پانسہ پھینکا جائیگا اور شہزادہ ولیم ساحل انگلستان پر ہوگا۔ اس ملک کے ساحل پر جس کا تاج زیب سر کرنے کی اسے مدت سے آرزو تھی۔ فوجی باجہ پھر ایک بار جوش و خروش سے بجنا شروع ہوا۔ اور دھبا دھل۔ نرسنگھوں۔ نفیریوں۔ گھنٹوں اور تاشوں کی آواز نے شور قیامت پیدا کر دیا۔ اس روز آفتاب بھی پوری آب و تاب سے نکلا۔ سماں ایسا تھا۔ کہ نومبر میں کبھی نہیں ہوا۔ عظیم الشان جہازوں کے باجہ کی گت کے ساتھ بحر ناپیدا کنار کی موجوں پر خراماں چلنے سے ایک عجیب دلکش منظر پیدا ہو رہا تھا۔ ہر ایک جہاز پر جھنڈیاں اور نشان لہراتے تھے۔ مسلح فوجیں صحن پر ایستادہ تھیں جنگی جہازوں پر بحری سپاہ تنے ہب۔ توپیں شانوں پر رکھی ہوئی تھیں۔ اور خشکی سے دور تک لوگوں کے پُرخروش نعرہ ہائے استقبال سنائی دے رہے تھے۔

ٹوربے کے پانی میں داخل ہو کر برل نے منزل مقصود تک پہنچنے کی خوشی میں ۲۰ توپوں کی سلامی دی جس کی تقلید باقی تمام جنگی جہازوں نے جو باربرداری کے جہازوں کے گرد جمع تھے کی۔ اس سے ایک عجیب پر رعب نظارہ پیدا ہوا۔ آخر دوشنبہ ۵۔ نومبر ۱۶۸۸ء کی دوپہر کو سارا بیڑہ ٹوربے میں لنگر انداز ہو گیا۔ اور اس وقت جب کہ توپوں کے چلنے۔ فوجی باجہ کے جوش و خروش سے بجنے اور ساحل پر حضار کے بلند نعروں سے آسمان گونج رہا تھا۔ فوجوں کے خشکی پر اترنے کا عمل شروع ہوا۔

باب ۷۵

قلعہ ایڈنبرگ کا محاصرہ

ولندیزی فوج سے خشکی پر اترنے کے بعد جو واقعات پیش آئے۔ ان پر ایک سرسری نظر ڈالنا

کافی ہوگا۔ پورے حالات تاریخ میں قلمبند ہیں۔ اور ہر شخص ان کا بالتفصیل مطالعہ کر سکتا ہے
ملک شاہ جیمز کے مظالم سے عاجز ہو کر شہزادہ ولیم کی آمد کو بنائے حریت سمجھ رہا تھا۔ قوم کے سربرآوردہ
رہنما اس سے اظہار وفاداری کر چکے تھے۔ پراٹسٹنٹ امرا نے اکثر بڑے شہروں پر قبضہ کر کے
ان میں شہزادہ کی حکومت کا اعلان کر دیا اور رفتہ رفتہ بے چینی کی لہر فوج میں بھی پھیل گئی
تھی۔ شاہ جیمز نے جب دشمن کے حملہ کی خبر سنی۔ تو فوج کی کمان ہاتھ میں لیکر مقابلہ کی غرض
سے سالسبری پہنچا۔ مگر فوج اور رعایا دونوں کی طرف سے نہ صرف برگشتگی بلکہ نفرت و حقارت کا
اظہار ایسے نمایاں طریق پر ہوا کہ جیمز ایسا کند ذہن حکمران بھی اسے نظر انداز نہ کر سکا پس وہ ایک
بار بھی مقابلہ کئے بغیر پیچھے ہٹ گیا اور لندن میں چند دستوں کو شاہی جھنڈے تلے جمع کرنے
کی ایک آخری اور بے سود کوشش کے بعد بادشاہ اور ملکہ دونو مملکت سے فرار ہو گئے۔

بخلاف ازیں شہزادہ آرینج کا ستارہ اوج پر تھا۔ وہ جدھر جاتا فتح و نصرت کی دیبی اس
کے گھوڑے کی باگ چومتی تھی۔ دیکھتے دیکھتے اس نے سارے انگلستان پر قبضہ کر لیا۔ حملہ
کی خبر سنتے ہی ایڈنبرگ کے پرسبیٹرین لوگ جو باطن میں اس کے حامی و وفادار تھے۔ شاہ جیمز کے
افسروں سے باغی ہو گئے۔ انہوں نے قصر ہولی روڈ کا رومی گرجا لوٹ لیا اور ڈیوک آف گارڈن
کو جو قلعہ پر قابض تھا۔ اسے خالی کرنے پر مجبور کیا۔ مگر آخرالذکر نے ارل آف بالکراس۔ ارل آف
ڈنبرٹن وائیکونٹ ڈنڈی اور باقی امرا کی مدد سے باغیوں کا یہ مطالبہ پورا کرنے سے انکار کیا
آخرالذکر اس قابل نہ تھے کہ کھلم کھلا قلعہ پر دھاوا کرتے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ شہر ایڈنبرگ دو مختلف
فریقوں کے ہاتھ میں رہا۔ ایک طرف پرسبیٹرین جماعت شہر پر قابض تھی۔ دوسری جانب جیکبائٹ
قلعہ پر۔ مگر دونو ایک دوسرے سے برسر جنگ ہونے سے بچتے تھے۔ گویا فریقین کی رضامندی
سے خانہ جنگی کا سلسلہ بند رہا۔ دونو جماعتیں واقعات کی رفتار دیکھتی رہیں۔ ہر ایک کو اس
کا انتظار تھا۔ کہ حالات آخر کار اس کے موافق ثابت ہوں گے۔

ناظرین کو یاد ہے کہ ایلن میکڈانلڈ نے ڈیوک آف گارڈن کی رجمنٹ میں کپتان کا عہدہ
منظور کر لیا تھا۔ شاہ جیمز کے حامیوں میں وہ سب سے زیادہ ڈیوک آف گارڈن کو دم آخر تک
مزاحمت جاری رکھنے پر اکسا تا رہا۔

انہی ایام میں سر راڈرک میکڈانلڈ جیمین ایلن۔ خدام اور فاضل ہمیش کے ساتھ کوہستان
سکاٹ لینڈ میں وارد ہوا۔ ولندیز جاسوس کو جوان کے ساتھ ہالینڈ سے چلا آیا تھا۔ انہوں نے

لینڈ ہی میں چھوڑ دیا۔ مگر اس سے جا راہونے سے پہلے انہوں نے اسے اس مدبیر سے کافی انعام واکرام دیا جو لارڈ گلنکو اور گلن فان نے ہمیش کو بوقت روانگی دیا تھا۔ سراڈرک نے گلنکس ہوس میں پہنچکر راڈرک اور رابلین نے مارگرٹ کی چھٹی بڈھے مارین اور اس کی بیوی کے حوالہ کردی اور اس کے ساتھ ہی زبانی یقین دلایا۔ کہ تمہاری بیٹی ہالینڈ میں اتنی ہی خوش ہے۔ جیسا کہ کسی شخص کے لئے اپنے وطن سے دور رہ کر ہونا ممکن ہے۔

دو ماہ کی غیر حاضری کے بعد جب یہ چاروں وادی گلنکو میں وارد ہوئے توان کے دل خوشی سے اچھل رہے ہیں۔ اس میں شک نہیں کہ دو ماہ کا عرصہ طویل نہیں۔ پھر بھی جو عجیب و غریب اتفاقات انہیں اس دوران میں پیش آئے۔ نیز جن خطرات سے انہیں گذرنا پڑا۔ ان کے اعتبار سے یہ مدت غیر معمولی محسوس ہوتی تھی۔ سرراڈرک اور لیڈی ایلین کی واپسی کی خبر آناً فاناً وادی کے ہر حصہ میں پھیل گئی۔ اور ساری آبادی ان کے پرجوش استقبال کے لئے جمع ہوئی۔ ہمیش کی روانگی کے وقت لارڈ گلن فان قلعہ میکڈانلڈ ہی میں مقیم تھا۔ اب وہ بھی وادیٔ گلنکو سمیت گھوڑے پر سوار بیٹی اور داماد سے ملنے کو روانہ ہوا۔ یہاں تک کہ لیڈی میکڈانلڈ بھی ساتھ ہولی۔ قدرتی طور پر اس ملاقات کا نظارہ نہایت موثر تھا جس کے بعد راڈرک۔ ایلین اور ہمیش کو ایک فاتحانہ جلوس کی صورت میں گلنکو کے جنگجو مردوں اور سیاہ چشم عورتوں کے نعرہ ہائے مسرت کے درمیان قلعہ میکڈانلڈ میں پہنچایا گیا۔ اس رات پہاڑ کی بلندیوں اور وادی کی ڈھلوانوں پر جا بجا الاؤ روشن کئے گئے۔ یہاں تک کہ ان دشوار گذار مقامات پر بھی جن کی نسبت عام حالات میں معلوم ہوتا تھا کہ صرف بلند پرواز عقاب ہی وہاں تک پہنچ سکتے ہیں۔ چیڑ کی روغنی لکڑیوں کے تیز شعلے جلتے ہوئے۔

اس کے بعد کئی روز تک وادی گلنکو میں جشن مسرت قائم رہا۔ اور لارڈ میکڈانلڈ نے اپنے عزیز بیٹے کے بخیر و عافیت واپس آنے پر خوب ہی دل کھول کر خیرات کی۔ راڈرک نے وہ تمام عجیب و غریب واقعات جو اسے اور ایلین کو گذشتہ دو ماہ کے عرصہ میں پیش آئے تھے رستہ میں ہی ہمیش سے بیان کر دیئے تھے۔ اب اس نے انہیں پوری تفصیل کے ساتھ اپنے والدین اور لارڈ گلن فان کے روبرو بیان کیا۔ جیسا کہ ناظرین سمجھ سکتے ہیں والئے گلنکو اور لارڈ گلن فان کو یہ معلوم کر کے سخت رنج ہوا کہ ارل آف سنڈرلینڈ نے راڈرک کو اس کے وطن کے خلاف کی کوشش کی۔ کہ اس کا اثر کوہی علاقہ کے حکمرانوں کی حکمت عملی پر ظاہر ہو۔ مگر اس نے

بھی زیادہ رنج۔ غصہ حیرت اور نفرت یہ معلوم کر کے ہوئی۔ کہ بادشاہ اور ملکہ نے ایک مصنوعی ولی عہد پیش کر کے قوم کو دھوکا دینے کی کوشش کی۔ راڈرک نے ان امور کا ذکر اس لئے اپنے خطوں میں نہیں کیا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو اس کے خطوط رستہ میں کسی کے ہاتھ پڑ جائیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ہر دو والیان ریاست اور لیڈی میکڈانلڈ ان معاملات سے قطعاً بے خبر رہے۔ اور اب اول مرتبہ راڈرک کی زبانی ان کا علم ہوا۔ لیکن اگر ان کے غصہ کے لئے زیادہ شدت کی صورت لفظاً کرنا ممکن تھا تو وہ یہ معلوم کر کے ہوا کہ لارڈ ڈمبلین نے کس مکر و فریب سے راڈرک اور راملین کو اپنی حراست میں لیا۔ اور اس کے بعد انہیں بطور یرغمال شہزادہ ولیم کے نظربندوں کی حیثیت میں ہالینڈ پہنچایا۔ ان سب باتوں کا مجمل ذکر راڈرک نے ان خطوں میں کر دیا تھا۔ جو اس نے اینڈریو لیسلی کی وساطت سے سکاٹ لینڈ روانہ کئے تھے۔ لیکن ان میں وہ پوری تفصیل درج کرنے کی جرأت نہیں کر سکا تھا۔ حالانکہ اب اس نے سارا حال من وعن بیان کیا۔ کیونکہ راڈرک کو اس بات کا سخت ہی رنج تھا کہ ولندیزی شہزادہ نے میرے احسانات کا بدلہ ایسی ناشکر گذاری اور احسان فراموشی کی صورت میں دیا۔

راڈرک کی زبانی سارے حالات سن کر فیصلہ کیا گیا کہ ایک مشورتی مجلس منعقد ہو۔ جس میں اہم سوال یہ بحث کی جائے کہ واقعات آئندہ میں گلنکو اور گلن فان قبائل کا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہ تھا۔ کہ سکاٹ لینڈ میں عنقریب خانہ جنگی شروع ہو گی۔ مگر گلنکو اور گلن فان کے والیان ریاست اتنے راسخ الاعتقاد تھے کہ ان کے لئے باآسانی پرسبٹیرین بن کر شہزادہ ولیم کے حامی بن جانا غیر ممکن تھا۔ پھر اگر وہ غیر جانبدار رہتے تو اس کے معنے بھی یہی ہو سکتے تھے کہ وہ اس کے حامی ہیں۔ کیونکہ اس صورت میں وہ شہزادہ کی مزاحمت و مخالفت سے باز رہنے پر مجبور ہوتے جس کا مطلب دوسرے لفظوں میں یہ ہوتا کہ وہ اسے پیش قدمی کر کے کامیاب ہونے میں مدد دے رہے ہیں۔ علاوہ بریں ان کی غیر جانبداری کے معنی یہ بھی سمجھے جاتے کہ وہ معاملات کے انتظام جدید کو پسند کرتے ہیں۔ ایک اور قابل غور پہلو یہ بھی تھا۔ کہ اگر ولیم کو فتح حاصل ہو گئی۔ تو پھر قبائل بریڈل بین و کیمبل جو قبائل گلنکو و گلن فان کے موروثی دشمن تھے۔ اور جنہیں حال کی شکست و ذلت کا سبق اب تک یاد تھا۔ اس قابل ہو جائیں گے۔ کہ اپنے مخالفوں سے خوب سا بدلہ لیں۔ غرض کسی بھی پہلو سے دیکھا جائے۔ میکڈانلڈ و گلن فان قبائل نیز باقی کیتھولک جماعتوں کی سلامتی اسی میں تھی۔ کہ غیر جانبداری کو خیرباد

کہکر متفق اور متحد ہو جائیں۔

ان تمام وجوہ واسباب کو مدنظر رکھتے ہوئے جنہیں بالخصوص لارڈ میکڈانلڈ نے پیش کیا تھا ظاہر ہو گیا کہ سکاٹ لینڈ میں جو جدوجہد عنقریب ہونے والی ہے۔ اس میں حصہ لیتے ہوئے قابل غور امر یہ نہ ہونا چاہیئے کہ خاندان سٹوارٹ کی حمائت کی جائے۔ یا آرینج کی۔ بلکہ دیکھا یہ جائے کہ باشندگان سکاٹ لینڈ کی دو عظیم جماعتوں یعنی کیتھولک اور پرسبیٹرین میں سے کس کی حمائت لازم ہے۔ پھر اگرچہ ان حالات کو سن کر جو راڈرک نے شاہ جیمز کے چلن کی نسبت بیان کئے تھے لارڈ میکڈانلڈ اور لارڈ گلن فان کے دل میں اسکی بہت زیادہ عزت نہ رہی تھی۔ تاہم انہوں نے محسوس کیا کہ خانہ جنگی کے دوران میں ہمارے لئے لازم ہوگا۔ کہ مقابلہ کو خاندانی عناد کے درجہ سے نکالنے کے لئے کسی خاص نعرے یا جھنڈے کو امتیازی نشان بنایا جائے۔ اور ان کا رجحان قدرتی طور پر شاہ جیمز کی طرف ہوتا تھا۔ پس ضرورت سے مجبور ہو کر دونوں نے فیصلہ کیا کہ فرضی ولی عہد کے واقعہ کو پردہ راز ہی میں رکھا جائے۔ کیونکہ اگر یہ واقعہ ظاہر ہو گیا تو خاندان سٹوارٹ کی تباہی یقینی ہے جس صورت میں وہ ترغیب جو مختلف قبائل کے متحد و متفق ہونے کے لئے موجود ہے باقی نہ رہے گی۔

خیر یہ نتائج تھے جو [illegible]رتی مجلس سے حاصل ہوئے۔ اور لیڈی میکڈانلڈ نے پورے زور سے ان کی تائید کی۔ ر[illegible] کو یہ جان کر سخت رنج ہوا کہ مجھے شاہ جیمز ایسے ریاکار اور فریبی حکمران کی حمائت میں شمشیر [illegible] اٹھانا پڑے گا۔ مگر والدین کے فیصلہ کے آگے اسے بھی سر تسلیم خم کرنا پڑا۔ اور گو اس نے بار بار اس پر زور دیا کہ ہمیں اس معاملہ میں دلیری سے کام لے کر کامل غیر جانبداری کا اعلان کر دینا چاہیئے۔ تاہم جب اس کی شنوائی نہ ہوئی۔ تو اس نے والدین کے حکم کی تعمیل کو ہی اپنا فرض سمجھا۔ ہمیش کے خیالات راڈرک کے خیالات سے ملتے جلتے تھے۔ لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ آخرکار بزرگوں کی بات ہی غالب رہی اور اسی کے مطابق آئندہ حکمت عملی کا فیصلہ کیا گیا۔

اس کے بعد کئی ہفتے گذر گئے۔ انگلستان کی پارلیمنٹ نے برطانیہ کا تاج ولیم کے سر پر رکھ دیا۔ مگر یہ سوال ابھی طے ہونا باقی تھا کہ سکاٹ لینڈ اس موقعہ پر کیا کرنا چاہتا ہے کیا وہ خاندان سٹوارٹ سے وفاداری قائم رکھتا ہوا جیمز کا حامی رہے گا۔ یا انگلستان کی تقلید میں خاندان آرینج کو جائز حکمران تصور کرے گا؟ اس کا فیصلہ کرنے کے لئے عنقریب شہر ایڈنبرگ میں ایک

جلسہ ہوتا تھا جس کی کارروائی کا سکاٹ لینڈ کی دو نو جماعتوں کو یعنی اسے جو شاہ جیمز کی حامی تھی اور اس کو بھی جو شہزادہ ولیم سے اظہار وفاداری کر رہی تھی۔ بہت دلچسپی سے انتظار تھا۔ اس جلسہ کے انتظار میں صدر مقام سکاٹ لینڈ کی دونو جماعتوں یعنی پرسبیٹیرین اور جیکبائٹ میں خانہ جنگی بھی ہوئی تھی۔ کیونکہ ہر ایک کو امید تھی۔ کہ جلسہ میں کثرت رائے اسی کی ہوگی۔ اور اس طرح اس اہم سوال کا فیصلہ فتنہ وفساد کے بغیر ہو جائے گا۔ اس اثنا میں ڈیوک آف گارڈن بدستور قلعہ پر قابض تھا۔ اور پرسبیٹیرین فریق کے آدمیوں نے اس خوف سے کہ پہاڑی قبائل دفعتاً ان پر حملہ آور نہ ہوں۔ شاہ ولیم کے دربار سے مسلح امداد طلب کی تھی۔ آخر الذکر نے یہ درخواست بخوشی منظور کی کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا کہ اگر جلسہ میں کثرت رائے میرے خلاف ہوئی۔ تو ایڈنبرگ میں اس فوج کی مدد سے فریق ثانی کو بزور منتشر کرنا پڑے گا۔ پس جنرل میکائے کو قریباً چھ ہزار جوانوں کی پانچ رجمنٹوں سمیت ایڈنبرگ بھیجدیا گیا۔ جب اس فوج کی آمد کی خبر مشہور ہوئی۔ تو ڈیوک آف گارڈن کے مشیروں نے صلاح دی۔ کہ اس کا فوراً مقابلہ کرنا چاہیئے کہ جلسہ سے پہلے ہی میکائے کی فوج کا فیصلہ ہو جائے۔ لیکن ڈیوک ایک بہادر اور رحم افسر تھا۔ وہ انتہائی ضرورت کے سوا خونریزی سے پہلو تہی کرنا ہی بہتر سمجھتا تھا۔ پس اس نے واقعات کا انتظار کرنا مناسب جانا۔ اسے یقین تھا کہ جیکبائٹ فریق [illegible] وہ جماعت جو شاہ ولیم کے خلاف تھی اس جلسہ میں بکثرت شریک ہوگی۔ اور اگر جلسہ [illegible] فیصلہ کے بعد فوجی مقابلہ تک نوبت آئی بھی۔ تو کم از کم ہمیں اس بات کا [illegible] کہ کثرت رائے ہمارے حق میں ہے۔ نتیجہ یہ ہوا کہ جنرل میکائے بلامزاحمت صدر مقام سکاٹ لینڈ میں داخل ہوا۔ اور اس نے وہیں ڈیرہ ڈال دیا۔

جلسہ مذکور مارچ ۱۶۸۹ء میں منعقد ہوا اور یہ بات صدر کے انتخاب ہی پر واضح ہوگئی۔ کہ کثرت عظیم پرسبیٹیرین فریق یعنی حامیان شاہ ولیم کی ہوگی۔ پس کچھ تعجب نہیں کہ جلسہ میں اس مطلب کا ووٹ پاس کیا گیا۔ کہ شاہ جیمز تاج برطانیہ کا حقدار نہیں رہا۔ اور شاہ ولیم کو اس ملک کا جائز حکمران ہونا چاہیئے۔

جلسہ کے بعد ڈیوک آف گارڈن سے قلعہ کی حوالگی کا مطالبہ کیا گیا۔ اور ساتھ ہی اسے پیغام دیا کہ اگر اس مطالبہ کو منظور نہ کیا گیا تو اسے باغی سمجھ کر اسی الزام میں مقدمہ چلایا جائے گا۔ اپنی [illegible] طبیعت سے مجبور ہو کر ڈیوک کا ارادہ پہلے اس مطالبہ کو منظور کر لینے کا تھا۔ مگر

میں سمجھ کر اس نے بائیں طرف والوں کے بعد اسی طرح سلسلہ جاری رکھنا مناسب خیال کیا۔ جوں جوں مختلف جوابات قلمبند ہو رہے تھے حاضرین کی تشویش بڑھ رہی تھی۔ کیونکہ ان جوابات سے ظاہر ہوتا تھا کہ حاضرین کے خیالات بڑی حد تک مساوی تقسیم رکھتے ہیں۔ آخر کار ایلین کی باری آئی جس نے قدرتی طور پر نفی میں جواب دیا۔ اس وقت ووٹ شمار کئے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ بارہ حوالگی کے حق میں ہیں اور بارہ اس کے خلاف۔ گویا اس وقت تک تصفیہ کی کوئی صورت نہ تھی چونکہ اس حالت میں صدر کی رائے پر آخری فیصلہ کا دارومدار تھا۔ اس لئے ہر شخص کی نظریں اب ڈیوک آف گارڈن کی طرف لگی ہوئی تھیں۔

قدرتی طور پر ڈیوک کی حالت اس وقت قابل رشک نہ تھی۔ وہ تھوڑی دیر خاموش رہا۔ اس کے بعد حاضرین سے مخاطب ہو کر کہنے لگا۔

"صاحبان مسئلہ پیش نظر میں مجھ پر ایک نہایت اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ چونکہ اس سے پہلے میں نے اپنی تقریر میں قلعہ کی حوالگی کا مشورہ دیا تھا۔ اس لئے میری رائے میرے بیان سے ظاہر ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی میں اچھی طرح محسوس کرتا ہوں کہ اگر میں نے اثبات میں رائے دی تو ایک فریق مجھے بزدل تصور کرے گا۔ ایسے حالات میں میری آرزو تھی۔ کہ کثرت رائے پر عمل کرتا اور آخری فیصلہ صادر کرنے کا ناگوار فرض اپنے اوپر نہ لیتا۔ مگر افسوس کہ ووٹوں کی مساوی تقسیم نے مجھے ایسا کرنے پر مجبور کر دیا۔ اس صورت میں لازم ہے کہ اپنی رائے ظاہر کرتے ہوئے میں ذاتیات کے سوال کو نظرانداز کر کے وہی فیصلہ دوں جو تقاضائے فرض ہے۔ پس میں فریق ثانی کی رائے کی پروا نہ کرتا ہوا پوری آزاد خیالی سے کام لیتا ہوں۔ میرا جواب اس سوال کے متعلق جو میں نے ہر شخص سے فرداً فرداً پوچھا ہے . . ."

"مائی لارڈ ٹھیریئے" ایلین نے گہری کھوکھلی آواز میں قطع کلام کرتے ہوئے کہا "جواب دینے سے پہلے اس عہد کو یاد کیجئے جو آپ نے لارڈ ڈنڈی اور ان بہادر امیروں کے روبرو کیا تھا جو اب پہاڑ کو گئے ہوئے ہیں۔"

"مجھے وہ عہد اچھی طرح یاد ہے۔" ڈیوک آف گارڈن نے سکون و استقلال کے ساتھ جواب دیا۔ "اور میں اس عہد کو پورا بھی کر چکا ہوں۔ عہد یہ تھا کہ میں اپنی جان لڑا کر اس قلعہ کی حفاظت کروں گا۔ اور جو کچھ میں نے اس وقت تک کیا ہے۔ وہ کسی طرح اس سے کم نہیں . . ."

"آہ! مائی لارڈ!" ایلین نے گھبرا کر کہا۔ "اگر آپ اپنے عہد کو اس طرح ٹلاتے میں تو خیر ٹلانے

بہرحال اس کے سلسلہ میں خود میں نے جو عہد کیا تھا۔ اسے ضرور پورا کیا جائے گا۔"

"مجھے معلوم نہیں۔" ڈیوک آف گارڈن نے وقار کے لہجہ میں کہا "مجھے معلوم نہیں۔ سرایلین میکڈونلڈ کے الفاظ میرے لئے صورت تہدید رکھتے ہیں۔ یا ان کا اشارہ بہادری کے کسی کارنامہ کی طرف ہے جس کا اظہار ابھی سرایلین کی طرف سے ہونا ہے۔ بہرحال اتنا میں کہہ دینا چاہتا ہوں کہ ایسے کلمات کسی بھی خیال سے کہے جائیں۔ میرے فیصلہ پر اثر انداز نہیں ہو سکتے" اور اس کے بعد ذرا سی دیر کے لئے چپ ہو کر۔ حالانکہ یہ وقفہ حاضرین کے لئے بے حد تشویش کا موجب تھا۔ ڈیوک نے کہا۔ "میرا جواب اس سوال کے متعلق جو میں پوچھتا ہوں۔ ہاں ہے۔ یعنی یہ کہ اب وقت آگیا جب قلعہ دشمن کے حوالہ کر دینا چاہیئے۔"

"بس تو پھر مجھے اپنا عہد پورا کرنا چاہیئے" ایلین میکڈونلڈ نے گرج کر کہا۔ اور اس نے طرفۃ العین میں اپنی جگہ سے اٹھ کر بھاری تلوار نیام سے نکال لی۔ جو لیمپ کی روشنی میں بجلی کی طرح چمکی۔ مگر اس سے پہلے کہ کوئی ہاتھ اسے روکنے کے لئے اٹھتا۔ یا کوئی شخص اس پر اعتراض ہی کرتا۔ اس نے تلوار ڈیوک آف گارڈن کے سفید۔ بالوں والے سر پر اس زور سے ماری کہ آن واحد میں شانوں تک سر کے دو ٹکڑے ہو گئے!

خون! خون! کے نعرے ایک دم بلند ہوئے ۲۳ آدمی اپنی جگہ پر اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور ۲۳ تلواریں مقتول کے خون ناحق کا انتقام لینے کو نیام سے باہر نکل آئیں۔

مگر ایلین نے قابل تعریف پھرتی سے جھٹ اپنی تلوار سنبھالی۔ خون آلود ہتھیار۔ قریب ترین شخص کی تلوار سے اس زور کے ساتھ ٹکرایا۔ کہ اس کے دو ٹکڑے کر دیئے۔ حاضرین میں اضطراب پھیل گیا۔ سب نے ایلین کو نرغہ میں لینے کی کوشش کی۔ اسی گھبراہٹ میں میز الٹ گئی اور لیمپ گل ہونے سے چاروں طرف تاریکی پھیل گئی۔ اندھیرے میں ہر شخص کا ہاتھ رک گیا کیونکہ ڈر تھا وار کسی دوست پر نہ ہو۔ اسی حالت میں کمرہ کے اندر کسی کے دوڑنے کی آواز سنائی دی دروازہ کھلا۔ اور اس کے بعد اس قسم کی آوازیں سنائی دیں۔ "لینا! لینا وہ بھاگا جا رہا ہے" مگر دروازہ پھر بند ہو گیا۔ اور ایلین نے باہر نکلتے ہی زنجیر چڑھا دی۔ دروازہ مضبوط اور زنجیر بھاری تھی، باقی افسر بہت دیر تک اسے توڑنے کی بے سود کوشش کرتے رہے۔

اور اس اثنا میں ایلین غصہ اور مایوسی کی حالت میں سنگی زینہ پر دیوانہ وار دوڑتا نیچے اتر گیا۔ اصل یہ ہے کہ جو کچھ اس نے کیا۔ اس میں اسے سخت غلط فہمی ہوئی تھی۔ اس کا اندازہ یہ تھا

کہ اس واقعہ سے کونسل کے باقی اراکین مرعوب و مغلوب ہو کر اس کے ہم خیال بن جائینگے - اس جرم کے ارتکاب سے تھوڑی دیر پہلے وہ اپنے تخیل میں سوچتا تھا کہ ڈیوک آف گارڈن کے قتل کے بعد مجھے قلعہ کا گورنر نامزد کر دیا جائے گا - اور میں محاصرین کے خلاف سخت ترین تدابیر عمل میں لانے سے دریغ نہ کروں گا - مگر اس کی ساری امیدیں ایک لمحہ میں خاک میں مل گئیں - اب قلعہ نشین فوج سے کسی امداد کی امید نہ تھی - کیونکہ وہ جانتا تھا کہ وہ افسر جنہیں میں کمرہ میں بند کر آیا ہوں باہر نکلتے ہی سب سے پہلے میری جان کے درپے ہوں گے - غرض اس حالت میں کہ غصہ سے بدن کانپ رہا اور یاس کول بیٹھا جاتا تھا - ایلین میکڈانلڈ خون چکاں تلوار ہاتھ میں لئے زینہ سے اترا -

مگر ایلین اس وقت شور وغل کی آوازیں - قدموں کی چاپ اور تلواروں کی جھنکار اس کے کانوں میں پہنچی - غور سے سُنا تو معلوم ہوا کہ آوازیں قلعہ کے باہر سے آرہی ہیں - ایلین نے فوراً معلوم کر لیا کہ معاملہ کیا ہے - کچھ شک نہیں کہ سر جان لینیر کا یہ اعلان کہ صبح تک قلعہ میرے حوالہ کر دیا جائے محض ایک چال تھی - جو اس نے اس لئے اختیار کی کہ محصورین رات بھر کے لئے بے فکر ہو جائیں اور آدھی رات کو جب وہ بے خبر سو رہے ہوں شکافوں پر دھاوا کر کے قلعہ کو سر کرنے کی کوشش کی جائے -

ان آوازوں کو سن کر ایلین مجنونوں کی طرح آگے کی طرف دوڑا - زینہ کے سرے پر برآمدہ تھا - اس سے گذر کر اس نے ایک دروازہ کھولا - اور قلعہ کے صحن میں پہنچ گیا - اس جگہ زور کی لڑائی جاری تھی - اپنی جنگی فطرت کے زیر اثر اس سانحہ عظیم کو فراموش کر کے جس سے وہ آرہا تھا - ایلین میکڈانلڈ تلوار ہاتھ میں لئے رن میں کود پڑا - جا بجا مشعلیں روشن ہو چکی تھیں - کچھ اور شہاب ثاقب کی طرح نظر آتی اور غائب ہو جاتی تھیں دوست دشمن کی پہچان کے لئے فریقین کی طرف سے روشنی کا انتظام ہو رہا تھا - ایلین نے اس موقعہ پر اپنی بے خوف دلیری کا خوب ہی ثبوت دیا - اور ۱۰ منٹ کے عرصہ میں کہ وہ شریک جنگ رہا - اس نے سر جان لینیر کی فوجوں میں بہت تباہی پیدا کی -

لیکن دفعتاً اس کمرہ کے دروازہ سے جس میں وہ ڈیوک کو قتل کر آیا تھا - باقی افسروں کی جماعت دوڑتی ہوئی نکلی - لڑائی کا شور ان کے کانوں تک بھی پہنچ چکا تھا - اس شور کو سن کر انہوں نے میز کی مدد سے دروازہ توڑا - اور دوڑتے ہوئے زینہ سے اترنے لگے - مگر زینہ کو طے

کر کے اس لئے کھڑے ہو گئے۔ کہ ایک دوسرے سے مشورہ کرلیں۔ ہمیں اس موقعہ پر کیا کرنا چاہیئے حالات پیش آمدہ کو دیکھ کر ان کی رائے بھی جو قلعہ کی حوالگی کے خلاف تھے۔ بدل گئی اور سب نے یک زبان ہو کر یہی فیصلہ کیا کہ بے جا کشت و خون سے بچنے کے لئے قلعہ سے دست بردار ہونا ہی واجب ہے۔ اس فیصلہ پر فوراً عمل کیا گیا۔ ایک افسر نے جو باقیوں سے بڑا تھا۔ اپنا سفید رومال تلوار کی نوک پر رکھ لیا۔ اور اسے ہاتھ میں لئے باقیوں کے آگے آگے روانہ ہوا۔

مشعلوں کی روشنی میں صلح کا نشان فوراً پہچانا گیا۔ قلعہ نشین فوج کو معلوم تھا کہ ایک کمرہ میں آئندہ طرز عمل کا فیصلہ ہو رہا ہے۔ یہ سمجھ کر کہ اس مجلس نے یہی فیصلہ کیا ہے۔ سب نے کشت و خون کو بے سود سمجھا۔ اور گو اس صورت میں کہ سفید رومال دکھائی نہ دیتا۔ وہ پوری جوانمردی سے جنگ جاری رکھتے۔ تاہم اب ہر شخص کو اپنی جان کی سلامتی کی فکر ہوئی۔ کیونکہ جس صورت میں افسر اطاعت کے لئے تیار ہوں تو سپاہیوں کے لئے ان کے حکم پر عمل کرنے میں کسی طرح کی ذلت نہیں سمجھی جاتی۔ آن واحد میں لڑائی کا جوش ختم گیا۔ قلعہ نشین فوج ایک طرف اور قلعہ گیر دوسری طرف سمٹ گئی۔ درمیانی حصہ میں مردوں اور مرتے ہوئے زخمیوں کے انبار جمع ہو گئے۔

سر جان لینیر اور اس افسر میں جس نے سفید رومال دکھایا تھا۔ جلد جلد تبادلہ خیالات ہوا مصالحت کی شرطیں طے ہو گئیں۔ جن میں سے ایک یہ تھی کہ ہتھیاروں سے دست برداری کی صورت میں قلعہ نشین فوج کے سپاہیوں کی جان بخشی کی جائے گی۔ اس وقت افسر مذکور نے ایلن میکڈانلڈ کے ہاتھوں ڈیوک آف گارڈن کے قتل کا ذکر کیا۔ یہ خبر جنگلی آگ کی طرح چاروں طرف پھیل گئی۔ اور قاتل کے خلاف محاصرین و محصورین میں یکساں جوش پیدا ہو گیا۔ جب ڈیوک کی رجمنٹ کے سپاہیوں کو اپنے افسر کے قتل کی خبر ہوئی۔ تو وہ سخت جوش میں بھر گئے۔ اپنی خون چکاں تلواریں ہاتھ میں لیکر انہوں نے سر جان لینیر سے وعدہ کیا کہ قاتل سے انتقام لینے کے بعد ہم انہیں از خود آپ کے حوالہ کر دیں گے۔ قاتل کی تلاش شروع ہوئی۔ ہر طرف مشعلیں حرکت کرنے لگیں۔ ان کی روشنی میں مقتولین کی خون آلودہ لاشیں ایک عجیب جگر دوز منظر پیش کرتی تھیں۔

اس وقت ہر شخص کی زبان پر ایک ہی سوال تھا۔ یعنی یہ کہ ایلن میکڈانلڈ کہاں ہے ہزارہا سپاہیوں کی زبان سے نکلا ہوا یہ ایک فقرہ شور قیامت برپا کر رہا تھا۔

قلعہ کے صحن میں ہر طرف گھبراہٹ پھیل گئی۔ قاتل کی تلاش میں سپاہی مشعلیں ہاتھوں میں لئے ادھر ادھر دوڑنے لگے۔ تاریکی میں ان مشعلوں کی متحرک لو ٹوٹنے والے ستاروں کا منظر پیدا

کرتی تھی۔ زخمیوں اور جان کنی کی حالت میں کراہتے ہوئے سپاہیوں کی آوازوں سے دل سہما جاتا تھا۔ مدھم روشنی میں قلعہ کی شاندار عمارت پہاڑ کی طرح نظر آتی تھی۔ اور اس حالت میں ہر طرف قاتل کی تلاش بڑی مستعدی سے جاری تھی۔ اس مصروفیت میں دوست دشمن کی تمیز مکیسر مٹ گئی۔ وہ خوفناک دشمنی اور عناد جو دو فوجوں کو اب تک کشت و خون پر آمادہ کر رہا تھا۔ فریقین کے دل سے محو ہو گیا۔ ہر شخص کے دل میں فقط ایک خیال تھا۔ یعنی یہ کہ جس قدر جلد اور جس طرح بھی ممکن ہو۔ قاتل کو گرفتار کر کے اس سے عبرت ناک انتقام لیا جائے۔ یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ایلن بھی میدان جنگ میں کام نہ آیا ہو۔ زخمیوں اور مرے ہوئے سپاہیوں کو تہ و بالا کرنے سے دریغ نہ کیا گیا۔ ہر سپاہی مشعل کی روشنی کو لاشوں اور زخمیوں کے چہرہ کے قریب لا کر دیکھتا تھا کہ ان میں ایلن میکڈانلڈ بھی شامل ہے۔ بد نصیب مقتولوں کی لاشوں اور ان زخم خوردہ سپاہیوں کو جو ابھی دم لیتے تھے۔ مگر ان کے زخموں سے زندگی کا خون تیزی سے بہ رہا تھا۔ بڑی بے دردی سے ادھر ادھر پھینک دیا گیا۔ مگر اس جد وجہد کے باوجود ایلن کا پتہ نہ ملنا تھا نہ ملا۔

ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ تک تلاش جاری رہی۔ قلعہ کا ہر ایک کمرہ اور کمرہ کا ہر ایک حصہ نظر غور سے دیکھا گیا۔ مگر ایلن کہیں نہ ملا۔ ڈیوک آف گارڈن کی اپنی فوج کے سپاہیوں نے جب کمرہ کونسل میں اپنے مقتول آقا کو اسی حالت میں بدستور کرسی پر بیٹھے ہوئے دیکھا کہ چہرہ اور سر پیچھے کی طرف جھکا ہوا اور فرش زمین پر خون جمع ہے۔ تو ان کے غصہ کی انتہا نہ رہی۔ انہوں نے اور زیادہ مستعدی سے تلاش شروع کی مگر بے سود۔ معلوم نہیں ایلن کو زمین کھا گئی یا آسمان نگل گیا بہر حال وہ اس قلعہ میں کہیں نہ تھا۔ اور نہ کوئی جانتا تھا کہ وہ کہاں گیا۔

باب ۔ ۲۲

معرکہ کلی کرینکی

دالکونٹ ڈانڈی جس کا نام تاریخ سکاٹ لینڈ میں گراہم آف کلیور ہوس کی نسبت خاص شہرت رکھتا ہے [illegible] ذی حوصلہ اور جرار سپاہی تھا۔ اپنی جان کی پروا نہ کرتے ہوئے وہ اکثر [illegible] دریغ تھا۔ مگر صرف اسی صورت میں کہ فوجی ضرورت اس کا تقاضا کرے۔ ایک زمانہ [illegible] کر کے جیمز ب کے خلاف جس جوش غضب کا اظہار کیا تھا۔ وہ نہ صرف

اس کے لئے داغ بدنامی ہے۔ بلکہ تاریخ کیلیڈونیا میں باب سیاہ کا درجہ رکھتا ہے۔ غرضیکہ جتنا یہ شخص مذہبی مجذوب تھا۔ اسی قدر جنگ میں قتال تھا۔

جیسا ہم نے پیشتر بیان کیا ہے۔ وائکونٹ موصوف ارل آف بالکراس اور ارل آف ڈنبرٹن کو ساتھ لیکر پہاڑی علاقوں سے شاہ جیمز کی حمایت کے لئے فوج جمع کرنے گیا تھا۔ سب سے پہلے ان لوگوں نے سٹرلنگ میں قیام کیا۔ جہاں ان والیان ریاست کی ایک مجلس منعقد کرنے کا اعلان کیا گیا۔ جو ان کے ہمخیال تھے۔ لیکن چونکہ وہ خطوط جو اس اعلان کے سلسلہ میں لکھے گئے تھے۔ رستہ ہی میں ضبط ہو گئے۔ اس لئے جلسہ ناکام رہا۔ سٹرلنگ میں چند روزہ قیام کے بعد لارڈ ڈنڈی اور لارڈ ڈنبرٹن۔ دونو کوہستان سکاٹ لینڈ میں گئے۔ کیونکہ ارل آف بالکراس بعض حالات سے مجبور ہو کر ان کے ساتھ نہ جا سکتا تھا۔ اس موقعہ پر لارڈ میکڈانلڈ والئے گلن نے فاضل ہمیش کو وائیکونٹ ڈنڈی کے پاس اس لئے بھیجا کہ اسے آرگل شائر آنے کی دعوت دے اور وعدہ کیا کہ وادی گلنکو اور علاقہ گلن فان سے ایک ہزار جوانوں کی مشترکہ فوج فوراً بغرض امداد مہیا کی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی ہمیش کی زبانی لارڈ ڈنڈی کو یہ اطلاع دی گئی کہ آپ نے سٹرلنگ سے جو اعلان جاری کیا تھا۔ اسکی نقل ہمیں قطعاً وصول نہیں ہوئی۔ محض سرسری خبر ملی ہے۔ ورنہ ہم جلسہ زیر تجویز میں ضرور حصہ لیتے۔۔

آرگل شائر کے دونامی والیان ریاست کی طرف سے جب لارڈ ڈنڈی کو یہ اطلاع موصول ہوئی تو اس نے سوچنا شروع کیا۔ کہ اس موقعہ پر میرا طرز عمل کیا ہونا چاہیئے۔ جب ہمیش اس کے پاس گیا۔ تو وہ علاقہ پرتھ شائر کے وسط میں تھا۔ اور ۵۰۰ کے قریب جوان اس کے جھنڈے تلے جمع ہو چکے تھے۔ علاوہ بریں اطلاع موصول ہوئی تھی کہ تین سو آئرش سپاہی کرنیل کینن کے زیر کمان اس کی مدد کے لئے آرہے ہیں۔ اس کی خواہش یہ تھی کہ جو تحریک شاہ جیمز کے حق میں شروع کی گئی ہے۔ اسکی رہبری کا اعزاز مجھی کو حاصل ہو۔ مگر اس کے ساتھ ہی یہ امر بھی قابل غور تھا کہ گلن فان اور گلنکو کی مشترکہ فوجیں چونکہ خود لارڈ میکڈانلڈ کے زیر کمان ہوں گی۔ اس لئے پہاڑی فوج کی تعداد اس فوج سے زیادہ ہو جانے کے باعث جو لارڈ ڈنڈی [illegible] تھی۔ لارڈ میکڈانلڈ کی اہمیت قدرتی طور پر اس [illegible] معلوم تھا کہ بریڈالبین اور کیمبل والوں کے خلاف [illegible] لارڈ میکڈانلڈ نے چونکہ عظیم الشان کارنامے کئے تھے۔ اس لئے [illegible] فوج میں اسی کی ہر دلعزیزی کا موجب ثابت ہوگی۔ غرض

کئی پہلوؤں سے اسے اس بات کا اندیشہ تھا کہ اس مہم میں خاندان میکڈانلڈ والے گلن کا اثر و اقتدار فوج پہ غالب ہوگا۔ حالیں لارڈ ڈنڈی کو وائیٹ گلنکو ایک کامیاب رقیب کی صورت میں نظر آتا تھا۔ مگر اس کے ساتھ ہی وہ اسکی امداد سے انکار یا اسے ناراض کرنے کی جرات بھی نہ کرسکتا تھا۔ بادی النظر میں اس کی حالت بڑی تشویشناک تھی۔ مگر آخرکار اس نے بہت غور و فکر کے بعد اپنے لیئے ایک خاص طریق عمل تجویز کیا۔ اس نے سمجھا کہ اگر پرتھ شائر میں رہ کر آئرش فوج کی آمد کا انتظار کیا جائے اور اس اثنا میں جس قدر پہاڑی فوج ممکن ہو جمع کی جائے تو دونو کو ملا کر گلن فان اور گلنکو کی مشترکہ فوج کی تعداد سے زیادہ کر لینا دشوار نہ ہوگا۔ اور اگر ایسا ہو گیا تو میرے لئے فوج کی کمان خاص اپنے ہاتھ میں لینا سہل ہوگا۔ اس اثنا میں فوج پر میرا اقتدار بھی ترقی کر جائے گا۔ اور جب آرگل شائر کی مشترکہ فوجیں میرے پاس آئیں گی۔ تو میں انہیں معاون سپاہ اور ان کے افسروں کو اپنا ماتحت سمجھنے لگوں گا۔

یہ سب باتیں اپنے دل میں طے کرکے وائسکونٹ ڈنڈی فاض ہمیش سے بڑے اخلاق سے پیش آیا اور کہنے لگا میں آرگل شائر جانے کی دعوت دلی شوق سے منظور کرتا۔ لیکن بعض موافق حالات کا تقاضا ہے کہ پہلا وار پرتھ شائر میں کیا جائے۔ مگر اس اثنا میں آپ میری طرف سے لارڈ میکڈانلڈ اور لارڈ گلن فان سے درخواست کریں۔ کہ وہ جس قدر فوج ممکن ہو جمع کرکے مجھ سے آملیں۔" یہ پیغام لیکر ہمیش وادی گلنکو میں واپس ہوا۔

اس کے تھوڑی مدت بعد آئرلینڈ کی امدادی فوج بسرکردگی کرنیل کیمن۔ پرتھ شائر میں پہنچ گئی۔ مگر لارڈ ڈنڈی نے جب اس فوج کے جوانوں کی حالت دیکھی۔ تو انگشت بدنداں رہ گیا۔ نہ ان میں قابلیت۔ نہ ضبط۔ نہ انتظام۔ نہ اسلحہ۔ فقط تین سو خام رنگروٹ تھے۔ اور وہ بھی اس قسم کے کہ غریبوں نے عمر بھر میں کبھی کوئی ہتھیار استعمال نہ کیا تھا۔ نہ وردی۔ نہ سامان۔ غرض سخت ہی زار حالت تھی۔ [illegible] جس طرح [illegible] جانا چاہیئے۔ اگرچہ یہ گیڈ کام کی نہیں تو نام کی تو ہے۔ خود بادشاہ کا یہ [illegible] حالت تھی۔ کہ پہلے تو بڑے جوش کا اظہار کرتے تھے۔ لیکن جلدی ہی پیچھے ہٹنے [illegible] جھنڈے تلے جمع ہو گئے۔ ان حالات سے ظاہر ہے کہ جنرل میکا ہے کو اس بارہ میں جو خبر [illegible] کہ کوہستان میں لارڈ ڈنڈی کا بڑی دھوم سے استقبال ہوا ہے۔ اور آئرلینڈ والوں نے [illegible] دی ہے۔ وہ سراسر

مبالغہ آمیز تھی۔

اصل یہ ہے کہ حالات وائکونٹ ڈنڈی اور اس شخص کے جس کی تائید وحمایت اس نے اپنے ذمہ لی تھی۔ سخت ہی خلاف تھے۔ ایڈنبرگ کی پارلیمنٹ نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو باغی قرار دے دیا تھا۔ اس لئے اب اگر وہ ہتھیار رکھ دینا بھی چاہتا۔ جیسا کہ حالات کے زیر اثر اس کا ارادہ تھا تو اب اس کا وقت نہیں رہا تھا۔ اس پریشانی میں اور زیادہ حوصلہ فرما خبر یہ موصول ہوئی۔ کہ سرجان لینیر کی فوجوں نے قلعہ ایڈنبرگ کو سر کر لیا۔ اور قلعہ نشین فوج اطاعت پذیر ہو گئی ہے۔ اس وقت اگر جنرل میکائے اپنے پانچ ہزار جوانوں کو ساتھ لے کر وائکونٹ ڈنڈی پر حملہ کر دیتا۔ تو آخرالذکر کا شکست فاش کھانا یقینی تھا۔ مگر وہ اس وجہ سے رک گیا کہ کوہستان سکاٹ لینڈ میں ڈنڈی کی فوج کے متعلق اسے کئی طرح کی مبالغہ آمیز خبریں موصول ہوتی رہی تھیں۔ اس لئے اس نے جو کام کیا۔ ایسے حزم واحتیاط سے کیا کہ جسے کوئی ماہر جنگ شائد اس صورت میں بھی مناسب خیال نہ کرتا کہ وہ خبریں جن کی بنا پر اس نے عمل کیا بالکل صحیح ہوتیں۔

خیر، قلعہ ایڈنبرگ کی تسخیر کو ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا اور اس اثنا میں لارڈ ڈنڈی کو اپنی کوششوں میں کچھ بھی کامیابی حاصل ہوئی نام نہاد آئرش سپاہ کو ملا کر اس کی فوج کی کل تعداد زیادہ سے زیادہ ۰۰ ۱۵ تھی جن میں سوار ایک سو سے زیادہ نہ تھے اور توپیں فقط تین یا چار تھیں ہمیش کی واپسی کے بعد اس میں اور لارڈ میکڈانلڈ میں مزید گفتگو و شنید نہ ہوئی تھی۔ ایک طرف ڈنڈی گفتگو اور گلن فان کی مشترکہ سپاہ کی آمد پر اس لئے زور نہ دیتا تھا کہ اس سے میرے اقتدار میں فرق آ جائے گا۔ دوسری جانب ان قبائل کے حکمران اسکی طرف سے مزید اطلاع کے منتظر تھے کہ اس کے مطابق عمل کریں۔ انہیں معلوم نہ تھا وہ کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ اس خودغرضانہ [illegible] بےخبر جس پر ڈنڈی عمل کر رہا تھا۔ وہ یہی سمجھتے تھے کہ وہ کسی خاص مصلحت سے [illegible] جب اس کو ضرورت ہوگی۔ امداد مہیا کر دی جائے گی۔

کوہستان سکاٹ لینڈ میں شاہ جیمز کے حامیوں کی یہ حالت تھی۔ کہ ایک [illegible] ڈنڈی کو خبر ملی کہ مارکوئیس آف اتھول نے شاہ جیمز کی حمایت کا اعلان کر کے قلعہ بلیر کو فوجی صدر مقام کے طور پر پیش کیا ہے۔ یہ قلعہ جو پرتھ شائر کے شمال میں واقع ہے۔ اس مطلب کے لئے ہر طرح موزوں تھا۔ ایک تو وہ مرکزی مقام پر واقع تھا۔ جس سے کوہستان کے ہر حصہ میں

رسل و رسائل کی سہولت ممکن تھی۔ دوسرے قدرتی اور مصنوعی استحکامات کی وجہ سے کافی مضبوط تھا۔ اور تیسرے اس میں سامان رسد اس قدر موجود تھا۔ کہ وہ بآسانی ایک طویل محاصرہ برداشت کر سکتا تھا۔ لیکن ادہر یہ اطلاع لارڈ ڈنڈی کو پہنچی۔ اور ادہر ایک جاسوس کی معرفت جنرل میکائے کو بھی پہنچ گئی۔ اس خبر سے اول مرتبہ آخر الذکر کو معلوم ہوا کہ شاہ پسندوں کی جمعیت کی نسبت جس قدر خبریں اب تک موصول ہوتی رہیں۔ وہ سب مبالغہ آمیز تھیں۔ حقیقت حال سے خبردار ہونے پر جنرل موصوف کو اپنی کاہلی اور تضیع اوقات کا سخت رنج ہوا۔ اور اب ایک فیصلہ کن وار کرنے کی نیت سے وہ پانچہزار جوان ساتھ لے کر کوچ در کوچ کرتا اس خیال سے قلعہ بلیر کی طرف روانہ ہوا کہ شاہ پسندوں کے وہاں آنے سے پہلے ہی اس کو سر کرلے۔ جب انگریزی فوج کی نقل و حرکت کی خبر لارڈ ڈنڈی کو ہوئی تو اس نے بعد از وقت محسوس کیا کہ گلنکو اور گلن فان قبائل کے جوانوں کو فوراً ہی شریک فوج نہ کرنے میں کیسی بھاری غلطی ہوئی۔ ظاہر تھا کہ اس کے ۱۵۰۰ تباہ حال۔ پریشان صورت۔ نیم گرسنہ جوان میکائے کے ۵۰۰۰ قواعد دان۔ وردی پوش۔ شکم سیر اور مسلح سپاہیوں کا کے گھنٹے مقابلہ کرسکیں گے۔ پھر بھی وائکونٹ ڈنڈی نے اس بے خوف دلیری سے کام لیا۔ جو اس کا خاصہ تھی۔ اس بات کا عہد مصمم کرلیا۔ کہ چاہے کچھ ہو۔ ایک بار میکائے کا مقابلہ ضرور کرنا چاہیئے ادہر اس نے یہ فیصلہ کیا۔ اور ادہر ایک قاصد کو صبا رفتار گھوڑے پر سوار کرکے اسی مطلب کے لئے وادی گلنکو بھیجدیا۔ کہ وہ لارڈ میکڈانلڈ سے بہت جلد امداد بہم پہنچانے کی درخواست کرے۔

جولائی ۱۶۸۹ء کے وسطی ایام تھے۔ کہ معاملات نے انتہائی صورت اختیار کی۔ اسی ماہ کی ۱۷ تاریخ کی صبح کو جنرل میکائے اپنی شیر دل فوج لیکر اس غرض سے درہ گلی کرنیکی میں داخل ہوا کہ قلعہ بلیر پر جس کی حفاظت کے لئے مارکوئیس آف اتھول نے معمولی حالت اضطراب میں مٹھی بھر جوان فراہم کئے تھے۔ فیصلہ کن وار کرے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ جرنیل مذکور کی سپاہ پانچہزار کے قریب تھی۔ اور اس میں سے ⅙ حصہ سوار تھے۔ اس کے پاس توپ خانہ بھی کافی تھا۔ اور تازہ دم سپاہی مرنے مارنے کو تیار تھے۔ دوسری جانب لارڈ ڈنڈی کے پاس صرف ۱۵۰۰ آدمی تھے۔ جنہیں اپنی قوت پر نہ سہی اپنے افسر اعلےٰ اور اس کے نائب ارل آف ڈنفرمِلن کی شجاعت پر بڑا اعتماد تھا۔ علاوہ بریں کرنیل کینن کی آئرش سپاہ کو بھی اس مختصر عرصہ میں

تھوڑی بہت تربیت دے دی گئی تھی اور امید کی جاتی تھی کہ وہ لڑائی میں کچھ نہ کچھ امداد ضرور دے سکے گی۔

دونو لشکر درہ کلی کرنیکی میں ملے۔ ہر چند کہ گرمی کا موسم تھا۔ تاہم صبح دھندلی اور کہر آلود تھی اور درہ میں چاروں طرف ہلکے بخارات چھائے ہوئے تھے۔ جب فوجیں ایک دوسرے سے چند سو گز کے فاصلہ پر رہ گئیں تو انگریزوں کو اول مرتبہ شاہ پسند فوج کی موجودگی کا علم ہوا۔ مگر لارڈ ڈنڈی اس مقابلہ کے لئے پہلے سے تیار تھا۔ کیونکہ شب گذشتہ کو ایک مخبر نے اطلاع دی تھی کہ میکائے اس درہ کو عبور کرنا چاہتا ہے۔ یہ خبر پاکر لارڈ ڈنڈی کوچ در کوچ کرکے اس کے مقابلہ کے لئے یہاں پہنچ گیا تھا۔

دھند اور کہر میں لڑائی شروع ہوئی اور فریقین نے خوب ہی داد شجاعت دی۔ میکائے کی ہراول فوج نے پہاڑی سپاہیوں پر خوفناک آگ برسائی۔ جنہوں نے پہلے تو اس کا جواب توپخانہ کی مدد سے دیا۔ لیکن جلدی ہی ہر ایک جوان شمشیر بکف ہو کر دشمن پر ٹوٹ پڑا۔ انگریزی نرسنگھوں کی آواز سکاٹ لینڈ کے فوجی ساز کی دردناک صدا میں آمیز ہو گئی۔ شمال و جنوب کی فوجوں کے جنگی نعروں نے آسمان سر پر اٹھا لیا۔ تلوار کی جھنجھناہٹ سے پہاڑ کا ہر ایک حصہ گونجنے لگا اور اس شور کو سن کر عقاب بھی اپنے بلند آشیانوں سے اڑ کر دھندلی فضا میں اس لئے پرواز کرنے لگے کہ مقتولوں پر جھپٹا لگائیں۔ درہ کلی کرنیکی میں توپوں کی گھنگرج آواز نے بڑی ہیبت ناک گونج پیدا کی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ پہاڑ کی چوٹیوں پر بادل گرج رہے ہیں۔ اور وہ آگ جو توپوں کے دہانہ سے نکلتی تھی۔ وہ بجلی کی چمک کا نظارہ پیش کرتی تھی۔

ایک گھنٹہ بڑے گھمسان کا معرکہ ہوا۔ اتنے میں کہر ہٹنے لگی اور سورج نے بادلوں کے پیچھے سے جھانکنا شروع کیا۔ آخر جس وقت وہ سفید بخارات جو پہاڑ کی ڈھلوانوں اور کھڈوں پر چھائے ہوئے تھے منتشر ہو گئے۔ تو ان لوگوں کو جو شریک جنگ تھے۔ ایک بڑا ہیبتناک منظر دکھائی دیا۔ ہر طرف کشتوں کے پشتے اور زخمیوں کے انبار تھے۔ اب اول مرتبہ پہاڑی فوج کو دشمن کی عددی عظمت کا احساس ہوا۔ اور مآخر الذکر کو بھی معلوم ہو گیا۔ کہ حریف کی ہستی کچھ اہمیت نہیں رکھتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک طرف پہاڑی فوج کے دل ڈوب گئے۔ اور دوسری جانب انگریزی سپاہ کے حوصلے بلند ہو گئے۔ اتنے میں پھر مقابلہ شروع ہوا۔ دونو فریق جی توڑ کر لڑے۔ مگر ایک گھنٹہ کی جد و جہد کے بعد بھی میدان کا فیصلہ نہ ہو سکا۔

جنرل میکائے کو یہ دیکھ کر سخت ہی قلت اور خجالت ہوئی۔ کہ میرا لشکر خراب جبر پیادہ کے سامنے عاجز ہوا جاتا ہے۔ حالت یاس میں اس نے سواروں کو زور کا حملہ کرنے کا حکم دیا۔ اور خود ان کے آگے ہولیا۔ اتفاق سے وہ جگہ جہاں مقابلہ ہوا نسبتاً ہموار تھی۔ اس حصہ پر جنرل میکائے کے سوار گھوڑے دوڑاتے اور اپنے بھالوں کو زور سے ہلاتے حملہ آور ہوئے۔ حملہ کی شدت ناقابل برداشت تھی۔ لارڈ ڈنڈی اپنی فوج کے آگے بڑی بہادری سے لڑا۔ اس نے سر کیف ہو کر دشمن کے واروں کا خوب ہی مقابلہ کیا۔ مگر بے سود۔ پہاڑی فوج اس پُرجوش حملہ کی تاب نہ لا سکی جمعیت منتشر ہو گئی۔ سپاہیوں میں اضطراب پھیل گیا۔ شکست و تباہی کے آثار نظر آنے لگے ارل آف ڈنبرٹن پرتھ شائر کے شریف النسب والنیٹروں کی جماعت لیکر ایک طرف ہٹ گیا کپتان کینن کی نامہاد آئرش فوج کے دوسری طرف دھوئیں بکھر گئے۔ اور اب اس قابل یاد صبح کو سکاٹش بہادروں کی مختصر جماعت فاتح دشمن کے رحم پر نظر آنے لگی۔

مگر سُننا! یہ آواز کیا تھی جو دور فاصلہ سے سنائی دی! ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ ڈنڈی کی فوج کے عقب میں درہ کے دور افتادہ حصہ سے پہاڑی ساز کی چیختی ہوئی آواز آرہی ہے بتدریج یہ آواز بلند ہوتی گئی۔ اور اس کے قریب تر ہوتے جانے سے بین کے وجد آور سروں نے زیادہ پرخروش صورت اختیار کی۔ اب صاف معلوم ہوتا تھا کہ اس آواز کے ساتھ فوجی ہتھیاروں کی جھنجھناہٹ گھوڑوں کے سموں کی کھڑکھڑاہٹ اور پیدل چلنے والوں کی چاپ بھی سنائی دے رہی ہے۔

"امداد قریب ہے!" لارڈ ڈنڈی نے دل خوشی کے ساتھ گرجتی ہوئی آواز میں کہا۔ "بہادرو ہمت کرو۔ ہم بڑی آسانی سے دشمن کو پسپا کر سکیں گے۔"

دوسری طرف جنرل میکائے بھی معاملہ کی اہمیت سے غافل نہ تھا۔ وہ اپنی فوج سے مخاطب ہو کر کہہ رہا تھا۔ "آگے بڑھو۔ آگے بڑھو شکست یاب دشمن کی حالت سے اس کے مددگاروں پر ثابت کر دو کہ ان کی آمد بے سود ہے۔"

انگریزی فوج نے یہ سمجھ کر کہ اب فتح حاصل کرنے کے لئے صرف ایک زوردار کوشش کی ضرورت ہے۔ بہادر پہاڑی فوج پر پورے جوش سے حملہ کیا۔ ڈنڈی کی سپاہ دشمن کے نرغہ میں آگئی۔ مگر ہر قسم کی مشکلات کے باوجود وہ لوگ جی توڑ کر لڑے۔ اس کے باوجود فریقین کا مقابلہ کوہ و کاہ کے مقابلہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ انگریزی لشکر کی کمپنی پر کمپنی۔ دستہ پر دستہ

فوج پر فوج حملہ آور ہو رہی تھی۔ اور حالت ایسی یاس افزا ہوئی۔ کہ پہاڑی جنگجوؤں کا قتل عام کوئی دم کی بات تھی۔ کہ وہ کمک جس کی آمد کی خبر اس کے ساز سے مل چکی تھی۔ درہ کے موڑ پر نمودار ہوئی۔

گلنکو اور گلن فان کے پُرجوش جنگی نعرے بلند کرتے ہوئے یہ لوگ دوڑ کر اس مقام پر پہنچ گئے۔ جہاں معرکہ شدت سے جاری تھا۔ اس فوج کا افسر اعلیٰ راڈرک میکڈانلڈ تھا جو ایک خوشنما گھوڑے پر سوار ۱۰۰ چیدہ سواروں کے درمیان آگے آگے چل رہا تھا۔ اور ان کے پیچھے سات سو ایسے بہادر سپاہی پیدل آ رہے تھے۔ جو اپنے کمانیر کے اشارہ پر خون کو پانی کی طرح بہا دینے کے لئے تیار تھے۔ آن واحد میں راڈرک نے میدان جنگ کا نقشہ دیکھ لیا۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے محسوس ہوا کہ اگر میں ۱۰ منٹ بعد از وقت آتا۔ تو میرا آنا نہ آنا برابر تھا۔ اس نے فوراً حکم جاری کیا۔ اور ساری فوج درہ سے کسی قدر بلندی پر گذر کر جہاں زمین اس قدر ہموار تھی کہ سوار فوج کو کسی دقت کا سامنا نہیں ہو سکتا تھا۔ زور سے بہنے والی ندی کی طرح انگریزی سپاہ پر ٹوٹ پڑی۔ اس حملہ کا اثر سب سے پہلے جنرل میکائے کے سواروں پر ہوا۔ جو گلنکو اور گلن فان کی تازہ دم فوج کی تاب مقابلہ نہ لا کر منتشر ہو گئے۔ ڈنڈی کی جد و جہد کرتی ہوئی فوج کے جوانوں نے جس وقت یہ کہا "گلنکو والے آ گئے!" تو ان کی آواز انگریزی سپاہ کے کانوں میں ندائے مرگ کی طرح خوفناک ثابت ہوئی۔ گھڑ چڑھی فوج میں اضطراب پھیل گیا۔ اور ہر شخص بے تحاشا گھوڑا دوڑاتا پیچھے کی طرف بھاگ نکلا۔ اس کام سے فارغ ہو کر سردار ڈرک نے جو اب تک اپنی فوج کے آگے تھا۔ میکائے کی پیدل فوج پر حملہ کیا۔ سپاہیوں کی صف کو چیرتے ہوئے اس نے اپنے بے خوف جوانوں کی مدد سے دشمن کی فوج کے دھوئیں بکھیر دیے۔ انگریزی سپاہ بے بس ہو کر بھاگ نکلی۔ اور ڈنڈی کی مغلوب فوج کے اوسان بحال ہو گئے۔ اس وقت ارل آف ڈنبرٹن نے اپنے والنٹیروں کی مدد سے انگریزی توپخانہ پر قبضہ کر لیا۔ اور میکائے پھر ایک بار دشمن کو نیچا دکھانے کی ناکام کوششوں کے بعد بھاگ جانے پر مجبور ہوا۔

لیکن عین اس وقت جب سکاٹش فوج ساکنان گلنکو و گلن فان کی غیبی امداد سے شکست و تباہی سے محفوظ ہو کر اپنی کامیابی پر خوش ہو رہی تھی۔ یعنی فتح کی انتہائی مسرت کے موقعہ پر اتفاقاً ایک گولی وائسکونٹ ڈنڈی کو ایسی لگی کہ وہ فوراً ہی بے جان ہو کر گر پڑا۔ اس طرح اس قابل یادوں کی کامیابی سکاٹ لینڈ کی پہاڑی فوجوں کے لئے بہت گراں ثابت ہوئی۔ انگریزی سپا

کے ۲۰۰ جوان مارے گئے۔ اور ۵۰۰ گرفتار ہوئے۔ باقی بے تحاشا بھاگ نکلے۔ راڈرک اگر چاہتا تو اپنی مظفر ومنصور فوج کے تعاقب سے اس پسماندہ فوج کو بھی قتل کرا سکتا تھا۔ مگر اس رحم وفیاضی کے زیر اثر جو اس ناول کے بہادر کا روز اول سے شیوہ تھی۔ اس نے ان کو بچ کر نکل جانے دیا۔ اور خود فوج کو ساتھ لیکر اس خیال سے قلعہ بلیر کی طرف روانہ ہوا کہ ایسا نہ ہو دشمن پھر اپنی فوج جمع کر کے ادھر کا رخ کرے۔

باب ۔ ۳۷

سیاہ پوش

داستان کا سلسلہ جاری رکھنے سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان حالات کو بھی واضح کر دیا جائے جن میں راڈرک نے گلنکو اور رگلن فان کی فوج کی سپہ سالاری منظور کی جس وقت وا شگونٹ ڈنڈی کا قاصد امداد کی استدعا کیلئے وادی گلنکو میں پہنچا۔ تو لارڈ میکڈانلڈ بیمار تھا۔ اور گو اس علالت میں بھی اس پہاڑی بہادر نے پلنگ سے اٹھ کر فوج کی کمان اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی۔ تاہم نقاہت نے اس ارادہ سے باز رہنے پر مجبور کیا۔ لارڈ رگلن فان تقاضائے عمر سے اس مہم کی سرگرمی اختیار نہ کر سکتا تھا۔ اور ایلن عدم پتہ تھا۔ فی الحقیقت قلعہ ایڈنبرگ کی تسخیر کے بعد اب تک اس کا پتہ ہی نہ تھا۔ کہ کہاں اور کس حال میں ہے۔ ان حالات میں سر راڈرک میکڈانلڈ نے مشترکہ فوجوں کی کمان اپنے ہاتھ میں لی۔ اور لارڈ ڈنڈی کی امداد کے لئے روانہ ہوا جس طرح اس نے عین وقت پہنچکر معرکہ کلی کرنکی کی صورت کو بالکل ہی پلٹ دیا۔ اس کا حال ناظرین اس سے پہلے باب میں پڑھ چکے ہیں۔ شجاعان گلنکو میں تھا۔ رسٹین احمر بھی شامل تھا۔ اور اس نے اس موقعہ پر خوب داد شجاعت دی۔ ولیم فاکنر بھی حسب معمول اپنے آقا کے ساتھ رہا۔

قلعہ بلیر میں پہنچکر راڈرک نے ایک قاصد اپنے والد کی طرف روانہ کیا۔ اور اس کے ہاتھ لڑائی کا سارا حال کہلا بھیجا۔ اس سلسلہ میں بہادر ڈنڈی کی موت کی خبر بھی معلوم کی گئی۔ اسی دن قلعہ میں ایک جنگی کونسل کا اجلاس ہوا جس میں راڈرک۔ ارل آف ڈنبرٹن۔ کرنیل کینن اور کئی اور افسر جنہوں نے اس روز کے معرکہ میں حصہ لیا۔ شامل تھے۔ اور مارکوئیس آف ہنٹول

اور بعض دیگر ہندوستانی رؤسا کو بھی اس تقریب پر مدعو کیا گیا تھا۔ اس مجلس میں اتفاق رائے سے فوج کی کمان سر راڈرک کے سپرد کی گئی۔ لیکن اس خیال سے کہ ان لوگوں کی جو سن و سال اور تجربہ میں اس سے بزرگ تھے۔ دل شکنی نہ ہو۔ ظاہر یہ کیا گیا کہ وہ اپنے والد کی جگہ کام کر رہا ہے۔ اور اس لحاظ سے اس کا تقرر معمر والئے گلکو کی شفایابی اور آمد تک مشروط ہے۔ راڈرک نے اس اعلیٰ اور ذمہ داری کے عہدہ کو نامنظور کرنے کی بہت کوشش کی۔ لیکن اوروں نے اس کے اعتراضات کے معقول جواب دے کر۔ اسے منظور کرنے پر مجبور کر دیا۔ اور چونکہ اس نے دیکھا کسی دوسرے افسر کو میرے اس تقرر پر کسی طرح کا اعتراض نہیں ہے۔ اس لئے راڈرک نے بھی تامل نہ کیا۔ قدرتی طور پر اس تقرر سے گلنکو اور گلن فان کی فوجوں کو بہت خوشی ہوئی۔ اور جن بہادروں نے اب تک لارڈ ڈنڈی کی ماتحتی میں نمایاں خدمات انجام دی تھیں انہوں نے اب اس نوجوان بہادر کو بخوشی اپنا افسر منظور کیا۔

سر راڈرک نے اس کا عہد مصمم کر لیا تھا۔ کہ جن لوگوں نے مجھے یہ عہدہ پیش کیا ہے ان پر ثابت کر دیا جائے۔ کہ میں ہر طرح اس کے اہل اور ان کے اعتماد کے قابل ہوں۔ ایک رات قلعہ بلیر میں بسر کرنے کے بعد۔ دوسرے دن علی الصبح اس نے اپنی فوجوں کو اس خیال سے مرتب کیا کہ جنوب کی طرف کوچ کر کے نواحات ایڈنبرگ میں لڑائی کی جائے۔ تاکہ بصورت کامیابی مناسب موقعہ پر ایڈنبرگ پر قبضہ کیا جا سکے۔ فتح کلی کرنیکی کی خبر اس سے پہلے جنگلی آگ کی طرح ملک کے ہر حصہ میں پھیل چکی تھی۔ اور بے شمار والنٹیر فتحمند لشکر میں بھرتی ہونے کے لئے آ رہے تھے۔ اس اثنا میں خبر ملی کہ میکائے کی منتشر فوج اطراف ڈنکلڈ میں جو قلعہ بلیر سے چند میل جنوب مشرق میں واقع تھا۔ بھاگ گئی ہے۔ چونکہ یہ مقام اسی راہ میں آتا تھا جو راڈرک نے اپنی فوج کے لئے تجویز کی تھی۔ اس لئے اس نے ارادہ کیا کہ سب سے پہلے ڈنکلڈ کا محاصرہ کیا جائے۔ چنانچہ وہ اپنی مظفر و منصور فوج کو ساتھ لے کر اس طرف روانہ ہوا۔ اس قدیم شہر تک پہنچتے پہنچتے اس کی فوج میں قریباً تین ہزار جوان ہو چکے تھے۔

قصبہ ڈنکلڈ ایک نشیب مقام پر ایسے طریق پر واقع ہے کہ اس کے چاروں طرف بلند پہاڑ ہیں۔ جن پر اس زمانہ میں دور تک جنگل پھیلا ہوا تھا۔ قریب ہی دریائے ٹے بہتا ہے جس پر اس زمانہ میں بھی جس کا حال ہم لکھ رہے ہیں ایک مضبوط پل بنا ہوا تھا۔ شہر کے پاس ... آف ایتھول کا خوشنما دیہاتی مکان جنگلی درختوں کے سایہ میں واقع تھا۔

سے راڈرک نے اپنا صدر مقام بنایا۔ جنرل میکائے کی فوج کے بارہ میں جو خبر اسے موصول ہوئی تھی۔ وہ صحیح ثابت ہوئی۔ واقعی اس نے اپنی بچی ہوئی فوج کے ساتھ اسی شہر میں پناہ لی تھی۔ اور اس جگہ سے اس نے اپنے قاصد کمک طلب کرنے کے لئے ایڈنبرگ روانہ کئے تھے سر راڈرک نے یہاں آتے ہی شہر کی حوالگی کا مطالبہ کیا۔ مگر جب انکار کیا گیا۔ تو اس نے شدید محاصرہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔

اس جگہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس ناول کے ہیرو راڈرک کے شجاعانہ کارناموں کی تفصیل کے ساتھ ہی ساتھ اس کے خیالات کا بھی کچھ حال بیان کیا جائے۔ جب ڈیوک آف گارڈن کے قتل کی خبر وادی گلنکو میں اس کے کانوں تک پہنچی تو اسے سخت افسوس ہوا۔ اگرچہ اس کے والدین اس فعل کو اس نفرت وخوف کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے جو وہ خود اس بارہ میں محسوس کرتا تھا معمر والئے گلنکو اپنی تندمزاجی کی وجہ سے اس واقعہ کو ان افسوسناک مگر ضروری واقعات میں سے ایک سمجھتا تھا۔ جو اثنائے جنگ میں اکثر پیش آیا کرتے ہیں۔ اور لیڈی میکڈانلڈ کے خیالات اپنے شوہر کے خیالات کے اس قدر مطابق ہوتے تھے۔ کہ وہ ایسے معاملات میں کوئی جداگانہ رائے رکھتی ہی نہ تھی۔ مگر لیڈی ایلین ہمیشہ اور راڈرک کو اس واقعہ سے سخت رنج ہوا۔ وہ اس حقیقت کو بہرحال نظر انداز نہ کر سکتے تھے کہ جو کچھ ہوا وہ قتل کے ایک بے درد اور قابل نفرت واقعہ سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا۔

جس روز یہ سانحہ پیش آیا۔ اسی دن سے ایلین لاپتہ تھا۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اس دنیا میں زندہ ہی نہیں ہے۔ اور اگرچہ قلعہ ایڈنبرگ کے مقتولوں میں اسکی لاش کہیں دستیاب نہ ہوئی تھی۔ تاہم اس کے متعلقین کے دلوں میں یہ خیال مضبوطی سے جاگزین ہو چکا تھا۔ کہ وہ اس لڑائی میں ہی مارا گیا ہے۔ بار بار راڈرک کو اس وجہ سے رنج ہوتا تھا کہ میرے بھائی کا نام ایک ایسے خونیں واقعہ سے منسوب ہوا۔ اور اس کے بعد یہ خیال بھی اس کے لیے کچھ کم تکلیف دہ نہ ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنے بے شمار گناہوں کی توبہ کیئے بغیر ہی مارا گیا۔

لیکن اس کی افسردگی محض انہی وجوہ سے نہ تھی۔ وہ اس شخص کی حمایت ناپسند کرتا تھا جس کے حق میں اسے میدان میں آنا پڑا۔ ہر چند کہ وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر شاہ ولیم کے حامیوں نے سکاٹ لینڈ میں اپنی حکومت قائم کر دی۔ تو برٹیلبین اور کیمبل کے دشمن قبائل ساکنان گلنکو وقبیلہ گلن فان سے دیرینہ عداوت کا بدلہ نہایت خوفناک طریق پر لیں گے۔ تاہم ایسی حالت

پیش آنے پر وہ آخرالذکر کی بہادری دشمن پر غالب آتا اس سے بہتر سمجھتا تھا کہ شاہ جیمز کی طاقت بحال کر کے اس ذریعہ سے حفاظت کی صورت پیدا کرے۔ پس یہ امر واقعہ ہے کہ اس نے محض اپنے والد اور خسر کے اصرار پر۔ اور ان کی خوشنودی مزاج کی خاطر۔ اس مہم میں شریک ہونا منظور کیا تھا۔ ورنہ بذاتہ اسے اس کام سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ پورے جوش و جوانمردی سے لڑتے ہوئے بھی وہ اس خیال کو دل سے خارج نہ کر سکتا تھا۔ کہ مجھے اس معاملہ سے جس کی حمائت کے لیے یہ سب کچھ ہو رہا ہے کسی طرح کی ہمدردی نہیں۔ پھر بھی کچھ تو والدین کی حکم پروری اور کچھ اپنی خوشنودی کے لیے اس نے اس کام کو ترک کرنا مناسب نہ سمجھا۔ غرض انکار اس لیے کہ اگر وہ بہادر ہوتے ہوئے دشمن کے مقابلہ پر جانے سے انکار کرتا تو یقیناً اسے بزدل قرار دیا جاتا۔ لوگ اس کے سابقہ کارناموں کو بھول جاتے۔ اور گلنکو اور گلن فان قبائل کا ہر شخص اس سے نفرت کرنے لگتا۔ یہ ساری تفصیلات بیان کرتے ہوئے ہم ناظرین سے یہ امر ملحوظ خاطر رکھنے کی استدعا کرنے پر مجبور ہیں کہ جس زمانہ کا حال ہم ان سطور میں قلمبند کر رہے ہیں۔ وہ حالات حاضرہ سے بالکل مختلف تھا۔ اور کئی ایک باتیں مثلاً خاندانی روایات ملکی تعصبات۔ ذاتی مشکلات اور فطری شجاعانہ صفات راڈرک کو یہی طریق عمل اختیار کرنے پر مجبور کر تی تھیں جسے اس نے طوعاً و کرہاً اختیار کیا۔ علاوہ بریں اسے شاہ ولیم یا اس کے مقاصد سے کسی طرح کی ہمدردی نہ تھی۔ فی الحقیقت وہ جیمز اور ولیم دونوں میں سے کسی کی کوششوں سے قطعاً دلچسپی نہیں رکھتا تھا۔ لیکن اب جس وقت حالات سے مجبور ہو کر اسے آخرالذکر کے خلاف میدان میں اترنا پڑا۔ تو اس نے اس فرض کو جو اسکی ذات پر اعتماد کر کے اس کے سپرد کیا گیا تھا۔ بحسن و خوبی سرانجام دینا ضروری سمجھا۔

اس جگہ یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ راڈرک کو اپنی موجودہ مصروفیتوں کی وجہ سے حسینہ ایلین سے جدا ہو کر کتنا رنجیدہ و الم ہوا۔ ہر چند کہ اس وقت جب وہ اپنی بہادر فوج کو ساتھ لیکر وادیٔ گلنکو سے روانہ ہوا تو اس نازنین نے رخصتی رومال بڑے فخر کے ساتھ اس کے گلے میں باندھا تھا۔ تاہم اس نے دیکھا کہ اس سرخ و سپید چہرہ پر آنسوؤں کے قطرے موتیوں کی لڑی کی طرح گر رہے تھے۔ ایک جانباز بہادر کی حیثیت میں وہ اس کی مداح ضرور تھی مگر ایک شوہر کی حیثیت میں اسے اس کے ساتھ جو گہری محبت تھی۔ اس کو چھپانا۔ اس کے لیے عملی طور پر غیر ممکن تھا۔ خود راڈرک نے جس وقت رخصت ہوتے ہوئے ایلین کو گلے لگایا۔ تو گو

اس نے اپنے دل میں سمجھا کہ حالات کا تقاضا یہی ہے کہ میں ان نئے معرکوں میں حصہ لیکر مزید شہرت دنیا کی حاصل کروں۔ تاہم اس کے لیے اس نازنین سے رخصت ہو نے کا تصور جو اس کی راحت قلب کا مرجع و مرکز تھی۔ سخت ہی دشوار تھا۔

اس قدر توضیح کے بعد ہم پھر ایک بار اصلی داستان کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ یہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ کہ سر راڈرک میکڈانلڈ نے ڈنکلڈ کا سخت محاصرہ کر لیا تھا۔ اس نے شہر کے ایک جانب دریائے ٹے کے ساحل پر بہت سی فوج ارل آف ڈنبرٹن کے ماتحت متعین کر دی اور دوسرے پہلو کی حفاظت کا کام کرنیل کیمبن کے سپرد کیا۔ کہ اس طرف سے محصورین کو کشتیوں کے ذریعہ کسی طرح کی مدد نہ پہنچائی جائے۔ باقی فوج کو اس نے دریا کے دونوں جانب مختلف مقامات پر مناسب طور سے تقسیم کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ قلعہ کے استحکامات کے گرد مکمل محاصرہ کی صورت پیدا ہو گئی ان انتظامات کے پہلو بہ پہلو مدافعانہ تیاریاں مکمل کر کے راڈرک نے ایک اور قاصد جنرل میکا سے کے پاس بھیجا۔ اور کہلا دیا کہ آپ باشندگان شہر کی حالت پر رحم کھا کر انہیں ناقہ کشائی تباہی پر مجبور کرنے کی بجائے شہر کو ہمارے حوالہ کر دیں تو اچھا ہو۔ اس پیغام کا جواب انگریز جرنیل کی طرف نہایت گستاخانہ لہجہ میں دیا گیا جس کے بعد راڈرک کے لیے اس کے سوا چارہ کار نہ تھا کہ وہ پوری شدت سے محاصرہ جاری رکھتا۔ ساتویں روز شہر پر چاروں طرف سے دھاوا بول دیا گیا۔ اور اس موقعہ پر راڈرک نے بذات خاص حملہ آور فوجیوں کی رہبری کی۔ جنرل میکاسے کے زیر کمان انگریزی فوج نے شہر کے اندر رہتے ہوئے خوب ہی داد شجاعت دی۔ دن بھر میدان کا رزار گرم رہا اور آخر کار یہ خوفناک جدوجہد غروب آفتاب کے بعد ملتوی ہوئی۔ لیکن فائدہ بہر حال میں محاصرین کو حاصل ہوا۔ سکاٹ لینڈ کے توپ خانہ نے فصیلوں میں جا بجا شگاف پیدا کر دیئے۔ اور مجموعی حالت سے راڈرک کو یقین ہو گیا۔ کہ ڈنکلڈ ۴۸ گھنٹوں کے اندر اندر یقیناً سر ہو جائے گا۔

جس روز کا ہم ذکر کر رہے ہیں۔ رات کے دس بجے تھے اور راڈرک مارکوئیس آف ہیقول کے مکان پر تنہا بیٹھا ہوا تھا۔ ہر چند کہ دن بھر کی مصروفیتوں کی وجہ سے وہ بہت تھکا ماندہ تھا پھر بھی خواب کی رغبت نہ تھی۔ کسی طرح کے رنجیدہ اور مضطرب کن خیالات اس کے دل میں ہیجان پیدا کر رہے تھے۔ کبھی اسے اپنے بدنصیب بھائی کا خیال آتا جو اس کی دانست میں مر چکا تھا۔ کبھی حسین و جمیل ایلن کا جس کی تصویر ہر وقت اس کے پیش نظر رہتی تھی۔ کبھی وہ ان حالات پر غور کرتا جن سے مجبور ہو کر اسے موجودہ فرض اپنے اوپر لینا پڑا تھا۔ اور کبھی

یہ سوچتا کہ اس جنگ کا انجام کیا ہوگا۔ فتح و شکست کے امکانات مساوی طور پر اس کے پیش نظر ہوتے تھے اور وہ سوچتا تھا کہ دونوں صورتوں میں اس کا مستقبل کیا ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ اسے تسخیر ڈنکلڈ کا کامل یقین تھا۔ پھر بھی معاملہ کے دوسرے پہلو کو نظر انداز کرنا عاقبت بینی سے بعید تھا۔ اس سلسلہ میں اسے خیال آتا کہ اگر ڈنکلڈ سر ہو گیا۔ تو پھر کیا مجھے اس اعلیٰ پر دلیری سے ایڈنبرگ کی طرف بڑھے جانا چاہیئے۔ کہ اس جگہ کی کیتھولک آبادی کی مدد سے شہر پر قبضہ کیا جا سکے گا؟ رفتہ رفتہ یہ تجویز اس کو ہر طرح قابل عمل نظر آنے لگی۔ پاس ہی میز پر قلم دوات رکھی ہوئی تھی۔ اس خیال سے کہ کامیابی اور ناکامی کے دونوں پہلوؤں کو اچھی طرح پیش نظر رکھا جا سکے۔ اس نے ایک پرزہ کاغذ پر ڈنکلڈ سے ایڈنبرگ تک رستہ کا پروگرام تیار کیا۔ سڑک بلاشبہ سیدھی نہ تھی۔ اس میں کئی موڑ آتے تھے۔ نہ صرف اس لئے کہ جغرافیائی سہولت کا تقاضا یہ تھا بلکہ اس لئے بھی کہ فوج کا ان شہروں اور قصبوں سے ہو کر گذرنا بہتر تھا جن سے مدد مل سکتی تھی۔ تاہم نقشہ جو اس نے تیار کیا۔ مجموعی طور پر اطمینان بخش تھا۔ راڈرک اس کام میں اس قدر منہمک ہوا کہ سڑک کا خاکہ کھینچنے کے بعد اس نے کاغذ کے نچلے حصہ میں اپنی تجویز کی نسبت مختلف یادداشتیں بھی درج کرنی شروع کر دیں اور حاشیہ پر اپنی امیدوں اور ارادوں کا ذکر اس لئے کر دیا کہ ایسا نہ ہو کوئی بات جو اس وقت ذہن میں ہے پھر بھول جائے رفتہ رفتہ کئی نئے خیالات پیدا ہونے لگے۔ ایک تجویز کے سلسلہ میں دوسری نمودار ہوئی۔ اور وہ میز کے پاس بیٹھا ہوا ان سب کو کاغذ پر لکھتا گیا۔

اس مصروفیت میں راڈرک کو وقت گذرتا معلوم نہ ہوا۔ اور یہ بات قطعاً اس کے ذہن سے خارج ہو گئی کہ ڈنکلڈ پر طلوع آفتاب کے وقت ہلا کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ اس لئے مجھے اس موقعہ کے واسطے تیار رہنا چاہیئے۔ آخر جب اس کام سے فارغ ہوا تو آرام کے لئے بہت کم وقت باقی رہ گیا تھا۔ دن بھر کی صعوبت کے بعد علی الصبح تازہ دم اُٹھنے کے لئے وقت پر سونا ضروری تھا۔ مگر اب جو اس نے گھڑی نکال کر دیکھی۔ جسے اس نے اثنائے قیام لندن میں خریدا تھا۔ تو معلوم ہوا کہ آدھی رات ہو چکی ہے۔ اپنی جگہ سے اُٹھ کر وہ لباس اُتارنے لگا تھا۔ کہ ایسا معلوم ہوا کوئی دروازہ کی دستی کو حرکت دے کر اندر آنا چاہتا ہے۔ کمرہ کے باہر برآمدہ میں اس کا خادم ولیم فاکنر سو رہا تھا جسے اس نے ابھی کے قریب سونے کی اجازت دے دی تھی۔ مگر اسی آہٹ سے خیال پیدا ہوا کہ وہ شاید اب تک سویا نہیں اور یہ معلوم کرنے آیا

ہے کہ راڈرک کو اس کی خدمات کی ضرورت تو نہیں۔ پس وہ لباس اُتارے ہوئے رُک کر ولیم فاکز سے وضاحت کا منتظر ہوا جسے وہ اس وقت تک جاگتے رہنے کے لئے نرم لفظوں میں ملامت کرنا چاہتا تھا۔ مگر جس وقت دروازہ بتدریج کھُلا تو اس نے دیکھا کہ داخل ہونے والا ولیم فاکز نہیں بلکہ کوئی اور شخص۔ قد میں اس سے بہت لمبا ہے۔ اور اس نے سر سے پاؤں تک ایک سیاہ چادر لپیٹی ہوئی ہے جس میں اسکی صورت بالکل نظر نہیں آتی۔

کمرہ کے اندر میز پر مدھم سا لیمپ جل رہا تھا۔ اور چونکہ کمرہ بہت فراخ تھا۔ اس لئے اس کی روشنی چاروں طرف پوری طرح نہ پہنچتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ اس کا وہ حصہ جہاں دروازہ بنا ہوا تھا نیم تاریکی کی حالت میں تھا۔ ایسے حالات میں آدھی رات کے وقت دفعتاً ایسی بھیانک صورت کا شب کی تاریکی سے نکلکر دروازہ پر نمودار ہونا راڈرک کے دل پر بھی جو بہت کم وہمی خیالات کا عادی تھا۔ ایک حد تک اثر پیدا کرنے کا موجب ہوا۔

لیکن یہ اثر ایک لمحہ سے زیادہ عرصہ تک قائم نہ رہا۔ کیونکہ فوراً تلوار پر ہاتھ رکھ کر اور اسے نیام سے کسی قدر باہر نکالتے ہوئے اس نے کہا "تم خواہ کوئی ہو۔ خبردار اس جگہ سے آگے ایک قدم بھی آگے نہ رکھنا۔"

وہ تاریک صورت راڈرک کے الفاظ سے پہلے ہی دروازہ میں رُک گئی تھی۔ اس سیاہ چادر میں لپٹی ہوئی پُراسرار صورت کو دیکھ کر بے اختیار دل میں خوف وہراس پیدا ہوتا تھا۔ سایہ میں جہاں نووارد کھڑا تھا۔ یہ معلوم کرنا دشوار تھا کہ اس سیاہ چادر کی اصلی حیثیت کیا ہے۔ کیا وہ کسی راہب کے لبادہ اور جبہ پر مشتمل ہے۔ یا معمولی چادر ہے یا تابوتی کفن۔ راڈرک کے الفاظ کے بعد تھوڑی دیر خاموشی رہی۔ اس نے سانس روک کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ یہ شخص بھی سانس لیتا ہے یا نہیں۔ لیکن کوئی اس قسم کی آواز اس کے کان میں نہ پہنچی۔ فی الحقیقت اگر اس سیاہ چادر کے نیچے کوئی بے جان لاش یا فوق الفطرت روح پوشیدہ ہوتی۔ تو بھی کمرہ کی خاموشی اس سے زیادہ خوفناک اور زیادہ مکمل نہ ہوتی جیسی اب تھی۔

مسٹر راڈرک فوراً اس سیاہ پوش کے پاس نہیں گیا۔ کیونکہ اسے ڈر تھا کوئی اس ذریعہ سے غداری کرنے نہ آیا ہو۔ اس میں شک نہیں کہ وہ بے خوف اور بہادر تھا۔ تاہم دوراندیشی کا تقاضا یہ نہ تھا کہ وہ سیدھا قاتل کے پاس جا کر اس کے خفیہ وار کا نشانہ بنے۔ دوسری طرف اس کی فطری دلیری اور احساس نخوت اس سے بھی مانع تھے۔ مگر وہ بے وجہ تلوار نکالے

اس کے قبضہ پر ہاتھ رکھنا ہی اس کے لئے کافی تھا۔ اس حالت میں ایک منٹ گذر گیا۔ سیاہ پوش صورت بدستور ۲۰ قدم کے فاصلہ پر دروازہ میں کھڑی رہی اور راڈرک اپنے مقام پر سکوت و سکون کی حالت میں قائم رہا۔ لیکن آخرکار یہ محسوس کرکے کہ ایسی مضحکہ خیز حالت کو بہت عرصہ جاری نہ رکھنا چاہیئے۔ اس نے صاف و ثابت آواز میں اس سے مخاطب ہو کر کہا "تم کوئی بھی ہو میں حکم دیتا ہوں اس نقاب کو اتار دو۔"

مگر نووارد نے اس کے جواب میں بھی کچھ نہ کہا۔ البتہ اس کی سیاہ چادر کے اندر کچھ سرسراہٹ سنائی دی۔ پھر دو ہاتھ۔ جو راڈرک کو سنگ مرمر کی طرح سفید نظر آئے چادر کے نیچے سے اس قسم کی آواز پیدا کرتے ہوئے نمودار ہوئے جیسے موسم خزاں میں کسی درخت کی شاخ پر خشک پتے کھڑکھڑا رہے ہوں۔ راڈرک بدستور پورے غور سے اس صورت کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اور اب اس سیاہ چادر کی تہ کے دونوں طرف ہٹنے سے اس نے دیکھا کہ اس کے اندر کسی نے پہاڑی وضع کا لباس پہنا ہوا ہے۔ حیران تھا کہ اس کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟ اس کا بدن سر سے پاؤں تک کانپ گیا جب اس نے سوچا کہ عجب نہیں یہ دوسری دنیا سے آئی ہوئی کسی پہاڑی باشندہ کی روح ہو۔ مگر سوال یہ تھا کیا مردوں کی روحیں پھر اس دنیا میں نمودار ہوتی ہیں؟ کیا یہ صورت کسی ایسی ہی روح کی ہے جس کا اب اس دنیا سے کوئی علاقہ نہیں؟

دفعۃً رفتہ رفتہ بڑی آہستگی سے اس سیاہ پوش نے اپنی صورت ظاہر کرنے کا عمل جاری رکھا حتیٰ کہ آخرکار اس کا چہرہ بھی نمودار ہو گیا۔ چہرہ کی رنگت بھی ہاتھوں کی طرح لاش کی ایسی تھی مگر آہ! . . . یہ چہرہ تو راڈرک کے بڑے بھائی ایلن کا تھا! اس کی صورت دیکھ کر وہ گمان جو اس کے دل میں پیدا ہوا تھا۔ صحیح ثابت ہو گیا بے شک یہ اس کا اپنا بھائی . . . یا غالباً اس بھائی کی روح تھی۔ اس لئے کہ شکل وصورت سے یہی معلوم ہوتا تھا راڈرک اس نظارہ کو دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ جتنا زیادہ غور سے اس نے اس صورت کی طرف دیکھا۔ اسی قدر اس کے دل کو یقین ہو گیا۔ کہ یہ کوئی خاکی وجود نہیں بلکہ آتشی روح ہے۔ یہ اس دنیا کے رہنے والوں کی سی صورت نہیں بلکہ ایک روحانی سایہ ہے۔ جو کسی خاص مطلب کے لئے دنیا میں آیا ہے اس کے باوجود وہ اسے دیکھ کر خوف زدہ نہیں ہوا۔

تھوڑی دیر اس کی طرف نظر غور سے دیکھتے رہنے کے بعد آخرکار اس نے اس طرح دبی آواز میں جیسے انسان کسی مردہ کی موجودگی میں اختیار کیا کرتا ہے کہا۔ "بھائی کیا تم اب تک

زندہ ہو یا جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں وہ تمہارا سایہ ہے جو دوسری دنیا سے اس جگہ نمودار ہوا ہے؟

اس سوال کا بھی اس پُراسرار سیاہ پوش صورت نے کچھ جواب نہ دیا۔ نہ اس کے لبوں نے حرکت کی۔ خط وخال کی سختی بھی بدستور قائم رہی۔ بلکہ لیمپ کی مدھم روشنی میں وہ صورت۔ اگر ممکن ہو سکتا ہے تو پہلے سے زیادہ سنجیدہ نظر آنے لگی۔ لیکن اس کے بعد اس نے بتدریج بڑی آہستگی سے اپنا بازو اُٹھا کر راڈرک کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ پھر اس سیاہ چادر کو جسے اپنا چہرہ نمودار کرتے وقت اس نے پیچھے ہٹا دیا تھا۔ بدستور بدن پر لپیٹتے ہوئے وہ پُراسرار وجود پیچھے مڑا۔ اور کمرہ سے ایک طرف کو ہو لیا۔ راڈرک نے اس خاموش حکم کی۔ جو اس کے بھائی کی روح نے ہاتھ کے اشارہ سے دیا تھا۔ تعمیل کرنے میں ایک لمحہ کے لئے بھی تامل نہ کیا۔ یہ خیال پوری طرح اس کے دل میں جاگزین ہو چکا تھا کہ یہ میرے بھائی کی روح ہے۔ جو کوئی خاص اطلاع دینے یا کسی اہم معاملہ پر تنبیہ کرنے کے لیے نمودار ہوئی ہے۔ اور اس خیال کے زیر اثر وہ اس کے اشارہ کی تعمیل سے ہرگز انکار نہ کر سکتا تھا۔ اس روح کے حکم کی تعمیل میں اس نے اتنا تامل بھی تو نہیں کیا کہ اپنی طرہ دار ٹوپی کو سر پر رکھ لیتا۔ ان رسمی باتوں کی اسے قطعاً پروا نہ تھی۔ بس وہ فوراً اس سیاہ پوش صورت کے پیچھے ہو لیا۔ جو بدستور ایک چادر میں لپٹی ہوئی آہستہ قدم سے اس طرح آگے آگے چل رہی تھی کہ نہ پاؤں کی چاپ اور نہ لباس کی سرسراہٹ سنائی دیتی تھی۔

چاند کی روشنی میں جو کھڑکی کی راہ سے ولیم فاکنر کے کمرہ میں داخل ہو رہی تھی۔ معلوم ہوا کہ خادم بے خبر سو رہا ہے۔ اس سے گذر کر وہ دونو۔ یعنی آگے آگے ایلن میکڈانلڈ کی روح اور اس کے پیچھے راڈرک۔ اس مقام پر پہنچے۔ جہاں سے زینہ اُترتا تھا۔ یہاں بھی وہ پُراسرار صورت راڈرک کے آگے رہی اور اسی طرح زینہ سے اُتر کر دونو مکان کے عقبی حصہ میں پہنچے جہاں ایک تنگ روشن دان میں سے چاند کی روشنی برف کے ٹکڑوں کی طرح سرد۔ شفاف اور خوشنما۔ مکان کے اندر داخل ہو رہی تھی۔ عقبی دروازہ کے پاس پہنچکر اس پُراسرار صورت نے اسے کھولا اور ایک مختصر عقبی صحن سے گذر کر پھاٹک کی راہ سے وہ دونو ایک گھنے جنگل میں داخل ہوئے۔ چونکہ دشمن حدود شہر میں پوری طرح محصور تھا۔ اور اس کی طرف سے حملہ کا بھی اندیشہ امکان بھی نہ تھا۔ اس لئے راڈرک نے مکان کے پچھلی طرف پہرہ دار متعین نہ کئے تھے۔ اور سامنے کی طرف بھی محض رسمی طریق پر چند آدمی مقرر کر دیئے گئے تھے۔ آدھی رات کے وقت

ہر طرف سناٹا تھا۔ کوئی شخص مکان کے باہر موجود نہ تھا۔ اور نہ کسی نے ان کو باہر نکلتے دیکھا دن بھر کے تھکے ماندے لوگ آرام کی نیند۔ بے خبر سو رہے تھے۔ غرض ایسے حالات میں راڈرک اور اس کا پراسرار رہبر مکان کے عقبی حصہ سے نکلکر جنگل کے گھنیرے درختوں میں داخل ہو گئے

ایک تنگ رستہ جنگل کے اندرونی حصہ کی طرف جاتا تھا۔ اس پر دونو آگے پیچھے چلتے گئے۔ چھتنارے درختوں کے پتوں کے سایہ میں ہر طرف کامل تاریکی تھی۔ چاند یا ستاروں کی روشنی بالکل نظر نہ آتی تھی۔ لیکن اس تاریکی میں اور زیادہ تاریک۔ اس سیاہی میں اور بھی سیاہ۔ وہ پراسرار صورت تھی جس کے پیچھے راڈرک استقلال کے ساتھ بے خوف و ہراس چل رہا تھا اس لئے کہ گو طبیعت میں آنے والے انکشافات کی وجہ سے ایک عظیم ہیجان تھا۔ تاہم اس پراسرار صورت کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جسے وہ دوسری دنیا کی روح سمجھتا تھا۔ راڈرک کے دل میں فکر و تشویش کا شائبہ قطعاً موجود نہ تھا۔

اسی طرح آدھ گھنٹہ تک یہ دونو آگے پیچھے جنگل میں چلتے رہے۔ اور اس وقت دور فاصلہ پر اس قسم کی جھلملاتی ہوئی روشنی نظر آئی جیسے تاریکی میں کوئی ستارہ چمک رہا ہو۔ اور آگے بڑھنے سے یہ روشنی واضح اور نمایاں ہو گئی حتےٰ کہ آخر کار جنگل ختم ہو گیا۔ اور معلوم ہوا کہ یہ چاند کی روشنی تھی جو اس دشت پر فضا کے سرے پر نظر آ رہی تھی۔ اب بھی وہ پراسرار صورت آگے آگے چلتی گئی رات کے اندھیرے میں اس کے کپڑوں کی سرسراہٹ اور قدموں کی چاپ۔ درختوں کے پتوں کی آواز سے ملکر ایک عجیب خوفناک سماں پیدا کر رہی تھی۔ اب ان کا رستہ بعض چھوٹی چھوٹی پہاڑیوں میں سے ہو کر گذرتا تھا۔ کبھی یہ دونو کسی پہاڑی پر چڑھ جاتے اور کبھی پھر دوسری طرف اتر جاتے تھے۔ لیکن یہ اتار چڑھاؤ کسی حالت میں بھی غیر معمولی ثابت نہ ہوا۔ چاند کی نکھری ہوئی روشنی میں منظر نہایت خوشگوار تھا۔ اور اگر راڈرک اپنے خیالات میں منہمک نہ ہوتا تو ضرور اس سے لطف حاصل کرتا۔ وہ پراسرار وجود اب تک بدستور اس کے آگے چل رہا تھا۔ اور راڈرک بھی بلا تامل اس کے ساتھ ساتھ چلتا گیا۔ اس وقت اس نے اندازہ کیا کہ انہیں مکان سے چلے ...ل سے نکلے ایک گھنٹہ گذر گیا۔ دفعتاً منظر زیادہ وحشت خیز ہو گیا۔ رستہ نے ناہموار صورت اختیار کی اور سڑک کی بجائے ایک پگ ڈنڈی سی نظر آنے لگی۔ زمین ناہموار اور سنگلاخ تھی۔ کہیں بلندیاں اور وادیاں رستہ میں حائل ہو گئیں۔ اور اس اثنا میں چاند پوری آب و تاب سے چمکتا رہا۔ اور آگے چلکر بہتے ہوئے پانی کی آواز سنائی دی۔ معلوم ہوا ہے کوئی

پہاڑی جھاڑی تھی۔ اس سے بھی آگے چلکر وہ ایک ندی کے کنارہ سے گذرے جس کا پانی ایک گہری کھڈ کے نشیب و فراز حصوں سے ٹکراتا شور کرتا ہوا بہ رہا تھا۔

لیکن ان کا سفر اب بھی ختم نہ ہوا۔ وہ صورت بدستور آگے اور راڈرک اس کے پیچھے چلتا رہا۔ منظر بتدریج زیادہ ویرانی کی صورت اختیار کرنے لگا۔ رستہ کھردرا۔ ناہموار اور خطرناک تھا چند منٹ کے عرصہ میں ایک ایسی کھڈ جس کے برابر گہری اور ڈھلوان اب تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ نمودار ہوئی۔ اور اس پُراسرار صورت نے اس کے اندر کی طرف اُترنا شروع کیا۔ پہلے تھوڑے فاصلہ تک ڈھلوان زیادہ خطرناک نہ تھی۔ مگر آگے چلکر بالکل عمودی ہو گئی۔ اس وقت اس صورت نے کھڈ کے پہلو میں بنی ہوئی دیوار کوہ کے ساتھ چلنا شروع کیا۔ معلوم ہوتا تھا کہ رستہ ایک ایسی چٹان کے اوپر ہو کر گذرتا ہے۔ جو آگے کی طرف بڑھی ہوئی تھی۔ اور آگے چلکر معلوم ہوا کہ یہ چٹان بھی عمودی طریق پر نیچے کی طرف جھکی ہوئی ہے۔ اور اب اس پُراسرار صورت نے راڈرک کو ساتھ لئے ہوئے ایک ایسے خوفناک رستہ پر چلنا شروع کیا۔ جس کا آخری حصہ کامل تاریکی میں پوشیدہ تھا۔ مگر کھڈ کی تہ میں بہنے والی ندی کی ہولناک گرج صاف طور پر سنائی دیتی تھی۔

عین اس وقت چاند ایک بادل کے پیچھے چھپ گیا۔ اور اس کے ساتھ ہی وہ پُراسرار صورت بھی غائب ہو گئی۔

باب ۔ ۷۵

تلاش

جب دن نکلا تو ولیم فاکنر نے چار پائی سے اُٹھ کر کپڑے پہنے اور آقا کے کمرہ کی طرف چلا۔ اس وقت تک مکان کے رہنے والے اور لوگ بھی یعنی مارکوئیس آف ایتھول۔ لارڈ ڈنبرٹن۔ کرنل کیمپن اور ان کے خادم بیدار ہو چکے تھے۔ کیونکہ سر راڈرک نے ڈنکلڈ پر علی الصبح دھاوا کرنے کا حکم دے رکھا تھا۔ ولیم فاکنر اور راڈرک کے کمروں کا درمیانی دروازہ عموماً کسی قدر کھلا رہتا تھا اور چونکہ آخرالذکر کی خوابگاہ سے کسی طرح کی آواز سنائی نہ دیتی تھی۔ اس لئے خادم نے یہی سمجھا کہ آقا اب تک سو رہے ہیں۔ لیکن وہ بڑی احتیاط سے دبے پاؤں چلتا راڈرک کے کمرہ میں داخل

ہو اسکے ایسا نہ ہو وہ کچی نیند جاگ اٹھیں۔ مگر جب اس نے کمرہ میں قدم رکھا تو معلوم ہوا کہ پلنگ خالی ہے اور راڈرک وہاں موجود نہیں۔

اس سے ولیم کو پریشانی نہیں ہوئی۔ کیونکہ اس نے قدرتی طور پر یہ سمجھا کہ وہ مجھ سے پہلے بیدار ہو کر حملہ کا انتظام کرنے چلے گئے ہیں۔ پس وہ مطمئن ہو کر کمرہ سے باہر نکلنے کو تھا کہ ناگاہ اس نے دیکھا وہ پلنگ جس پر سر راڈرک رات کو سویا کرتا تھا۔ اس طرح بچھا ہوا ہے کہ کپڑوں پر سلوٹ تک موجود نہیں۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ اس کا آقا رات کو اس پر سویا ہی نہیں اس سے بھی فاکنر کو کسی طرح کی بے چینی نہ ہوئی۔ کیونکہ اس نے خیال کیا آقا رات کو بے حد مصروف رہے۔ اور انہیں سونے تک کی مہلت نہیں ملی۔ پس وہ پھر ایک بار کمرہ سے رخصت ہوا چاہتا تھا کہ اب ایک اور چیز ایسی نظر آئی جس نے اس کو فی الحقیقت مضطرب کر دیا۔ میز پر راڈرک کی ٹوپی اور طرہ موجود تھا۔ اور وہیں اس کے چرمی دستانے اور پستول رکھے ہوئے تھے۔ جس سے صاف ظاہر تھا کہ وہ جنگ کی تیاری میں حصہ لینے نہیں گیا۔ سوال یہ تھا کہ اگر وہ باہر نہیں گیا اور کمرہ میں بھی موجود نہیں۔ تو پھر آخر کہاں ہے ؟

سخت تشویش و پیچ کی حالت میں ولیم فاکنر اس کمرہ میں داخل ہوا جہاں صبح کا دسترخوان بچھایا جاتا تھا۔ معلوم ہوا کہ لارڈ ڈنبرٹن اور کرنل کینن فوج کی کمان ہاتھ میں لینے کے لئے رخصت ہو چکے ہیں۔ لیکن مارکوئیس آف ایتھول اور بعض اور ماتحت افسر ابھی تک وہیں تھے فاکنر نے ان میں سے ہر ایک کے چہرہ کو آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھا۔ مگر راڈرک ان میں کہیں نظر نہ آیا بالآخر مجبور ہو کر اس نے لارڈ ایتھول سے دریافت کیا کہ کیا سر راڈرک میکڈانلڈ اب تک اس کمرہ میں تشریف نہیں لائے ؟

"نہیں۔ بلکہ ہمیں ان کا سخت انتظار ہے۔" امیر موصوف نے جواب دیا۔ "حیرت ہے کہ وہ اب تک کیوں نہیں آئے۔"

اس پر فاکنر نے بیان کیا کہ وہ اپنے کمرہ میں بھی نہیں ہیں۔ اور پلنگ پوش کو دیکھ کر معلوم ہوتا ہے وہ رات اس پر سوئے بھی نہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کہا۔ کہ ان کی ٹوپی اور باقی سامان چونکہ کمرہ میں موجود ہے اس لئے یقین ہے کہ وہ کہیں فاصلہ پر نہیں گئے ہوں گے اسی وقت جابجا دریافت شروع ہوئی۔ مگر ہر شخص نے یہی جواب دیا کہ کل شام کے بعد ہم نے انہیں نہیں دیکھا۔ اس سے پہلے تعجب۔ پھر اضطراب اور آخر کار پریشانی پیدا ہوئی۔ فاکنر

کے دل میں کئی طرح کے خیالات اُٹھ رہے تھے۔ آخر مارکوئیس آف ایتھول۔ ولیم فاکنر اور تھارسٹین احمر یہ تینوں سر راڈرک کے کمرہ میں گئے۔ اور وہاں دیکھا کہ جیسا خادم نے بیان کیا تھا۔ راڈرک کا سب سامان بدستور رکھا ہوا ہے۔ چراغ جل کر بجھ چکا تھا۔ اور جس نوکر نے اس میں تیل ڈالا تھا اس نے بیان کیا کہ تیل اتنا تھا کہ آدھی رات کے بعد بھی جلتا رہا ہوگا۔ وہ کاغذ جس پر حملہ کا نقشہ تیار کیا گیا۔ اور ضمنی یادداشتیں درج تھیں اب تک میز پر پڑا تھا۔ مارکوئیس آف ایتھول اور اس کے ساتھیوں نے اسے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ راڈرک بہت دیر تک آئندہ مہم کے مختلف پہلوؤں پر غور و فکر کرتا رہا ہے۔ بس اگر کسی کے دل میں ایک لمحہ کے لئے یہ شبہ پیدا بھی ہوا کہ اس نے دفعتاً کسی خاص ارادہ کے زیر اثر اس مہم سے دست برداری اختیار کر لی ہے جس کی سرکردگی اسے حاصل تھی۔ تو یہ کاغذ اس بارہ میں ہر قسم کے شکوک رفع کرنے کو کافی تھا۔

لیکن اب سوال یہ پیدا ہوا کہ آخر شاہ پسند فوج کا جرنیل۔ سر راڈرک میکڈانلڈ کہاں ہے؟ ولیم فاکنر نے آنکھوں میں آنسو بھر کر۔ رنج سے بھرائی ہوئی آواز میں بیان کیا کہ ضرور کسی نے ان سے دغا کی ہے۔ اس پر تھارسٹین نے اپنی بھاری تلوار کو بقدر نصف نیام سے کھینچکر وحشیانہ غصہ سے دانت پیستے ہوئے کہا کہ اگر واقعی کسی دشمن نے سر راڈرک سے غداری کی ہے تو خواہ کچھ ہو میں ضرور اس شخص کا پتہ معلوم کر کے اس سے نہائت خوفناک انتقام لوں گا۔ مارکوئیس آف ایتھول کے سوالات پر ولیم فاکنر نے بیان کیا کہ رات میں جس وقت سویا۔ اس وقت سے لیکر صبح طلوع آفتاب تک۔ جب سورج کی کرنیں کھڑکی کے اندر داخل ہو رہی تھیں میں بالکل بے خبر سوتا رہا اور کوئی ایسا غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا جس سے بیدار ہو جاتا۔ اس کے جوابات اتنے مختصر تھے کہ راڈرک کی پُر اسرار گمشدگی کے معاملہ پر ان سے کچھ بھی روشنی نہ پڑ سکتی تھی۔

ہر شخص سوچتا تھا کہ اب کیا کرنا چاہیے؟ مارکوئیس نے فوراً محسوس کیا کہ اگر شاہ پسند فوج کو یہ خبر معلوم ہوئی کہ اس کا جرنیل عدم پتہ ہو گیا ہے۔ تو عجب نہیں سپاہیوں میں اضطراب پیدا ہو جائے جس کا نتیجہ خطرناک ثابت ہونا یقینی تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی راڈرک کی عدم حاضری کے متعلق کوئی عذر پیش کرنا بھی ضروری تھا۔ اور ڈنکلڈ پہونچا دا بولنے کے بغیر چارہ کار نہ تھا۔ آخر یہ صلاح قرار پائی کہ وہ افسر لارڈ ڈنبرٹن اور کرنیل کیمبل کے پاس بھیجے جائیں۔ اور وہ خاص قدر رازداری کے ساتھ کہ غیر کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ اس ہولناک واقعہ کی ان کو اطلاع دیں۔

اوبان سے عرض کر دیں کہ آپ اس بارہ میں اپنے سپاہیوں کے روبرو جو عذر مناسب سمجھیں پیش کریں۔ فوج کے باقی حصہ کو یہ خبر پہنچانے کا فرض مارکوئیس آف ایتھول نے خود اپنے ذمہ لیا۔

ان انتظامات سے فارغ ہو کر۔ تھارسٹن اور ولیم فاکنر دو افسروں کے ساتھ جو راڈرک کے ایڈلسی کانگ کی سی حیثیت رکھتے تھے۔ گمشدہ جرنیل کی تلاش میں نکلے۔ سب سے پہلے انہوں نے مکان کے دروازوں اور کھڑکیوں کا غور سے دیکھا کہ معلوم ہو جائے ان میں سے کس کی راہ سے کوئی شخص اندر داخل ہوا۔ اس جستجو کے دوران میں انہیں مکان کے ایک نوکر کی زبانی جو صبح سب سے پہلے بیدار ہوا تھا۔ معلوم ہوا کہ وہ دروازہ جو عقبی زینہ سے ملا ہوا ہے کسی قدر کھلا ہوا تھا اس سراغ کی بنا پر انہوں نے عقبی صحن کا بغور معائنہ کیا۔ اس کے بعض حصوں میں جہاں مٹی قدرے نرم تھی۔ نقش پا نظر آئے۔ یہ نشانات دروازہ سے گذر کر جنگل کے اندر جاتے تھے۔ اوران کے ساتھ ساتھ چلتے یہ لوگ اس مقام تک پہنچ گئے۔ جہاں پر جنگل ختم ہوتا تھا۔ مگر اس کے آگے یہ نشانات بھی غائب تھے جس کی وجہ یہ سمجھی جا سکتی ہے۔ کہ اس حصہ میں زمین نسبتاً سخت تھی۔

اس کے باوجود یہ جماعت آگے کی طرف بڑھتی گئی۔ اور تھوڑی دیر میں ایک ایسے مقام پر پہنچی جہاں زمین پھر نرم تھی۔ اور اس پر نقش پا صاف نمودار تھے جب ان کا معائنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ کم از کم دو آدمی اس راہ پر چلتے رہے ہیں۔ کیونکہ بعض نشانات دوسروں کی نسبت بڑے تھے۔ لیکن بڑے تجسس کے باوجود اس قسم کی کوئی علامت نظر نہ آئی جس سے معلوم ہوتا کہ وہاں کسی قسم کی جدوجہد ہوئی۔ یا ایک دوسرے کو گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ اس صورت میں پاؤں کے نشانات ضرور بگڑے ہوئے یا پھیلے ہوئے ہوتے۔ مگر وہ بالکل صاف اور واضح تھے۔ پس اب اس جماعت کے آدمیوں کے دل میں دو سوالات نے ہیجان پیدا کرنا شروع کیا۔ یعنی یہ کہ اگر نشانات واقعی راڈرک کے ہیں تو کیا کوئی شخص اسے سخت دھوکا دے کر اپنے ساتھ لے گیا ہے یا وہ قصداً اس کام سے پہلو تہی کر کے گمشدہ ہو گیا ہے جس میں کامیابی کا امکان ہر صورت مشکوک تھا۔ بہرحال انہوں نے تلاش کو آخر تک جاری رکھنے کا فیصلہ کر رکھا تھا۔ کم از کم اس وقت تک کہ نقش پا کا سلسلہ جاری رہے۔

جنگل سے گذر کر کچھ فاصلہ طے کرنے پر یہ نشانات پھر صاف طور پر نظر آنے لگے۔ اور انہوں نے دیکھا کہ نشانات دو مختلف شخصوں کے پاؤں کے ہیں۔ پس یہ لوگ اور آگے چلتے چلے

کبھی ان کا سراغ صاف اور واضح ہوتا تھا۔ اور کبھی ان کو ادھر ادھر منتشر ہو کر اسے تلاش کرنا پڑتا تھا۔ لیکن بہر صورت پاؤں کے نشانات برابر نظر آتے رہے۔ سنگلاخ پہاڑی رستوں سے گذر کر وہ ان وحشت خیز مقامات تک پہنچ گئے۔ جہاں آبشار غیر معمولی بلندی سے نیچے گر کر شور پیدا کرتے تھے۔ اور عمیق کھڈوں کی تہ میں پہاڑی ندیوں کا پانی کھولتا ہوا گذرتا تھا کسی جگہ جہاں زمین زیادہ نمناک ہوتی پاؤں کے نشانات واضح صورت اختیار کر لیتے تھے۔ لیکن وہ صاف ہوں یا مٹے ہوئے۔ ان کی صورت بہرحال ہی ایک تھی جس سے انہیں یقین ہو گیا۔ کہ ہم صحیح راہ پر چل رہے ہیں۔ چلتے چلتے وہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں ایک طرف دیوار کوہ غیر معمولی بلندی تک اٹھی ہوئی اور دوسری جانب ایک گہری کھڈ واقع تھی۔ آگے بڑھے تو رستہ ڈھلوان ہو گیا۔ لیکن کہیں کہیں پاؤں کے نشان نظر آتے رہنے سے انہیں اس کا یقین تھا کہ ہم اب بھی صحیح راہ پر چل رہے ہیں۔ تھوڑی دور آگے چلکر رستہ اوپر کو اٹھا ہوا نظر آیا۔ جہاں سے پہاڑ کی بلندی اور زیادہ رفیع اور کھڈ کی گہرائی زیادہ عمیق معلوم ہوتی تھی۔ اور آخر اس کی تہ میں ایک خوفناک تیز رو پہاڑی ندی۔ گرجتی۔ شور کرتی اور کھولتی ہوئی درختوں کی سبز محراب کے نیچے سے بہ رہی تھی۔ اس جگہ سے یہ لوگ اور آگے بڑھے۔ تو رستہ نہایت تنگ اور خطرناک تھا۔ مگر وہ احتیاط سے قدم بڑھاتے چلتے گئے حتے کہ ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں قدموں کے نشان سیدھے اور ہموار ہونے کی بجائے۔ جیسے کہ اب تک تھے۔ اس طرح ملے جلے ہوئے تھے۔ کہ پہاڑی باشندوں کی تیز آنکھ نے فوراً پہچان لیا۔ ضرور اس مقام پر کوئی زور دار جد وجہد ہوئی ہے۔

تھارسٹین نے ہاتھوں اور گھٹنوں کے بل زمین پر جھک کر ڈھلوان رستہ کے کنارہ کو نظر غور سے دیکھا۔ باقی آدمی خصوصاً ولیم فاکنر بھی اس تحقیقات میں اس کا شریک تھا۔ تھوڑی دیر بعد تھارسٹین نے بیان کیا۔ کہ رستہ کے ایک جانب کی مٹی گری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ پھر وہ چھاتی کے بل زمین پر لیٹ کر اس اتھاہ گہرائی میں جو اس جگہ واقع تھی دیکھنے لگا۔ اور پوری توجہ سے دیکھ کر کہنے لگا۔ ضرور یہاں کوئی خوفناک واردات ہوئی ہے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ کوئی چیز۔ جو عجب نہیں کہ جسم انسانی ہی ہو۔ اس جگہ سے نیچے گرائی گئی ہے۔ کیونکہ اس جگہ کے قریب اگے ہوئے پودے اور بیلیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔

جب تھارسٹین سیدھا کھڑا ہوا تو اس کے چہرہ پر حزن وملال کے آثار نمودار تھے۔ اور آنسوؤں کے بڑے بڑے قطرے وفادار ولیم فاکنر کے رخساروں پر بہ رہے تھے۔ ان کے

ساتھ جو دو افسر تھے۔ وہ بھی اس نظارہ سے متاثر ہوئے بغیر نہ رہے۔ کیونکہ اب ان چاروں میں سے ہر شخص کو کامل یقین ہو گیا کہ سر راڈرک میکڈانلڈ کی گمشدگی کے راز کا حل ضرور خوفناک اور مہلک ثابت ہوگا۔ لیکن یہ وقت بے سود اظہار الم کا نہ تھا۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ کھڈ کی گہرائی میں اُتر کر وہاں تحقیقات کی جائے۔ سخت اضطراب و پریشانی کی حالت میں اس مقام سے واپس ہو کر۔ امید و بیم کا مشترکہ احساس دل میں لئے ہوئے۔ اس شخص سے جس نے راڈرک سے غداری کی تھی۔ خوفناک انتقام لینے کا عہد اور معاملہ کی پُراسرار نوعیت پر اظہار تعجب کرتے ہوئے یہ لوگ پھر اسی تنگ رستہ پر پیچھے ہٹے۔ اور اس مقام پر پہنچے جہاں سے ایک پگ ڈنڈی کھڈ کے اندرونی حصہ کی طرف جاتی تھی۔ ہر قسم کے خوف و ہراس کو دل سے نکال کر یہ لوگ اس پر سے گذرنے لگے۔ رستہ کے دونو طرف جابجا خوفناک غار تھے۔ ان سے بچنے کے لئے درختوں کی جڑوں اور خودرو پودوں کا سہارا لیتے وہ کھڈ کے اندر اُتر گئے۔ کہیں پر انہیں کسی عمودی گہرائی میں جانا پڑتا تھا۔ اور کہیں وہ کسی پایاب ندی کے سرد پانی سے گذرنے پر مجبور ہوتے تھے۔ لیکن ہر قسم کی مشکلات پر غالب آتے طرح طرح کی تکلیفیں برداشت کرتے۔ وہ پورے استقلال کے ساتھ آگے بڑھتے چلے گئے۔ کئی طرح کی صعوبتوں کے بعد وہ آخر کار کھڈ کے اندر داخل ہونے میں کامیاب ہو گئے۔ اس جگہ جہاں ایک تیز رو ندی جھاگ اُڑاتی۔ پتھروں سے سر ٹکراتی اور شور کرتی ہوئی بہ رہی تھی۔ درختوں کی شاخوں نے اس پر سائبان بنا رکھا تھا۔ اور دونو جانب دیوار کوہ عموداً نامعلوم بلندی تک اُٹھی ہوئی تھی۔ ندی کے پاس جا کر یہ لوگ اس کنارے پر رُک گئے۔ جدھر وہ تنگ رستہ واقع تھا جس پر انہیں جد و جہد کی علامات نظر آئی تھیں۔ اور اس مقام کے عین نیچے پہنچکر جہاں ان کے خیال میں راڈرک کا نامعلوم دشمن سے مقابلہ ہوا تھا۔ مکمل تحقیقات کی غرض سے چاروں طرف پھیل گئے۔ وہ تنگ رستہ جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ کھڈ سے قریباً ۲۰ گز اونچا تھا۔ اور اس فاصلہ میں بے شمار جھاڑیاں۔ لمبی سیاہ گھاس اور اس قسم کے چھوٹے درخت جو ایسے مقامات سے مخصوص ہوتے ہیں اُگے ہوئے تھے۔ ان کے درمیان انہیں دیکھ بھال کرنی تھی۔

سب سے پہلے تھارسٹین نے معلوم کیا کہ کوئی بھاری چیز یا انسانی جسم بالائی رستہ کے سرے سے روئیدگی کے اندر ہوتا ہوا نیچے آیا ہے۔ پس اس جانب کی تحقیقات زیادہ تر کھڈ کے اس حصہ میں ہی جاری رہی جو بالائی تنگ رستہ کے عین نیچے تھا۔ دفعتاً تھارسٹین کے منہ سے چیخ نکلی

جسے سن کر ولیم فاکنز اور باقی دو افسروں نے جو ادھر ادھر پھر رہے تھے اس کی طرف دیکھا۔ معلوم ہوا کہ اس نے ایک چٹان کے پیچھے سے کسی انسانی صورت کو دونو ہاتھوں کا سہارا دے کر اٹھایا ہے یہ حالت دیکھ کر تینوں آدمی خوف زدہ ہرنوں کی طرح بھاگتے ہوئے اس مقام کی طرف گئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ وہ جسم ان کے آقائے نامدار سر راڈرک میکڈانلڈ کا ہے!

قدرتی طور پر سب سے پہلا احساس انہیں یہی ہوا کہ شرارہستی اس نوجوان بہادر کے جسم خاکی سے جدا ہو چکا ہے۔ اس کا چہرہ لاش کی طرح زرد اور آنکھیں بند تھیں۔ مگر جسم پر نہ کسی چوٹ اور نہ زخم کا نشان نظر آتا تھا۔ تھارسٹین بہت دیر تک المناک نظروں سے اس خوشنما چہرہ کی طرف دیکھتا رہا۔ اور فاکنز نے اس بے جان صورت سے لپٹ کر آہ وزاری شروع کر دی دونو افسر بھی سخت پریشان تھے۔ مگر دفعتاً تھارسٹین کے منہ سے ایک اور چیخ نکلی۔ اور اس نے چلا کر کہا۔ "زندہ ہے! خدا کا شکر کرو کہ ہمارا ہر دلعزیز آقا زندہ ہے۔ اس کے لب حرکت کر رہے ہیں!"

ولیم فاکنز نے فوراً آنسو پونچھے۔ اور راڈرک کے زرد چہرہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ کچھ شک نہیں کہ تھارسٹین کا اندازہ غلط نہ تھا۔ راڈرک کے لب متحرک تھے۔ پپوٹے بھی ہلتے معلوم ہوتے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ روح او جسم کا تعلق ابھی منقطع نہیں ہوا۔

چاروں نے ملکر راڈرک کو اٹھالیا۔ پھر وہ اسے ایک زیادہ آرام دہ مقام پر لے گئے اور اپنی وردیاں سبز گھاس پر بچھا کر اسے ان پر لٹا دیا۔ ندی کے سرد پانی میں رومال تر کر کے اس کی پیشانی پر پھیرے۔ کنپٹیوں کو دھویا۔ اور چہرہ پر سرد پانی کے چھینٹے دیئے۔ غرض ایسے موقعہ پر کسی شخص کو ہوش میں لانے کے لئے جو کارروائی ضروری سمجھی جاتی ہے عمل میں لائی گئی۔ ان کی کوششیں بے نتیجہ نہ رہیں۔ کیونکہ اب راڈرک کے جسم نے اور نمایاں حرکت کی۔ اس نے آنکھیں کھول دیں۔ مگر نگاہ میں اب تک خلا کا اثر پایا جاتا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اسے کچھ خبر نہیں میں کہاں ہوں اور یہ لوگ جو مجھ پر جھکے کھڑے ہیں کون ہیں۔ بہر حال اس کے سانس لینے اور آنکھیں کھول دینے سے حاضرین کو اطمینان ہوا۔ اور ان کی مایوسی امید میں بدل گئی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد راڈرک نے ایک گہری لمبی سانس لی۔ اور جسم میں تشنجی حرکت پیدا ہوئی۔ نوکروں نے اس کے ہاتھ ملے اور کنپٹیوں کو سہلایا۔ تھوڑی تیز شراب بھی اس کے منہ میں داخل کی۔ کیونکہ یہ امر واقعہ ہے کہ سکاٹ لینڈ کے بہادر جنگجو کسی حال میں شراب کی بوتل اپنے جسم سے علیحدہ کرنا منظور نہیں کرتے

اور اس موقعہ پر اس نے جو کام دیا وہ محتاج بیان نہیں ۔

راڈرک کو ہوش میں لانے کی کوشش کرتے ہوئے آدھ گھنٹہ گذر گیا ۔ اور گو وہ اب تک بے ہوش تھا ۔ تاہم اس کی بحالی سے مایوس ہونے کی کوئی وجہ نہ تھی ۔ جہاں تک تھارسٹین اور اس کے ساتھیوں نے اندازہ کیا ۔ اس کے اعضا صحیح وسالم تھے ۔ اور دل و دماغ پر بھی کوئی چوٹ معلوم نہ ہوتی تھی ۔ آدھ گھنٹہ گذر جانے پر انہوں نے فیصلہ کیا کہ جس طرح بھی ممکن ہو اسے بلا توقف مارکوئیس آف ایجقول کے مکان پر لے چلنا چاہیئے ۔ پس چاروں نے مل کر اسے اٹھا لیا ۔ اور بڑی احتیاط کے ساتھ کھڈے سے باہر لائے ۔ کام بہت دشوار اور خطرناک تھا ۔ لیکن انہوں نے جوں توں کر کے اسے پورا کیا ۔ ان کے لیئے حوصلہ افزائی کا سبب خاص یہ تھا ۔ کہ راڈرک کی حالت پہلے سے بہت اچھی نہ سہی ۔ بہر حال رو بہ اصلاح تھی ۔ کوئی مراجانہ اثر نمودار نہیں ہوا تھا ۔ اور بدن رفتہ رفتہ اصلی حرارت حاصل کر رہا تھا ۔ ایک بار کھڈے سے نکل آنے کے بعد انہوں نے رستہ کو زیادہ آسانی سے طے کرنا شروع کیا ۔ لیکن بہت دور نہیں جانے پائے تھے کہ بہت سے لوگوں کی آوازیں اور ہتھیاروں کی جھنا جھنی سنائی دی ۔ یہ آوازیں اس ٹیکرہ کے دوسری جانب سے آرہی تھیں ۔ جس کے دامن میں وہ اس وقت چل رہے تھے ۔ حیران تھے کہ وہ کیا معنی رکھتی ہیں ؟ کیا جنگ کا مرکز جو ڈنکلڈ کی فصیل کے نیچے یہاں سے ۳۰ میل کے فاصلہ پر ہونا تھا ۔ اس جگہ منتقل ہو گیا ؟ ہر ایک کے دل میں خوف و ہراس تھا مگر کسی میں اس کے اظہار کی جرات نہ تھی ۔ اگرچہ چہروں کی افسردگی سے اس کا اندازہ کرنا مشکل نہ تھا ۔ کہ سب کے دل میں ایک ہی اندیشہ جاگزیں ہے اور وہ اس بات کا کہ کہیں ایسا تو نہیں ہوا کہ ہماری فوج زک کھا کر بھاگ نکلی ہے ؟

لیکن اس معاملہ میں انہیں بہت دیر تک مشتبہ حالت میں نہیں رہنا پڑا ۔ جلدی ہی پاوڈ کے دوسری جانب انہیں پہاڑی فوج کے بہت سے جوان منتشر حالت میں ڈنکلڈ سے پیچھے ہٹتے نظر آئے ۔ یہ گلنکیو اور کلن فان قبیلوں کے جوان تھے ۔ اور یہ بات ان کی وردیوں سے ظاہر تھی ۔ انہیں دیکھ کر تھارسٹین نے گرجتی ہوئی آواز سے کہا ’’ٹھیر جاؤ میرے دوستو ۔ میرے ہموطنو ٹھیر جاؤ ! تمہارا سردار واپس آگیا ۔‘‘

ان لفظوں کا بھی نامعلوم کیوں خاص اثر تھا کہ مفروروں کی جماعت ایک دم کھڑی ہو گئی راڈرک کو چار شخصوں کے کندھوں پر دیکھ کر ہر ایک کے چہرہ سے خوف و پریشانی کا اظہار ہوا ۔ لیکن جلدی ہی وہ سب دوڑ کر تھارسٹین ۔ فاکنر اور باقی دو افسروں کے گرد جمع ہو گئے ۔ اور انہوں نے

نے راڈرک کو آہستہ سے بستر گھاس پہ ڈال دیا۔ اس کے بعد جو نظارہ پیش ہوا وہ بڑا موثر اور جگر دوز تھا۔ تھارسٹین نے مختصر لفظوں میں راڈرک کی گم شدگی اور دریافت کا حال بیان کر کے یقین ظاہر کیا کہ ضرور کوئی شخص رات کے وقت انہیں دھوکے سے سنسان پہاڑوں میں لے آیا۔ اور یہاں آ کر اس نے غداری کی۔ یہ حال جب ہر دو قبائل کے مفرد جوانوں کو معلوم ہوا۔ تو بعض روئے۔ بعض نے نامعلوم دشمن سے انتقام کا حلف لیا۔ اور بعض چپ چاپ افسردہ وغمگین صورت بنائے اپنی جگہ پہ کھڑے رہے۔ بہرحال یہ معلوم کر کے ہر شخص کے منہ سے کلمہ دعا نکلا کہ راڈرک زندہ اور سلامت ہے۔ کئی دیو قامت پہاڑی سپاہی اس نظارہ سے اتنے متاثر ہوئے کہ بچوں کی طرح زار زار رونے لگے۔

خوش قسمتی سے قبیلہ گلن فان کی فوج کے ساتھ ایک ڈاکٹر موجود تھا۔ اسے بہت جلد اس مقام پر لایا گیا۔ جہاں راڈرک فرش زمین پہ پڑا تھا۔ جب تک وہ اس کا معائنہ کرتا رہا ہر شخص چپ چاپ کھڑا دیکھا کیا۔ ہر ایک سپاہی بت کی طرح ساکت وصامت تھا۔ سب کے سب ڈاکٹر کی رائے کے اس طرح منتظر تھے۔ گویا ان کی اپنی زندگی کا دارومدار اس کی رائے پر تھا۔ لیکن ڈاکٹر نے جو کچھ کہا وہ ہر لحاظ سے امید افزا تھا۔ معلوم ہوتا تھا۔ قدرت نے راڈرک کو ایک غیر معمولی حادثہ میں معجزانہ طریق پہ محفوظ رکھا ہے۔ اس کی کوئی ہڈی نہ ٹوٹی اور نہ کہیں چوٹ آئی تھی۔ البتہ دماغ کو صدمہ پہنچنے کی وجہ سے بے ہوش ضرور تھا۔ اتنے میں ڈاکٹر نے فصد لی اور جب کہ یہ عمل ہو رہا تھا۔ تھارسٹین اور اس کے ساتھیوں نے مغرور سپاہیوں سے ان واقعات کی تفصیل سنی جو ان کی عدم موجودگی میں ڈنکلڈ میں پیش آئے تھے واضح ہو کہ وہ علی الصبح مارکوئیس آف ایتھول کے مکان سے چلے تھے۔ اور اس وقت سورج نصف النہار پہ تھا۔

ان تفصیلات سے معلوم ہوا کہ جب لارڈ ڈنبرٹن اور کرنیل کینن کو راڈرک کی اس پراسرار گم شدگی کا حال معلوم ہوا تو وہ اتنے پریشان ہوئے۔ کہ نہیں جانتے تھے ہمیں کیا کرنا چاہیئے ان کی ناعاقبت اندیشی سے حقیقت حال سب پہ ظاہر ہو گئی۔ راڈرک کی گم شدگی کی خبر جنگلی آگ کی طرح لشکر میں پھیل گئی اور اس فوج تک بھی جا پہنچی جس کی کمان خود مارکوئیس آف ایتھول کے ہاتھ میں تھی۔ اس خبر کے سنتے ہی شاہ بین فوج میں اضطراب غالب ہوا۔ میکلائے کا ایک جاسوس جو پہاڑی فوج میں شامل تھا کسی طرح شہر میں داخل ہو گیا۔ اور جب

اس واقعہ کی اطلاع انگریز جرنیل کو ہوئی۔ تو اس نے اس سے فائدہ اٹھانے میں ذرا تامل نہ کیا اس کے حکم سے محاصرین پر خوفناک آتشباری شروع کی گئی۔ جس کا جواب انہوں نے بڑی ہی بددلی سے دیا۔ گلنکو اور گلن فان کے سپاہیوں نے شور مچایا۔ کہ ہمارا افسر کہاں ہے۔ اسے پیش کرو۔ اور بعض نے تو یہاں تک کہا کہ باقی افسروں نے اس سے غداری کی ہے۔ مارکوئیس آف ایتھول۔ لارڈ ڈنبرٹن اور کرنیل کینن نے جدا جدا فوج کی تین جداگانہ جماعتوں کے اطمینان کی بہت کوشش کی۔ اور اپنی صفائی کے لئے لاکھ سر ٹپکا۔ مگر فوج پر ان کا اثر نہ ہونا تھا نہ ہوا۔ ہر شخص اوسان ہار چکا تھا۔ اکثر سپاہی افسروں کا حکم نہیں مانتے تھے۔ اور بعض صرف دکھاوے کے لئے ایسا کر رہے تھے۔ میکائے کی تجربہ کار آنکھ نے فصیل کی دوسری جانب کی حالت معلوم کر لی۔ اور معرکہ کلی کرینکی کی ندامت کا داغ دھونے کے لئے تیار ہوا۔ مقابلہ مختصر اور فیصلہ کن تھا۔ شاہ پسند فوج جو پہلے ہی بددل ہو چکی تھی۔ فوراً بھاگ نکلی۔ اور میدان جنرل میکائے کی سپاہ کے ہاتھ رہا۔ چونکہ اس کی طاقت اتنی مضبوط نہ تھی کہ شکست خوردہ فوج کا تعاقب ہو سکتا۔ اس لئے فوج محاصرین کو منتشر کر کے پھر شہر میں چلی گئی۔ اور فتح کی خوشی میں سلامی سر کی۔ دوسری جانب سکاٹ لینڈ کے بہادر جن کی مدد سے معرکہ کلی کرینکی کامیاب ہوا تھا بھاگ گئے۔ آئرلینڈ کی امدادی سپاہ منتشر ہو گئی۔ اور خود ارل آف ڈنبرٹن۔ مارکوئیس آف ایتھول اور کرنیل کینن باقی افسروں کو ساتھ لئے جان بچا کر قلعہ بلیر میں پناہ گزین ہوئے۔ جہاں سے ان کا ارادہ اطاعت گذاری کا اعلان کرنے کا تھا صرف گلنکو اور گلن فان قبیلوں کے لوگ متحد رہے۔ مگر جب انہوں نے بھی محسوس کیا کہ جس مقصد کے لئے ہم جدوجہد کر رہے تھے۔ اس کی کامیابی محال ہے۔ اور اب جبکہ ہمارا ہر دلعزیز افسر ہم سے جدا ہو چکا ہے۔ اس کارعبث میں جانیں ضائع کرنا بے سود ہے۔ تو وہ بھی میدان کارزار سے پیچھے ہٹ آئے۔

یہ حالات تھے جو تھارسٹین۔ ولیم فالکنر اور باقی دو افسروں کو واپسی پر معلوم ہوئے واضح ہو کہ آخر الذکر ڈنڈی کی فوج سے تعلق رکھتے۔ اور مارکوئیس آف ایتھول کے رشتہ دار تھے سارے حالات سن کر انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب قلعہ بلیر میں مارکوئیس کے پاس چلنا چاہیئے۔ لیکن رخصت ہونے سے پہلے ساکنان گلنکو و گلن فان نے ان کے ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبائے اس لئے کہ انہوں نے ان کے گم شدہ افسر کی تلاش میں غیر معمولی سرگرمی کا اظہار کیا تھا۔

ایک چارپائی مہیا کر کے سر راڈرک میکڈانلڈ کو اس پہ لٹایا گیا۔ کہ وادی گلنکو تک جانے میں جس کا فاصلہ وہاں سے قریباً ساٹھ میل تھا اسے کوئی تکلیف نہ ہو۔ لیکن یہ واپسی جن افسوسناک حالات میں عمل میں آئی۔ اس کا اندازہ ناظرین اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خود کر سکتے ہیں کہ وہ بہادر جس نے چند دن پیشتر درہ کلی کرینکی میں عظیم الشان فتح حاصل کی تھی۔ اب چار آدمیوں کے کندھوں پر اپنے وطن کو واپس جا رہا تھا۔

باب ۔ ۸۰

واپسی

دوسرے دن شام کا وقت تھا۔ اور لیڈی میکڈانلڈ اور ایلن والیئ گلنکو کے پلنگ کے پاس بیٹھی ہوئی تھیں۔ معمر حکمران اب تک صاحب فراش تھا۔ کیونکہ اس کی علالت غیر معمولی طور پر شدید ثابت ہوئی تھی۔ اور گو فادر ہیوبرٹ نے جو وادی گلنکو میں پادری اور ڈاکٹر کے مشترکہ فرائض انجام دیا کرتا تھا۔ معالجہ میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا تھا۔ پھر بھی مریض اب تک نقیہ و کمزور تھا۔ ایک فراخ پلنگ پر لیٹا ہوا وہ اس بڈھے شیر کی طرح پیچ و تاب کھا رہا تھا جسے فاصلہ پہ شکار کی بو آتی ہو۔ اور وہ اس تک پہنچنے سے قاصر ہو۔ ہر چند کہ لارڈ میکڈانلڈ کو راڈرک کی بہادری پر کامل اعتماد تھا۔ اور وہ درہ کلی کرینکی کی شاندار فتح اور اپنے بیٹے کے شاہ پسند فوج کا کمانڈر بننے کی خبریں سن چکا تھا۔ پھر بھی طبیعت میدان جنگ کا منظر دیکھنے کو بیقرار تھی۔ وہ رہ رہ کر اپنی قسمت کو کوستا تھا کہ ظالم نے اس وقت بیمار کیا جب میدان جنگ میں اظہار شجاعت کا موقعہ تھا۔

اس زمانہ علالت میں لیڈی میکڈانلڈ اور ایلن نے تا حد امکان اس کی خدمت گذاری کی جہاں تک ممکن تھا اسے تسکین دی۔ اور وہ آسائشیں مہیا کیں جنہیں صرف عورت مہیا کر سکتی ہے۔ انہی ایام میں لارڈ ہنگٹن فان اپنے سمدھی کی مزاج پرسی کے لیئے آیا ہوا تھا۔ اور رفاقت ہمیشہ بھی اس کے ہمراہ تھا۔ مگر والیئ گلنکو کا بڑا بیٹا یعنی راڈرک کا برادر اکبر ایلن کہاں تھا؟ اس کا حال کسی کو معلوم نہیں۔ اب تک اس کی طرف سے کوئی خبر موصول نہ ہوئی تھی۔

حسین و جمیل لیڈی ایلن کا خیال ہر وقت اپنے شوہر کی طرف لگا رہتا تھا۔

جب اس نے فتح کلی کرنیکی کی خبر سنی۔ تو اپنے عزیز از جان راڈرک کی شجاعت کے کارنامے سن کر اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہی۔ اور یہ جان کر اور زیادہ مسرت ہوئی کہ اس کو فوج کا افسر اعلیٰ مقرر کر دیا گیا ہے لیکن ان خوشیوں سے بڑھ کر اسے اس بات کی تمنا تھی۔ کہ راڈرک میرے پاس ہو اور میں ہر وقت اس کے قدموں میں رہوں۔ کیونکہ اس کی موجودگی میں اس شوہر پرست عورت کو حقیقی راحت محسوس ہوتی تھی۔ وہ اس کے عظیم الشان کارناموں کی تفصیل سن کر بھی غیر مطمئن تھی۔ علاوہ بریں میدان جنگ میں ہر وقت اس کی جان کو خطرہ لگا رہتا تھا۔ پس مجموعی طور پہ وہ رنج واندوہ کی حالت میں ہر وقت اپنے ہی خیالات میں محو رہتی۔ اور بڑی مشکل سے ظاہرداری برقرار رکھتی تھی۔ ہم پہلے بھی بیان کر چکے ہیں۔ اور اب پھر اس کا اعادہ کرتے ہیں کہ ایک بہادر کی حیثیت میں اسے راڈرک کی ذات پہ کتنا بھی فخر ہو۔ بہر حال وہ محبت جو اسے بحیثیت شوہر اس سے تھی۔ وہ باقی تمام احساسات پہ غالب تھی۔

جیسا ہم نے اوپر لکھا ہے۔ شام کا وقت تھا۔ اور لیڈی میکڈانلڈ اور ایلین والئے گلنکو کے سرہانے بیٹھی ہوئی تھیں۔ میز پر لیمپ جل رہا تھا جس کی روشنی میں معمر حکمران کا چہرہ نقاہت و علالت کے اثرات سے زرد اور استخوانی نظر آتا تھا۔ وہ بڑے اضطراب کی حالت میں پلنگ پہ کروٹیں لیتا اور رہ رہ کر بے صبری سے کہتا تھا۔ "کاش فادر ہیوبرٹ کے پاس کوئی ایسی دوا ہو کہ اسے پی کر میں جنگ میں اپنے بیٹے سے جا ملوں۔ تسخیر ڈفلڈ میں میری خدمات کی شدید ضرورت ہوگی"۔ اتنے میں لارڈ گلن فان اور فاضل ہمیش کمرہ میں داخل ہوئے۔ اپنی خوابگاہ میں آرام کے لئے جانے سے پہلے وہ معمر حکمران کی مزاج پرسی کو آئے تھے۔ حاضرین میں واقعات جنگ کے نتائج پہ امید افزا گفتگو ہو رہی تھی۔ کہ دفعتاً کمرہ کا دروازہ کھلا اور ایک شخص دوڑتا ہوا اندر داخل ہوا

آتے ہی اس نے زور سے کہا۔ "اماں میرا خیر مقدم کرو۔ ۔ ۔ آہ مگر والد میں آپ کو کس حالت میں دیکھتا ہوں"۔ یہ کہتے ہوئے شخص مذکور نے جو ایلین میکڈانلڈ کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا والئے گلنکو کی بیماری پر دلی رنج والم کا اظہار کیا۔

مگر اس وقت اس کی اپنی صورت بھی تو کس قدر بدلی ہوئی تھی! بدن خشک۔ چہرہ بے رونق اور صورت اس طرح کی مردنی لئے ہوئے تھی جیسی اس کے ناتوان باپ کے چہرہ پہ نمودار تھی ہاتھ بے رنگ گویا موم کے بنے ہوئے ہوں۔ مختصر یہ کہ مجموعی طور پر اس کی صورت کسی زندہ انسان کی

بجائے قبر سے نکلی ہوئی روح سے زیادہ مشابہ تھی۔

قدرتی طور پر اُسے کمرہ میں داخل ہوتے دیکھ کر ہر شخص کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا۔ کیونکہ سب کا خیال یہی تھا۔ کہ وہ مر چکا ہے۔ اور اس کی آسیبی صورت دیکھ کر عارضی طور پہ ہر شخص کو اضطراب بھی ہوا۔ مگر فوراً ہی اسکی ماں نے آگے بڑھ کر ایلین کو چھاتی سے لگا لیا۔ کیونکہ اُسے زندہ اور صحیح سلامت دیکھ کر سب سے زیادہ خوشی اُسی کو ہوئی تھی۔ جس کے بعد لارڈ میکڈانلڈ بھی اس سے پدرانہ شفقت سے پیش آیا۔ البتہ لارڈ گلن فان جو لارڈ اور لیڈی گلنکو کی نسبت زیادہ پرسکون طبیعت کا آدمی تھا۔ ایلین کے پرتپاک خیر مقدم کے لئے آمادہ نہ ہوا۔ کیونکہ لیڈی ایلین اور راڈرک کو ایک دوسرے سے جدا کرنے کے لئے اس شخص نے جو دسنے کارروائیاں اس سے پہلے ایک بار کی تھیں۔ اُن کی یاد اس کے دل سے اب تک محو نہ ہوئی تھی۔ علاوہ بریں ڈیوک آف گارڈن کے قتل کے معاملہ میں بھی وہ محسوس کرتا تھا۔ کہ ایلین نے جو کچھ کیا۔ وہ ایک سفاکانہ قتل عمد سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا۔ بہرحال اپنے بڑے بیٹے کی واپسی کی خوشی میں لارڈ اور لیڈی میکڈانلڈ نے وہ سرد مہری جس سے گلن فان اس سے پیش آیا تھا۔ محسوس نہیں کی۔ اور خود ایلین نے اس بارہ میں عمداً لاپرواہی ظاہر کی۔ رہا ہمیش جو بڑا پاک باطن اور نیک دل شخص تھا۔ اور جسے ریاکاری سے دلی نفرت تھی۔ اس نے اس بے درد قاتل سے ہاتھ ملانا باعث نفرت سمجھا اور پیچھے رہا۔ اس کے بعد جب ایلین میکڈانلڈ نے لیڈی ایلین کی طرف بڑھ کر اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کی تو وہ بھی اس طرح کانپ کر پرے ہٹ گئی۔ گویا اُسے اس کی موجودگی سے دلی نفرت تھی۔ اور وہ اسے چھونا کسی حال میں پسند نہ کرتی تھی۔

ایلین ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اس قسم کا انداز اختیار کرکے گویا وہ اس نفرت کے بدلے جس کا اظہار حاضرین کی طرف سے ہو رہا تھا۔ محبت اور ہمدردی حاصل کرنا چاہتا تھا۔ اگرچہ دل میں وہ لارڈ گلن فان ایلین اور ہمیش کے خلاف ان کے سلوک پہ سخت ناراض تھا۔ اس نے کہا۔ "اوہ! میں بیان نہیں کر سکتا۔ گزشتہ چند دن کے عرصہ میں میں نے کیسی کیسی تکلیفیں اٹھائی ہیں۔۔۔"

"بیٹا تم اپنی سرگزشت مفصل بیان کرو۔" معمر ولیم گلنکو نے کہا۔ "تمہاری مسلسل عدم حاضری اور غلط وقت پیش آنے والے حادثات سے ظاہر ہے۔ کہ تم نے بہت تکالیف برداشت کی ہیں۔ اگر کسی تصدیق کی ضرورت تھی۔ تو وہ تمہاری صورت سے ہو رہی ہے۔ افسوس! ہم

سمجھتے تھے کہ تم خدانخواستہ اب زندہ نہیں ہو۔ اور ہم پھر تمہاری صورت نہ دیکھیں گے۔"

"والد اپنا حال بیان کرنے سے پہلے مجھے اس سوال کی اجازت دیجئے کہ میرے عزیز بھائی راڈرک کا کیا حال ہے"؟ ایلین نے کہا۔ "سچ جانیئے مجھے اس سے دلی محبت ہے۔ اور میں بارہا اس بات کو سوچ کر کف افسوس ملا کرتا ہوں۔ کہ ایک سال پہلے میں نے اُسے کسی طرح کی تکلیف دی۔"

"ایلین جو ہو چکا۔ اس پر بحث کرنا لاحاصل ہے۔" والٹیر گلنکو نے کہا۔ "اس لئے کہ ان واقعات کی یاد سے رنج و تکلیف ہی پیدا ہوتی ہے اور کچھ نہیں۔ پس مناسب ہے کہ ہم سب عہد ماضی کو بھول جائیں۔ میں نے اور تمہاری ماں نے تمہاری سب خطائیں بخش دی ہیں۔ اور ہمیں کامل یقین ہے کہ راڈرک نے بھی ایسا ہی کیا ہوگا۔ ۔ مگر تم کس راہ سے آئے ہو کہ تمہیں راڈرک کے شاندار کارناموں کا حال معلوم نہیں ہوا"؟

"پیارے والد" ایلین نے ریاکاری سے کام لیتے ہوئے خوشامدانہ لہجہ میں کہا۔ "میں درہ کلی کرنیکی کے مشہور معرکوں سے بےخبر نہیں ہوں۔ اور مجھے یہ بھی معلوم ہے کہ راڈرک نے فوج میں اعلیٰ ترین عہدہ حاصل کیا ہے۔ چنانچہ کل آپ کی اجازت سے میں بھی اس کر ز دہ حالت میں اس سے جا ملوں گا۔ اس طرف وادی کو آتے ہوئے میں نے ہزارہا شخصوں کی زبانی اس کی بہادری اور خوش نصیبی کا حال سنا ہے۔ لیکن میرا خیال تھا۔ شاید میدان جنگ سے آپ کو کوئی اور خاص خبر موصول ہوئی ہو۔ مجھے یہ سُن کر دلی خوشی حاصل ہوگی۔ کہ راڈرک اس کام میں جسے اس نے ہاتھ میں لیا ہے۔ پوری کامیابی حاصل کر رہا ہے۔"

"اور وہ بے شک کر رہا ہے۔" لارڈ میکڈانلڈ نے جواب دیا۔ "تین دن ہوئے ایک قاصد اس کی طرف سے مراسلات لایا تھا جن سے معلوم ہوا۔ کہ وہ ڈنکلڈ کا محاصرہ کر رہا ہے۔ ایلین اس موقعہ پر میری آرزو تھی۔ کہ جس طرح ممکن ہو۔ خود موقعہ پر پہنچ کر اسے مدد دیتا۔ مگر افسوس ناتوانی کچھ نہیں کرنے دیتی۔ کاش اس کی کوئی صورت ہوتی کہ میں وہاں جا سکتا۔ خیر کل ضرور اس کی فکر کی جائے گی۔ میں ڈاکٹر ہیو برٹ سے کہوں گا۔ کہ وہ مجھے طاقت کی کوئی غیر معمولی بڑھ دے۔ ورنہ میں اسی حالت میں روانگی پر مجبور ہو جاؤنگا۔ ۔ "

"پیارے ایلین صبر کرو۔" مالیہ لیڈی میکڈانلڈ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "ہمیں ایلین کی زبانی تکلیفوں کا حال سننے دو۔ جو اس غریب نے برداشت کی ہیں۔ اس کی سرگذشت تم کو ضرور

تو ضرور ہوگا۔ مگر ہمارے لئے یہ امر کیا کم باعث اطمینان ہے۔ کہ اب وہ ہمارے پاس صحیح سلامت موجود ہے۔"

"میری داستان بالکل مختصر ہے۔" ایلین میکڈانلڈ نے کہا۔ "اور میں اس کا خلاصہ چند لفظوں میں بیان کر دیتا ہوں۔ قلعہ ایڈنبرگ کے محاصرہ اور آخری جدوجہد کا حال یقیناً آپ کو معلوم ہوگا گو عجب نہیں کسی نے غلط بیت کی راہ سے اس ایک واقعہ کو جس میں میرا حصہ تھا۔ آپ کی نظروں میں غلط پیش کیا ہو۔ میرا اشارہ ڈیوک آف گارڈن کی موت کے سانحہ کی طرف ہے۔۔۔

جس وقت ایلین میکڈانلڈ نے یہ الفاظ کہے۔ تو لیڈی ایلین کی آنکھوں کے سامنے خونی دھند پھیل گئی جس کے اندر وہ اُسے سُرخ اور خون آلود نظر آنے لگا۔ اُسے اس حالت میں دیکھ کر اس نازنین کا بدن بے اختیار کانپ گیا۔ اور خوف کی اس چیخ کو جو اس کے لبوں سے نکلنے کو تھی۔ اس نے بمشکل دبایا۔ اس وقت ایلین میکڈانلڈ نے اس کی طرف جس نظر سے دیکھا۔ اور دوسروں سے آنکھ بچا کر اس پر جو قہر آلود نظر ڈالی۔ اس سے اس حسینہ کو معلوم ہو گیا۔ کہ وہ میرے خیالات کو اچھی طرح سمجھتا ہے۔

"ڈیوک آف گارڈن!" ایلین نے سلسلہ کلام جاری رکھ کر گرم جوشی سے کہا۔ "غدار تھا۔ وہ یقیناً قلعہ کو دشمن کے حوالے کر دیتا۔ مجھے اس کی نیت پہلے ہی فاسد نظر آتی تھی۔ اور میں سمجھتا تھا کہ وہ دل سے شاہ جیمز کا حامی نہیں ہے۔ پس اس قابل یادرات کو جب نصف شب کے قریب کمرہ کونسل میں ثابت ہو گیا کہ وہ دغا کر رہا ہے۔ تو میں اپنے غصہ کو ضبط نہ کر سکا۔ اور اس سے وہی سلوک کیا جو کسی غدار سے کرنا چاہیئے۔ میرے اس فعل کو ممکن ہے وہ لوگ جو خود اس جنگ میں پوری سرگرمی سے حصہ نہیں لیتے۔ یا غداری کے مرتکب ہو سکتے ہیں ناپسند کریں۔ بہرحال میرا ضمیر صاف ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ میں نے جو کچھ کیا وہ ایک تکلیف دہ اور سخت لیکن ضروری فرض تھا۔ جنگ کے موقعہ پر جب اس کا شبہ ہو کہ کوئی شخص دغا کی کوشش کر رہا ہے۔ تو دوسروں کو عبرت دلانے کے لئے ضروری سمجھا جاتا ہے۔ کہ ایسے شخص کو شدید ترین سزا دی جائے۔ اس پہلو سے دیکھیئے تو جو کچھ میں نے کیا وہ ضروری اور مناسب تھا۔ رہا میرے فرار اور بعد کی صعوبتوں کا معاملہ۔ آپ کو معلوم ہے کہ جب لبنیر کی فوجیں دفعتاً قلعہ میں داخل ہوئیں جس کی نسبت مجھے کامل یقین ہے کہ یہ کارروائی اس غدار ڈیوک کی رضامندی سے عمل میں لائی گئی تھی۔۔۔"

"لیکن سرایلین" ہمیش نے قطع کلام کر کے اپنے سخت اور سرد لہجہ میں کہا جسے شاید اس نے اپنی عمر میں پہلے کبھی استعمال نہ کیا تھا۔ "اگر ایسا ہوتا۔ تو پھر ڈیوک آف گارڈن کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ کہ قلعہ کی حوالگی کا فیصلہ کرنے کے لئے ایک جلسہ منعقد کرتا؟"

"عصا کی قسم! میں تمہاری اس حجت کو نہیں مان سکتا۔" ایلن نے اپنی فطری خشونت کے زیر اثر جوش کے لہجہ میں کہا۔ "اور ماسٹر ہمیش بہتر ہو کہ تم اپنی کتابوں کا ہی دھیان رکھو۔ اور سپاہیانہ زندگی کے معاملات میں دخل نہ دو۔ میں نے کبھی تمہارے سامنے علمی معاملات پر بحث نہیں کی۔ اس لئے کہ میں ان سے بے بہرہ ہوں۔ مہربانی سے تم بھی میرے سامنے جنگی مسائل پر رائے زنی کی جرأت نہ کیا کرو۔ جن سے تم بکسر لاعلم ہو۔"

فاضل ہمیش نے ایلن کی طرف غصہ اور حقارت کی نظر سے دیکھا۔ مگر چپ رہا۔ ہر چند کہ وہ بہادر تھا۔ مگر حالات پیش آمدہ میں ایسے شخص سے جھگڑا مول لینا اُسے منظور نہ تھا۔

"ہاں تو میں یہ ذکر کر رہا تھا" ایلن نے پھر وہی نرم لہجہ اختیار کر کے جس سے وہ اپنے والدین کے روبرو کام لیتا تھا۔ کہا "میں یہ ذکر کر رہا تھا۔ کہ بینیر کی توجیں دفعتاً قلعہ میں گھس آئیں۔ مجھے خودستائی کی عادت نہیں۔ بہرحال میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اس وقت میں نے اپنا فرض ایسے طریق پر انجام دیا۔ جو اللہ کے گلنکو کے فرزند اکبر کے شایان شان تھا۔ مختصر یہ کہ میں حملہ آور فوج سے جی توڑ کر لڑا۔ اتنے میں افسروں کی کونسل سفید جھنڈا لے کر صحن میں نمودار ہوئی۔ اس وقت میں نے جانا۔ کہ اب ہر قسم کی جدوجہد بے کار ہے۔ اپنی نسبت میں پہلے ہی سمجھتا تھا۔ کہ ان میں سے ہر شخص میرے خون کا پیاسا ہے۔ پس خیال کی تیزی کے ساتھ وہاں سے بھاگ کر قلعہ کی فصیل کے ساتھ ساتھ دوڑتا ہوا اس مقام تک پہنچا۔ جہاں ایک شگاف موجود تھا۔ اور بڑے زور سے دوسری طرف ایک پشتہ پر کود گیا۔ جسے محاصرین نے تیار کیا تھا۔ وہاں سے میں کسی نہ کسی طرح مسر جان بینیر کی فوج سے آنکھ بچا کر نکل گیا۔ فوج اس وقت قلعہ پر حملہ کرنے میں مصروف تھی۔ اس لئے کسی نے مجھے نہیں دیکھا۔ اور میں جلدی ہی شہر ایڈنبرگ میں داخل ہو گیا۔ وہاں مجھے ایک سپاہی ملا جس نے مجھے دیکھ کر پہاڑی! پہاڑی! کا نعرہ بلند کیا۔ کئی لوگ جمع ہو گئے اور انہوں نے مجھ پر ایک خوفناک حملہ کیا۔ لیکن میں بھی بڑے استقلال کے ساتھ لڑا۔ کام مشکل تھا۔ کیونکہ دوسری طرف سات آدمی اور میں اکیلا تھا۔ علاوہ بریں اس جدوجہد کے بعد جو قلعہ کے صحن میں ہوئی تھکا ہوا بھی تھا۔ تاہم میں نے اپنی تیز تلوار کی مدد سے

ان پرسیڈین غداروں کو خوب ہی ہاتھ دکھائے ہیں ان سے بچ کر تو نکل گیا۔ مگر اس مقابلہ میں مجھے بھی ایسے زخم آئے۔ کہ ان کی وجہ سے کم وبیش بالکل ناکارہ ہو گیا۔ بڑی مشکل سے چلتا گرتا پڑتا ایک شہر کے ویران اور تاریک حصوں میں پہنچا۔ مگر حیران تھا۔ کہ یہاں سے بچ کر کیسے جا سکوں گا کیونکہ باہر جانے کے سب رستے بند تھے۔ اور خفیہ لفظ کے سوا جانے کی اجازت نہ تھی۔ خون بہ جانے سے بدن نڈھال تھا۔ پس میں ایک علیحدہ مقام پر بیٹھ گیا۔ جہاں غنودگی سی طاری ہو نے لگی۔ لیکن یہ غنودگی نیند کی نہیں غش کی تھی۔ معلوم نہیں میں کتنا عرصہ اس حالت میں رہا۔ بہرحال جب بیدار ہوا۔ تو دیکھا۔ کہ ایک خستہ حال کمرہ میں چارپائی پر پڑا ہوں۔ معلوم ہوا کہ میں ایک عزت دار پہاڑی کنبہ کے دروازہ پر بیہوش ہو گیا تھا۔ اس حالت میں دیکھ کر انہوں نے مجھ پر رحم کھایا۔ اور اپنے مکان پر لے گئے۔ ادھر سرجان لیبز نے حکم جاری کر دیا تھا۔ کہ جو شخص ایلین کو زندہ یا مردہ پکڑ کر لائے گا اُسے معقول انعام دیا جائے گا۔ اس لئے ان بڈھے میاں بی بی کو جو عرصہ دراز سے اس شہر میں سکونت پذیر تھے۔ میرے لئے کسی ڈاکٹر کی خدمات حاصل کرنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ خود ہی جہاں تک ممکن تھا۔ علاج معالجہ جاری رکھا۔ اس طرح قریباً تین ہفتے گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں میں بتدریج صحت یاب ہوا۔ لیکن اس وقت بھی نہیں گھر سے باہر نکل سکتا تھا۔ اور نہ عادی میں آپ کے پاس کوئی قاصد بھیجنا ممکن تھا۔ کامل رازداری لازم تھی۔ کئی دن بعد آخر ایک رات مجھے شہر سے باہر نکلنے کا موقعہ مل گیا۔ لیکن نقدی میرے پاس بالکل نہ تھی۔ کیونکہ جب قلعہ سے بھاگا۔ تو بٹوہ جیب میں نہ تھا۔ ان حالات میں میں خدا کے ان نیک بندوں کو بھی کچھ معاوضہ نہ دے سکا جنہوں نے ایسے آڑے وقت میں میری مدد کی تھی۔۔۔"

"مگر ان کو ضرور معقول معاوضہ دیا جائے گا" والئے گلنکو نے باصرار کہا۔ "ابھی تم اپنی داستان مکمل کرو۔"

"والد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" ایلین نے جواب دیا۔ "وہ لوگ اتنے غریب تھے کہ چند چھوٹے سکوں کے سوا مجھے کچھ نہ دے سکے۔ اتنا بھی نہ ہو سکا۔ کہ میں تبدیل لباس کے لئے دوسرے کپڑے ہی حاصل کر سکتا۔ خیر جس طرح بھی ہو سکا۔ میں وہاں سے بچ کر نکل آنے میں کامیاب ہو گیا۔ قلعہ کی جواگلی کے بعد شہر کی نگرانی ہلکی کر دی گئی تھی۔ رفتہ رفتہ پہرہ دار لاپرواہ ہو گئے۔ شہر سے نکل کر میری خطرناک اور تکلیف دہ آوارہ گردی کا زمانہ شروع ہوا۔ میں دن کے وقت

سفر کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے صرف رات کو پیدل چلتا۔ اور ان سڑکوں سے جن پر آمدو رفت زیادہ ہو بچتے الامکان بچتا تھا۔ تھوڑی سی نقدی جو میرے پاس تھی۔ وہ روزمرہ کے قلیل اخراجات خوراک میں صرف ہو گئی۔ اور میں مصیبت و احتیاج کی حالت میں . . .؟

فقرہ ابھی نامکمل تھا کہ کمرہ کا دروازہ دفعتاً کھلا۔ اور قلعہ میکڈانلڈ کا ایک خادم دوڑتا ہوا آکر کہنے لگا "سر راڈرک آ گئے! گلنکو کے سپاہی ان کے ساتھ ہیں۔ مہم ختم ہو چکی اور . . . ہم ہار گئے!"

"راڈرک! میرا پیارا راڈرک!" یہ الفاظ خوشی کی چیخ کی طرح لیڈی ایلین کے منہ سے نکلے اور وہ اپنی جگہ سے اٹھ کر تیز چلتی ہوئی کمرے سے رخصت ہو گئی۔

"راڈرک!" ایلین میکڈانلڈ نے اس شخص کے انداز سے رکتے رکتے کہا جس پر دفعتاً عظیم ہیبت طاری ہو گئی ہو۔

اور یہ امر واقعہ ہے کہ اس کا چہرہ جو پہلے ہی بے رنگ تھا۔ اب راڈرک کی آمد کی خبر سن کر لاش کی طرح زرد ہو گیا!

باب - ۱۸

حادثہ کی تفصیل

زینے سے اتر کر ڈیوڑھی ہال میں تیز چلتی ہوئی۔ دل میں ناقابل بیان خوشی کا احساس لئے۔ اس خیال کے زیر اثر کہ میں عنقریب اپنے عزیز از جان شوہر سے بغلگیر ہو سکوں گی۔ اس خوفناک اطلاع سے قطعاً بے خبر جو خادم کے آخری جملہ میں موجود تھی۔ یعنی یہ کہ ساکنان گلنکو شکست یاب ہوئے۔

دل و دماغ میں کوئی اضطراب و اضطرار نہ رکھتے ہوئے حسین و جمیل ایلین اپنے شوہر کے خیر مقدم کے لئے قلعہ کے دروازہ پر گئی۔ عین اس وقت پانچ چھ مضبوط پہاڑی ایک چارپائی اٹھائے شام کی تاریکی میں قلعہ کی طرف آتے نظر آئے۔ انہیں دیکھ کر ایلین کے دل میں خطرہ کا مبہم سا احساس پیدا ہوا۔ اور سخت پریشانی کی حالت میں اس نے دریافت کیا "سر راڈرک کہاں ہیں؟"

"معزز خاتون گھبرائیے نہیں۔" گلن فان کی فوج کے ڈاکٹر نے جو ساتھ ساتھ آ رہا تھا جواب دیا۔ "درحقیقت سر راڈرک کو ایک حادثہ پیش آیا ہے . . ."

عشق　　　　دوبارہ چھپ کر تیار ہو گیا　　　　حب وطن

سیاست

کا بینظیر ناول

آرسین لوپن کا سب سے زبردست کارنامہ

انقلاب یورپ

مارس لیبلانک کے زوردار ناول ۸۱۳ کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری کے قلم سے

مژدہ کہ وہ ناول جس کے لیئے دنیا مدت سے چشم براہ تھی۔ آخرکار دوبارہ چھپ کر تیار ہو گیا جن
...نے اس سے پہلے آرسین لوپن کے باقی ناول خونی ہیرا۔ شریف بدمعاش۔ چلتا پرزہ۔ وغیرہ
...ے ہیں۔ وہ اس کا بھی مطالعہ کریں۔ وہ اس میں لوپن کو وہ کام کرتا دیکھیں گے جو آج تک اس نے نہیں کیا تھا

انقلاب یورپ

انقلاب یورپ

انقلاب یورپ

...آرسین لوپن وسط یورپ کا بادشاہ بن کر مغربی دنیا میں انقلاب عظیم پیدا کرنا چاہتا ہے
...نشیب و فراز کی داستان بڑی دلچسپ ہوشربا اور عبرت انگیز ہے۔ ہر باب میں نیا راز
...بڑی سنسنی ہر سطر میں نئی حیرت موجود ہے۔

قیصر جرمنی کو آرسین لوپن کا لوہا مانتے دیکھنا ہو تو اس ناول میں دیکھیئے

...لمش کہ بھول یاد رہے　　　　ایسا پراسرار کہ نیند حرام کر دے

سراغرسانی کے ناولوں میں ایسا ناول یقیناً آپ نے کبھی نہیں دیکھا

مکمل ۵۱۰ صفحہ۔ چکنا کاغذ صاف چھاپہ۔ قیمت چار روپے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ۔ نولکھا۔ لاہور

چند دلچسپ نو طبع ناول

بہادر رہزن۔ کرنل میڈوز ٹیلر کے مشہور ناول کنفیشنز آف اے ٹھگ کا ترجمہ۔ نامی ٹھگ امیر علی کے کارنامے جس کا نام تاریخ ہند کے اوراق میں ثبت ہے۔ سرکار انگریزی کی ابتدائی عملداری میں ہندوستان کی حالت کا نقشہ۔ قابل دید ناول ہے ۳۱۷ صفحے قیمت عہ

خوفناک جاسوس۔ انگریزی کے ایک دلچسپ جاسوسی ناول کا ترجمہ۔ بالکل نو طبع۔ ناول کے شروع میں ہی قتل کی ایک نہایت خوفناک واردات ظہور میں آتی ہے جس کے سراغ کے لئے پولیس کی جدوجہد بہت دلچسپ ہے۔ ۱۰۴ صفحے قیمت ۱۰

وجے سنگھ۔ بنگلہ زبان میں بابو دوجیندر لال رائے ایک مشہور مصنف اور مسلم الثبوت ڈرامہ نویس ہوئے ہیں۔ انہی کے ایک ناول کا یہ ترجمہ ہے۔ جو اسی ہفتہ شائع ہوا ہے۔ پلاٹ۔ تحریر۔ انداز بیاں سب نہایت دلچسپ ہیں۔ اور مصنف نے بڑی خوبی سے دکھایا ہے۔ کہ اصلی تسکین قلب حرص و طمع سے نہیں بلکہ صبر و قناعت ہی سے ملتی ہے۔ سفید چکنا کاغذ ۸۸ صفحہ قیمت عہ

مضامین شرر۔ مولانا عبدالحلیم شرر لکھنوی جن کے ناول ہندوستان کا بچہ بچہ پڑھ چکا ہے اور جنھیں ہر حصہ ملک میں قابل رشک شہرت حاصل ہے۔ ان کے شاعرانہ۔ عاشقانہ۔ فلسفیانہ اور محققانہ مضامین کا مجموعہ جو اول مرتبہ اسی ہفتہ شائع ہوا ہے۔ ہر مضمون تیر و نشتر کا کام دیتا ہے۔ وہی انداز تحریر جو ان کے ناولوں سے مخصوص ہے یہاں بھی موجود ہے۔ مولانا کی فوٹو کی تصویر بھی دی گئی ہے۔ ۲۹۶ صفحے قیمت عہ

رقیب۔ ایک دلچسپ انگریزی ناول کا ترجمہ۔ محبت اور رقابت کے کرشمے۔ زندگی اور موت کے پر اثر مناظر۔ صبر و استقلال کے نتائج۔ یہ ناول مدت ہوئی رسالہ اودھ ریویو میں شائع ہوا تھا۔ اب دوبارہ بصورت کتاب چھاپا گیا ہے ۱۲۱ صفحے۔ قیمت ۱۰

ڈاکوؤں کی جنگ سراغرسانی کا ایک نو طبع دلچسپ ناول۔ کلکتہ کے ایک مشہور بنک میں چوری ہونا۔ پولیس کا ڈاکوؤں کے صدر مقام پر چھاپہ مارنا۔ سراغرساں بلیک کی معنکہ خیز بے بسی۔ ڈاکو سوار کی جرأت آمیز کارروائیاں ۱۵ صفحہ قیمت ۶

اکبر۔ انگریزی میں اسی نام کا ایک دلچسپ تاریخی ناول چھپا تھا جس کا یہ ترجمہ ہے بہت ہی دلچسپ اور ہوشربا ناول ہے جس کا لطف صرف مطالعہ سے تعلق رکھتا ہے ۴۷ صفحہ قیمت عہ

لال برادرس ۷۔ پارسنز روڈ نولکھا لاہور





فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کیلئے یہ ایک ہی دوا ہے

آج کل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کی دوا کے آپ دیکھتے ہونگے۔ مگر ان میں عموماً کونین رہتی ہے۔ اس لئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک تو روک دیتی ہیں۔ مگر جڑ سے آرام نہیں دے سکتی ہیں۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار و طحال کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا خاص دعویٰ رکھتی ہے۔ اور عوام کے فائدہ کو مدنظر رکھ کر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ اس میں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے چار یا پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ طحال کو گلاتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۱۰ محصول ڈاک شیشی کلاں ۸ اور خورد ۷

پرانے ملیریا بخار کی گولیاں

روزہ بخار پرانا ہو جانے پر بار بار ہی سے نہ آکر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے۔ جسم کا خون پانی سا ہو جاتا ہے۔ اور آدمی کا رنگ پھیکا میلا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپنے لگتا ہے۔ سانس پھولتی ہے۔ کھانے کی خواہش اور قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے۔ تلی کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے۔ کبھی منہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آجاتا ہے۔ اور زندگی وبال ہو جاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں اور چار پانچ ہی خوراک میں بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے۔ قیمت پچیس گولی کی ڈبیہ کی ۱۰ محصول ڈاک ایک سے دو ڈبیہ تک ۶

کونین کی گولیاں۔ یہ چار گرین کی خوبصورت چھوٹی چھوٹی ٹکیاں کل میں بنتی ہیں اور سنہری پیٹنٹ ڈبیہ میں بند ہوتی ہیں۔ کونین کا استعمال کرنا ہو تو یہ گولیاں پاس رکھئے۔ اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے نہ کھانے میں تلخ قیمت پچیس گولیوں کی ڈبیہ ۴ محصول ڈاک ۶

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبرہ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ منیجر صاحب پیسہ اخبار لاہور۔

وہ بے نظیر ناول جو اس سلسلہ میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
نسانہ لندن (۱۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۸	۵عہ/۱۲
" (۲۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۳۶۶۴	۵عہ/۱۲
باپ کا قاتل (۶ حصے)	پیری سائڈ	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۲۵	للعہ
خونی تلوار	میکرآف گلنکو	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	چھپ رہا ہے	

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	للعہ/
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفشنز آف آرسین لوپن	"	۱۷۰	۱۲/
چلتا پرزہ	" (آخری حصہ)	"	۵۶	۸/
خونی ہیرا (۲ حصے)	اریسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۶۹	۸/
نقلی نواب	آرسین لوپن	"	۱۹۲۶ء میں تیار ہوگا۔	

ولیم لکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہشٹاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	عہ/

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	ریجنٹس ڈاٹر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۰	سعہ/

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
تم دکشنا	ٹربیوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۰۶	۱۰/

شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۳۵	۱۲/
کانٹوں کا تاج	مکٹ	بابو ایشور چندر دیال	۳۵	۴/

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں زیر تیاری ہیں آپ عہ سالانہ چندہ ادا کر کے مستقل خریدار بن جائیے

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

دیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھیمنا پرنٹر چھپا

اگر آپ ابھی تک ہمارے ناولوں کے مستقل خریدار نہیں ہوئے تو ہم کو منی آرڈر بھیج کر اب بن جائیے
" پھر ہر مہینے اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوا کرے گی

حصہ ۔ ۱۱

خونی تلوار

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کے ناول "میسکر آف گلنکو" کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

مترجم فسانہ لندن ۔ وطن پرست ۔ منزل مقصود وغیرہ

سنہ ۱۹۲۳ء

لال برادرس

۷ سپارسنز روڈ نولکھا ۔ لاہور

دیش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھینا پرنٹر چھپا

قیمت ۱۲/

اشاعت اول

اُردو کے قابل دید تاریخی ناول

حق بحقدار ۔ منشی عبدالغفور صاحب مرحوم کا ایک نہایت دلچسپ تاریخی ناول جو عرصہ دراز سے نایاب تھا۔ اب بڑے اہتمام سے اس کو دوبارہ چھاپا گیا ہے۔ ہندوستان کی سوشل زندگی کے دلچسپ مناظر کے پہلو بہ پہلو اسرار و سراغرسانی کے حیرت خیز کارنامے پیش کئے گئے ہیں۔ قابل دید ناول ہے۔ قریباً ..۴ صفحہ قیمت ہے ۱۲؍

قعر دریا ۔ یہ بھی اسی مصنف کا قابل دید ناول ہے۔ امرائے ہند کی زندگیوں کی پرلطف اندرونی کیفیت قابل دید ہے۔ مجرموں کی چالاکی اور طباع سراغرساں کی کامیابی۔ غرض ہر پہلو سے نہایت دلچسپ ناول ہے۔ قیمت للعہ؍

خونی شہزادہ ۔ مرزا رسوا۔ بی۔ اے کا لکھا ہوا ایک نہایت دلچسپ ناول۔ سائنس کے کرشمے حسن و عشق کے مناظر اور رقابت کا عبرت خیز انجام خوب ہی دکھایا ہے ۲۲۴ صفحات قیمت عہ

بازار حسن ۔ منشی پریم چند کا بڑا دلکش ناول جس میں ایک حسین اور بازار حسن میں پلی ہوئی بدنصیب لڑکی کی سرگذشت دلکش پیرایہ میں درج ہے۔ قیمت ؁؍

بیگناہ مجرم ۔ ایک سنسنی پیدا کرنے والا ٹریجک ناول مسٹر سدرشن کا لکھا ہوا بہت دلچسپ اور قابل دید ہے۔ قیمت عہ؍

کرشن کانتا (دو حصے)، ایک عجیب و غریب طلسمی ناول منشی موہن لال صاحب فہم لکھنوی کے قلم سے طلسم زرنگار کے عبرت ناک حالات۔ ساحروں کے مظالم۔ عیاروں کی حیرت انگیز شعبدہ بازیاں۔ ایک ہوشربا اور اشتیاق افزا قصہ ہے ۴۱۵ صفحے قیمت عہ

فریبی عورت ۔ پارسی زندگی کا ایک پراسرار اور دلفریب افسانہ کس طرح ایک عورت اپنے ادنے اغراض کے حصول کے لئے ایک مالدار شخص کی لڑکی کو گم کرکے اپنی لڑکی کو اس کی بیٹی ظاہر کرتی ہے۔ مگر انجام کار جائز وارثہ کا اپنے حقوق کو پہنچنا۔ اور عاشق صادق سے ملنا ۱۶۸ صفحے قیمت عہ؍

زخم بے نشان ۔ اردو کی چند نہایت دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ قابل دید و طبع کتاب ہے قیمت ۱۲؍

صندل ۔ اس میں بھی بعض دلکش کہانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ اسے بھی دیکھیے۔ قیمت ۶؍

لال برادرس ۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

"آہ! تو کیا اسی کو آپ لوگ چارپائی پر رکھ کر لائے ہیں؟" نازنین نے چلا کر کہا۔ پھر مجذوبانہ عجلت کے ساتھ اس نے آگے بڑھ کر ان کپڑوں کو جو مریض کو دن کی گرمی اور شام کی سردی سے محفوظ رکھنے کے لئے پھیلائے گئے تھے۔ ایک طرف ہٹا دیا۔

"پیاری ایلین۔ ڈرو نہیں!" راڈرک نے مدھم آواز سے کہا۔ "میں جلد صحت یاب ہو جاؤنگا"

ایلین نے جھک کر اس شفاف پیشانی کو بوسہ دیا۔ جو تاریکی میں بھی زرد نظر آتی تھی۔ اور آنسوؤں کے گرم قطرے اس کی آنکھوں سے بہ کر راڈرک کے رخساروں پر گرنے لگے۔ راڈرک نے اس طرح کی حرکت کی۔ گویا اپنے بازو اس کی گردن میں حمائل کرنا چاہتا ہے۔ مگر نہ کر سکا۔ اور نہ اس نازنین کو یہ جرأت ہوئی۔ کہ اسے کھینچ کر اپنے سینہ سے لگا لیتی۔ جیسا کہ اس کی خواہش تھی۔ کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی۔ حادثہ کی نوعیت کیا ہے۔ اور میرے ایسا کرنے سے اُسے کیا تکلیف پہنچے گی۔ اس کے علاوہ وہ اس قدر اندوہگین تھی۔ اور اپنے شوہر کو اس حالت میں دیکھ کر طرح طرح کے اندیشے اس شدت سے اس کے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ کہ وہ اس سے کوئی سوال نہ پوچھ سکی۔ البتہ ڈاکٹر نے جسے اس نوجوان اور بامحبت حسینہ کی پریشانی دیکھ کر رحم آتا تھا۔ آہستہ سے اس کے کان میں کہا۔ "کسی نامعلوم حادثہ یا کسی شخص کی غداری سے راڈرک کو گر کر چوٹ آئی ہے۔ ابھی تک معلوم نہیں ہوا۔ یہ واقعہ کن حالات میں پیش آیا۔ بہرحال یہ معلوم کر کے اطمینان ہوتا ہے۔ کہ انہیں کوئی خطرناک ضرب نہیں آئی۔ اور چند دن کے عرصہ میں وہ یقیناً پوری طرح شفایاب ہو جائیں گے۔"

ان الفاظ سے حوصلہ اور تسکین پا کر ایلین نے پیار کے چند الفاظ راڈرک کے کان میں کہے۔ اور اس کے بعد چارپائی اٹھانے والوں کو حکم دیا کہ قلعہ کے اندر لے چلو۔ اس حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔ اور راڈرک کو دعوتی ہال میں پہنچا دیا گیا۔ اتنے میں ایلین میکڈانلڈ بھی وہیں آگیا اور سقفی لمپ کی روشنی میں اس نے فوراً دیکھ لیا۔ کہ راڈرک ہوش میں ہے۔ اس وقت اس نے اپنے بھائی کی طرف، اور راڈرک نے ایلین کی طرف ایک عجیب انداز سے دیکھا۔ مگر ہال میں آنے جانے والوں کا ہجوم اتنا تھا۔ کہ لیڈی ایلین کے سوا دوسرا کوئی شخص اس نگاہ کو نہ دیکھ سکا۔ البتہ اس نازنین کی آنکھیں چونکہ اپنے شوہر کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ اس لئے جس وقت اس نے اس میں تبدیلی ہوتے اور ان مُردنی چھائے ہوئے خط و خال پر خوف و اذیت کا اثر ظاہر ہوتے دیکھا۔ تو اس نے دفعتاً پیچھے مڑ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی۔ کہ

اس کی وجہ کیا ہے۔ اور اس وقت اس نے دیکھا کہ ایلین میکڈانلڈ کا اپنا چہرہ لاش کی طرح زرد اور نگاہ اتنی خوفناک ہے کہ اسے دیکھ کر ڈر لگتا ہے۔ یہ حالت دیکھ کر اس نازنین نے محسوس کیا کہ ذریعین کی اس نگاہ کی تہ میں ضرور کوئی خاص راز ہے۔ اور اس نفرت کے اثر سے جو اسے اپنے شوہر کے بھائی سے تھی۔ یہ خیال از خود اس کے ذہن نشین ہو گیا۔ کہ وہ اس حادثہ سے لاعلم یا اس غداری سے جو راڈرک کے ساتھ کی گئی بے خبر نہیں۔

"جان سے پیارے بھائی۔" ایلین میکڈانلڈ نے چند منٹ گذرنے پر کہا۔ اور اس کے بعد اس چارپائی کے قریب پہنچ کر جس پر راڈرک لیٹا ہوا تھا۔ اور ایسے طریق سے اس کے اوپر جھک کر کہ کوئی دوسرا اس کی آواز نہ سن سکتا تھا۔ اس نے دبے ہوئے لہجہ میں کہا۔" میں تمہیں عاقبت کی قسم دے کر التجا کرتا ہوں کہ اس معاملہ میں ضرور مجھ پر رحم کرو۔ میں تمہارے بس میں ہوں۔ اور تم مجھ سے جس قسم کا سلوک چاہو کر سکتے ہو۔ لیکن میں پھر ہاتھ جوڑ کر عرض کرتا ہوں۔ کہ اگر تم چپ رہو۔ تو میں جس طرح تم کہوگے۔ کروں گا۔ میں عمر بھر تمہارا غلام بنا رہوں گا۔ اور اگر تم چاہو تو کسی خانقاہ میں جا کر راہب بن جاؤنگا . . ."

"ایلین" راڈرک نے اسی طرح دبی ہوئی آواز میں جواب دیا" ڈرو نہیں۔ جو کچھ ہو چکا۔ میں اس سے درگذر کرنے کا فیصلہ کر چکا ہوں۔"

اس بارہ میں اطمینان حاصل کر کے ایلین میکڈانلڈ نے چارپائی سے ہٹ کر بلند آواز میں پہاڑی لوگوں سے راڈرک کی چوٹ کے متعلق سوالات پوچھنے شروع کئے۔ دونوں بھائیوں میں جو گفتگو ہوئی وہ چند سکنڈ کے عرصہ میں ختم ہو گئی تھی۔ اور لیڈی ایلین کے سوا کسی کو اس کا علم نہ ہوا تھا۔ لیکن اس حسینہ نے دیکھ لیا۔ کہ دونوں میں کچھ خاص باتیں ہوئی ہیں۔ اس گفتگو کے بعد جب دونو بھائی علیحدہ ہوئے تو گو ایلین میکڈانلڈ کے چہرہ سے سکون واطمینان کا اظہار ہوتا تھا۔ تاہم راڈرک کے زرد چہرہ سے حزن وملال کے آثار ظاہر تھے۔ یہ سب کچھ محسوس کر کے بھی وہ چپ رہی۔ لیکن یہ خیال اور زیادہ مضبوطی سے اس کے ذہن نشین ہو گیا کہ جس حالت میں راڈرک کو قلعہ میں لایا گیا۔ اس سے اس کے بھائی ایلین کا کچھ نہ کچھ تعلق ضرور ہے۔

اتنے میں لیڈی میکڈانلڈ۔ لارڈ گلن فان اور ہمیش بھی وہیں آ گئے۔ اور انہیں راڈرک کو اس حالت میں دیکھ کر سخت ہی رنج ہوا۔ پھر حکم دیا گیا۔ کہ اسے فوراً پوری احتیاط کے ساتھ اس کی خوابگاہ میں پہنچا دیا جائے۔ چنانچہ اس کو بحفاظت اس کے اپنے کمرہ میں ایک صوفہ پر لٹا

دیا گیا۔ ڈاکٹر نے کہا۔ جہاں تک ممکن ہو مریض کو حالت سکون میں رکھنا چاہیئے۔ اسے کسی طرح کا جوش و اضطراب نہ دلایا جائے۔ اور لیڈی میکڈانلڈ اور لیڈی ایلین کے سوا اور کوئی اس کے پاس نہ ٹھہرے۔ راڈرک نے دبی ہوئی آواز میں والد کی خیر و عافیت دریافت کی اور اسے یہ سُن کر سخت رنج ہوا کہ وہ اسقدر ضعیف ہے کہ پلنگ سے ہل کر کہیں نہیں جاسکتا۔ اس کے باوجود انہوں نے اسے یقین دلایا کہ اس کی صحت روبہ اصلاح ہے۔ اور اس کے ساتھ ہی کہا۔ کہ تم کسی فکر و اضطراب سے اپنی طبیعت کو بے چین نہ کرو۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ڈاکٹر دوا پلانے کے لئے کمرہ میں داخل ہوا۔ اس وقت گو لیڈی میکڈانلڈ نے اصرار کیا کہ رات کو ایلین اکیلی اس کمرہ میں بیٹھی بیٹھی تھک جائے گی۔ اس لئے میں بھی اس کے پاس رہتی ہوں۔ تاہم اس حسینہ نے یہی کہا۔ کہ آپ کی خدمات کی لارڈ میکڈانلڈ کو ضرورت ہوگی۔ رات کے وقت آپ کے سوا ان کی خبر گیری کرنے والا کوئی نہیں اس لئے آپ ان کے پاس ٹھہریں تو اچھا ہے۔ پس لیڈی میکڈانلڈ اور ڈاکٹر وہاں سے چلے آئے۔ اور تنہا ایلین اپنے شوہر کے پاس رہ گئی۔

اس اثنا میں تھارسٹین اور ولیم فاکنر راڈرک کی موجودہ حالت کے متعلق ایلین میکڈانلڈ لارڈ گلن فان ہمیش اور فادر ہیوبرٹ کے ہر قسم کے سوالات کا جواب دے رہے تھے۔ واضح ہو کہ آخر الذکر راڈرک کی علالت کی خبر سنتے ہی قلعہ میں آگیا۔ اور اس کی نسبت بڑی تشویش سے مختلف سوالات دریافت کر رہا تھا۔ قدرتی طور پر یہ جوابات انہی حالات سے متعلق تھے۔ جو خود تھارسٹین اور ولیم فاکنر کو معلوم تھے۔ یعنی کس طرح راڈرک مارکوئیس آف ایتھول کے مکان سے عدم پتہ ہوا۔ اور کیونکر انہوں نے بڑی تلاش کے بعد اسے ایک پہاڑی کھڈ میں پڑا ہوا پایا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے کسی نامعلوم دشمن پر غداری کا شک تو ظاہر کیا۔ مگر اس سے زیادہ اور کچھ بیان نہ کرسکے۔

سارا حال سُن کر ایلین میکڈانلڈ نے بڑے جوش کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ "آخر وہ کون بدبخت ہوگا جس نے ایسی شرمناک کارروائی کی؟ عصا کی قسم! اس سے اس بزدلانہ وار کا بدلہ ضرور لینا چاہیئے۔ کیوں دوست تھارسٹین کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ انگریزی فوج کے کسی آدمی نے یہ حرکت کی ہو۔ یا اس میں ان افسروں کے جذبۂ حسد کو دخل ہو۔ جن پر فوقیت دے کر راڈرک کو فوج کی کمان دی گئی تھی؟"

"جو کچھ بھی ہو۔" تھارسٹین نے جواب دیا۔ "معاملہ سردست ایک رازکی صورت رکھتا ہے جسے

حل کرنا سخت مشکل ہے۔ علاوہ بریں سر راڈرک کو بھی تھوڑی دیر پہلے ہوش آیا ہے۔ فی الحقیقت انہوں نے صحیح معنوں میں اسی وقت آنکھیں کھولی ہیں۔ جب ہم دو گھنٹے قبل وادی گلنگ میں داخل ہوئے۔"

"پھر کیا اس عرصہ میں راڈرک نے اس بارہ میں کوئی تفصیل بیان نہیں کی؟" ایلن نے غیر معمولی بے صبری ظاہر کرتے ہوئے پوچھا۔ "کیا اس نے ایک لفظ بھی ایسا نہیں کہا جس سے اس راز پر روشنی پڑ سکتی؟ ذرا سوچ کر میرے سوال کا جواب دو۔ ۔ ۔"

"بات یہ ہے۔" بھارسٹین نے کہا۔ "اول تو سر راڈرک کے حواس بجا نہ تھے۔ دوسرے ڈاکٹر ان سے گفتگو کی اجازت نہ دیتا تھا۔ علاوہ بریں سر راڈرک کی صورت سے یہ ظاہر ہوتا تھا۔ کہ وہ اس بارہ میں کسی سے کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ لیکن کچھ بھی ہو۔ اس کا مجھے کامل یقین ہے کہ کسی نا ہنجار نے ان سے سخت غداری کی ہے۔ اور میں وادی گلنگ کے مقدس عقابوں کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ کہ اگر مجھے معلوم ہو گیا وہ شخص کون تھا جس نے سر راڈرک سے ایسی بدسلوکی کی تو میرا تیغہ ضرور اس کے جگر کے پار ہو گا۔ اس کا مجھے پورا یقین ہے کہ کوئی شخص راڈرک کو دھوکے سے اس ویرانہ میں لے گیا۔ نقش پا سے میں نے معلوم کیا ہے کہ وہ صرف ایک شخص تھا۔ لیکن وہ ایک ہو یا دو ہوں میرے انتقام سے بچکر کہاں جا سکتے ہیں؟"

"نہیں بھارسٹین" ایلن نے جوش سے اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ "اپنے عزیز بھائی کا انتقام لینا میرا فرض ہے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ جلدی شفایاب ہو کر ہمیں سارے حالات سے خبردار کر سکے گا۔ اور اس وقت جو کارروائی مناسب ہو گی۔ عمل میں لائی جائے گی۔"

یہ گفتگو چند منٹ تک جاری رہی۔ اور لارڈ گلن فان او ہمیش اسے غور سے سنتے رہے لیکن بڑی کوشش کے باوجود وہ اس بارہ میں کوئی صحیح قیاس قائم نہ کر سکے کہ کہ اس میں کیا بات ہے بہت غور و خوض کر کے بھی وہ کسی شخص کے خلاف شک کرنے سے قاصر تھے۔

اس اثنا میں جیسا بیشتر بیان کیا گیا ہے۔ لیڈی ایلن اپنے شوہر کے پاس رہی۔ وہ اسے پے در پے بوسے دیتی کبھی روتی اور کبھی آنسوؤں کو پونچھ کر بڑی محبت اور ملائمت سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھتی اور مسکرانے لگتی تھی۔ اس کے شوہر نے بدقت اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اسے لبوں سے لگایا۔ اور اس کی ناقابل بیان محبت کے عالم میں بہت دیر اس کی طرف پیار کی نظر سے دیکھتا رہا۔ اس نے بہت کم گفتگو کی۔ اور جو کچھ کہا۔ وہ بھی محبت اور حوصلہ افزائی کے الفاظ تک محدود تھا۔ اس بارہ میں اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا کہ وہ غیر معمولی حادثہ کیا تھا جس کی

وجہ سے اس کی یہ حالت ہوگئی۔

اسی طرح تین چار دن گذر گئے۔ اور اس اثنا میں لارڈ گلن فان کے ڈاکٹر کے زیر علاج راڈرک کی حالت اصلاح پذیر ہوتی گئی۔ اس کی حسین اور با محبت بیوی شب و روز تیمارداری کرتی تھی۔ اتنے میں اس کے والد لارڈ میکڈانلڈ والے گلنکو کی حالت بھی اس قابل ہوگئی۔ کہ اب وہ چارپائی سے اٹھ سکتا تھا۔ جب اول مرتبہ اس نے اپنے بیٹے کو اس خراب حالت میں دیکھا۔ تو اسے سخت صدمہ ہوا۔ راڈرک نے مدھم لہجہ میں بیان کیا۔ کہ اگر یہ غیر معمولی حادثہ پیش نہ آتا۔ تو میں یقیناً اس مہم میں کامیاب ہو جاتا۔ موجودہ صورت میں میرے لئے یہ امر کچھ کم باعث تکلیف نہیں ہے۔ کہ اس فوج کو جس نے میری سرکردگی میں نمایاں کامیابی حاصل کی تھی۔ ایسی افسوسناک شکست کا منہ دیکھنا پڑا۔

"عزیز بیٹے۔ تم رنجیدہ نہ ہو" معمر والئے گلنکو نے کہا۔ "اپنی بہادری کا ثبوت تم اتنے موقعوں پر دے چکے ہو۔ کہ کوئی شخص تمہارا دشمن ہو کر بھی تمہاری شکایت کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس مہم کا نقشہ جو مارکوئیس آف ایتھول کے مکان پر تمہاری میز پر پایا گیا تھا۔ اور جس کا مضمون ولیم فکر نے مجھ سے بیان کیا ہے۔ اس سے ثابت ہوگیا۔ کہ تم نے اپنی تجاویز ہر لحاظ سے مکمل کر لی تھیں۔ راڈرک میں تمہاری قابلیت اور شجاعت کا تہ دل سے معترف ہوں۔ اور اگر یہ افسوسناک واقعہ پیش نہ آتا جس کی تفصیلات کا ہمیں انتظار ہے۔ تو یقیناً تم صدر مقام پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہو جاتے۔ لیکن تقدیر کے آگے کیا چارہ ہے؟ بہرحال اگر ہمیں ایک طرف اس شکست کا رنج ہے تو دوسری طرف یہ خوشی بھی کیا کم ہے کہ تم زندہ اور صحیح سلامت ہمارے پاس واپس آگئے۔"

یہ کہتے ہوئے لارڈ میکڈانلڈ نے بیٹے کا ہاتھ اس زور سے دبایا جس سے اس کے بیان کی تصدیق ہوتی تھی۔ لیکن جب اس کے بعد اس نے راڈرک سے حادثہ کی تفصیلات دریافت کیں تو لیڈی ایلین نے التجا کی۔ کہ ایسا بیان چونکہ زمانہ علالت میں اس کے لئے تھکانے والا ثابت ہوگا اس لئے آپ سردست ان سوالات کو ملتوی ہی رکھیں۔ لارڈ میکڈانلڈ نے اس بیان کی اہمیت کو تسلیم کیا۔ اور راڈرک نے ایلین کا پُر معنی نظروں سے شکریہ ادا کیا۔

ایلون میکڈانلڈ ہر روز چند منٹ کے لئے بیمار کی حالت دیکھنے راڈرک کے کمرہ میں آتا۔ اور بڑا پیار اور محبت ظاہر کرتا تھا۔ مگر لیڈی ایلین نے دیکھا۔ کہ اس نے کبھی حادثہ کی تفصیلات جاننے کی کوشش نہیں کی۔ قدرتی طور پر اسے یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ کہ کنبہ کے سب آدمیوں میں سے فقط ایلون میکڈانلڈ ہی ایسا شخص ہے۔ جو اس بارہ میں لاپروائی ظاہر کرتا ہے۔ اس سے

یہ خیال اس کے ذہن نشین ہونے لگا۔ کہ وہ ضرور اس معاملہ میں کچھ نہ کچھ حال جانتا ہے۔ یوں تو وہ حسینہ روز اول ہی سے ایلن میکڈانلڈ کو ناپسند کرتی تھی۔ اور ناظرین اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہیں۔ کہ اس کا یہ رویہ بے وجہ نہیں تھا۔ لیکن اگر پہلے وہ اسے بے اعتمادی کی نظر سے دیکھتی تھی۔ تو اب قابل نفرت سمجھنے لگی۔ اور ظاہر ہے کہ ایسی نیک باطن اور فیاض خاتون کے دل میں جس کے سینہ میں کسی متنفس کے لئے برائی کا خیال پیدا نہ ہو سکتا تھا۔ اپنے شوہر کے بڑے بھائی کے خلاف ایسے خیالات پیدا ہونا بے وجہ نہیں ہو سکتا۔ پس جیسا ہم نے بیان کیا یہ خیال اس کے دل میں پختگی سے جاگزین ہو چکا تھا۔ کہ ضرور ایلن میکڈانلڈ نے ہی اپنے بھائی سے کچھ شرارت کی ہے اس لئے جس وقت وہ راڈرک کے کمرہ میں آتا۔ تو لیڈی ایلن کے دل میں بے اختیار اس کی طرف سے خوف کا احساس پیدا ہو جاتا تھا۔ اس کے خلاف اس کی بدگمانی اس حد تک بڑھی۔ کہ جتنا عرصہ ایلن بھائی کے پاس رہتا۔ وہ ضرور ان کے پاس رہتی تھی۔ اور کبھی ایک لمحہ کے لئے اپنی نظر دوسری طرف نہ ہٹاتی تھی جس سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے دل میں ایلن میکڈانلڈ کی طرف سے بے وفائی کا کوئی مبہم احساس ہر وقت لگا رہتا تھا۔ یہی وجہ تھی۔ کہ جس وقت وہ کمرہ سے رخصت ہوتا۔ تو اس کے دل کو گونہ سکون حاصل ہو جاتا تھا۔

مگر سوال پیدا ہوگا۔ کہ ایسے موقعوں پر راڈرک کا اپنا طرز عمل کیا ہوتا تھا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ گو وہ زبان سے کچھ نہیں کہتا تھا۔ بہرحال اس کی صورت سے ہی ظاہر ہوتا تھا۔ کہ اس کے دل میں بڑے بھائی کے خلاف رنج تو بہت ہے۔ مگر وہ درگذر کا فیصلہ کر چکا ہے۔ چنانچہ جن اوقات میں ایلن اس سے ملنے آتا۔ تو راڈرک افسردگی۔ رنج اور خوف کا اظہار کرتا تھا۔ اور لیڈی ایلن نے جلدی ہی یہ بات معلوم کر لی۔ کہ ایسے موقعوں پر میری موجودگی کو پسند کرتا ہے۔ چونکہ وہ بے بس پڑا ہوا تھا۔ قویٰ زائل ہو گئے تھے۔ اور بدن کمزور تھا۔ اس لئے یہ امر باعث حیرت نہیں۔ کہ راڈرک اس وجہ سے لیڈی ایلن کی موجودگی کو پسند کرتا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ بھائی کی طرف سے میرے خلاف کسی نئے جرم کا ارتکاب ہو۔

لیکن جب کئی دن گذر گئے۔ تو راڈرک نے محسوس کیا۔ کہ اس حادثہ کے متعلق ضرور کچھ نہ کچھ حال بیان کرنا چاہیئے۔ چنانچہ جب اس کی حالت رو بہ اصلاح ہوئی۔ اور قوت گویائی پوری طرح بحال ہو گئی۔ تو اس نے سمجھا۔ کہ اگر میں نے اب بھی اس معاملہ میں دوستوں اور رشتہ داروں کے سامنے خاموشی برقرار رکھی۔ تو ہر شخص کو تعجب ہوگا۔ اور عجب نہیں کہ میری بیوی اسے بے اعتمادی

پر محمول کرے پس قلعہ میں اپنی واپسی کے قریباً ایک ہفتہ بعد ایک رات جب کمرہ میں اُس کے پاس لیڈی ایلین کے سوا کوئی دوسرا نہ تھا۔ اس نے کہا۔ "جان سے پیاری ایلین۔ تمہیں اس بات پر ضرور تعجب ہوگا۔ کہ میں نے اب تک حادثہ کی تفصیل تم سے بیان نہیں کی۔"

"نہیں راڈرک اس میں تعجب کی کیا بات ہے۔" اس نازنین نے محبت سے اس کی طرف جھکتے ہوئے کہا۔ "میں تمہاری طبعی فیاضی سے پوری طرح واقف ہوں۔ اور سمجھتی ہوں۔ کہ یہ تفصیلات تمہارے لئے سخت ہی رنجدہ ہونگی۔ کہ تم اس قدر خاموش ہو۔ اس حالت میں تم اس بیان کو اس وقت تک ملتوی رہنے دو۔ کہ تم اپنے آپ کو وہ رنج واذیت برداشت کرنے کے قابل سمجھو۔ جو یقیناً تمہیں اس بیان سے ہوگی۔ اور اگر یہ راز ایسا ہے کہ اُسے ظاہر کرنا مناسب نہیں تو پھر میں ہرگز اس کے اظہار پر اصرار نہیں کرنی۔ تم اُسے اپنے سینہ میں ہی محفوظ رہنے دو۔"

"ایلین۔ پیاری ایلین!" راڈرک نے اس حسینہ کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ "یہ بتاؤ تمہارے دل میں کس کے خلاف شبہ ہے؟ کیا عجب تمہارے اس شبہ کی تصدیق پر مجھے تفصیلات میں داخل ہی نہ ہونا پڑے۔"

"راڈرک اگر میرے شبہات کسی فردِ خاص کے حق میں باعث مضرت اور بے جا ہوں۔ تو میں اس کے لئے خدا سے مغفرت چاہتی ہوں۔" لیڈی ایلین نے کہا۔ "لیکن کوئی نامعلوم آواز میرے دل میں کہہ رہی ہے کہ ضرور یہ شرارت . . ."

"کس کی ہے؟" راڈرک نے حالت اضطراب میں پوچھا۔ "کہو ایلین تمہیں کس پر شبہ ہے۔ تامل کیوں کرتی ہو؟"

"میرا شبہ تمہارے بڑے بھائی ایلن پر ہے۔" اس نے ایسی آواز میں جو بمشکل سنائی دیتی تھی کہا۔ راڈرک نے اس کا فوراً ہی کچھ جواب نہ دیا۔ اس کی نظروں سے ایسی افسردگی اور رنج کا اظہار ہوتا تھا۔ کہ اس نازنین کو یقین ہوگیا۔ میرا خیال صحیح ہے۔

"ایلین" آخرکار راڈرک نے گہری آواز سے کہا۔ "کیا تم بھی اسے معاف کرسکتی ہو جس طرح میں اس کو معاف کرنے کی کوشش کررہا ہوں"

"معاف۔ راڈرک!" اس حسینہ نے صاف لیکن مدھم آواز سے اس طرح کہا۔ کہ اس کے لہجہ میں خلوص اور صاف گوئی کی جھلک پائی جاتی تھی۔ "اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میں ایلن میکڈانلڈ کو معاف کردوں

تو مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑے گا کہ یہ غیر ممکن ہے۔ میں اُسے معاف نہیں کر سکتی۔ اور ایک مجھ پر کیا منحصر ہے۔ کسی فرشتہ کے سوا جس میں ذرا بھی دنیاوی لاگ نہ ہو۔ کوئی بشر اس کو معاف نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر تم یہ چاہتے ہو۔ کہ میں اس راز کو اپنے سینہ میں محفوظ رکھوں۔ اور کسی پر ظاہر نہ ہونے دوں۔ تو بے شک اس کے لئے میں تیار ہوں۔"

"ایلین اس سے زیادہ کی میں امید بھی نہیں کر سکتا۔" اس کے شوہر نے ایلین کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر لبوں سے لگاتے ہوئے کہا۔ "بھائی نے مجھ سے یہ درخواست کی تھی۔ کہ میں اس واقعہ پر پردہ ڈال دوں۔ اور میں نے ایسا کرنے کا وعدہ کر لیا ہے۔ تاہم اس نے مجھ سے یہ نہیں کہا تھا کہ میں اسے کسی پر ظاہر نہ کروں۔ اور اگر وہ کہتا بھی تو میں جواب دیتا۔ کہ ایک شخص ایسا ہے جس سے میں کسی راز کو پوشیدہ نہیں رکھ سکتا۔ اور وہ شخص جان سے پیاری ایلین تم ہو۔ بہر حال دنیا سے اس جرم کو چھپانا ہی بہتر ہے۔ اور میں نہیں چاہتا کہ میرے والدین یا تمہارے والد یہاں تک کہ ہمیش یا کوئی اور شخص اس کی حقیقت سے خبردار ہو۔"

"راڈرک میں وعدہ کرتی ہوں کہ میرے منہ سے یہ حال کسی پر ظاہر نہ ہوگا" لیڈی ایلین نے جواب دیا۔

"اچھا تو سنو۔ میں ساری کیفیت بیان کرتا ہوں" اور یہ کہتے ہوئے اس خوفناک واقعہ کی یاد سے اس کی آواز بھرا گئی۔

اس نے بیان کیا کس طرح ایلین اسے ایک رُوح کی صورت اختیار کر کے مارکوئیس آف ایمفول کے مکان سے اپنے ساتھ لے گیا۔ کیونکر توہمانہ خیالات کے زیر اثر وہ اس کے پیچھے پیچھے اس کھڈ تک گیا۔ جہاں بعد ازاں اسے نیم مردہ حالت میں پایا گیا تھا۔ اور کن وجوہ سے وہ سارا رستہ یہی سوچتا رہا۔ کہ جس کے پیچھے میں چل رہا ہوں وہ میرا بڑا بھائی۔ زندہ اور صحیح سلامت نہیں بلکہ اس کی روح ہے۔ جو کسی خاص معاملہ میں ہدایت کرنے کو دوسری دنیا سے آئی ہے۔

واقعہ کے ابتدائی حالات بیان کرنے کے بعد جن سے ناظرین پوری طرح آگاہ ہیں اس نے داستان کے خوفناک حصہ کی طرف آتے ہوئے سنجیدہ اور گہری آواز سے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "دفعتاً چاند ایک لکہ ابر میں چھپ گیا۔ اور ساتھ ہی وہ پُر اسرار صورت جو اب تک میرے آگے چلتی رہی تھی۔ رک گئی۔ پہاڑی رستہ جس پر ہم چل رہے تھے۔ بہت تنگ یعنی بمشکل چار فٹ چوڑا تھا۔ اور نیچے ایک گہری کھڈ واقع تھی۔ اس پُر اسرار صورت نے دفعتاً

ٹھیر جانے سے میں بہت گھبرایا۔ کیونکہ چاند کے بادلوں میں چھپ جانے سے منظر بڑا خوفناک اور ہیبت خیز ہو گیا تھا۔ اس کے باوجود تاریکی ایسی بھی نہ تھی۔ کہ کچھ نظر ہی نہ آتا۔ اس لیے میں نے دیکھا۔ کہ اس صورت نے وہاں کھڑے ہو کر ایک چادر اُتار دی۔ میں نے بھائی کا چہرہ پہچانا۔ جو اس وقت بہت خوفناک نظر آتا تھا۔۔۔ پیاری ایلین اب میں جو کچھ بیان کیا چاہتا ہوں۔ اس کے لیے خدا مجھے مغفرت دے۔ لیکن یہ امر واقعہ ہے۔ کہ رات کی تاریکی میں مجھے اس چہرہ پہ ویسے ہی مکروہ اثرات نظر آئے جنہیں خبیث روحوں سے منسوب کیا کرتے ہیں۔ اور جن کی نسبت مشہور ہے۔ کہ ان کی وجہ سے دوزخ ایک بڑا ہی خوفناک مقام ہے۔ اتنے میں وہ صورت ایک وحشیانہ اور خوفناک نعرہ بلند کر کے مجھ پر حملہ آور ہوئی۔ اور مجھے اول مرتبہ اس ہولناک حقیقت کا علم ہوا۔ کہ جس کے پیچھے میں اب تک چلتا رہا۔ وہ کسی دوسری دنیا سے آئی ہوئی نیک روح نہیں۔ بلکہ میرا اپنا بھائی۔۔۔ زندہ اور صحیح سلامت ہے۔ وہ مجھ پہ تیندوے کی طرح حملہ آور ہوا۔ وار اتنا فوری اور غیر متوقع تھا۔ کہ میں مزاحمت نہ کر سکا۔ اور کھڈ کی اتھاہ گہرائی میں گر گیا۔۔۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے راڈرک نمایاں طور پہ کانپا۔ اور اس نے اپنی آنکھیں اس انداز سے بند کر لیں۔ گویا اس خوفناک منظر کو جس کی یاد اس وقت تازہ ہو رہی تھی۔ محو کرنا چاہتا ہے۔ لیڈی ایلین کے منہ سے بے اختیار ایک ہلکی چیخ نکلی۔ اور وہ بھی خوف زدہ ہو کر اپنے شوہر کی گردن سے لپٹ گئی۔ پھر کہنے لگی "پیارے راڈرک اس سے زیادہ بیان کرنے کی ضرورت نہیں کیفیت بڑی ہولناک ہے۔ اور تم اس کا جتنا بھی کم خیال کرو۔ اچھا ہے۔"

"بے شک ہولناک ہے۔" راڈرک نے کراہتے ہوئے کہا "خصوصاً اس لیے کہ جس کی طرف سے یہ جرم ہوا۔ وہ میرا اپنا بھائی ہے۔ لیکن جان سے پیاری ایلین! ہم آئندہ اس کا ذکر نہیں کریں گے مگر یہ تو تم نے بھی سمجھ لیا ہوگا۔ کہ بھائی نے کس لیے یہ خوفناک واردات سوچی۔ افسوس کہ اس دنیا میں جذبہ حسد کس انتہا تک پہنچ سکتا ہے۔ تم جانتی ہو کہ مجھے جو عظمت حاصل ہوئی وہ بلا طلب تھی۔ میں ہرگز اس کا خواہشمند نہ تھا۔ صرف حالات سے مجبور ہو کر اس کا حصہ دار بنا۔ مگر اسی بات پر بھائی کو اتنا حسد ہوا۔ کہ اس نے مجھے جان سے مارنے کی ترکیب سوچی۔ ایلین ایسے خیالات کو دل میں لاتے ہوئے سخت رنج ہوتا ہے۔ لیکن اس کے سوا کوئی وجہ بھی ایسی نظر نہیں آتی جو اسے اس فعل پہ اکسانے کا موجب ہوئی ہو۔"

"پیارے راڈرک"۔ ایلین نے جلدی سے کہا۔ "اس افسوسناک مضمون پر میں فقط ایک لفظ اور کہنا چاہتی ہوں۔ میں نے تم سے وعدہ کیا ہے مگر اس بارہ میں قطعاً خاموش رہوں گی۔ مگر سوال یہ ہے کہ تمہارے والدین نیز میرے والد ہو ہمیش کے روبرو اس کی کیا کیفیت بیان کی جائے؟"

"بحالت مجبوری میں انہیں ضروری حالات سے آگاہ کر دوں گا۔" راڈرک نے جواب دیا "لیکن چونکہ میں بھائی سے اقرار کر چکا ہوں۔ اس لئے جہاں تک اس کا اس معاملہ سے تعلق ہے اخفا سے ہی کام لوں گا۔ ضروری تفصیلات جلد جلد بیان کر دی جائیں گی۔ اور انداز بیان سے وہ یہی سمجھیں گے۔ کہ کسی نامعلوم دشمن نے مجھے دھوکے سے اس خطرناک مقام پر لے جا کر ہلاک کرنے کی کوشش کی۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی غلط بیانی یا ظاہرداری مجھے ناپسند ہے۔ لیکن اپنے گمراہ بھائی کی اصلاح کے لئے مجھے ایسا کرنے میں بھی عذر نہیں۔ خدا کرے اب بھی اس کے دل پر کچھ مفید اثر پیدا ہو۔ اور میں جو رعایت اس سے کر رہا ہوں۔ وہ اسے راہ صراط پر ڈالنے کا موجب بنے۔"

اس کے دوسرے روز لارڈ اور لیڈی میکڈانلڈ۔ لارڈ گلن فان او ہمیش۔ فادر میو برٹ اور ایلین میکڈانلڈ۔ نیز لیڈی ایلین یہ سب راڈرک کے بستر کے گرد جمع ہوئے۔ اور اس وقت اس نے کہا۔ کہ "میں آپ کے روبرو اس واقعہ کی تفصیلات بیان کرتا ہوں۔ جو مجھے پیش آیا۔ اور جس کا حال جاننے کا قدرتاً آپ کو انتظار ہو گا۔ لیکن چونکہ میں لمبی تقریر نہیں کر سکتا۔ اس لئے یہ بیان حتی الامکان مختصر ہو گا۔" پھر اس نے بتایا۔ کہ "ایک رات جب میں مارکوئیس آف ایتھول کے مکان پر نصف شب کے قریب بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے ایک لبادہ پوش صورت کو کمرہ میں داخل ہوتے دیکھا جس نے ایسے پُراسرار طریق پر مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ کہ میں اس کی تعمیل پر مجبور ہو گیا۔ اس کے بعد وہ صورت آگے آگے چلتی ویران مقامات کی طرف گئی۔ اور میں اس خیال سے پیچھے چلتا گیا۔ کہ اسے کوئی خاص انکشاف مقصود ہو گا۔ یکایک اس پُراسرار ہستی نے ایک خطرناک مقام پر پہنچ کر مجھ پر حملہ کیا۔ اور پہاڑ سے نیچے گرا دیا۔"

جس وقت راڈرک یہ تفصیلات بیان کر رہا تھا۔ اس کے بھائی ایلین کو بھی ظاہرداری کے لئے کمرہ میں موجود ہونا پڑا۔ مگر وہ ایک پردہ کے قریب اس طرح سایہ میں بیٹھا ہوا تھا۔ کہ کوئی اس کی صورت سے اس کے دلی خیالات کا اندازہ نہ کر سکتا تھا۔ علاوہ بریں سب کی آنکھیں راڈرک کے چہرہ کی طرف اس طرح لگی ہوئی تھیں۔ کہ کسی نے ایلین کے چہرہ کی طرف نہیں دیکھا۔ لیڈی ایلین

نے بھی اس کی طرف دیکھنے کی جرأت نہیں کی۔ اس نے یہی ظاہر کرنا بہتر جانا۔ کہ اسے اس واقعہ کا کچھ حال معلوم نہیں۔ خواہ اس سے ایلین میکڈانلڈ یہ سمجھتا۔ کہ راڈرک نے اس کو سارے حالات سے آگاہ کر دیا ہے۔ خواہ نہیں۔ خود راڈرک نے اپنے بیان میں اشارتاً بھی اس کا ذکر نہیں کیا کہ وہ لبادہ پوش قاتل کون تھا۔ پس ایلین میکڈانلڈ اور لیڈی ایلین کے سوا کسی کو یہ معلوم نہ ہوا کہ وہ خود اس بارہ میں کسی طرح کی واقفیت رکھتا ہے۔ راڈرک کے والدین۔ لارڈ گگن فان بیمر پادری اور ہمیش ان سب نے یہی سمجھا۔ کہ سارا معاملہ غائت درجہ پُراسرار ہے۔ لیکن گو اس موقعہ پر باقی ہر شخص نے نامعلوم حملہ آور کے خلاف رنج و غصہ کا اظہار کیا تاہم ایلین میکڈانلڈ ظاہرداری کی خاطر بھی اس بارہ میں کوئی لفظ زبان سے نہ کہہ سکا۔

غرض وہ موقعہ جس کا راڈرک کو فکر و تشویش سے انتظار تھا ٹل گیا۔ جلدی ہی یہ بیان وادی گلنکو میں بچہ بچہ کی زبان پر مشہور ہو گیا۔ مگر کسی شخص کو یہاں تک کہ تھارسٹین یا ولیم فاکز کو بھی اس کا شبہ پیدا نہیں ہوا۔ کہ راڈرک نے اپنے بیان میں کسی خاص تفصیل کو عمداً چھپایا ہے۔ لیڈی ایلین کو اس وجہ سے اطمینان ہوا۔ کہ آزمائش کا خطرناک موقعہ اس سہولت سے گذر گیا۔ لیکن اس دن کے بعد جب کبھی ایلین میکڈانلڈ راڈرک کے کمرہ میں آتا یا وہ اس سے قلعہ کے کسی اور حصہ میں ملتی۔ تو وہ اسے بالکل اس خوفناک سانپ کی طرح معلوم ہوتا تھا۔ جو بے وجہ حملہ آور ہونے کو تیار ہو جاتا ہے۔

اسی طرح وقت گذرتا گیا۔ ہفتوں نے مہینوں کی صورت اختیار کی۔ اور گو اس صدمہ کی وجہ سے جو راڈرک کو پہاڑ سے گر کر پہنچا تھا۔ اس کی بحالی صحت کا عمل بہت سست رہا تاہم آہستہ مگر یقینی طور پر وہ صحت یاب ہوتا گیا۔ بدن چونکہ قدرتاً مضبوط تھا۔ اس لئے کمزوری جلد رفع ہو گئی۔ اور سال ختم ہونے تک وہ ہر لحاظ سے مضبوط و توانا ہو گیا۔ بھائی کے ساتھ وہ بدستور کشادہ دلی سے ملتا رہا۔ مگر اب اس کے دل میں اس کے لئے ذرا سی محبت بھی باقی نہ رہی تھی۔ یہ جذبہ جس قدر بھی ایلین کے لئے پیشتر اس کے دل میں تھا۔ اب بالکل سرد ہو گیا۔ اس کو اس کے ساتھ محض اس قسم کی دلچسپی تھی جیسی ایک انسان کو دوسرے سے ہو سکتی ہے۔ اور خود ایلین میکڈانلڈ کا یہ حال کہ وہ راڈرک اور ایلین سے تنہائی میں ملنے سے حتے الامکان بچتا تھا۔ کیونکہ وہ لاکھ گنہگار۔ عیار اور مکار ہو۔ پھر بھی اُن سے آنکھ ملانے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ جو اس کے خوفناک راز سے واقف تھے۔

آخر جب راڈرک کو صحت ہونے لگی۔ تو لارڈ گلن فان اور ہمیش جھیل ایٹو کے کنارہ اپنے پہاڑی قلعہ میں واپس چلے گئے۔ اور اس وقت کے بعد وادی گلنکو اور لارڈ گلن فان کے علاقہ میں کامل امن و سکون رہا۔ پہاڑی فوج کے پرسبیٹرین جماعت سے چند مقابلے ہوئے۔ اور انگریزی فوجوں سے بھی بعض جگہ لڑائی کی نوبت آئی۔ مگر اس کے بعد بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خانہ جنگی کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ گو فریقین کے دلوں کی کسک ابھی باقی تھی۔

آخر سال کے خاتمہ پر ڈاکٹروں نے بیان کیا۔ کہ راڈرک اب کامل طور پر شفایاب ہو گیا ہے۔ انہی ایام میں اسے ایک بیٹے کی خوشی حاصل ہوئی جس کا نام اس نے اپنے والد کے نام پر انگریز یا جیسا کہ سکاٹ لینڈ کی اصل زبان میں کہتے ہیں۔ میک آئین رکھا۔ راڈرک اور لیڈی ایلین کی محبت کا رشتہ مضبوط کرنے کے لئے اگر اب تک کوئی کمی تھی۔ تو وہ اس بچہ کی ولادت سے پوری ہو گئی۔ اور اس دن کے بعد اس گھر میں راحت و مسرت کا دور رہنے لگا۔

باب ۔ ۸۲

رشوت اور دھمکی

واقعات مذکورہ کو دو سال کا عرصہ گذر گیا۔ اور اب سنہ ۱۶۹۱ء کے آخری ایام تھے۔ کہ ایک دن صبح کے وقت ایک قاصد گھوڑے پر سوار وادی گلنکو میں داخل ہوا۔ اس نے قبیلہ کیمبل کی طرز کا لباس پہنا ہوا تھا۔ جس کا رئیس اعلیٰ ارل آف بریڈل بین تھا۔ اور اسی کے نام سے یہ قبیلہ مشہور تھا۔ ایک دشمن قبیلہ کے آدمی کو وادی گلنکو میں داخل ہوتے دیکھ کر قدرتی طور پر ہر شخص کو حیرت ہوئی بلکہ جس وقت وہ وادی میں داخل ہونے لگا۔ تو تھارسٹین کے دل میں جو اس وقت پہرہ دے رہا تھا یہ خواہش پیدا ہوئی۔ کہ اس پر حملہ کر کے ایک ہی وار میں اس کو ہلاک کر دے۔ مگر جب قاصد نے نہ صرف اس بارہ میں اس کا اطمینان کرا دیا۔ کہ میں صلح و آشتی کے کام پر آیا ہوں۔ بلکہ ثبوت کے طور پر ایک سر بمہر لفافہ بھی پیش کیا۔ اور کہا۔ اس میں والئے گلنکو کے نام ایک مراسلت ہے تو تھارسٹین نے بدقت اپنا ہاتھ روک لیا۔

قلعہ کے دروازہ پر گھوڑے سے اُتر کر وہ خدام کی وساطت سے والئے گلنکو کے روبرو حاضر ہوا۔ اور مراسلت پیش کی جسے لارڈ میکڈانلڈ نے راڈرک کے حوالہ کر کے کہا۔ تم اس کا مضمون

بلند آواز سے پڑھو۔ "معلوم ہوا چٹھی ارل آف بریڈل بین کی بھیجی ہوئی ہے۔ جو ان ایام میں قلعہ کلچرن میں مقیم تھا۔ اور اس میں لکھا تھا۔ کہ شاہ ولیم نے روپیہ کی معقول رقم اس لئے میرے حوالے کی ہے کہ گذشتہ دو سال کے عرصہ میں پہاڑی روسا نے صلح و آشتی کا جو رویہ قائم رکھا ہے۔ اس کے عوض یہ ان میں حصہ رسدی تقسیم کر دی جائے۔ آگے چل کر لکھا تھا۔ کہ لارڈ میکڈانلڈ کا نام بھی ان والیان ریاست کی فہرست میں داخل ہے۔ لیکن اس بارہ میں سارے حالات زبانی ہی بیان کئے جا سکتے ہیں۔ آخر میں مذکور تھا۔ کہ موقعہ اور محل کا فیصلہ آپ پر ہے۔ آپ لکھیں کہ مجھے کب اور کس جگہ مل سکتے ہیں؟

جب راڈرک اس خط کا مضمون پڑھ رہا تھا۔ تو اس مقام پر پہنچکر جہاں لکھا تھا کہ شاہ ولیم جن پہاڑی روسا کو رشوت پیش کرنا چاہتا ہے۔ ان میں والئے گلنکو کا نام بھی شامل ہے۔ اس کے رخسار غصہ سے سرخ ہو گئے۔ خود لارڈ میکڈانلڈ کا چہرہ فرط غضب سے سیاہ نظر آنے لگا۔ اور ایلن نے جو اس موقعہ پر وہیں موجود تھا۔ تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھتے ہوئے چند الفاظ کہے جو وحشیانہ اور زوردار تھے۔ لیڈی میکڈانلڈ کا چہرہ بھی تمتمانے لگا۔ اور لیڈی ایلن کے چہرہ پر غصہ کی سرخی نے خاص شان دلفریبی پیدا کر دی۔ مگر جب راڈرک خط کا مضمون پڑھ چکا تو لارڈ میکڈانلڈ قریبًا ایک منٹ گہری سوچ میں رہا۔

آخر کار بولا تو اس کی آواز سخت اور لہجہ کرخت تھا۔ کہنے لگا "تمہارے آقا نے مجھ سے ایک اہم معاملہ پر ملنے کی خواہش کی ہے۔ اور دریافت کیا ہے کہ میں اس سے کب اور کہاں مل سکتا ہوں اس کے جواب میں تم اسے میری طرف سے زبانی کہ دینا کہ والئے گلنکو ارل آف بریڈل بین سے صرف اپنے مکان پر مل سکتا ہے۔ اور کہیں نہیں۔ ایک بار میں فاتح اور دشمن کی حیثیت میں قلعہ کلچرن میں داخل ہوا تھا۔ اور دشمن کا دوبارہ اسی جگہ دوست یا مہمان کی حیثیت میں جانا ٹھیک نہیں ہوتا پس میرا جواب یہ ہے کہ ارل آف بریڈل بین سے میں اپنے علاقہ میں۔ جس وقت وہ یہاں آنا چاہے مل سکتا ہوں۔"

قاصد نے یہ جواب سن کر ادب سے سر جھکایا اور کہنے لگا۔ "آقا کو احتمال تھا کہ آپ کا جواب یہی ہوگا۔ اس لئے پیشبندی کے طور پر انہوں نے مجھے آپ سے یہ عرض کرنے کا حکم دیا تھا۔ کہ وہ کل دوپہر کو آپ کے مکان پر تشریف لائیں گے۔ اور ان کے ہمراہ صرف دو خادم ہوں گے۔"

"بہتر ہے۔ میں ان کا انتظار کروں گا۔" والئے گلنکو نے جواب دیا۔ جس کے بعد قاصد رخصت ہو گیا۔

اسی روز لارڈ ڈگلن خان اور ہمیش گھوڑوں پر سوار ہو کر وادی میں آ گئے۔ کیونکہ ارل الاکر کے نام بھی ایک ایسا ہی خط موصول ہوا تھا۔ مگر اس نے اپنے سمدھی لارڈ میکڈانلڈ سے مشورہ کئے بغیر اس کا جواب دینا مناسب نہ سمجھا۔ والئے گلنکو نے اپنی رائے ظاہر کی جس سے لارڈ ڈگلن خان نے پورا اتفاق کیا۔ اور اس خیال سے وہیں ٹھیر گیا۔ کہ جب ارل آئے تو دونوں کی طرف سے ایک ساتھ جواب دیا جا سکے۔

اس کے دوسرے دن ارل آف بریڈل بین کی آمد کے انتظار میں مناسب تیاریاں عمل میں لائی گئیں۔ دعوتی ہال کی میز پر بہترین سامان اکل و شرب مہیا کیا گیا۔ اور جن لوگوں نے اس موقعہ پر جمع ہونا تھا۔ وہ سب مکلف لباس میں آراستہ ہوئے۔ ٹھیک دوپہر کو ارل آف بریڈل بین ایک شاندار گھوڑے پر سوار دو جوان نوکروں کو ساتھ لئے۔ جن میں سے ہر ایک نے قیمتی لباس پہنا ہوا اور دو خوشنما گھوڑوں پر سوار تھے۔ قلعہ میکڈانلڈ کے پھاٹک پر ٹھہرا۔ وادی گلنکو کے رہنے والے قدیم سے اپنی مہمان نوازی کے لئے مشہور تھے۔ اس لئے ارل آف بریڈل بین کا بڑا پرتپاک خیر مقدم ہوا۔ خود لارڈ میکڈانلڈ اپنے سمدھی لارڈ ڈگلن خان۔ ایلین۔ ماڈرک اور ہمیش کے ساتھ قلعہ کے دروازہ پر معزز مہمان کے استقبال کو حاضر ہوا اور اسے بڑی عزت سے دعوتی ہال میں پہنچایا گیا جہاں لیڈی میکڈانلڈ اور لیڈی ایلین خیر مقدم کو موجود تھیں۔ والئے گلنکو کا انداز اپنی طرز خاص پر خلیقانہ تھا۔ اور لیڈی میکڈانلڈ کی صورت سے وقار ظاہر ہوتا تھا۔ مگر ارل آف بریڈل بین کے خیالات کا امیر تھا۔ سب سے پوری ظاہرداری اور اخلاق سے پیش آیا۔ وہ لیڈی میکڈانلڈ کے ساتھ دسترخوان پر گیا۔ اور جب سارے آدمی جمع ہو گئے تو اس کا انداز گفتگو اس قسم کا تھا کہ معلوم ہوتا تھا مہمان و میزبان میں کبھی ذراسی کدورت بھی پیدا نہیں ہوئی۔

آخر جب کھانا ختم ہوا تو لارڈ میکڈانلڈ اپنے معزز مہمان کو اس کمرہ کی طرف لے چلا۔ جہاں معاملہ کی گفتگو ہوئی تھی۔ باقی آدمی بھی ساتھ ہو لئے۔ جب سارے ایک میز کے گرد بیٹھ چکے۔ تو لارڈ میکڈانلڈ نے کہا۔ "اب آپ کل کی چٹھی کے متعلق جو کچھ بیان کرنا چاہتے ہوں۔ میں اسے غور سے سننے کے لئے تیار ہوں۔"

"میرا خیال تھا کہ میں نے اپنا مدعا اس چٹھی میں بوضاحت بیان کر دیا ہے۔" ارل آف بریڈل بین نے اس بے تکلفی سے کام لیکر جس کا وہ عادی تھا کہا۔ "لیکن آپ شاید ان تفصیلات کو اور زیادہ صحت کے ساتھ میری زبانی سننا چاہتے ہیں۔ اس صورت میں میں مکرر عرض کرتا ہوں۔ کہ گذشتہ

دو سال کے عرصہ میں چونکہ اس علاقہ میں ہر طرح امن و امان رہا ہے۔ اور پچھلے ڈھائی سال میں قبیلہ گلنکو گلن فان۔ نیز دیگر قبائل میں جن پر آپ کا اثر و اقتدار ہے۔ کوئی غیر معمولی واقعہ پیش نہیں آیا۔ اس لئے ہز مجسٹی شاہ ولیم کا ارادہ ہے کہ جن والیان ریاست نے ان کی حکومت کو اس پر امن طریقہ پر تسلیم کیا۔ ان کی خدمات کا فیاضانہ معاوضہ پیش کیا جائے۔ جیسا میں نے کل کی چٹھی میں لکھا تھا آپ کا نام بھی ایسے والیان ریاست کی فہرست میں شامل ہے۔ اور لارڈ گلن فان کا بھی۔ ہز مجسٹی نے ازراہ عنایت یہ فرض میرے سپرد کیا ہے۔ کہ ان کا عطا کردہ انعام مستحق اصحاب میں تقسیم کر دوں۔ اس لئے سب سے پہلے میں یہ دریافت کرنا چاہتا ہوں۔ کہ جو حصہ اس روپیہ میں سے آپ کی نذر کیا جائے گا۔ کیا آپ اُسے منظور کرنے کو تیار ہیں؟"

"اپنے متعلق اور اپنے معزز رشتہ دار لارڈ گلن فان کی طرف سے" والئے گلنکو نے سرد لہجہ میں کہا "میں پہلے یہ دریافت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جو رقم آپ پیش کرتے ہیں۔ کیا وہ حقیقت میں شاہ ولیم کی وفاداری کا حلف لینے کے لئے آمادہ کرنے کو رشوت کی حیثیت تو نہیں رکھتیں؟"

"مائی لارڈ اس سے انکار کی گنجائش نہیں۔" بریڈل بین نے جواب دیا۔ "کہ عنقریب آپ کو اور باقی پہاڑی والیان ریاست کو بھی بادشاہ سلامت کی وفاداری کا حلف لینا ہوگا۔"

"اور ہم سب اس قسم کا حلف لینے کو تیار ہیں۔" والئے گلنکو نے کہا۔ "لیکن ہمارا نقطہ خیال کسی قدر توضیح طلب ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ برطانیہ کی کثیر التعداد آبادی نے ولیم آف آرینج کو بادشاہ تسلیم کر لیا ہے۔ اور جس فیصلہ کو کثرت رائے منظور کرلے۔ اس کے خلاف چلنا عاقبت اندیشی سے بعید ہوتا ہے۔ پس میرا جواب یہ ہے کہ جو رویہ انگلستان اور سکاٹ لینڈ کے کثیر التعداد لوگوں نے اختیار کیا ہے۔ محض اسکی وجہ سے اور پاس وفاداری سے نہیں۔ ہم ایسا حلف لینا منظور کریں گے۔"

"آپ کے الفاظ فی الجملہ دانائی اور دور اندیشی پر مبنی ہیں۔" ارل آف بریڈل بین نے کہا۔ "اور ان کا مطلب دوسرے معنوں میں یہ ہے کہ آپ اس مالی امداد کو جو میں پیش کرتا ہوں۔ منظور کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن اب چونکہ حالات تبدیل ہو چکے ہیں۔" ارل نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "میرے خیال میں آپ ہر دو اصحاب کو وہ رقم واپس دینے میں عذر نہ ہوگا۔ جو آپنے ۱۶۸۹ء کے موسم بہار میں جبراً مجھ سے وصول کی تھی۔ واقعی ایسا کرنے میں آپ کو عذر نہ ہونا چاہیئے۔ کیونکہ اس روپیہ کو وضع کرنے کے بعد بھی میں ایک معقول رقم پیش کرسکوں گا۔"

"مگر کیوں مائی لارڈ حالات میں کونسی تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ جس کا آپ ذکر کرتے ہیں؟" میک آئین

والئے گلن نے بدستور پرسکون لہجہ میں دریافت کیا۔
"یہ کہ ساڑھے تین سال قبل گلنکو اور گلن فان کی فوجیں اس قابل تھیں۔ کہ قلعہ کلچرن پر قبضہ کر کے میرے قبیلہ نیز میرے متعلقین میں سے قبیلہ ایرڈس اور میرے معاون قبیلہ گلرچی کو ذلیل کر سکیں۔ لیکن اب ہم اپنی موجودہ حالت میں اس داغ ندامت کو بآسانی دھو سکتے ہیں۔ اس لئے کہ ایک انگریزی فوج فورٹ ولیم میں ہے۔ ایک اور قصبہ انوریری میں۔ ڈیوک آف آرگل کی رجمنٹ بھی جس میں قریباً ایک ہزار جوان ہیں۔ پاس ہی موجود ہے۔ اور پرتھ ستارٹ پر بھی انگریزی سپاہ کا قبضہ ہے۔ ایسے حالات میں آپ اچھی طرح اندازہ کر سکتے ہیں کہ آپ کی مشترکہ فوجیں ہر قسم کے معاونوں سے مل کر بھی ہماری جمعیت کا مقابلہ نہیں کر سکتیں۔"
"معلوم ہوتا ہے۔ یورلارڈ شپ کو وہ وقت بھول گیا" والئے گلنکو نے طنز آمیز لہجہ میں کہا "جب ہماری مٹھی بھر فوج نے انگریزی جرنیل اور اس کی تربیت یافتہ سپاہ کو درہ کلی کرینکی میں شکست فاش دی تھی۔ دیکھیئے وہ بہادر جوان جس نے گلنکو اور گلن فان کی متحدہ فوجوں کی مدد سے وہ کار نمایاں سرانجام دیا تھا۔ آپ کے سامنے حاضر ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے فخر سے راڈرک کی طرف اشارہ کیا۔
"مجھے ان واقعات کا ہر ایک حصہ اچھی طرح یاد ہے۔" بریڈل بین نے لاپروائی ظاہر کرنے کے لئے پھیکی ہنسی ہنستے ہوئے کہا "لیکن اس کا میں آپ کو بزور یقین دلاتا ہوں کہ وہ وقت گذر گیا جب آپ درہ کلی کرینکی میں فتح حاصل کر سکتے تھے۔ یا میں قلعہ کلچرن میں شکست یاب ہو سکتا تھا۔"
" خیر یہ لفظی تکرار بے سود ہے۔" والئے گلنکو نے مختصر طور پر کہا "سوال اتنا ہے کہ جس صورت میں ہم وہ زرتاوان جو ہم نے زور بازو سے وصول کیا تھا واپس نہ دیں تو کیا آپ کی طرف سے ان واقعات کے انتقام کی تیاری عمل میں آئے گی؟ اور کیا اس کا یہ مطلب ہوگا کہ آپ پھر ایک بار اس معاہدہ کو فراموش کر دیں گے۔ جس پر آپ نے دستخط کرتے وقت اقرار کیا تھا۔ کہ میری طرف سے عرصہ معینہ تک حفظ امن میں رہیگا؟"
"میری رائے میں آپ کا نمک کھانے کے بعد میرے لئے تہدیدی رویہ اختیار کرنا اداب مہمانی سے بعید ہوگا۔" بریڈل بین نے جواب دیا "لیکن مختصر طور پر پھر میں کہتا ہوں کہ بہتر ہو اس امن کو برقرار رکھنے کے لئے جس کا آپ ذکر کرتے ہیں۔ میری شرطیں منظور کر لی جائیں۔"

"مائی لارڈ آپ نے جو کہنا تھا کہہ دیا۔ اب اس کے متعلق میرا اور بہادر ڈنکن خان کا جواب سن لیجیے"
اور یہ کہتے ہوئے سمروائے گلنکو آہستہ مگر وقار کے ساتھ اپنی جگہ سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔" درحقیقت ہمارا شروع سے ہی یہ ارادہ تھا۔ کہ رشوت کے اس روپیہ کو جس کی بدولت شاہ ولیم ہمیں ذلیل کرنا چاہتا ہے۔ نفرت وحقارت کے ساتھ نامنظور کر دیں بے شک وہ ہم سے وفاداری کا حلف لے سکتا ہے لیکن اگر وہ ہمارے دلوں کو اپنا بنانا چاہے ۔ تو یہ کسی حال میں ممکن نہیں۔ ملکی ضرورت کا کوئی موقعہ پیش آئے گا۔ تو ہم شاہ ولیم کی مدد کے لئے تیار ہوں گے ۔ لیکن یہ امداد ہماری دلی وفاداری یا حقیقی جان نثاری سے سراسر غیر متعلق ہو گی ۔ یہاں تک ہمارے سابقہ خیالات کا اظہار تھا۔ لیکن، اور بھی جو کچھ آپ نے اس وقت کہا ہے۔ اس کے بعد ہمارے پاس انکار کی دس ہزار مزید وجوہات موجود ہیں۔ یہ روپیہ جو آپ ہمیں بطور رشوت دینے کے لئے ساتھ لائے ہیں۔ آپ ہی کو مبارک ہو لیکن ارل آف بریڈل بین اس بات کو اچھی طرح یاد رکھیے۔ کہ جو رتادان ہم نے آپ سے بزور شمشیر وصول کیا تھا۔ اسے ہم کبھی واپس نہ کریں گے . . . کبھی نہ کریں گے۔ تمہیں اختیار ہے جس قدر تم نے معاون چاہو پیدا کر لو۔ انگریزی فوجوں کی امداد ملنی ہے۔ تو اسے بھی حاصل کر لو۔ معاہدات کو توڑ دو اور جو کچھ جی میں آتا ہے کر لو۔ لیکن بوقت آزمائش تم دیکھو گے۔ کہ گلنکو اور ڈنکن خان کے بہادر ان لوگوں کا جو پیش دستی کریں کس شجاعت سے مقابلہ کر سکتے ہیں بس مجھے اسی قدر کہنا تھا۔ اور یہیں پر ہماری ملاقات ختم ہوتی ہے ۔"

"بہت اچھا جیسے آپ کی مرضی۔" ارل آف بریڈل بین نے جواب دیا۔ مگر اس کے چہرہ پر پھر بھی مایوسی یا ملال کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ اسی اخلاق و شستہ انداز سے جو اس نے شروع سے برقرار رکھا تھا۔ وہ اپنے میزبان سے رخصت ہوا۔

باب-۴۳

۳۰- دسمبر

ارل آف بریڈل بین کے ساتھ اس تازہ بگاڑ سے لارڈ میکڈانلڈ ڈنکن خان کو قدرتاً احتمال پیدا ہو گیا۔ کہ دشمن قبیلہ کے لوگ موقعہ پاتے ہی ضرور اس نفرت وانتقام کو عمل میں لائیں گے۔ جس کی کسک ۱۶۸۹ء کی ذلت اور شکست کے بعد اب تک ان کے دلوں میں باقی تھی۔ ان حالات میں فیصلہ کیا گیا کہ دشمن

کے خلاف وادی گلنکو اور قلعہ گلن فان میں حفظ ماتقدم کے طور پر فوراً ضروری تیاریاں عمل میں لائی جائیں
اس میں شک نہیں کہ قبیلہ بریڈل بین یا کیمبل کی طرف سے براہ راست اعلان جنگ کا بہت کم اندیشہ تھا۔ کیونکہ وہ گلنکو اور گلن فان قبایل کے ساتھ صلح وآشتی قائم رکھنے کا عہد کر چکے تھے۔ اور گو ارل آف بریڈل بین جیسے عیار شخص سے ہر قسم کی تحریرات کی خلاف ورزی ذرا بعید از امکان نہ تھی تاہم ظاہر تھا۔ کہ ایسے معاہدات کا جو احترام لوگوں کے دلوں میں ہے۔ اسے پیش نظر رکھتے ہوئے وہ کبھی ان کی خلاف ورزی نہ کر سکیگا۔ خطرہ اگر تھا تو شاہی فوج کی طرف سے۔ جس کی نسبت یہ اندیشہ کیا جاتا تھا۔ کہ ممکن ہے قبیلہ بریڈل بین اور کیمبل کے اکسانے سے اس فوج کے بعض افسر اس باغیانہ تحریک کے بہانہ سے جس کا آغاز معرکہ کلی کرینکی سے اور اختتام ڈنکلڈ کی فصیل کے نیچے ہوا تھا کوئی تادیبی مہم شروع کر دیں۔ اس دور اندیشی کا تقاضا یہی تھا۔ کہ مناسب احتیاطی تدابیر بروقت عمل میں لائی جائیں۔ کہ ضرورت پر ہر قسم کے حالات کا مقابلہ ہو سکے۔

ارل آف بریڈل بین کی واپسی کے دوسرے دن لارڈ گلن فان اپنے علاقہ میں واپس چلا گیا تاکہ فوج کے استحکام۔ سامان رسد کی بہم رسانی اور بصورت محاصرہ مقابلہ کی ضروری تیاریاں عمل میں لائے۔ اسی طرح وادی گلنکو میں پہرہ داروں کی تعداد بڑھا دی گئی۔ اور وادی میں داخل ہونے کے جس قدر رستے تھے۔ مثلاً شیطانی زینہ۔ بالا ہولش وغیرہ ان سب میں گارد ہوس تیار کرائے گئے اس کے ساتھ ہی لارڈ میکڈانلڈ نے معتبر آدمی اس مطلب کے لئے مختلف اطراف میں روانہ کئے۔ کہ معلوم کریں علاقہ آرگل شائر اور اس کے نواحات میں شاہی فوج کس قدر تعداد میں پھیلی ہوئی ہے یہ لوگ چند دن کی سیاحت کے بعد واپس آئے۔ تو ان کے بیان سے معلوم ہوا کہ ارل آف بریڈل بین نے فوجی تقسیم کے بارہ میں جو کچھ بیان کیا۔ اس میں مبالغہ کو ذرا بھی دخل نہ تھا۔ فی الحقیقت یہ فوج اس کے بیان سے بدرجہا زیادہ تھی۔ چنانچہ جھیل لیون کے شمالی کنارہ پر فورٹ ولیم میں مضبوط قلعہ نشین فوج حاضر تھی۔ انیرڈس کیسل میں بھی جو سر کالن کیمبل کا مقام سکونت تھا۔ بہت سی سپاہ جمع تھی۔ ڈیوک آف آرگل کی رجمنٹ جس سے کپتان کیمبل کا تعلق تھا۔ انوریری میں جمع تھی اور سر ڈونالڈ میک گریگر کے صدر مقام گلنچی میں ہر طرف فوجی سپاہی پھیلے ہوئے تھے۔ کلچرن میں بریڈل بین قبیلہ کی سپاہ کے علاوہ شاہی فوج بھی موجود تھی۔ اور پرتھ شائر اور انورنس کے نواحات میں بھی کئی فوجیں جمع تھیں۔ غرض مجموعی طور پر ظاہر ہوتا تھا۔ کہ بادشاہ ولیم یا تو اس بات پر تلا ہوا ہے کہ ایک عظیم مظاہرہ کے ذریعہ پہاڑی قبائل کو مطیع و فرمانبردار کرے۔ یا وہ بعض خوفناک انتقامی

تدابیر عمل میں لانے کی فکر میں ہے۔

اس میں شک نہیں کہ لارڈ میکڈانلڈ اور اس کے قبیلے کے لوگ بڑے بہادر اور جنگجو تھے۔ اور بوقت ضرورت قبیلہ گلن خان کی سپاہ سے بھی معقول امداد ملنے کی توقع تھی۔ تاہم حالات پیش آمدہ میں کسی قسم کی جارحانہ کارروائی اختیار کرنا دیوانگی سے بعید نہ ہوتا۔ دراصل ایسی کارروائی شروع کرنے کے لئے کوئی عذر بھی موجود نہ تھا شاہ جیمز کے حامی سب ہٹ چکے تھے۔ اور اس کی قطعاً امید نہ تھی کہ اس کی طرف سے کوئی میدان میں اُترنے کے لئے تیار ہوگا۔ علاوہ بریں شاہ ولیم کی فوج نے اب تک کوئی کارروائی ظلم یا پیش دستی کی قسم سے ایسی نہ کی تھی جس کے بہانہ حکومت کی خلاف ورزی کی جاتی۔ پھر اس سے چند ماہ پہلے جب لارڈ میکڈانلڈ نے ان پہاڑی قبائل کے رؤسا کے خیالات معلوم کئے۔ جن پر اس کا اقتدار تھا۔ تو اس وقت بھی وہ اسی نتیجہ پر پہنچا کہ ان میں سے ہر شخص اپنی حفاظت کا خواہشمند اور شاہ وقت کی فرمانبرداری کے ذریعہ خانہ جنگی کا احتمال رفع کرنے کا خواستگار ہے۔ پس اگر وہ بغاوت کرتا بھی۔ تو اُسے لارڈ گلن خان کے سوا اور کسی سے امداد کی توقع نہ تھی۔ اور صاف ظاہر ہے کہ اس عظیم الشان فوج کے مقابلہ میں جو چاروں طرف پھیلی ہوئی تھی۔ ان دو رشتہ داروں کی مشترکہ فوج کی کامیابی سراسر محال تھی۔ غرض سارے پہلو سوچ کر والئے گلنکو نے آخری نتیجہ یہی اخذ کیا۔ کہ واقعات کی رفتار کا انتظار کرنا چاہیئے۔ مدافعانہ تدابیر عمل میں لانے کے بعد وہ اس فکر میں ہوا کہ مستقبل کیا رنگ اختیار کرتا ہے۔

شاہی فوجوں کے آرگل شائر اور اس کے نواحات میں جمع ہونے سے میکڈانلڈ اور گلن خان قبیلہ کے لوگوں کو جو فکر و تشویش پیدا ہوئی۔ اس کی حالت یہ تھی جو اوپر بیان کی گئی ہے کہ واقعات مذکورہ سے قریباً پندرہ دن بعد تمام پہاڑی رؤسا کے نام ایک شاہی فرمان کی نقول پہنچیں۔ جن میں لکھا ہوا تھا۔ کہ سنہ رواں یعنی ۱۶۹۱ء کی آخری تاریخ تک ان میں سے ہر ایک کو وفاداری کا حلف لے لینا چاہیئے۔ چونکہ دسمبر کا آخری ہفتہ گذر رہا تھا۔ اس لئے ۳۱ تاریخ بہت دور نہ تھی اور فرمان میں درج تھا کہ حلف کی میعاد ماہ رواں کی ۳۱ تاریخ کو بوقت نصف شب ختم ہو جائیگی اس وقت تک جو رؤسا وفاداری کا عہد نہ کریں گے۔ ان کے خلاف شمشیر و آتش کے خطوط جاری کئے جائیں گے۔ اور وہ خود اور ان کے قبائل باغی و غدار قرار پاکر اس سزا کے مستوجب ہوں گے جو ان جرائم میں دی جاسکتی ہے۔

اس فرمان کی نقل ۲۹ دسمبر کی رات کو وادی گلنکو میں پہنچی۔ لارڈ گلن خان کو اسی روز کچھ

عرصہ پہلے ایک نقل موصول ہو چکی تھی - اور چونکہ دونو والیان ریاست میں یہ بات طے ہو چکی تھی - کہ بوقت ضرورت حلف لینا ہی بہتر ہوگا - اس لیئے اس نے لارڈ میکڈانلڈ کو کہلا بھیجا - کہ میں کل بدرقہ میت انوربری میں حلف لینے جاؤنگا - فرمان کی عبارت سے ظاہر ہوتا تھا - کہ اس قسم کا حلف ہر ایسے شہر یا قلعہ میں لیا جاسکتا ہے - جہاں شاہی فوجیں متعین ہوں - اور چونکہ قصبہ انوربری جھیل ایڈ سے قریب تھا - اس لیئے لارڈ کلن خان بسہولت وہاں جاکر حلف لے سکتا تھا - مگر وادی گلنکو سے یہ جگہ بہت دور پڑتی تھی - وہاں سے فورٹ ولیم قریب تھا - اس لیئے لارڈ میکڈانلڈ نے فیصلہ کیا - کہ مجھے وہاں جا کر حلف لینا چاہیئے - اس میں شک نہیں کہ ایک بار حلف لینے کا فیصلہ کرنے کے بعد اس کا مضائقہ نہ تھا - کہ یہ رسم کس مقام پر ادا ہو - لیکن برف گر رہا تھا - رستے یخ بستہ تھے - اور پہاڑی علاقوں میں سفر کرنا دشوار و خطرناک تھا - اس لیئے قدرتی طور پر لارڈ میکڈانلڈ نے ادائے رسم کے لیئے اسی مقام کو پسند کیا - جو قریب تر تھا - یوں تو قلعہ ایروڈس بھی قریب تھا - اور فورٹ ولیم کی نسبت وہاں پہنچنا سہل تھا - ایروڈس کا والیئے عکر منڈ مجسٹریٹ کا درجہ رکھتے ہوئے اس قسم کا حلف دے بھی سکتا تھا - مگر والیئے گلنکو کے وقار نے اس کی اجازت نہ دی کہ اس قسم کی اطاعت گذاری اپنے ایک قدیم اور موروثی دشمن کے سامنے کی جائے - غرض سارے پہلو سوچ کر آخری فیصلہ یہی ہوا کہ حلف کی رسم فورٹ ولیم میں ادا کی جائے - آخری تاریخ میں ابھی دو دن کی مہلت باقی تھی - اور اس عرصہ میں یہ سفر بآسانی طے کیا جاسکتا تھا -

غرضیکہ ایسے حالات میں ۳۰ دسمبر کی صبح کو آٹھ بجے لارڈ میکڈانلڈ اپنے قلعہ سے روانگی کو تیار ہوا - اور اپنے دو بیٹے بارہ اہلکار اور تین خادم یعنی سب ملا کر ۱۸ آدمی ساتھ لیئے - بارہ اہلکاروں میں تھارسٹین بھی شامل تھا - لیکن جب وقت مقررہ پر روانگی کی تیاریاں کی گئیں - تو معلوم ہوا - کہ تھارسٹین حاضر نہیں - والیئے گلنکو دونو بیٹے - گیارہ اہلکار اور تین خادم یہ سب دعوتی ہال میں جمع تھے - اور دروازہ پر ۱۸ گھوڑے بھی کسے کسائے تیار تھے - مگر تھارسٹین کہیں نظر نہ آتا تھا لارڈ میکڈانلڈ نے چاروں طرف دیکھ کر اپنے عملہ کو گنا - اور جب تھارسٹین نظر نہ آیا - تو پوچھا وہ کہاں ہے؟ حاضرین میں سے کوئی اس کا جواب نہ دے سکا - لیکن جب کہ ہر شخص اس دیو ہیکل بہادر کی عدم حاضری پر متعجب ہو رہا تھا - تھارسٹین خود اس حالت میں دعوتی ہال میں وارد ہوا کہ چہرہ سے وحشت و اضطراب کے آثار ظاہر تھے -

اسے دیکھ کر والیئے گلنکو نے سخت لہجہ میں کہا "تھارسٹین تم اب تک کہاں تھے اور تم سفر کے

وقت تک ہمیں کیوں منتظر رکھا؟ اول تو وہ کام ہی جس کے لئے ہم جارہے ہیں سخت ناگوار ہے۔ اس پر تمہاری بے جا تاخیر سے اور زیادہ پریشانی ہوتی ہے۔"

"میک آئین وائے گلنکو" تھارسٹین نے جواب دیا۔ اور اس وقت اس کی آنکھوں کی خوفناک روشنی اس طرح چمک رہی تھی جیسے سیاہ بادلوں کے اندر بجلی چمکتی ہے۔ "آپ کو معلوم ہے کہ آپ کی خدمت گذاری میں میں اپنی جان تک قربان کرنے کو تیار ہوں۔ اور اگر اس ذریعہ سے وہ داغ ندامت دھل سکے۔ جو اپنی زندگی میں پہلی بار میرے نام پر آیا۔ تو مجھے قطعاً عذر نہیں۔ . ."

"تھارسٹین واقعات گذشتہ کا ذکر جانے دو۔" وائے گلنکو نے جواب دیا۔ "جس معاملہ کا تم ذکر کر رہے ہو۔ اسے مدت گذری ہم معاف کر چکے ہیں۔ لیکن کیا وجہ ہے تمہاری نگاہوں سے وحشت برستی ہے۔ تمہارے چہرہ سے اضطراب ظاہر ہوتا ہے۔ بالکل ایسا نظر آتا ہے کہ تم رات کو سوئے نہیں۔ . ."

"جی بالکل نہیں۔" تھارسٹین نے دردار لہجہ میں کہا۔ "وادی گلنکو کے ہر حصہ میں آپ جدھر دیکھیں گے میرے قدموں کے نشان برف پر جا بجا نظر آئیں گے۔ کونا کی پرخروش ندی کے ساحل پر پہاڑی ڈھلاوں اور نہایت خطرناک مقامات میں بھی۔ ہر جگہ آپ میری رات بھر کی آوارہ گردی کے نشانات دیکھ سکتے ہیں۔ . ."

"ہاں مگر تھارسٹین تم کس لئے رات بھر آوارہ پھرتے رہے ہو؟" لارڈ میکڈانلڈ نے جو اپنے اہلکاروں کے وسط میں کھڑا اس تنومند پہاڑی کو نظر حیرت سے دیکھ رہا تھا۔ پوچھا۔

"کس لئے! آپ پوچھتے ہیں میں کس لئے آوارہ پھرتا رہا ہوں؟" تھارسٹین نے کہا "میری رائے میں سوال یہ ہونا چاہیئے۔ کہ ایسے حالات میں اوروں نے رات کو سونے کی کیونکر جرأت کی؟ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ آج میکڈانلڈ کے مغرور نام کو کیسی ذلت نصیب ہونے والی ہے! کیا آپ نہیں سمجھتے کہ گلنکو کے رئیس اعظم کا شاہ ولیم کے ایک نائب کے سامنے زانوے ادب تہ کرنا کس قدر غصہ جوش اور بے کسی کا احساس پیدا کرتا ہے۔ میرے آقا۔ آپ پوچھتے ہیں۔ میری نظروں سے وحشت کیوں برستی ہے۔ اور میرے چہرہ سے اضطراب کیوں ظاہر ہے! اس لئے کہ میں رات بھر اپنے وطن کی اس پیاری سرزمین پر بے چینی کے ساتھ پھرتا رہا ہوں۔ جس کی آزادی آج چھننا چاہتی ہے اس سرزمین پر جس سے مجھے ناقابل بیان محبت ہے۔ اور جو مجھے اس صورت میں بھی عزیز ہے۔ کہ اس پر برف کی چادر موت کے کفن کی طرح چاروں طرف پھیلی ہوئی ہے۔ رات جب تیز ہوا دریائے

کونا کے ساحل پر کھڑے ہوئے درختوں کی بے برگ شاخوں سے گذر کر سائیں سائیں کرتی تھی۔ تو اس شور میں مجھے کئی عجیب و غریب آوازیں سنائی دے رہی تھیں جن میں ساکنانِ گلنکو کے نام رنج و الم تباہی اور بربادی کے پیغام مخفی تھے۔ اتنا ہی نہیں۔ اس ویران مقام پر کھڑے ہو کر میں نے کئی عجیب و غریب نظارے بھی دیکھے۔ ساڑھے تین سال پہلے ٹوگہارم کی خوفناک رات کو میں نے دریا کے ساحل پر بے بس پڑے ہوئے جو روح فرسا منظر دیکھا تھا۔ اس کی ساری تفصیلات رات پھر ایک بار نظر آئیں۔ اس اگلی رات کے تمام پُراسرار اندیشے پھر ایک بار میرے ذہن میں تازہ ہو گئے۔ ایک بار پھر میں نے اپنے تخیل میں دیکھا۔ کہ ہمارے جنگجو بہادر۔ لاتعداد دشمنوں میں گھرے ہوئے انتہائی جدوجہد کر رہے ہیں۔ اور بہت دور فاصلہ پر۔ میں نہیں کہہ سکتا کتنی دور۔ لیکن شاید سیکڑوں میل کے بعد۔ پر میں نے ایک شخص کو بلند مقام پر کھڑے ہوئے کشت و خون کے اس منظر کی طرف اشارہ کرتے دیکھا بے شک یہ وہی شخص تھا جسے میں نے ٹوگہارم کی رات کو دیکھا تھا۔ وہی صورت۔ وہی انداز۔ وہی اشارہ۔ یقیناً آپ اس شخص سے ناواقف نہیں ہیں۔ اس وادی میں ایک بار وہ کونٹ ڈی ہیلڈ کے نام سے وارد ہوا تھا۔ اور اس کی غداریاں آپ کو یقیناً بھولی نہ ہوں گی۔ اب وہ لندن میں شاہ ولیم کے نام سے اس تخت پر بیٹھا ہوا ہے جسے اس نے ایک دوسرے تاجدار سے غصب کیا ہے۔"

اس پرجوش تقریر کو سن کر سارے آدمی جو دعوتی ہال میں جمع تھے۔ حیران و ششدر رہ گئے اور بہتوں کے چہرہ سے خوف کا اظہار ہونے لگا۔ ان الفاظ کو بیان کرتے ہوئے خود تھارسٹین کی حالت اس دن کی حالت سے مختلف نہ تھی۔ جب ٹوگہارم کی رات گذرنے پر صبح کو اسی دعوتی ہال میں اس نے اپنی خوفناک پیش بینی کا ذکر کیا تھا۔ اس دن کی طرح آج بھی اس کی آنکھیں دہکتے ہوئے کوئلوں کی طرح جل رہی تھی۔ پیشانی کی رگیں پھولی ہوئی تھیں بازوؤں اور ٹانگوں کی وریدیں اس طرح نمودار گویا پھٹا چاہتی ہیں۔ سانس تیز چلتی ہوئی۔ سینہ متلاطم نگاہ پر دہشت۔ انداز ہیبت خیز اور اشارے تیز اور پُرجوش تھے۔ آخر جب اس کی تقریر ختم ہوئی۔ تو دعوتی ہال میں سناٹا چھا گیا۔ اس قسم کی خاموشی پیدا ہوئی۔ جیسی بجلی کی کڑک کے بعد ہوا کرتی ہے۔ ہال میں ایک جانب لیڈی میکڈانلڈ اور ایلین مین چار عادتوں کے ساتھ کھڑی تھیں۔ وہ اسی جگہ سکتہ کی حالت میں کھڑی رہ گئیں۔ ننھا میک آئین مادرک کا بیٹا جو اس وقت دو سال کا خوبصورت بچہ تھا۔ اور جس کے چہرہ سے اس کم سنی میں ہی ذہانت کے آثار نمودار تھے۔ ماں کے بدن سے اس طرح لگ گیا۔ جیسے بچہ خوف کے مارے لگ جایا کرتا ہے

اس لیے کہ تھارسٹین کی گرجتی ہوئی آواز نے اس کو بھی سہما دیا تھا۔ ناظرین اچھی طرح جانتے ہیں کہ راڈرک یا لیڈی ایلین دونو توہمات کے قائل نہ تھے۔ مگر تھارسٹین کے الفاظ اُن کے دلوں پر بھی اثر پیدا کئے بغیر نہ رہے۔

اتنے میں اس دیو قامت پہاڑمی نے پھر تقریر شروع کی۔ کہنے لگا "نہیں میک آئین۔ میں ایسی ذلت گوارا نہیں کرسکتا۔ مجھ پہ اتنا کرم کیجیے کہ اپنے ساتھ چلنے کا حکم نہ دیجیے۔ اگر آپ حکم دینگے تو اس کی تعمیل مجھ پہ فرض ہوگی۔ اس لئے کہ آپ میرے ولی نعمت ہیں۔ اور میرے لئے آپ کے احکام سے سرتابی محال ہے۔ جیسا میں نے پیشتر کہا۔ میری ناچیز ہستی ہر وقت آپ پہ قربان ہونے کے لئے حاضر ہے۔ لیکن میں بہ منت عرض کرتا ہوں کہ مجھے اس کارروائی کا حصہ دار نہ بنائیے جسے سوچ کر ہی میرا بدن تھرّاتا ہے۔ اور جو ایسی ذلت آمیز ہے کہ میں نہیں سمجھتا تھا۔ عظیم الشان والئے گلنکو کبھی اس میں حصہ لینا منظور کرے گا۔"

تھارسٹین کے پُرجوش الفاظ سن کر ایک بار تو بدّھے حکمراں کے خون نے بھی جوش مارا۔ جی میں آئی۔ کہ تلوار نکال کر اس کے برہنہ پھل کو بوسہ دیتے ہوئے اس بات کا عہد کرے کہ میں قابل نفرت ولیم آف آرینج کا وفادار رہنے کی بجائے مرکر جان دینا منظور کروں گا۔ مگر فوراً ہی صدہا خیالات دل میں پیدا ہوئے اور ہاتھ تلوار کے قبضہ کی طرف جاتے جاتے رُک گیا۔

"تھارسٹین"۔ اس نے ایسی آواز سے جو اگرچہ سخت نہ تھی۔ پھر بھی سرد مہری اور سکون کا اثر لئے ہوئے تھی۔ کہا۔ "تمہارے لئے اس کے سوا چارہ کار نہیں کہ وفاداری کا حلف لیں۔ دیکھو مجھے روکنے کی کوشش نہ کرو۔ میں تمہارا حکمران ہوں اور چاہتا ہوں کہ میرے الفاظ تمام ساکنان گلنکو کو خبردار کردیں۔ کہ میں نے کس لئے موجودہ حکمت عملی منظور کی ہے۔ تھارسٹین اور باقی حاضرین سب میرے بیان کو غور سے سنیں۔ کوئی شخص یہ نہ سمجھے کہ میں نے موجودہ طرز عمل اختیار کرتے ہوئے دلی رنج۔ ذہنی اذیت اور شدید پریشانی محسوس نہیں کی۔ نہیں! بڑے جبر و استکراہ کے ساتھ میں اس رسم کے لئے آمادہ ہوا ہوں۔ اور یہ محض اس لئے کہ دشمن زبردست ہے۔ اور ہم تنہا۔ میری مغرور طبیعت۔ میری جنگ جو سرشت اور میری خاندانی روایات ہرگز اس کو گوارا نہ کرتی تھیں کہ میں دشمن کے آگے جھکنا منظور کروں۔ لیکن میں دیکھتا ہوں جدوجہد غیر مساوی ہے میرا معزز رشتہ دار والئے گلن فان حلف وفاداری لینے کے لئے انوریری روانہ ہوچکا ہے۔ اور باقی ماندہ قبائل جن پر میرا اثر و اقتدار تھا۔ شاہ ولیم کے حامی بن چکے ہیں۔ اب تم سوچو کہ ہم اکیلے اس

مقابلہ میں کیونکر کامیاب ہو سکتے ہیں؟ بصورت انکار اس وادی میں کشت و خون اور آتشزدگی کا دور دورہ ہوگا۔ کیا اس وقت میں اس نظارہ کو دیکھ سکوں گا۔ کہ میری رعایا کے گھر برباد کئے جائیں۔ خوشنما وادی گلنکو ویران ہو گئے اور ریوڑ چھینے جائیں۔ اور ہمارے جنگجو بہادروں کی لاشیں خون آلودہ ہو کر برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر جابجا بکھری ہوئی نظر آئیں۔ علاوہ بریں یاد رہے کہ ہمارے سوا ان جزائر کی تمام آبادی غاصب ولیم کی حامی بن چکی ہے۔ پھر ہم مٹھی بھر آدمی کس طرح خانہ جنگی کا علم بلند کر سکتے ہیں؟ میں جانتا ہوں وفاداری کا حلف لینا میرے لئے انتہائی ذلّت اور سخت ندامت کا موجب ہے"۔ یہ الفاظ کہتے ہوئے معمر حکمران کی آواز میں غیر معمولی جوش پیدا ہو گیا۔" اور فی الواقعہ میں اسے محسوس کرتا ہوں۔ لیکن اگر میں والئے گلنکو۔ تمہارا آقا اور ولی نعمت جس کا یہ فرض ہے کہ اپنے اور اپنے قبیلہ کے نام کی حرمت قایم رکھوں ہاں اگر میں اپنی رعایا کی بہتری کو مدنظر رکھ کر اس قسم کی ذلّت گوارا کرنا منظور کرتا ہوں۔ تو تمہارا کام انکار کرنا نہیں ہے لیکن خیر۔ فقارشٹین میں تمہیں مجبور نہیں کرتا۔ اگر تم میرے ساتھ جانے کو تیار نہیں ہو۔ تو نہ سہی۔ تمہاری بجائے کوئی اور شخص تیار ہو جائے۔ بہرصورت اس مضمون پر مزید بحث نہ ہونی چاہیئے"۔

یہ کہتے ہوئے والئے گلنکو نے ہاتھ سے اس قسم کا اشارہ کیا۔ جس سے ظاہر تھا کہ اب کسی کو اس پر کوئی اعتراض نہ کرنا چاہیئے۔ اور دعوتی ہال سے رخصت ہوگیا۔ راڈرک تھوڑی دیر کے لئے اپنی ماں۔ بیوی اور بچہ سے رخصت ہونے کے لئے وہیں ٹھیرا۔ اس کے بعد وہ بھی تیز چلتا ہوا باپ کے پاس جا پہنچا۔ ساری جماعت انتہائی سکوت و افسردگی کی حالت میں وہاں سے رخصت ہوئی۔ اور فقارشٹین اپنی جگہ پر کھڑا نیم متوحش نظروں سے ان لوگوں کی طرف دیکھتا رہا۔ جو اس کے خیال کے مطابق میکڈانلڈ کے مغرور نام کو خاک میں ملانے جا رہے تھے۔

اس کی جگہ پر کرنے میں کوئی خاص دقت پیش نہیں آئی۔ اور جلدی ہی یہ جماعت مکمل ہو کر اس ترتیب سے گھوڑوں پر سوار وہاں سے رخصت ہوئی۔ کہ آگے آگے لارڈ میکڈانلڈ اور اس کے دو نوں بیٹے اور ان کے پیچھے بدرقہ کے باقی آدمی تھے یہ لوگ قلعہ سے بلاہولش کی جانب چلے۔ زمین پر ہر طرف برف کی تہ جمی ہوئی تھی۔ اور گھوڑوں کے سم اس کے اندر دلدل کی طرح کھبے جاتے تھے۔ گھوڑوں کے نشانات سے نرم برف پر اس قسم کا راستہ تیار ہو گیا جیسے کسی جہاز کے سمندر پر گذرنے سے ہو جاتا ہے۔ اس وقت گلنکو اور اس کے پاس پہاڑوں کا نظارہ کچھ اور ہی شان رکھتا تھا سبز پودوں کی جگہ پہاڑوں کی سفید چوٹیاں اس طرح نظر آتی تھیں۔ گویا سفید بالوں والے

دیووں کی قطار کھڑی ہو۔ آسمان کی رنگت سیسہ کی طرح ملگجی اور تاریک تھی۔ آفتاب کی روشنی نام کو موجود نہ تھی۔ اور سچ مغرب سے چلنے والی تیز ہواؤں کے مغز کو منجمد کر رہی تھی جس وقت یہ جماعت بالاہولش کے قریب پہنچی۔ تو جھیل لیون میں اٹھتی ہوئی لہروں کی آواز صاف طور پر سنائی دیتی تھی چاروں طرف برف کی چادر پھیلی ہوئی تھی۔ برف کے سوا کوئی چیز نظر نہ آتی تھی۔ انتہائی بلندیوں تک پہاڑوں کا کوئی حصہ برف سے بچا ہوا دکھائی نہ دیتا تھا۔ ایک سفید چادر وادی کے ایک سرے سے دوسرے تک پھیلی ہوئی تھی۔ درختوں کی بے برگ شاخوں پر۔ جھاڑیوں اور خشک گھاس پر۔ پہاڑوں کی ڈھلوانوں اور غاروں میں۔ غرض ہر جگہ برف ہی برف نظر آتی تھی۔

چلتے چلتے یہ لوگ جھیل لیون کے ساحل پر پہنچے۔ چونکہ والئے گلنکو نے ایک روز پہلے حکم بھیج دیا تھا۔ اس لئے متعدد کشتیاں گھاٹ پر تیار کھڑی تھیں۔ ان پر سوار ہو کر تری کا رستہ کسی حادثہ کے بغیر طے کیا گیا۔ جس کے بعد یہ جماعت فورٹ ولیم کی طرف روانہ ہوئی۔ اسے ایک ٹیڑھے اور بکھڑے رستہ پر سفر کرنا تھا جس کا فاصلہ تیس میل سے کسی طرح کم نہ ہوگا۔ سارا رستہ نہایت خطرناک اور دشوار گذار تھا۔ اچھے موسم میں جب برف کا نام ونشان نہ ہو۔ تب بھی اس پر چلنا بہت دشوار ہوتا تھا۔ مگر اب کہ دو فٹ گہری برف گر چکی تھی۔ زین سواری میں کئی طرح کے مزید خطرات کا سامنا تھا۔ کئی بار لارڈ میکڈانلڈ اور اس کے بیٹوں نے صلاح کی۔ کہ گھوڑوں کو قریب ترین گاؤں میں چھوڑ کر باقی رستہ پیدل طے کیا جائے۔ مگر راڈرک کو احتمال تھا۔ کہ والد کبر سنی کی وجہ سے جلدی تھک جائینگے۔ پس وہ گھوڑوں پر سوار رہنے کے لئے ہی اصرار کرتا رہا۔ اسی حالت میں برف آلود رستوں پر چلتے ہوئے یہ لوگ سہ پہر کے آخری حصہ میں عظیم الشان پہاڑ بن نیوس کے دامن میں پہنچے جس کی چوٹی بادلوں میں چھپی ہوئی تھی۔ اور اس جگہ سے فورٹ ولیم سامنے نظر آتا تھا۔

باب ۔ ۴۴

ایک گھنٹہ بعد

قلعہ میں پہنچنے کے بعد لارڈ میکڈانلڈ۔ اس کے بیٹے اور باقی آدمی بہت دیر تک اندر داخل نہ ہو سکے اس لئے کہ پہرہ دار اس کی اجازت نہ دیتے تھے۔ قلعہ نشین فوج میں زیادہ سپاہی ایسے تھے جنہوں نے جنرل میکائے کے زیر کمان معرکۂ کلی کرینکی میں حصہ لیا تھا۔ انہوں نے جب راڈرک کو پہچانا۔ تو

انتقام کے خیال سے اس پر مصر ہوئے کہ قلعہ میں داخل ہونے سے پہلے وہ اپنے ہتھیار رکھ دیں۔ گلنکو دگلمری ٹوف کا ایٹھا حکمران اس وقت تک ایسا کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ جتنے کہ قلعہ کا کماندار خود آکر اس کا حکم دے۔ اتفاق سے افسر مذکور پاس کے شہر میں گیا ہوا تھا۔ اور معلوم ہوا وہ دو تین گھنٹہ سے پہلے واپس نہ آئیگا۔ بڑی بے دستہ کے بعد آخر والئے گلنکو اور اس کے آدمیوں کو ہتھیار رکھوائے بغیر قلعہ میں داخل ہونے کی اجازت دی گئی۔ اور بدرعاعت پہرہ داروں نے ایک نوجوان انگریز افسر کے ایما پر دی جس کے خیالات میں فیاضی کا عنصر غالب نظر آتا تھا۔

گھوڑوں کو اصطبل میں پہنچا دیا گیا۔ لارڈ میکڈانلڈ اور اس کے بیٹے ایک کمرہ میں ٹھیرے اور باقی آدمی دوسرے میں۔ اسی انگریز افسر نے ان کے لئے ناشتہ کا بھی انتظام کیا۔ کماندار رات کے دس بجے واپس ہوا۔ اور میک آئین والئے گلنکو سے ملاقات کرتے کرتے ایک گھنٹہ اور گذر گیا۔ اس وقت معلوم ہوا کہ والئے گلنکو نے فرمان کا مطلب سمجھنے میں غلطی کی۔ درحقیقت فوجی حکام کو وفاداری کا حلف دینے کا اختیار نہ تھا۔ یہ رسم کسی مجسٹریٹ یا اور سول افسر کے سامنے ہی ادا ہونی چاہیئے۔ اس سے لارڈ میکڈانلڈ اور اس کے ساتھیوں کو جو مایوسی ہوئی۔ وہ محتاج بیان نہیں۔ رات تاریک تھی بادل گھرے ہوئے اور برف باری ابتک ہو رہی تھی۔ ایسی حالت میں دوبارہ سفر اختیار کرنا کسی طرح ممکن نہ تھا۔ قلعہ کے افسر نے بڑے اخلاق سے انہیں وہیں شب باش ہونے کے لئے کہا اور بامر مجبوری انہیں یہ دعوت منظور کرنی پڑی۔ مگر انہوں نے اس کا مصمم ارادہ کر لیا کہ دن نکلتے ہی آرگل شائر ہو کر سیدھے قصبہ انویریری میں جا پہنچیں گے۔ کہ حلف لینے کی رسم بروقت ادا ہو سکے۔

رات بھر شدت کی برف باری ہوا کی۔ اور صبح جس وقت مسافر گھوڑوں پر سوار ہو رہے تھے تو انہیں معلوم ہو گیا کہ پچھلے دن کی مشکلات اور خطرات آج المضاعف ہو چکے ہیں۔ علاوہ بریں انہیں فاصلہ بھی دوگنا طے کرنا تھا۔ لیکن چونکہ کام کی سرانجام دہی ضروری تھی۔ اس لئے وہ آگے بڑھے۔ ترتیب یہی جب کہ رات کی سیاہی پوری طرح صبح کی سپیدی میں مبدل نہ ہوئی تھی قلعہ سے روانہ ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ ابھی انہیں آدھی رات تک مہلت حاصل تھی مگر ان کی راستہ کی بیشتر خطرناکیوں سے ہو کر کہیں پہنچے۔ تھوڑی ہی اندھیرا ہونے لگتا تھا۔ ان کے پاس سفر طے کرنے کو دن کا بہت کم حصہ باقی تھا۔

ساٹھ میل کا فاصلہ۔ رات کے بارہ بجے سے پہلے ختم کرنا ضروری تھا۔ کیونکہ آج ۳۱ دسمبر یعنی سال کا آخری دن تھا۔ اور شاہی فرمان میں لکھا تھا۔ کہ جو شخص یوم مذکور کو نصف شب تک وفاداری

کا حلف نہ لیگا۔ اُسے باغی و غدار سمجھ کر اس کے خلاف کشت و خون اور آتش زنی کے احکام صادر کر دیئے جائیں گے صاف ظاہر تھا کہ یہ صورت پیش آئی تو لارڈ میکڈانلڈ کے قدیم دشمنوں کو بغض نکالنے کا خوب ہی موقع ملیگا۔

قلعہ سے رخصت ہو کر مسافر اس رستہ پر چلتے ہوئے جس پر وہ پہلے دن آئے تھے۔ وہ گلین زتا سے واپس ہوئے وقت اتنا قیمتی تھا کہ انہیں معمولی احتیاطیں عمل میں لانے کی بھی فرصت نہ تھی۔ سوال زندگی اور موت کا تھا۔ اور وہ اس شخص کی طرح جس کی ہستی کا دارومدار منزل مقصود تک پہنچنے پر ہو۔ اندھا دھند آگے کی طرف چلا کئے۔ اس لئے نہیں کہ ان کی ہمت شکست ہو چکی تھی۔ اس لئے بھی نہیں کہ وہ خوف زدہ تھے۔ بلکہ محض اس لئے کہ بہادر سے بہادر شخص بھی زندگی کو موت پر ترجیح دیتا ہے۔ اور پھر اس جماعت کے تین رہبروں میں سے دو کو ابھی بہت سے کام سرانجام دینے تھے۔ بڈھے ڈانلڈ گلنکو کو اپنی رعایا اور بیوی بچوں کا خیال تھا۔ اور راڈرک کو حسین ایلین اور ننھے میک آئین کا۔ ایلن میکڈانلڈ کا بے شک کوئی خاص رشتہ نہیں تھا۔ اور نہ اس کے دل میں ایسے ہو باپ کے لئے جگہ تھی۔ مگر وہ بھی اس لئے سفر کو جلد سے جلد طے کرنے پر تلا ہوا تھا۔ کہ گلنکو کے خاندانی دشمنوں کو خوفناک انتقام کا بہانہ نہ مل جائے۔ جماعت کے باقی آدمیوں کا یہ خیال تھا کہ سب جانتے تھے۔ اگر ہم وقت پر انوریری نہ پہنچے۔ تو اس کا نتیجہ خوفناک ہوگا۔ اور اگرچہ وہ بہادر شجاع اور دلیر تھے۔ پھر بھی ان میں سے کوئی اس بات کو پسند نہ کرتا تھا۔ کہ دشمن کے سپاہی وادی میں داخل ہو کر لوٹ مار۔ تباہی اور موت کی گرم بازاری کردیں۔ ایسے حالات میں اس جماعت کے بھی آدمی غیر معمولی جوش و استقلال کے ساتھ ہر قسم کے خطرات کو نظرانداز کرتے ہوئے پوری تیزی سے چلے۔ منزل مقصود کی طرف رواں ہوئے برف کے گالے ہوا میں اُڑ کر اُن کے بدن پر گرتے تھے۔ اور آسمان کی صورت سے معلوم ہوتا تھا کہ یہ سلسلہ دن بھر اس طرح جاری رہیگا۔ سردی کی وہ شدت تھی کہ الامان! مغربی سمندر سے چلی ہوئی ہوا تیز۔ سرد اور خون کو منجمد کرنے والی تھی۔ چٹانوں اور گھوڑوں کے سموں سے برف پر جو نشان پیدا ہوئے تھے۔ رات کی برف نے اُن سب کو مٹا دیا۔ اس لئے کہ کم و بیش ایک بالشت گہری برف رات میں گر چکی تھی۔

ایسے روح فرسا حالات میں مسافر تیزی سے آگے کی طرف بڑھتے گئے۔ خطرناک ڈھلوانوں سے بچتے۔ عمودی بلندیوں پر احتیاط سے چڑھتے۔ اور وادیوں میں اُترتے ہوئے تیز قدم اور اعتیاط سے

کام لیتے ہوئے وہ جہاں تک ممکن تھا۔ تیزی رفتار سے چلا کئے۔ برف کے گالے بڑے بڑے پتوں کے برابر چوڑے گرنے لگے۔ ہوا اور بھی سرد اور تیز ہو گئی۔ دن کے ایک بجے یہ لوگ جھیل لیون کے ساحل پہ پہنچے۔ اور پھر ایک بار کشتیوں پہ سوار ہوئے۔ لیکن اس مرتبہ یہ سفر اتنا سہل نہ تھا جیسا کہ جاتی دفعہ ہوا تھا۔ فی الحقیقت ایک بار تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی۔ کہ فیصلہ ہوا کشتیوں کو غرقابی سے بچانے کے لئے گھوڑوں کو جھیل کے پانی میں گرا دیا جائے۔ مگر شکر ہے کہ یہ سانحہ پیش نہیں آیا۔ اور یہ لوگ سخت پریشان حالی میں۔ پانی میں شرابور، دوسرے کنارہ پہ کشتیوں سے اُترے۔ گھوڑوں کو چارہ دینے اور کپڑے خشک کرنے کے لئے بالا ہوٹل میں ایک گھنٹہ قیام ہوا۔ وہیں سے قاصد کی معرفت لیڈی ہیکڈانلڈ اور ایلین کو ایک پیغام بھیجا گیا۔ جس میں ان اسباب کا ذکر تھا۔ جن کی بدولت سفر نے طوالت اختیار کی۔ یہ اطلاع اس لئے بھیجی گئی۔ کہ وہ ان کی واپسی کے متعلق فکرمند نہ ہوں۔

غروب آفتاب کے بعد یہ جماعت پھر آگے کو روانہ ہوئی۔ اب اس کا رستہ ارگل شائر کے ان وحشت خیز مقامات سے ہو کر گذرتا تھا۔ جن سے وہ پوری طرح واقف تھے۔ فی الحقیقت یہ رستہ وہی تھا جس پہ ہو کر شجاعان گلنکو کلیورن کی مہم پہ گئے تھے۔ ہمارے مسافر جہاں تک ممکن تھا۔ سیدھی راہ اختیار کر کے جھیل ایٹو کی طرف ہو لئے۔ لیکن اگرچہ وہ اس علاقہ کے چپہ چپہ سے واقف تھے۔ پھر بھی رستہ میں کئی طرح کی مشکلات و خطرات کا سامنا ہوا گھوڑے جا بجا ٹھوکریں کھاتے اور کئی جگہ گر گر پڑتے تھے۔ جا بجا بکریاں اور دوسرے جانور جو حرارت کی امید پہ بلندیوں سے اُتر آئے تھے۔ برف میں اکڑے ہوئے نظر آتے۔ اس اثنا میں آسمان کی رنگت بدستور تاریک اور برف باری کا سلسلہ جاری تھا۔ کئی بار اس برف کی سفیدی ہی انہیں کھڈوں میں گرنے سے بچانے کا موجب ہوئی۔ بعض مقامات پہ پہاڑی ندیوں کی تیز بہنے والی رو جس کی تیزی رفتار کو موسم سرما کا یخ بستہ ہاتھ بھی نہیں روک سکا تھا۔ ان کے کانوں میں پہنچتی اور سیدھی راہ پہ ڈالنے کا ذریعہ بنتی تھی۔ اس لئے کہ انہیں مختلف ندیوں کا محل وقوع اچھی طرح معلوم تھا۔ رات کے وقت برف کی روشنی میں وہ بلندیاں جن پہ سے یہ ندیاں بہتی ہوئی آتی تھیں۔ دھندلی دکھائی دیتی تھیں۔ ان کی چوٹیوں پہ اُگے ہوئے صنوبر کے درخت بھی اس وقت برف سے بالکل سفید تھے۔ چلتے چلتے آخر یہ لوگ جھیل ایٹو کے قریب اس مقام پہ پہنچے۔ جہاں ایک پہاڑی ندی اس میں گرتی ہے۔ عام حالات میں یہ جگہ دریا عبور کرنے کے لئے موزوں سمجھی جاتی تھی۔ مگر اس وقت اس کا پانی

بھی چڑھاؤ پر تھا۔ مجبوراً سواروں کی ایک جماعت کوئی اور مقام۔ جہاں سے ندی کو بآسانی عبور کیا جا سکے تلاش کرنے کے لیے روانہ ہوئی۔ اور گو آخر کار انہوں نے دریا کو بحفاظت عبور کر لیا تاہم اس جدوجہد میں بہت سا قیمتی وقت اور بھی ضائع ہو گیا۔ دریا کے دوسری جانب یہ لوگ کوہ کرونچن کے دامن میں پہنچے۔ جہاں سے فاصلہ پر قلعہ کلچرن کی روشنی نظر آتی تھی۔ اس اثنا میں گھوڑے اتنے تھک گئے تھے۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ ان میں سے بعض کسی طرح بھی انوریری تک نہ پہنچ سکیں گے ان کے اندازہ کے مطابق اس وقت رات کے دس بجے تھے۔ اور ابھی کئی میل فاصلہ طے کرنا باقی تھا۔ عجب نہیں دس سے بھی زیادہ کا وقت ہو۔ بہرحال اس سے کم نہ تھا۔ اور صحیح اندازہ اس لئے غیر ممکن تھا۔ کہ سردی کی شدت سے راڈرک کی گھڑی چلنی بند ہو گئی تھی۔ ایک بار انہوں نے روشنی کر کے گھڑی دیکھی۔ مگر اس کی سوئیاں رکی ہوئی تھیں۔

ہر قسم کے خطرات و مشکلات پر غالب آتے۔ گھوڑوں کو بے وقت چلاتے اور اپنی مصیبت میں جانوروں سے رحم و ہمدردی کا سلوک نظر انداز کر کے یہ لوگ جتنی بھی تیزی سے ممکن تھا انوریری کی طرف چلتے گئے۔ منٹوں پر منٹ گذرے جاتے تھے۔ وہ منٹ جو اس وقت سونے سے زیادہ قیمتی تھے۔ اس لئے کہ زندگی اور موت کے ترازو میں ایک طرف وہ تھے اور دوسری طرف فاصلہ۔ گرتے پڑتے یہ لوگ اس قصبہ میں جو جھیل فائن کے قریب واقع ہے وارد ہوئے۔ مگر ذرا بھی دم لئے بغیر انوریری کی طرف ہو لئے۔ اب ہوا اور بھی تیز چلنے لگی تھی۔ اور برف باری بدستور تھی۔ بعض اوقات جب ہوا کا تیز جھونکا آتا۔ تو برف کا بادل مسافروں کی نظروں میں تاریکی اور سیاہی پیدا کر دیتا تھا۔ علاوہ بریں اب وہ ملک کے ایسے حصہ میں پہنچ گئے تھے۔ جس سے انہیں بہت کم واقفیت تھی۔ سفر کی مشکلات اور خطرات بڑھتے جا رہے تھے۔ گھوڑے بمشکل قدم اٹھاتے تھے۔ کیونکہ حد سے زیادہ تھک گئے تھے۔ سوال یہ تھا۔ کیا اس جدوجہد کے باوجود انوریری میں بر وقت پہنچنا ممکن ہو گا؟ ضعف شکن اور موسمی مشکلات کے باوجود عمر رسیدہ والئے گلنکو برابر آگے چل رہا تھا۔ راڈرک گاہ بگاہ حوصلہ افزائی کے الفاظ کہنا ضروری سمجھتا تھا۔ مگر ایلین بالکل خاموش تھا۔ اتنے میں ہوا اتنی سرد۔ تیز اور چبھنے والی ہو چکی تھی۔ کہ ایسا معلوم ہوتا تھا صد ہا نشتروں کی دھار بدن کاٹ رہی ہے۔ لیکن ہر قسم کی تکالیف کے باوجود سفر جاری رکھنا ضروری تھا۔ کیونکہ اس خیال کو ان میں سے کوئی بھی نظر انداز نہ کر سکتا تھا۔ کہ ہمارے لئے منزل مقصود پر بر وقت پہنچنا ہی زندگی ہے۔

آخر کار بہت دور فاصلہ پر تاریکی میں جھلملاتی ہوئی روشنی نظر آئی۔ یقیناً یہ قصبہ انوریری کے چراغوں کی روشنی تھی۔ شکر ہے۔ کہ ہر قسم کے خطرات کے باوجود۔ صدہا مشکلات پر غالب آکر ویران میدانوں اور کھردرے رستوں سے ہوکر برف کے طوفان میں چلتے ہوئے۔ یہ خوفناک منزل ختم ہوئی شہر سامنے تھا۔ مگر گھوڑے اتنے تھک گئے تھے۔ کہ انہیں بار بار آگے چلنے کے لیے اکسانا پڑتا تھا۔ مہمیز کے کانٹوں سے گھوڑوں کا بدن زخمی ہوگیا۔ اور خون کے قطرے جابجا سفید ریت پر گرنے لگے۔ اگرچہ فوراً ہی برف نے گالے ان کو ہماری نظروں سے چھپا دیتے تھے۔

شکر ہے کہ یہ منزل ختم ہوئی۔ قافلہ انوریری میں پہنچ گیا۔ اب شہر کی فصیل سامنے تھی۔ اور بلند عمارات میں جلتے ہوئے لیمپوں کی روشنی فرش زمین پر گری ہوئی برف میں منعکس ہو رہی تھی۔ فصیل سے قریباً ایک سوگز کے فاصلہ پر پہنچ کر راڈرک نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور تیز دوڑا کر دروازہ تک لے گیا۔ اس نے تلوار کے قبضہ سے دروازہ پر بزور دستک دی۔ آواز سن کر ایک سنتری نے کھڑکی کھولی۔ اور دریافت کیا۔ "کون ہے؟" راڈرک نے اس سوال کا جواب دینے سے پہلے خود سوال کیا۔ "کیا بجا ہے؟"

جواب ملا۔ "ایک بجا ہے۔"

"ایک!" راڈرک نے چونک کر اضطراب کی حالت میں کہا۔ "افسوس کہ ہم ایک گھنٹہ بعد از وقت پہنچے!" پھر وہیں سے گھوڑے کو پھیر کر وہ چند قدم پیچھے مڑا کہ باپ کو رستہ میں ہی حقیقت حال سے آگاہ کر سکے۔

بے شک فیپلیوپیکڈا مذطہ کے لوگ انوریری میں ساڑھے بارہ بجے تک از وقت پہنچے۔ اور گویا یہ تاخیر محض ایک گھنٹہ کی تھی۔۔۔ یہ حقیقت ایک گھنٹہ کی تاخیر تاریخ انسانی میں کوئی بھی اہمیت نہیں رکھتا۔ مگر افسوس کہ اس ایک گھنٹہ کے عرصہ میں ہی سالِ ۱۶۹۱ء ختم ہو کر سنہ ۱۶۹۲ء شروع ہو چکا تھا!

باب ۵

جذبۂ انتقام

واقعات مذکورہ کو ایک ماہ کا عرصہ گذر گیا۔ اور اب جنوری سنہ ۱۶۹۲ء کی ۲۷ تاریخ تھی۔ کہ سہ پہر کے تین بجے کپتان جان کیمپبل سکنہ گلن لائن دو نوکروں کو ساتھ لئے گھوڑے پر سوار قلعہ گلنکو کے

محل میں داخل ہوا۔ قلعہ کے تھوڑے سے لوگ اس کے استقبال کو آگے بڑھے۔ ان سے اس کا پہلا سوال یہ تھا کیا ارل آف بریڈل بین واپس آگئے؟ جس کا جواب نفی میں دیا گیا۔ مگر ساتھ ہی اطلاع ملی۔ کہ ان کی واپسی کا ہر لمحہ انتظار ہے۔ ارل کی آمد کی اطلاع حکام قلعہ کو پہنچ چکی تھی۔ اور چونکہ کپتان کیمبل کو بھی معلوم تھا۔ کہ ارل عنقریب واپس آیا چاہتا ہے۔ اس لئے اس نے انتظار کرنے کا فیصلہ کیا قلعہ کے آدمیوں نے اسے ایک الگ کمرہ میں پہنچا دیا۔ جہاں وہ وقت گذارنے کے لئے میز پر رکھی ہوئی چیزوں کی خورد و نوش میں مصروف ہوا۔

واضح ہو کہ کپتان کی شادی تین سال پہلے ہو چکی تھی۔ اس عرصہ میں میاں بیوی بہت کم ایک دوسرے کے پاس رہے۔ سال میں قریبًا آٹھ مہینے یہ شخص ایڈنبرگ میں اور باقی چار اپنی رجمنٹ مقیمہ آرگل شائر میں بسر کیا کرتا تھا۔ لیکن صدر مقام میں رہتے ہوئے بھی اس کا وقت زیادہ تر اپنے دوستوں ہی میں کٹتا تھا۔ اس کی عادات نے کبھی باقاعدگی کی صورت اختیار نہیں کی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ماسٹر راس ساہوکار کی بیٹی کو جس سے اس کی شادی ہوئی تھی۔ بہت جلد اس کی محبت کا افسانہ معلوم ہو گیا۔ اور اس ناخوشگوار شادی کی تلخیوں نے اس کے خواب راحت کو تلف کرنا شروع کیا۔ ماسٹر راس اپنی بیٹی کی شادی کے قریبًا ایک سال بعد فوت ہو گیا تھا۔ لیکن مرنے سے پہلے اس نے اپنی عظیم دولت کا بڑا حصہ ایسے طریق پر مختلف کاموں میں لگا دیا۔ کہ گو اس سے معقول سالانہ آمدنی ہوتی تھی۔ تاہم اس کا داماد زر اصل تک رسائی نہ کر سکتا تھا۔ لیکن بڈھے ایڈم راس کے لئے ہر قسم کی ذہانت سے کام لینے کے باوجود یہ بات عملی طور پر غیر ممکن تھی۔ کہ وہ اپنے سرمایہ کی سالانہ آمدنی کو بھی داماد کے ہاتھوں تک پہنچنے سے روک دیتا۔ اس صورت میں کپتان کیمبل اس آمدنی کی بنا پر غیر معمولی شرح سود منظور کر کے بہت سا روپیہ قرض لے لیتا تھا۔ اور ایسے ایسی شرطیں لکھ دینے میں ذرا بھی تامل نہ ہوتا تھا جنہیں کوئی صحیح الدماغ شخص ہرگز منظور نہیں کر سکتا جب کپتان کیمبل کی شادی میری راس سے ہوئی۔ تو اس وقت بھی وہ قرض سے بے حد دبا ہوا تھا لیکن اس کے خسر نے ساری رقوم اپنی گرہ سے ادا کر کے اس کے لئے دنیا کا رستہ ہموار کر دیا مگر کپتان کے اسراف میں ذرا فرق نہ آیا۔ اور ماسٹر راس کے انتقال پر تو اس کی شاہ خرچیاں حد انتہا سے بڑھ گئیں۔ وہ بہت سا روپیہ جوئے میں برباد کر دیتا تھا۔ اور اگر روپیہ پاس ہو۔ تو دوستوں کو قرض دینے میں بھی تامل نہ ہوتا تھا۔ وہ انہیں دعوتیں دیتا۔ شرابیں پلاتا۔ اور اصطبل میں بیسیوں بیش بہا گھوڑے رکھنے کا عادی تھا۔ شادی کے موقعہ پر اس نے ایڈنبرگ میں جو مکان

کرایہ پر لیا۔ اس کے اخراجات کا پیمانہ بھی شاہی انداز پر تھا۔

غریب میری کو جلد ہی اس شادی پر افسوس ہونے لگا۔ اسے بہ وقت معلوم ہوا۔ کہ اس شخص کو میری ذات کی نہیں۔ صرف میرے روپیہ کی پرواہ ہے۔ شادی کے پہلے سال میں یعنی اس وقت تک کہ ماسٹر راس زندہ تھا۔ کپتان اپنی بیوی سے حسن سلوک سے پیش آتا رہا۔ جس سے میری کے لئے وجہ شکایت پیدا نہ ہوئی۔ مگر بڈھے کے آنکھیں بند کرتے ہی کپتان کیمبل نے اس سے عام اخلاق کا برتاؤ بھی ترک کر دیا۔ اور بہت عرصہ نہیں گذرا تھا۔ کہ اس کے تغافل نے نمایاں صورت اختیار کر لی۔ اس میں شک نہیں کہ کپتان کو سالانہ آمدنی کے روپیہ کی ضمانت پر قرض حاصل کرنے کے لئے اقرارنامہ پر اپنی بیوی کے دستخط بھی کرانے پڑتے تھے۔ اور شروع میں وفادار میری اس خیال سے شوہر کی ہر بات مانتی ہی رہی۔ کہ شاید اس ذریعہ سے اس کی محبت پھر عود کر آئے۔ مگر جب اس نے دیکھا کہ اس کی بے توجہی روز بروز بڑھتی ہی جاتی ہے۔ تو اس نے دستخط کرنے میں تامل ظاہر کرنا شروع کیا۔ اس پر تکرار کی نوبت آئی۔ جس نے بعض حالتوں میں گالیوں کی صورت اختیار کی۔ شوہر نے بیوی کو دھمکایا۔ بیوی نے اس کو ملامت کی۔ اور اس طرح دونوں کی زندگی تلخ ہونے لگی میری چونکہ فطرتاً نرم دل عورت تھی۔ اس لئے انجام کار وہی دبنا منظور کرتی تھی۔ جس سے کپتان کی حکومت برابر چلتی رہی۔ مگر وقت کے ساتھ ساتھ میری کی زندگی اور زیادہ تلخ ہونے لگی۔ اور اس شاندار محل میں رہتے ہوئے بھی جو ایڈنبرگ میں کرایہ پر لیا گیا تھا۔ اسے تنہائی اور افسردگی کا ایسا احساس ہونے لگا۔ جیسے اس نے اپنے باپ کے گھر رہتے ہوئے کبھی محسوس نہ کیا تھا۔

آمنڈا کیمبل اب تک اپنی خالہ کے پاس رہتی تھی۔ جو دائم المریض ہونے کی وجہ سے اس کی توجہ کی محتاج تھی۔ آمنڈا کے وقت کا بڑا حصہ وہیں بسر ہوتا تھا۔ اس لئے کہ اب وہ سوسائٹی کی چہل پہل میں وہ دلچسپی حاصل نہ کرتی تھی۔ جو کسی زمانہ میں ہوا کرتی تھی۔ فی الحقیقت جب سے ایڈنبرگ میں اس کی سر راڈرک میکڈانلڈ سے ملاقات ہوئی۔ اور اس نے اس کے ساتھ شادی کی بے سود کوششیں کیں تبھی سے اس نازنین کا مزاج یاس و افسردگی کے باعث چڑچڑا ہو گیا۔ ناظرین کو معلوم ہے کہ اُسے راڈرک سے کس درجہ محبت تھی۔ اور اس کے زیر اثر اس نے اپنی زندگی راڈرک سے وابستہ کرنے کی کتنی پُرزور کوشش کی۔ اس نے فریب دیے۔ منتیں بھی کیں۔ غرض کوئی تدبیر جس میں کامیابی کی امید نظر آتی تھی۔ اُٹھا نہ رکھی۔ مگر ہر بار اُسے ناکامی ہی ہوئی۔ جس قدر تجاویز سوچی گئیں۔ سب خاک میں مل گئیں۔ اور آخری کوشش یعنی وہ جو سینٹ میری کے گرجا کے کھنڈرات

میں راڈرک سے نوک تلوار پر شادی کرنے کے متعلق کی گئی تھی۔ ناکامی پر آئنڈا غم و غصہ کی حالت میں کئی دن زار و قطار روتی رہی۔ اس کے بعد اُسے خبر ملی کہ راڈرک نے لیڈی ایلس گلن ہان سے شادی کر لی ہے۔ اس خبر نے اُس عظیم محبت کو جو کبھی اس کے دل میں راڈرک کے لئے تھی۔ انتہائی نفرت کی صورت میں بدل دیا۔ اس کی طبیعت فطرتاً انتہا پسند واقع ہوئی تھی۔ اور کسی بھی حالت میں اعتدال پر قائم نہ رہ سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی۔ کہ اس کی نفرت نے بھی اتنی ہی شدید صورت اختیار کی۔ جیسی اس کی محبت نے کی تھی۔ اور اب اس ساڑھے تین سال کے عرصہ میں جو ان واقعات کو پیش آئے گزر چکے تھے۔ شب و روز یہی ایک خیال آئنڈا کے لئے موجب تسکین تھا۔ کہ میں اپنی زندگی میں راڈرک سے ضرور اس بدسلوکی کا عبرت انگیز انتقام لوں گی۔ ایسی افسردگی کی حالت میں یقیناً اس کے لئے زندگی کی تفریحات کوئی دلچسپی نہ رکھ سکتی تھیں۔ پس یہی وجہ تھی۔ کہ اس نے ان مقامات میں جانا ترک کر دیا۔ جہاں سوسائٹی اوقات فرصت بسر کرنے کے لئے جمع ہوتی ہے۔ اب اُسے تنہائی سب سے زیادہ مرغوب تھی۔ اس کے وقت کا کچھ حصہ اپنی بیمار خالہ اور باقی اپنے کمرہ میں بسر ہوتا تھا۔ جہاں وہ خلوت میں اپنے رنجیدہ خیالات پر کڑھتی ہوئی انتقام کی نئی نئی تجویزیں اختراع کیا کرتی تھی۔ اور اُسے اس وقت کا بڑی بے چینی سے انتظار تھا۔ جب وہ ان تجاویز کو عملی صورت دے سکے گی۔

جو حالات اوپر بیان کئے جا چکے ہیں۔ ان سے ناظرین نے اندازہ کر لیا ہوگا۔ کہ آئنڈا کیمبل کا اب میری سے بہت کم ملنا ہوتا تھا۔ ایک طرف آئنڈا کو اس کی صحبت مرغوب نہ تھی۔ دوسری جانب میری اس لئے اس سے میل جول پسند نہ کرتی تھی۔ کہ اس کی طبیعت میں ایسا عظیم انقلاب واقع ہو چکا تھا۔ پس ایک دوسرے سے بگاڑ نہ ہونے کے باوجود دونو الگ رہتی تھیں۔ اور ان کی ملاقات بھی محض سرسری ہوا کرتی تھی۔ اس لئے کہ میری آئنڈا کی افسردگی کی حقیقت سمجھنے سے قاصر تھی اور آئنڈا کو بھاوج کی باتوں میں کوئی دلچسپی محسوس نہ ہوتی تھی۔

ان سارے تفصیلات کے بعد جو داستان کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے ضروری تھیں۔ ہم اپنے قصہ کو پھر وہیں سے شروع کرتے ہیں۔ جہاں ہم نے اسے چھوڑا تھا۔ ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ کپتان کیمبل قلعہ کلچرن میں وارد ہو کر ارل آف بریڈل بین کی واپسی کا منتظر تھا۔ مگر وہ برگنڈی شراب کی ایک ہی بوتل ختم کرنے پایا تھا کہ ایک نوکر نے حاضر ہو کر اطلاع دی کہ ارل آف بریڈل بین تشریف لے آئے ہیں۔ اور فوراً ہی لباس تبدیل کر کے آپ سے ملیں گے۔ اس کے قریباً نصف گھنٹہ

تب۔ وہ ایک دوسرے سے ملے۔ اور کپتان کیمبل نے ارل کے چہرہ سے ہی اندازہ کر لیا۔ کہ وہ جس مدعا کیلئے اس ناگوار موسم میں لندن گیا تھا۔ اس میں بوجہ احسن کامیاب ہوا ہے۔

رسمی سلام کے بعد کپتان کیمبل نے پوچھا" کیا میں امید کرسکتا ہوں کہ انتقام کا وقت قریب ہے؟"

"ہاں دوست"۔ ارل نے جواب دیا۔"اور ایسا انتقام کہ دنیا دیکھے گی۔"

"بہت اچھا"۔ کیمبل نے کہا۔ اور ایک لمحہ کے لئے اس کے چہرہ پر ایسی شیطانی مسرت نمودار ہوئی جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ اس کے دل میں بغض وکینہ کا کتنا زوردار احساس ہے۔ پھر وہ سلسلہ تقریر جاری رکھتے ہوئے اپنے الفاظ پر زور دے کر بولا" گویا اب وقت آگیا ہے جب ہماری شکست و ذلت کا داغ اچھی طرح دھویا جا سکے گا۔ لیکن بریڈل بین تم خوب جانتے ہو میرے دل میں ان بدذاتوں کے خلاف کتنا غصہ ہے۔ مزاجب ہو کہ ان کی مکمل بیخ کنی کی جائے۔"

"ایسا ہی ہوگا"۔ ارل نے اس کی طرف پُرمعنی نظر سے دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا تم بادشاہ سے مل کر ضروری احکام لے آئے ہو؟" کیمبل نے دریافت کیا۔

"ہاں لے آیا"۔ ارل نے جواب دیا"میں سیدھا بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہوا تھا۔ اور ان سے مل کر میں نے ان تمام کوششوں کا ذکر کیا۔ جو نومبر ۱۶۸۳ء کی مہم سے پہلے ہم ان کی حمایت کے لئے کرتے رہے تھے۔ میں نے بہت سی باتیں بادشاہ کے روبرو بیان کیں۔ جن سے انہیں معلوم ہو گیا کہ ایڈنبرگ میں ہم اوروں کو ان کا طرفدار بنانے کے لئے کیا کیا تدبیریں عمل میں لاتے رہے ہیں۔"

"آہ! تو کیا بادشاہ کی طرف سے بھائی ہیکٹر راتھسے کو کوئی معقول معاوضہ ملنے کی امید ہے؟" کپتان نے جلدی سے پوچھا"ہمیں امید کرنی چاہیئے۔ کہ ایسا ہوگا۔ اس لئے کہ ہیکٹر ایک بہت بڑی رقم کے لئے میرا مقروض ہے۔ اور اس وقت اگر بادشاہ سے روپیہ مل جائے تو وہ بہت کارآمد ثابت ہوگا"

"دیکھو جان۔ اگر روپیہ کا خیال کرتے ہو۔" بریڈل بین نے کہا" تو جو رقم تمہیں ہیکٹر سے وصول کرنی ہے۔ اس سے ہاتھ دھونا ہی بہتر ہوگا۔ اس لئے کہ بادشاہ کے پاس روپیہ بہت کم ہے۔ اور جو ہے وہ اسے دینا منظور نہ کرے گا۔ تم بھول گئے کہ اس نے وہ چند ہزار روپیہ بھی کس مشکل سے دینا منظور کیا تھا جس سے ہم نے پہاڑی بدمعاشوں کو ورغلانے کی کوشش کی۔"

"خیر نہ سہی" کپتان نے جواب دیا"لیکن آپ سے ما بعتسے کو کچھ نہ کچھ معاوضہ ضرور دینا ہوگا۔ اس لئے کہ ایڈنبرگ میں ہمارے خفیہ جلسے ماتھسے ہی کے مکان پر ہوا کرتے تھے۔ یقیناً تم نے بادشاہ کو اطلاع دی ہوگی کہ ہمارے اجلاس اسی کے مکان کے تہ خانہ میں ہوتے تھے۔ اور چونکہ اس زمانہ

میں کیتھولک جماعت کا زور تھا۔ اس لئے ہمیں کسی طرح کے خطرات کا مقابلہ ہوتا تھا۔ علاوہ بریں مجھے اس کام پر روپیہ بھی کچھ کم صرف کرنا نہیں پڑا . . . "

" ان سب باتوں کا ذکر میں نے بادشاہ سے کر دیا ہے" بریڈل بین نے جواب دیا۔ "اور اس کے عوض بادشاہ نے سر ہیکیڈ رانفسے کو ارل کا خطاب دینے پر رضامندی کی ہے۔ اس کے ساتھ ہی وعدہ کیا ہے۔ کہ ضبطی جائداد کا جو عمل ملک میں شروع ہوا چاہتا ہے۔ اس کے دوران میں جس وقت کوئی اچھی سی چیز ہاتھ لگی۔ تو وہ ضرور ہیکیڈ کو دے دی جائے گی۔"

" آہ!" کیمبل نے خوش ہو کر کہا۔ "یہ خبر واقعی خوشگوار ہے۔ اس سے میرے دل میں پھر اسکی امید پیدا ہونے لگی ہے۔ کہ میں نے جو بے شمار روپیہ ہیکیڈ کو قرض دے رکھا ہے۔ اس کا کچھ حصہ ضرور وصول ہو جائے گا۔ ہاں مگر ذکر کچھ اور تھا۔ تم یہ بیان کرو۔ کہ بادشاہ سے جنگجو قبیلہ گلن فان اور وحشی قبیلہ میکڈانلڈ کی نسبت تم نے کیا کہا؟"

" سچ پوچھتے ہو۔ تو میں نے لارڈ گلن فان اور اس کے قبیلہ کی نسبت تو نرمی ہی برتی" ارل نے کہا۔ "میرا سارا زور قبیلہ میکڈانلڈ کے خلاف غصہ اور جوش پیدا کرنے میں ہی صرف ہوا ہے۔ اور میں نے بادشاہ کو اس کا یقین دلا دیا ہے۔ کہ سکاٹ لینڈ میں کوئی جماعت ایسی سرکش نہیں جیسے اس قبیلہ کے لوگ۔ گلن فان کو میں نے اس لئے چھوڑ دیا کہ اندیشہ تھا بادشاہ ایک ساتھ دو قبیلوں کے خلاف سختی کرنے کی اجازت نہ دے گا۔ علاوہ بریں گلن فان کے خلاف جوش دلانا بھی بے کار تھا۔ اس لئے کہ وہ وقت پر حلف لے چکا ہے۔ پھر اس کے خلاف ہمیں اتنا غصہ بھی نہیں۔ جیسا اس بڈھے میکڈانلڈ کے خلاف ہے۔ اس لئے کہ ہم جانتے ہیں وہ اس کے ہاتھ میں محض ایک کٹھ پتلی تھا۔"

" ٹھیک ہے" کپتان نے تسلیم کیا۔ "لیکن میں سمجھتا ہوں۔ قبیلہ میکڈانلڈ کے خلاف شدید ترین شاہی احکام صادر کرانے میں کسی دقت کا سامنا نہ ہوا ہوگا۔"

"بالکل نہیں۔" بریڈل بین نے جواب دیا۔ "اس دستاویز کی مدد سے جو رارڈرک میکڈانلڈ نے نقشہ جنگ کے متعلق تیار کی تھی۔ میں جو چاہتا بادشاہ سے کرا سکتا تھا۔"

" آہ! میں اب سمجھا!" کیمبل نے کہا۔ "تمہارا اشارہ اس نقشہ اور تحریر کی طرف ہے۔ جو سر رارڈرک کے عدم پتہ ہونے کے بعد مارکوئیس آف ایتھول کے مکان پر اس کے کمرہ میں ملی تھی . . . ؟"

" ہاں۔ اور جسے مارکوئیس نے شاہی فرمانبرداری منظور کرنے کے بعد اپنے ہاتھ سے میرے حوالہ کر دیا تھا۔" بریڈل بین نے کہا۔ "اس قسم کی تحریر دکھا کر بادشاہ کو راہ پر لے آنا نہایت آسان تھا

علاوہ بریں شاہ ولیم کو وہ وقت بھی تو نہیں بھولا جب کونٹ ڈی ہیلڈر کی حیثیت میں اس نے وادی گلنکو میں داخل ہونے کی جرأت کی تھی۔ یا جب اس کے بعد وہ قلعہ کلچرن سے فرار ہو کر ایلن میکڈونلڈ کے قابو آ گیا تھا۔ گلنکو میں رہتے ہوئے اس نے بڈھے میکڈانلڈ کے مزاج سے اچھی واقفیت حاصل کر لی ہو گی۔ اور وہ اس حقیقت سے بے خبر نہ ہو گا۔ کہ وقت آنے پر والئ گلنکو کی طرف سے کس زور کا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ حاصل کلام یوں سمجھو۔ کہ بادشاہ نے میرا بیان سن کر گو تھوڑا تامل کیا۔ مگر آخر میرے اس مشورہ کو منظور کر ہی لیا۔ کہ ساکنان گلنکو کو بالکل فنا کر دینا چاہیئے"۔

"اور شکر ہے کہ اس کے لئے موقعہ بھی اچھا مل گیا۔ اس ذریعہ سے ہمارے انتقام کی پیاس خوب ہی بجھ سکے گی"۔

بریڈل بین جلال میں نے اپنی طرف سے اس معاملہ کو بادشاہ پر واضح کرنے کی پوری کوشش کی تھی۔ لیکن معلوم ہوا۔ کہ وہ اس کے مختلف پہلوؤں سے پہلے ہی خوب واقف ہے۔ اسے معلوم تھا کہ قبیلہ میکڈانلڈ کے لوگ پہلے حلف لینے کیلئے فورٹ ولیم میں گئے تھے۔ اور جب وہاں کامیاب نہ ہوئے۔ تو جس قدر تیزی سے ممکن تھا۔ سفر کرتے ہوئے انور ایری کی طرف واپس ہوئے تھے۔ مگر سوئے اتفاق سے ایک گھنٹہ بعد از وقت پہنچے۔ اور چونکہ وہ حلف لینے کو تیار تھے۔ اس لئے آرگل شائر کے شریف نے انہیں یہ حلف انور ایری پہنچنے کے چھ گھنٹہ کے اندر اندر دے دیا۔ ان تمام باتوں سے بادشاہ میرے بیان سے پہلے ہی واقف تھا۔۔۔"

"ہو گا۔ مگر تم یہ بیان کرو۔ کہ اس کے تازہ احکام کہاں ہیں؟ وہ خط کہاں ہے۔ جس میں وادی گلنکو میں کشت و خون اور آتش زنی کی اجازت دی گئی ہے؟" کپتان نے حالت اضطراب میں پوچھا۔ "کیا تم اسے ساتھ لائے ہو۔ یا اسے بعد میں ایڈنبرگ بھیجا جائے گا؟"

"ٹھہرو۔ میرے دوست اتنے بے چین نہ ہو" لارڈ نے کہا "میں تمہیں سب حالات سے واقف کئے دیتا ہوں" اس کے بعد اپنی واسکٹ کی جیب سے ایک دستاویز نکال کر لارڈ آف بریڈل بین نے اس کو کھولتے ہوئے کہا "شاہی حکمنامہ میرے پاس ہے۔ دیکھو یہی وہ خط ہے جس میں قبیلہ میکڈانلڈ سکنہ گلنکو کے خلاف شاہی عتاب کا اظہار کیا گیا ہے۔ نیچے شاہی دستخط ثبت ہیں۔ اور مہر بھی لگی ہوئی ہے"۔

"دستاویز طویل ہے" کیمبل نے اسے حریصانہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "مگر میں اس کا ایک ایک لفظ پڑھنا چاہتا ہوں"

"ٹھیرو۔ پہلے اس خاص فقرہ کو پڑھ لو جس کا تعلق سب سے زیادہ ان لوگوں سے ہے جن سے ہمیں انتقام لینا ہے۔" اور یہ کہتے ہوئے ارل نے انگلی سے اس مضمون کی طرف اشارہ کیا۔ "دیکھو اس میں لکھا ہے :-

"۔۔۔ رہ گیا میک آئین سکنہ گلنکو اور اس کے قبیلہ کا معاملہ میری رائے میں اگر انہیں باقی پہاڑی قوموں سے شناخت کیا جا سکے۔ تو انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ چوروں اور ڈاکوؤں کی اس جماعت کا پورا استیصال کر دیا جائے۔۔۔"

"اور یقیناً کیا جائے گا۔" کیمبل سکنہ گلن لائن نے میز پر زور سے مکہ مارتے ہوئے کہا۔ "ان کو فنا کرنا میرا ذاتی فرض ہے۔ میں خود وادی گلنکو میں شمشیر و آتش لے کر جاؤنگا۔ اور ہر ایک گھر کو جلا کر ہر ایک باشندہ کو خاک و خون میں ملاؤں گا۔۔۔ مگر ٹھیرو کیا بادشاہ نے وادی کے کسی شخص سے رعایت کا ذکر بھی کیا ہے؟ اس نے سر راڈرک کی نسبت کوئی خاص ہدایت تو نہیں دی؟"

"اس نے راڈرک کا ذکر کیا تھا۔" ارل نے جواب دیا۔ "اور ایک دو بار نہیں بلکہ کئی مرتبہ۔ چنانچہ سب سے پہلے تو اس نے اس نقشہ کے متعلق ہی اس کا ذکر کیا۔ جو میں نے پیش کیا تھا۔۔۔"

"ٹھیک ہے۔" کیمبل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کیوں بھلا بادشاہ نے اس کمین غدار کے ارادوں کی نسبت کیا کہا۔ جو کلی کرینکی کی فتح سے پھولا ہوا۔ اپنے زعم میں یہ سمجھا تھا کہ میں فتوحات حاصل کرتا سیدھا ایڈنبرگ پہنچ جاؤنگا۔"

"نقشہ دیکھ کر بادشاہ کے چہرہ سے غیر معمولی سختی کا اظہار ہوا۔" ارل آف بریڈل بین نے جواب دیا "اس لئے تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ کہ اس کے بعد جب اس نے اس کا نام لیا۔ تو ذکر رحم آمیز نہ تھا نہیں شاہ ولیم کی عادت ہے کہ جو شخص اس کو ضرر پہنچائے۔ وہ اسے کبھی کسی حال میں معاف نہیں کرتا۔ نہ اسکو جو اس کی نافرمانی کرے۔ کبھی بھولتا ہے۔ تمہیں یاد ہوگا کہ ایک بار راڈرک ہیگ میں اس کے اختیار میں تھا۔ مگر بچ گیا۔ پس کسی اور وجہ سے نہیں تو محض اس وجہ سے ہی بادشاہ اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں۔ علاوہ بریں میرا خیال ہے کہ سارے قبیلہ میکڈانلڈ میں راڈرک سب سے زیادہ خطرناک ہے۔ پھر یہ کیونکر ممکن تھا۔ کہ بادشاہ کلی کرینکی کی شکست کو بھول جاتا؟ یا اس کے تیار کردہ نقشہ کو نظر انداز کرتا! یہ بھی اس صورت میں کہ سمجھ لیا جائے۔ اس نے نائینڈ سے راڈرک کے خروج اصولی سمجھ کر اس سے درگذر کیا۔ اس لئے میرے دوست اطمینان رکھو۔" ارل نے کہا "اس دستاویز میں جو میرے ہاتھ میں ہے ساکنان گلنکو میں کسی شخص کے ساتھ رعایت کا ذکر درج نہیں ہے۔۔۔"

"عورتیں۔ بچے مرد سب فنا کیئے جائیں گے۔سب کا قتل عام ہوگا۔"کیمبل سکنہ گلن لائن نے جوش کی حالت میں کہا۔"بریڈل بین ہمیں اپنی زندگی میں ایک بار جو ذلت نصیب ہوئی تھی۔اس کا یہ کتنا خوشگوار انتقام ہے۔۔۔ ہاں مگر تم نے جزوی تفصیل بھی طے کر لی ؟"

"ابھی نہیں۔"ارل نے جواب دیا۔"میں اس بارہ میں تم سے مشورہ کرنا ضروری سمجھتا تھا۔اسی لئے کل ہی لے کار لائل سے یہ پیغام بھیجا تھا۔کہ مجھ سے کلچرن میں ملنا۔میں چاہتا ہوں۔اس کام میں تاخیر نہ ہو۔اور یہ سوال طے ہو جائے۔کہ فرمان شاہی کو عملی صورت کیونکر دی جانی چاہیئے۔"

"مجھ سے پوچھو تو کام فوراً ہونا چاہیئے۔"کپتان کیمبل نے سپاہیانہ پھرتی سے جواب دیا۔"ہاں مگر ایک بات ہے۔اگر تم چاہو کہ یہ کام محض طاقت کی مدد سے ہو۔تو یہ غیر ممکن ہے۔اس میں طاقت سے زیادہ فراست کی ضرورت ہے۔سنو۔میں اپنا مطلب اچھی طرح واضح کرتا ہوں۔فرض کرو کہ فوج کی ایک جماعت گلنکو پر حملہ آور ہو۔اس صورت میں فریق ثانی کی طرف سے یقیناً زوردار مزاحمت ہوگی۔مجھے کامل یقین ہے۔کہ ساکنان گلنکو وادی میں محفوظ رہ کر ہفتوں ہماری فوج کو روکے رکھیں گے اور اس اثنا میں گلن کوان کا لشکر بھی ان کی مدد کے لئے آجائے گا۔یہ حالت دیکھ کر دوسرے باغی قبیلے بھی مقابلہ کو اُٹھ کھڑے ہونگے۔اور چونکہ ایسے واقعات کا اثر متعدی ہوتا ہے۔اس لئے عجب نہیں کہ یہ خرابی سارے پہاڑی علاقہ میں وسعت اختیار کر لے۔"

"میں تمہارا مطلب سمجھ گیا۔"ارل نے کہا۔"تم چاہتے ہو کہ وار یکایک ہونا چاہیئے۔کام ایسے طریق پر ہو کہ کسی کو پیش بندی کا موقعہ نہ ملے۔۔۔"

"بس بس یہی میرا مطلب ہے۔بہت سے بہت ایک رات بلکہ اگر ممکن ہو۔تو ایک گھنٹہ میں ہی سب کچھ ہو جانا چاہیئے۔"کپتان نے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔اور اس کے بعد اس نے اس تجویز کی تفصیلات بیان کرنی شروع کیں۔جو اس کے ذہن میں تھی۔

ارل اس سکیم کو پوری دلچسپی سے سنتا رہا جس کے بعد اس نے کہا۔"بہت اچھا۔اسی طرح ہوگا۔لیکن اگر میری یاد غلطی نہیں کرتی تو تم نے اور تمہارے چچا نے بھی اس معاہدہ پر دستخط کئے تھے۔کہ عرصہ معینہ میں تم دونو قبیلہ میکڈانلڈ کے آدمیوں پر وار نہ کرو گے۔"

"اوہ!"کپتان نے نفرت کے لہجہ میں کہا۔"کیا تم سمجھتے ہو۔اس قسم کے معاہدے ہمارے نزدیک کچھ اہمیت رکھتے ہیں؟علاوہ بریں اس معاہدہ میں حملہ کا انسداد ان قبائل سے مشروط ہے۔جو ہمیں اپنا افسر سمجھتے ہیں۔حالانکہ جو کچھ میں کیا چاہتا ہوں۔وہ صرف میری فوج کے جوانوں کی طرف

سے ہوگا۔ ہماری کارروائی دو قبیلوں کی جنگ کی صورت اختیار نہ کرے گی۔ ان سب باتوں پر مستزاد یہ کہ ہمارے پاس شاہی فرمان موجود ہے۔ ہمیں تو فقط اس فرمان کی تعمیل کرنا ہے۔"

"ٹھیک ہے۔" بریڈل بین نے تسلیم کیا۔ "لیکن جو تفصیلات تم نے بیان کی ہیں۔ انہیں پورا کرنے میں بعض اور دقتوں کا بھی سامنا ہوگا۔ میرا خیال ہے تم نے معاملہ کو پوری طرح نہیں سوچا۔"

"کونسی دقتوں کا؟" کیمبل نے دریافت کیا۔

"ایک یہ کہ تمہیں ایسا رہبر کہاں ملیگا۔ جو بوقت ضرورت ساری فوج کو جسے خفیہ مقام پر چھپایا ہوا ہوگا۔ وادی کے اندر پہنچا دے؟ غور کرو تو معلوم ہوگا۔ کہ کسی باشندہ گلنکو کو لارڈ میکڈانلڈ کی وفاداری سے منحرف کرنا اور روپیہ کے لالچ سے اپنے ساتھ ملانا سخت دشوار بلکہ ناممکن ہے۔"

"بے شک ہے۔ مگر میں نے اس کا بھی تدارک کر لیا ہے۔" جان کیمبل نے جواب دیا۔

"ابھی سے!" ارل نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ "اچھا تو وہ تدارک کیا ہے؟"

"یہ کہ ایڈنبرگ میں ایک شخص موجود ہے جو اس کام کو پوری خوش اسلوبی سے سرانجام دے گا" کپتان کیمبل نے جواب دیا۔ "اعتراض جو تم نے کیا۔ ٹھیک تھا۔ مگر میں اس کی طرف سے بھی غافل نہیں رہا۔"

"بس تو جو کچھ کرنا ہے۔ اسے فوراً بلا تاخیر شروع کر دینا چاہیئے۔" ارل نے جواب دیا "اچھا ہے دنیا دیکھے گی کہ ہم نے میکڈانلڈ والوں سے کیسا مکمل اور شاندار انتقام لیا۔"

باب-۸۶
کپتان کیمبل گلنکو میں

ایڈنبرا میں ارل آف بریڈل بین اور کپتان کیمبل کے درمیان جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے دو روز بعد اخرالذکر ڈیوک آف آرگل کی رجمنٹ کے ایک سو جوان ساتھ لئے وادی گلنکو کے اس دہانہ پر آ پہنچا۔ جو بالاہولش کے قریب واقع ہے۔ گلنکو کے دو آدمی اس جگہ پہرہ دے رہے تھے انہیں سپاہی آتے دیکھ کر سخت حیرت ہوئی۔ اور اس سے بھی زیادہ یہ جان کر کہ قبیلہ میکڈانلڈ کے جانی دشمن قبیلہ کیمبل کا آدمی ان سپاہیوں کے ساتھ وادی میں داخل ہونا چاہتا ہے۔ حیرت اس وجہ سے تھی۔ کہ اس مختصر فوج کا کسی فاسد ارادہ سے وادی میں داخل ہونا صریحاً مضحکہ خیز

تھا۔ کیونکہ سالکان گلگت ان مٹھی بھر سپاہیوں کو بڑی آسانی سے فنا کر سکتے تھے۔ خیروادی کے دہانہ کے قریب پہنچکر کپتان کیمبل نے اپنے جوانوں کو ٹھیرنے کا حکم دیا۔ اور پہرہ داروں میں سے ایک نے اس نے مخاطب ہو کر پوچھا۔ کیوں صاحب آپ وادی میں کس سے ملنے جارہے ہیں؟"

"میں زر مالگذاری اور ٹیکس کا روپیہ وصول کرنے آیا ہوں۔ جو تمہارے آقا کے ذمہ واجب الادا ہے۔ اس کے علاوہ میری آمد کا منشا یہ بھی ہے۔ کہ آئندہ کے لئے ان رقوم کی وصولی کا مناسب انتظام ہو جائے۔"

"مگر یہ سپاہ کس لئے آپ کے ساتھ آئی ہے؟" پہرہ دار نے پوچھا "اور سپاہ بھی ایسی جو آرگل کے قبیلہ کیمبل سے تعلق رکھتی ہے۔"

کپتان نے ہنسکر کہا۔ "شاید تمہیں معلوم نہیں کہ میں ڈیوک آف آرگل کی رجمنٹ میں کپتان ہوں اور مجھے سپاہیوں کی ایک کمپنی ساتھ رکھنے کا اختیار ہے۔ یہ لوگ محاصل کی فراہمی میں مدد دینے ساتھ رہتے ہیں جس جگہ ٹیکس وصول کرنا ہو۔ وہیں ان لوگوں کا قیام ہوتا ہے۔ کیونکہ افسران بالا کا یہی حکم ہے۔ اور ایک ماتحت کی حیثیت میں ان احکام کی تعمیل مجھ پر اسی طرح فرض ہے جیسے تم لوگوں کے لئے والئے گلگت کے احکام کی۔ ظاہر ہے کہ ہم میں سے کوئی ان احکام کی خلاف ورزی نہیں کر سکتا جو افسران بالا کی طرف سے صادر ہوئے ہوں۔"

پہرہ دار بولا "میں یہ کہنے کو تھا کہ وادی میں داخل ہونے سے پہلے آپ اس بات کا وعدہ کریں کہ آپ کی آمد کسی فاسد ارادہ سے نہیں ہے۔ لیکن اب میں سمجھتا ہوں کہ اس قسم کا وعدہ غیر ضروری ہوگا۔ اس لئے کہ آپکے یہ مٹھی بھر جوان کونسی اہمیت رکھتے ہیں کہ ان کی طرف سے سالکان گلگت کو خوف ہو۔ یہ جمعیت تو خود ان لوگوں کے رحم پر ہوگی۔ اس لئے جائیے آپ کو وادی میں داخل ہونے کی اجازت ہے۔"

"اگر تم چاہتے ہو۔ تو میں وعدہ کرنے کو بھی تیار ہوں۔" کپتان کیمبل نے صاف گوئی کے انداز سے کہا "مجھے یہ کہنے میں ذرا بھی عذر نہیں کہ میں وادی گلگت میں ہرگز کسی بری نیت سے نہیں آیا بلکہ میری آرزو تو یہ ہے کہ والئے گلگت سے مصافحہ کرکے اس کدورت کو بھی رفع کردوں۔ جو ہمارے اور ان کے قبیلہ کے درمیان عرصہ دراز سے چلی آتی ہے۔"

"آپ کا وعدہ صحیح معلوم ہوتا ہے۔" گلگت کے پہرہ دار نے جواب دیا۔ "اور چونکہ ہر قوم کے سپاہی کا عہد یکساں قابل احترام ہوتا ہے۔ اس لئے میں بخوشی آپ کو وادی میں داخل ہونے کی اجازت

دیتا ہوں۔ اگرچہ یہ بات پھر بھی واضح رہے۔ کہ جو کچھ میں کہہ یا کر رہا ہوں۔ اس میں مجھے والئے گلنکو کی طرف سے کسی طرح کا اختیار حاصل نہیں۔"

"یہ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔" کپتان کیمبل نے جواب دیا۔ "لیکن بہتر ہو کہ ضابطہ پورا کرنے کے لئے تم آگے جا کر والئے گلنکو کو ہماری آمد کی خبر دے دو۔ میں تمہارے پیچھے فوج لے کر آتا ہوں اپنے آقا کو میرا اسلام کہنا۔ اور عرض کرنا کہ گو ایک بار میں ان کے قیدی کی حیثیت میں وادی میں داخل ہوا تھا۔ بہرحال میں امید کرتا ہوں کہ اب ان کو مجھ سے ایک دوست کی حیثیت سے ملنے میں عذر نہ ہوگا۔"

"بہت اچھا۔ میں آگے جا کر ان سے سب حال عرض کرتا ہوں۔" پہرہ دار نے کہا۔ اور اپنے ساتھی کو وادی کے دہانہ پر چھوڑ کر وہ قلعہ میکڈانلڈ کی طرف روانہ ہوا۔

لارڈ میکڈانلڈ اپنے محل کی کھڑکی سے باہر کا نظارہ دیکھ رہا تھا۔ کہ دور سے اس کو وہی پہرہ دار قلعہ کی طرف آتا نظر آیا۔ وہ اس کا ذکر لیڈی میکڈانلڈ رادرک اور لیڈی ایلین سے کر کے جو اتفاق سے وہیں موجود تھے۔ اس سے ملنے کو دعوتی ہال کی طرف روانہ ہوا۔ وہ تینوں بھی اس کے پیچھے ہو لئے۔ ہال میں انہیں ایلین میکڈانلڈ ملا۔ جو پہاڑوں میں شکار کھیلنے جا رہا تھا۔ تھارسٹین بھی وہیں تھا۔ مگر غیر معمولی بے چینی کے ساتھ کمرہ میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔ اگرچہ یہ بات زیادہ تعجب خیز نہ تھی۔ اس لئے کہ جب سے والئے گلنکو انوریری میں وفاداری کا حلف لے کر واپس ہوا۔ اس وقت سے ہی اس شخص کی طرف سے غیر معمولی بے چینی ظاہر ہو رہی تھی۔

پہرہ دار تیز چلتا ہوا۔ دعوتی ہال میں داخل ہوا۔ اس کا دم پھولا ہوا تھا۔ اس لئے ذرا رک کر اس نے والئے گلنکو کے روبرو آمد کا مدعا بیان کیا۔ مگر جونہی اس نے کپتان کیمبل کا نام لیا۔ تھارسٹین نے ایک ایسی پرجوش اور خوفناک چیخ ماری کہ اس کی گونج محل کے ہر حصہ میں پھیل گئی۔ لیڈی ایلین اس آواز کو سن کر اتنی ڈری کہ شوہر کے ساتھ لگ کر کھڑی ہو گئی۔ ہر شخص تھارسٹین کی طرف دیکھنے لگا۔

"میک آئین والئے گلنکو۔" دیو قامت پہاڑی نے پیش گوئی کے انداز سے دونوں بازو دشمنوں کی طرف پھیلا کر کہا۔ "جو انتقام مجھے تو گھارم کی رات کو ہوا تھا۔ اب اس کی تکمیل کا وقت آ گیا ہے اس مہینہ میں میں نے کئی طرح کے خوفناک خواب دیکھے ہیں۔ جن کی دہشت روز بروز بڑھتی جاتی ہے اور ان کی وجہ سے میرے دل میں کئی خوفناک اندیشے پیدا ہو گئے ہیں۔ میک آئین والئے گلنکو۔

میں آپ سے پیچ عرض کرتا ہوں کہ قبیلہ کیمبل کے کسی شخص کو قلعہ میں داخلہ کی اجازت دینے سے ہزار درجہ بہتر ہے۔ کہ آپ کسی زہریلے سانپ کو آستین میں پالنا منظور کریں۔"

اتنا کہہ کر تھارسٹین دعونی ڈال نے اس دروازہ کی راہ سے باہر نکل گیا جو گرجا کی طرف کھلتا تھا۔ لارڈ میکڈانلڈ نے دونوں بازو چھاتی پر لپیٹ لئے۔ اور چند منٹ گہری سوچ میں رہا۔ اس عرصہ میں کسی شخص کو کوئی ایسا لفظ زبان سے کہنے کی جرأت نہ ہوئی۔ جو اس سکوت و سکون میں خلل انداز ہوتا۔ ہر شخص بے چینی سے اس کے فیصلہ کا منتظر تھا۔

آخر اس نے مہر خموشی کو توڑا۔ اور استقلال آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ "کپتان کیمبل کو آنے کی اجازت دے دو۔ وہ اس بادشاہ کے افسر کی حیثیت میں آتا ہے۔ جس کی وفاداری کا حلف میں اس سے پہلے لے چکا ہوں۔ جو شخص بادشاہ کے قائمقام کی حیثیت میں وادی میں آئے اسے روکنا داخل بغاوت سمجھا جائے گا۔ آج تک گلن کے قبیلہ میکڈانلڈ نے کبھی کسی افسر کو زر مالگذاری یا ٹیکس ادا نہ کیا تھا۔ لیکن اب" اس نے موقعہ کی نزاکت کو پوری طرح محسوس کرتے ہوئے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "اب چونکہ میں شاہی قوانین کی تعمیل کا عہد کر چکا ہوں۔ اور ان قوانین میں سے ایک کا تقاضا یہ بھی ہے۔ کہ ہر قسم کے ٹیکس ادا کئے جائیں۔ اس لئے بصورت مجبوری ہمیں ایسا کرنا لازم ہے۔ پہرہ دار تم کہتے ہو کیمبل نے بیان کیا ہے۔ کہ میں صلح و آشتی کی نیت سے آ رہا ہوں؟"

"جی ہاں اس نے ایک مرد شریف اور سپاہی کی حیثیت میں اس کا اقرار کیا ہے۔" گانکو کے پہرہ دار نے عرض کیا۔

"میں دشمن کے اقرار کو سراسر بے حقیقت سمجھتا ہوں!" ایلن نے نیام سے تلوار کھینچتے ہوئے جوش کی حالت میں کہا۔ "والد آپ تھارسٹین کے کہنے پر چلیں یہ موقعہ ہے کہ ہم اپنے آدمی جمع کر کے کیمبل اور اس کی فوج پر حملہ کر دیں۔"

"نہیں ایلن نہیں" معمر والئے گلنکو نے افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "میں جو حلف لے چکا ہوں اس کے خلاف عمل نہیں کر سکتا۔ علاوہ بریں کیمبل کے پاس ایک سو جوان ہیں۔ ان کی مدد سے وہ کیا ضرر پہنچا سکتا ہے؟ ہم اس بات کا پوری طرح خیال رکھیں گے۔ کہ ان کے بعد اور سپاہی وادی میں نہ آنے پائیں۔ آؤ نو چل کے معلوم کریں۔ کپتان کیمبل کیا چاہتا ہے؟"

اتنا کہہ کر لارڈ میکڈانلڈ اپنے کنبہ کے آدمیوں کو ساتھ لئے چھ سات اہلکاروں سمیت قلعہ سے باہر نکلا۔ کیا دیکھتا ہے کہ کپتان کیمبل کے سپاہی سامنے ڈھلوان پر چلے آ رہے ہیں۔ سب آدمی پیادہ

تھے۔ اور کپتان کیمبل بھی پیدل ہی آگے چل رہا تھا۔ قلعہ کے پاس آکر کپتان نے اپنا سفید رومال تلوار کی نوک پر رکھ دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ وہ صلح و آشتی کے کام پر آیا ہے۔ واضح ہو کہ یہ نشان پہاڑی قوموں میں اتنا ہی اہم سمجھا جاتا تھا۔ جتنا وہ عہد جو کپتان کیمبل نے اس سے پیشتر کیا تھا۔ پس سپاہی بلا مزاحمت آگے کی طرف آتے رہے۔ مگر جب قلعہ سے قریباً پچاس گز کے فاصلہ پر رہ گئے۔ تو کپتان نے ان کو ٹھیرنے کا حکم دیا۔ پھر اس نے سپاہیوں کو والئے گنگکو کے سامنے فوجی سلام کا اشارہ کیا۔ جس سے یہ ظاہر کرنا مطلوب تھا۔ کہ وہ والئے گنگکو کی وجاہت کو تسلیم کرتا ہے۔

میک آئین والئے گنگکو نے اس سلام کا اخلاق سے جواب دیا۔ اور اب اس کو اور زیادہ اطمینان ہو گیا۔ کہ کپتان کیمبل حقیقتاً ایک دوست کی حیثیت میں آیا ہے۔ جس سے وہ اس کے ساتھ خلق و مروت سے پیش آنے پر مجبور ہوا۔ ایک طرف سے وہ آگے بڑھا۔ دوسری طرف سے کپتان اور اس طرح وہ دونو قلعہ کے دروازہ اور اس مقام کے وسط میں جہاں کیمبل کی فوج ٹھیر گئی تھی ایک دوسرے سے ملے۔

"مائی لارڈ" کپتان کیمبل نے مخلصانہ انداز سے کہا۔ "کیا میرے پیغام کو شرف قبول حاصل ہوا؟ بہادروں کا شیوہ ہے کہ دشمن ہو کر بھی ایک دوسرے کی عزت و احترام کریں۔ اور بظاہر کوئی وجہ نہیں کہ ہمارے تعلقات دوستانہ نہ ہوں۔ اس دوستی کے لئے میں خود پیش قدمی کرتا ہوں۔ اور اگر آپ میری درخواست قبول فرمائیں۔ تو ہمارے آئندہ تعلقات اس مفاہمت پر مبنی ہو سکتے ہیں۔ کہ دونو زمانہ گذشتہ کی یاد کو دل سے بھلا دیں۔"

"کپتان کیمبل۔" والئے گنگکو نے جواب دیا۔ "اگر آپ واقعہ میں دوستی کے خواہشمند ہیں۔ تو میری طرف سے اظہار ملال شرافت سے بعید ہوگا۔ اس لئے میں شوق سے آپ کی خواہش منظور کرتا ہوں جس کے ثبوت میں میرا ہاتھ ایک سچے دوست کے ہاتھ کی طرح پیش ہوتا ہے۔"

کپتان نے لارڈ میکڈانلڈ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر اس کو اس زور سے دبایا۔ کہ صاف معلوم ہوتا تھا اسے والئے گنگکو سے دلی محبت ہے۔ اس کے ساتھ ہی اس کی نگاہ سے صداقت و دیانت کا ایسے طریق پر اظہار ہوا کہ تجربہ کار والئے گنگکو بھی یہ محسوس نہ کر سکا۔ کہ اس ساری ظاہرداری کی تہ میں ایک خوفناک فریب کام کر رہا ہے۔

"میں بیگم صاحب کی خدمت میں بھی سلام عرض کرتا ہوں۔" کپتان نے اپنی طرف دار ٹوپی کو سر سے اتار کر لیڈی میکڈانلڈ کے سامنے ادب سے جھکتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد [illegible] کی بیوی

کی طرف متوجہ ہو کر اُسے بھی ایسے ہی خلیقانہ انداز سے سلام کرتے ہوئے کہنے لگا "لیڈی ایلین والئ گلن خان کی دختر کو بھی میرا سلام پہنچے ۔ ۔ ۔ مسز ایلین میکڈانلڈ میں امید کرتا ہوں کہ ہمارے تعلقات بہت جلد دوستانہ ہو جائینگے ۔ ۔ ۔ سر رڈرک ہماری تلواریں کئی بار ایک دوسری سے ٹکرائی ہیں اور ایک خاص موقعہ ایسا بھی پیش آیا تھا جس کا ذکر اب ناگوار ہوگا ۔ اگرچہ اس موقعہ پر بھی آپ ہی فتحیاب ہوئے تھے ۔ فیاضی بہادروں کا جوہر ہوتی ہے ۔ پس میں امید کرتا ہوں کہ آپ بھی مجھ ناچیز سے فیاضی کا سلوک کرینگے ۔ آپ کی فراخدلی سے مجھے کامل امید ہے کہ ہمارے درمیان بہت جلد بچے دوستانہ تعلقات پیدا ہو جائیں گے ۔"

یہ سب فقرات اس ریاکار شخص نے ایسی صاف بیانی اور مخلصانہ انداز سے کہے ۔ کہ کسی کو بھولے سے بھی اس کا خیال نہ ہوا ۔ کہ ان کی تہ میں خوفناک مکر و فریب کام کر رہا ہے ۔ صرف ایک شخص ۔ ۔ ۔ ایلین میکڈانلڈ ۔ جو خود بھی ریاکار اور دھوکہ باز تھا ۔ اس صورت میں بھی بدگمانی کا اظہار کر سکتا تھا اور اگرچہ بحالت موجودہ وہ کوئی خاص رائے قائم کرنے سے قاصر تھا ۔ تاہم فطرتاً اب بھی اس کو کپتان کیمبل اور اس کے افعال سے کامل بدگمانی تھی ۔ اس سلئے نہیں کہ کیمبل کے طرز عمل میں کوئی بات قابل گرفت تھی ۔ بالکل نہیں ۔ اس کی بدگمانی کی کوئی خاص وجہ موجود نہ تھی ۔ یہ ایسا احساس تھا جو اس صورت میں بھی اس کے دل میں پیدا ہوتا کہ کپتان کیمبل کی بجائے کوئی اور قدیم دشمن اس قسم کا دوستانہ رویہ اختیار کرتا ۔

کپتان کے سلام کا جواب لیڈی میکڈانلڈ نے ایسی نخوت اور سرد مہری سے دیا جیسے وہ ایسے موقعوں پر بآسانی اختیار کر لیتی تھی ۔ لیڈی ایلین نے اُسے نیم مخلصانہ طریق پر منظور کیا ۔ اگرچہ اس کے چہرہ سے خوف کا اظہار ہوتا تھا ۔ مگر رڈرک نے جو ہمیشہ پوری فیاضی کا ثبوت دینے کو تیار رہتا تھا ۔ اور جو ہر قسم کے ضرر کو بھول کر فطرت انسانی کے روشن پہلو کو ہی پیش نظر رکھتا تھا ۔ باپ کی تقلید میں فوراً اپنا ہاتھ کپتان کی طرف بڑھایا جسے اس نے اس سے بھی زیادہ گرمجوشی کے ساتھ دبایا جس کا اظہار اس کی طرف سے والئ گلنکو کے مصافحہ میں ہوا تھا ۔

"مائی لارڈ" آخرکار کپتان نے پھر ایک بار میک آئین والئے گلن سے مخاطب ہو کر کہا "جیسا آپ کو پیشتر اطلاع دی جا چکی ہے ۔ میں بعض سرکاری محاصل کے تصفیہ کے لئے حاضر ہوا ہوں ۔ عنقریب ایک اہلکار یہ تحقیق کرنے کے لئے آئے گا کہ محصولات کی مدید شرح کیا ہونی چاہیئے ۔ ۔ ۔ اس کام کی کیمبل تک پہنچنے میں ... نا ہو گا ۔ میرے ساتھ جو یہ مٹھی بھر سپاہی موجود ہیں ۔ انہیں میں

سالنان گلنکو کوڈرانے یا خود اپنی حفاظت کے خیال سے نہیں لایا۔ کیونکہ ایسی مختصر جمعیت دو میں سے کوئی ایک کام بھی نہیں کر سکتی۔ اصل یہ ہے کہ آرگل کی رجمنٹ چونکہ موسم سرما کے لئے منتشر کر دی گئی ہے اس لئے ہر ایک کپتان کو اختیار دیا گیا ہے۔ کہ وہ اپنی اپنی سپاہ کو ساتھ لے کر جہاں کام ہو جائے۔ گویا میں اس سپاہ کو محض رسماً اپنے ساتھ لے آیا ہوں۔ آپ کو اختیار ہے کہ انہیں جہاں جی چاہے رکھئے اور وادی کے جس حصہ میں مناسب سمجھئے بھیج دیجئے۔ جب تک میں آپ کا مہمان ہوں ہر بات اور ہر کام آپ کے منشا عالی کے مطابق کرونگا۔ التجا فقط اتنی ہے کہ آپ اور آپکے کنبہ کے لوگ واقعات ماضی کی یاد کو دل سے محو کر کے یہی سمجھیں کہ میں جو کچھ کرونگا وہ دوستانہ پیرایہ میں۔ نیک نیتی پر مبنی ہوگا۔"

والئے گلنکو کے صاف دل پر ان باتوں کا بہت اثر ہوا کہنے لگا۔ آپنے بیان کی ضمانت میں جو کچھ آپ کہہ چکے ہیں۔ اس سے زیادہ کا مطالبہ کسی سپاہی اور مرد شریف کی نیت پر شک لانے کے برابر ہوگا۔ اس لئے میں پھر ایک بار اپنا ہاتھ دوستانہ طریق پر پیش کرتا ہوں۔ اور چونکہ آپ ایک دوست ہی کی حیثیت میں آئے ہیں۔ اس لئے میں تہ دل سے آپ کا خیر مقدم کرتا ہوں۔ ابھی حکم دیا جائیگا کہ آپ کے سپاہیوں کی خاطرداری کا پورا انتظام کیا جائے۔ قلعہ کا کماندار ان کے لئے ایسے مقامات میں رہنے کا انتظام کر دیگا۔ جو فراخ اور باآسائش ہوں۔ اب کپتان کیمبل آپ بھی قلعہ میں تشریف لائیے کہ ہم ملکر دوستی کا جام پئیں۔"

اس طرح اس قابل یاد دن کو میکڈانلڈ والئے گلن نے تھارشین کے لفظوں میں ایک سانپ کو اپنی آستین میں رکھا۔

باب - ۸۷

افسر پیمایش

کپتان کیمبل اور اس کے سپاہیوں کو وادی میں آئے ہوئے بارہ دن گذر گئے۔ اور اس عرصہ میں کپتان نے قولاً یا فعل سے کسی طرح بھی یہ ظاہر نہ ہونے دیا۔ کہ وہ کس بُری نیت سے وہاں آیا ہے اس کے اطوار خلیقانہ تھے۔ بیان میں چرب زبانی پائی جاتی تھی۔ اور گفتگو ہمیشہ دلچسپ ہوتی تھی وہ ایک کامل ریاکار شخص تھا۔ جو بوقت ضرورت نیک طینتی کا ایسا مکمل اظہار کر سکتا تھا۔ کہ کسی کے

لئے اس کے دلی خیالات سے واقف ہونا سراسر غیر ممکن تھا۔ ایسے حالات میں یہ امر باعث حیرت نہیں کہ اس مختصر عرصہ میں اس نے ان لوگوں کو جن کے خلاف وہ ایک خوفناک تجویز عمل میں لا رہا تھا۔ اپنی خلوص نیت کا پورا یقین دلا دیا۔ واضح ہو کہ اس کی فاسد نیت اور قاتلانہ ارادوں کا خود اس کے سپاہیوں کو بھی علم نہ تھا۔ اور نہ ہی معلوم تھا۔ کہ انہیں کس لئے وہاں لایا گیا ہے۔ ساکنان گلنکو کی طرح وہ بھی یہی سمجھے ہوئے تھے۔ کہ ہماری آمد محض جدید پیمائش اور فراہمی محاصل کے سلسلہ میں ہے۔

کیمبل کی فوج کے آدمی جب گلن میں وارد ہوئے۔ تو شروع میں وادی کے باشندوں نے ان کی نسبت شک و شبہ اعتمادی کا اظہار کیا تھا۔ ان کی مہمان نوازی بھی جبر و سرد مہری پر مبنی تھی۔ لیکن جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ کپتان کے تعلقات ساکنان قلعہ سے دوستانہ ہیں۔ اور وہ خود والئے گلنکو سر ماڈرک اور لیڈی ایلین کے ساتھ بارہا سیر کو جاتا ہے۔ تو ان کے شبہات بتدریج مٹنے لگے۔ اور جلدی ہی ان سپاہیوں کے ساتھ ان کے تعلقات بھی دوستانہ ہو گئے۔ اس جگہ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ وادی میں داخل ہونے سے پہلے کپتان نے اپنے سپاہیوں کو تاکید کر دی تھی۔ کہ ساکنان گلنکو سے تمہارے تعلقات ہر لحاظ سے دوستانہ و مخلصانہ ہونے چاہئیں۔ سپاہیوں نے سمجھا یہ حکم سچے دل سے دیا گیا ہے۔ انہیں کیا معلوم کہ اس کی تہ میں کوئی خاص راز مخفی ہے پس وہ اس پر سچے دل سے عمل کرتے رہے۔ بات یہ ہے کہ بہادر آدمی کسی بھی قوم یا فرقہ کے ہوں ہمیشہ ایک دوسرے کی عزت کرتے ہیں۔ اور خوشگوار حالات میں ایسے احساس کو دوستی کا رنگ اختیار کرتے دیر نہیں لگتی۔ کپتان کیمبل کے سپاہی دل سے ساکنان گلنکو کی عزت کرتے تھے۔ اور چونکہ خود ان کا تعلق ایک ایسی فوج سے تھا۔ جو اپنی شجاعت کے لئے سکاٹ لینڈ بھر میں مشہور تھی۔ اس لئے جلدی ہی فریقین کی طرف سے دوستی اور رفاقت کا اظہار ہونے لگا۔ جتنا زیادہ یہ تعلق بڑھا اسی قدر باشندگان گلنکو کی بے اعتمادی کم ہوتی گئی حتے کہ جیسا بیان کیا گیا ہے۔ آخر کار ان کی طبعی فیاضی ان کی بدگمانی پر غالب آ گئی۔ مختصر یہ کہ بارہ دن کے قلیل عرصہ میں کیمبل کی فوج کے سپاہیوں اور ان لوگوں سے جن کے وہ مہمان تھے باہمی تعلقات ہر لحاظ سے دوستانہ ہو گئے۔

لیکن یہ سب کچھ ہونے پر بھی وادی میں دو آدمی ایسا تھے جن کے شیشہ دل سے بدگمانی کا غبار اب تک دور نہ ہوا تھا۔ یہ ایلین میکڈانلڈ اور تھارسٹین احمر تھے۔ مگر چونکہ ایک طرف ایلین کو تھارسٹین سے اس وقت سے نفرت ہو چکی تھی جب سے اس نے اس سازش کو ناکام بنانے میں حصہ لیا۔ جو ایلین نے ڈنکن بروڈی کی وساطت سے ماڈرک کی تباہی کے لئے سوچی تھی۔ اور دوسری طرف

تھارسٹین کے اپنے دل میں ایلین کے لئے اچھے خیالات نہ تھے۔ کیونکہ ان واقعات کی وجہ سے وہ اُسے غدار اور دھوکہ باز سمجھتا تھا۔ اس لئے دونوں میں بہت کم گفتگو ہوتی تھی۔ یہ حالت نہ ہوتی تو عجب نہیں دونوں کر اپنے وشیسے کیمبل اور اس کے سپاہیوں کے خلاف ساکنان گلنکو کے دلوں میں بھی بدگمانی پیدا کر دیتے۔ لیکن بصورت موجودہ ایلین کے وقت کا بڑا حصہ پہاڑوں میں شکار کرتے ہوئے بسر ہوتا تھا۔ اور تھارسٹین کا آوارہ گردی میں کبھی وہ سخت جوش کی حالت میں نظر آتا۔ اور کبھی انتہائی افسردگی اور مایوسی کی حالت میں۔

مگر ایلین اور تھارسٹین کے خیالات کچھ بھی ہوں۔ لارڈ اور لیڈی میکڈانلڈ۔ راڈرک اور لیڈی ایلین کے دل میں کپتان کیمبل کے خلاف کوئی بدگمانی نہ تھی۔ کپتان کی ظاہری صفائی کی وجہ سے اہلِ گلنکو کے شکوک بالکل رفع ہو چکے تھے۔ لیڈی میکڈانلڈ رفتہ رفتہ اپنا تکبر کم کرنے لگی۔ اور گو کپتان کی باتوں کا راڈرک اور لیڈی ایلین کے دل پر کوئی خاص اثر نہیں ہوا تھا۔ تاہم بتدریج انہوں نے بھی سمجھنا شروع کیا۔ کہ اس کے دعوے صحیح اور عزائم دوستانہ ہیں۔ اس لئے کہ اپنی طبعی فیاضی سے وہ اسے قرین قیاس نہ سمجھتے تھے۔ کہ کوئی شخص ایسے خلوص جتانے کی تہ میں بھی بُری نیت رکھ سکتا ہے علاوہ بریں جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ وہ ہمیشہ معاملات کے روشن پہلو کو ہی دیکھا کرتے تھے۔

کپتان کیمبل کے ساتھ اس کے دو ماتحت افسر لفٹننٹ لنڈسے اور انسائن لنڈزی بھی تھے۔ والئ گلنکو کے ایما پر وہ قلعہ ہی میں قیام پذیر ہو گئے۔ وہ نوجوان اعلیٰ خلیق اور شکیل تھے۔ اور گو فوج میں ان کا طرز عمل حرف گیری سے بالاتر تھا۔ تاہم اندرونی زندگی بے اصول اور عیاشانہ تھی۔ گویا مجموعی طور پر وہ کپتان کیمبل کی مقصد برآری کا نہایت موزوں اور مناسب ذریعہ تھے۔ ایک اور شخص جس پر کیمبل کو پورا اعتماد تھا۔ اس کی فوج کا متنطا الخمر سارجنٹ بار بر نامی تھا۔ اور یہ شخص چونکہ قلعہ میں نہیں رہتا تھا۔ بلکہ ایک باشندہ گلن کے مکان پر ٹھیرا ہوا تھا۔ اس لئے بوقت ضرورت اس سے کئی خاص کام لئے جا سکتے تھے۔ اس مطلب کے لئے کیمبل نے اُسے حکم دے رکھا تھا۔ کہ وہ ہر رات آٹھ اور نو بجے کے درمیان اس کے تازہ احکام معلوم کرنے آیا کرے۔ اور ان مکانات کا گشت بھی کرے جہاں کپتان کے سپاہی ٹھیرے ہوئے تھے۔ یہ کارروائی اُن سپاہیوں کی حاضری لینے کے برابر سمجھی جاتی تھی۔

خیر جیسا ہم نے بیان کیا۔ کپتان کیمبل اور اس کے سپاہیوں کو وادی گلنکو میں داخل ہوئے بارہ دن گزر گئے۔ آخر تیرھویں روز کا صبح کو اس نے ناشتہ کے بعد والئے گلنکو سے کہا۔ تیرھے

آپ کی مہمان نوازی کا لطف حاصل کرتے ہوئے کئی دن ہو گئے۔ ارادہ صرف چند روزہ قیام کا تھا۔ مگر تاخیر ہو گئی۔ جس کی وجہ یہ ہے کہ جس سرکاری افسر نے محاصل کی جانچ کرنی تھی۔ وہ اب تک نہیں آیا لیکن اب اطلاع ملی ہے۔ کہ ماسٹر ایلی سن یعنی افسر مذکور آج یہاں آگیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ وہ شام تک اپنا کام مکمل کر لے گا۔ ان حالات میں میں آپ کی مہمان نوازی سے زیادہ سے زیادہ کل یا انتہا درجہ پرسوں تک فیضیاب ہو سکوں گا۔"

والئے گلنکو نے اس پر آمادگی ظاہر کی۔ کہ ایلی سن مذکور کو جہاں تک ممکن ہوگا۔ اس کے کام میں مدد دی جائے گی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے کپتان کیمبل کا اس کے تعریفی کلمات کے لئے شکریہ ادا کیا۔ اور کہا "آپ کا قیام میرے لئے ہر طرح موجب راحت ثابت ہوا ہے۔ جتنا عرصہ آپ یہاں ٹھہرے ہنسی خوشی ہی کٹ گیا۔" کپتان نے موزوں الفاظ میں جواب دیا۔ اور تجویز پیش کی کہ آپ ایلی سن کو ملکر ضروری معاملات کو جس قدر جلد ممکن ہو طے کر لیں۔ غرض دونو اٹھ کر دوسرے کمرہ میں چلے گئے جہاں تھوڑی دیر بعد ایلی سن بھی پہنچ گیا وہ کاروباری صورت کا ایک سن رسیدہ شخص تھا۔ اور اس نے میدانی وضع کا لباس پہن رکھا تھا۔ چند کتابوں۔ تحریروں اور سامان نوشت کا بستہ اس کی بغل میں تھا۔ والئے گلنکو کے ایما پر اس نے میز کے پاس بیٹھ کر دستاویزات کو بڑے اہتمام سے ادھر ادھر پھیلا دیا۔ اور تھوڑے سے عرصہ میں مختلف محصولات کی میزان مکمل کر کے والئے گلنکو کو پیش کی چونکہ روپیہ حاضر تھا۔ اس لئے لارڈ میکڈانلڈ نے وہیں گن کر میز پر رکھ دیا۔ اس کے بعد ماسٹر ایلی سن کی طرف سے ضابطہ کی کارروائی شروع ہوئی۔ اس نے والئے گلنکو کی ریاست کی نسبت مختلف سوالات پوچھے۔ دریافت کیا اس کی آبادی کتنی ہے؟ کتنے گھر آباد ہیں؟ ریوڑ اور گلوں کی تعداد کیا ہے؟ اس کے علاوہ اور تفصیلات بھی جن کی ایسے موقعوں پر ضرورت ہوتی ہے۔ دریافت کی گئیں۔ اس میں کئی گھنٹے صرف ہو گئے۔ اور آخر جب یہ کام مکمل ہوا۔ تو ماسٹر ایلی سن نے کہا "ضابطہ پورا کرنے کے لئے ضروری ہے۔ کہ موقعہ پر جا کر ان تفصیلات کی تصدیق کی جائے" اس پر کپتان کیمبل نے کہا "مجھے بھی اور دورے فرض آپ کے ساتھ چلنا چاہیئے" مگر لارڈ میکڈانلڈ اس خیال سے رک گیا۔ کہ اگر میں نے ساتھ چلنے پر اصرار کیا۔ تو شاید سمجھا جائے۔ اسے اتنی بدگمانی ہے کہ سارے حسابات کی ذاتی تصدیق کرنا چاہتا ہے۔

ماسٹر ایلی سن ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آیا تھا۔ کپتان کیمبل کی سواری کے لئے لارڈ میکڈانلڈ کے اصطبل سے دوسرا گھوڑا حاضر کر دیا گیا۔ اور دونو سوار ہو کر موقعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ کونا کی تیز رو

ندی کے کنارہ پر چلتے ہوئے وہ ساتھ ساتھ وادی سے ہو کر گذرے۔ کبھی کبھی وہ کسی مقام پر کھڑے ہو کر مکانات کی تعداد گننے لگتے تھے۔ اور ایک افسر پیمائش کی حیثیت میں ایلی سن ساتھ ساتھ اپنے کاغذات سے مقابلہ کرتا جاتا تھا۔ زمین ابھی تک برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ ہوا سرد تھی ہوئی اور وادی کے اندر گاہ بگاہ تیسر جھکڑ کی صورت اختیار کر لیتی تھی۔ سارے مویشی سرمائی مقامات میں جمع تھے۔ اس لئے ان کا شمار ایسی جلدی میں جیسی کہ ایلی سن کو درپیش تھی غیر ممکن تھا۔ اور درحقیقت میں اس کی ضرورت بھی کیا تھی۔ اس لئے کہ جیسا ناظرین سمجھ سکتے ہیں۔ یہ ساری کارروائی محض ایک بہانہ تھی جس کا مقصد یہ تھا۔ کہ ایک تو قبیلہ میکڈانلڈ کے آدمیوں کو کامل یقین ہو جائے کہ کیمبل اور اس کے ساتھیوں کی آمد امن و آشتی پر مبنی ہے۔ اور دوسرے خود کیمبل کو چند اور شخصوں سے جو دوسری جگہ چھپے ہوئے تھے۔ حالات بیان کرنے اور ان سے ضروری سوالات پوچھنے کا موقعہ مل جائے۔ اگر وہ اس کام کو قاصدوں کے سپرد کرتا۔ یا خط و کتابت کی مدد لیتا تو باشندگان وادی کے دلوں میں شبہات پیدا ہونا لازم تھا۔ حالانکہ بصورت موجودہ اس کا کسے گمان ہو سکتا تھا۔ کہ ماسٹر ایلی سن کا حقیقت میں صیغہ پیمائش سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اور وہ کپتان کیمبل کے اپنے آدمیوں میں سے ایک ہے۔ جو اس موقعہ پر ایک خفیہ جاسوس یا مخبر کا فرض انجام دے رہا ہے۔

وہ دونو گھوڑوں پر سوار وادی میں چلتے ہوئے شیطانی زینہ کے قریب ایک ایسے مقام پر پہنچے جہاں وہ ساکنان گلنکو کی نظروں سے پوشیدہ تھے۔ یہاں ٹھیر کر کپتان کیمبل نے دفعتاً اپنے ساتھی کو کہا۔ "ایلی سن اب اس نقل کو جاری رکھنے کی ضرورت نہیں۔ تم نے افسر پیمائش کا سوانگ خوب بھرا مگر اب ہمیں اصلی معاملہ کی طرف آنا چاہیئے۔"

"اچھا تو سنیئے۔" ایلی سن نے کہا۔ "پہلی خبر میں یہ لایا ہوں۔ کہ آپ کی ہمشیر کل سہ پہر کو ایڈنبرا میں پہنچ گئیں۔"

"اور وہ آدمی ... ڈنکن بروڈی؟"

"وہ بھی ان کے ساتھ ہے۔ لیڈی آمنڈا کو اسے ایڈنبرگ میں تلاش کرنے میں کسی قدر دقت کا سامنا ہوا تھا۔ یا یوں کہنا چاہیئے۔ ان کی طرف سے مجھے اس کی تلاش میں دشواری ہوئی ..."

"حالانکہ آمنڈا اچھی طرح جانتی ہے۔ کہ بروڈی ایڈنبرگ میں کہاں مل سکتا ہے۔" کپتان نے کہا۔ "یہ شخص سخت مصیبت میں تھا۔ اور اس نے کئی بار مجھ سے اور آمنڈا سے نالی امداد طلب کی تھی ..."

"درست ہے۔" ایلی سن نے جواب دیا۔ "کیونکہ جب میں اس سے ایک نہایت ادنیٰ درجے کے مکان میں ملا۔ تو واقعی وہ زار حالت میں تھا۔"

"بہرحال وہ مل گیا۔ اور آسنڈ ضرور رقم اپنے ساتھ لے آئی ہوگی۔" کپتان کیمبل نے کہا "اب سوال یہ ہے۔ کیا وہ اس معاملہ میں اپنے فرض کو پوری وفاداری سے انجام دے گا؟"

"یقیناً۔" ایلی سن نے باصرار جواب دیا۔ "لیڈی آسنڈ نے اس دورخی کے لئے جو اس نے کئی سال پہلے ایڈنبرگ میں ایک اور معاملہ میں برتی تھی۔ مدت ہوئی اس کو معاف کر دیا ہے۔ . . ."

"مجھے معلوم ہے۔" کیمبل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "اور میں خود بھی اس کو معاف کر چکا ہوں کیونکہ ہم سمجھتے تھے۔ یہ شخص ضرور کسی نہ کسی وقت فائدہ مند ثابت ہوگا۔ معلوم ہوتا ہے ہمارا وہ خیال غلط نہ تھا۔ . . ."

"خیر تو اس کا یقین رکھیے۔" ایلی سن نے کہا۔ "یہ شخص ڈنکن بروڈی اس کام کو جو اس کے ذمہ ڈالا گیا ہے۔ بوجہ احسن پورا کرے گا۔"

"اچھا۔ اور ارل؟" کیمبل نے جلدی سے دریافت کیا۔

ایلی سن کہنے لگا۔ "ارل آف بریڈال بین کل رات ابرڈس کو روانہ ہو گئے۔ کیونکہ انہیں آپکے چچا سر کالن کی طرف سے اس مطلب کا خط موصول ہوا تھا۔ کہ لیڈی آسنڈ آگئی ہیں۔ . . ."

"بہت اچھا۔" کیمبل نے کہا۔ "رہ گیا فوج کا سوال۔ . . ."

"اس کی نسبت یہ کہ آپ کی رجمنٹ کی تین کمپنیاں ان نواحات میں پہنچ چکی ہیں۔ اور اطلاع پہلے ہی صف بستہ ہونے کے لئے تیار ہیں۔"

"بس تو سمجھنا چاہیئے کہ سب کام تیار ہے۔" کیمبل نے کہا۔ "اور بریڈال بین نے ان تفصیلات کو اچھی طرح سمجھا ہے۔ جو دو ہفتے پیشتر اس کے روبرو طے ہوئی تھیں۔ بس ایلی سن۔ اور کونسا معاملہ فیصلہ طلب ہے؟ آؤ اب قلعہ کو واپس چلیں۔ قریباً تین بج گئے ہیں۔ اور آفتاب غروب ہوا چاہتا ہے تمہارے لئے کھانا کھا کر پھر سفر کرنے کو بہت تھوڑا وقت باقی ہے۔ نہیں جس قدر جلد ممکن ہو ایڈوس کی طرف جانا چاہیئے۔ مگر کیا ذوبری کی اندھیری رات اور اس حالت میں کہ زمین برف سے ڈھکی ہوئی ہے۔ تم اسی رستہ پر واپس جا سکو گے جس پر صبح آئے تھے؟"

"آپ کسی طرح کا اندیشہ نہ کیجئے۔ آخر میری عمر کا بڑا حصہ آگل شائر میں بے سود بسر نہیں ہوا۔ میں اس زمین کے چپہ چپہ سے واقف ہوں۔" ایلی سن نے کہا۔

"بس تو ٹھیک ہے۔ تم جس قدر تیزی سے ممکن ہو۔ واپس جاؤ۔ اس لئے کہ جیسا میں نے بیان کیا ہے۔ ہمارے پاس ضائع کرنے کو وقت نہیں۔ وار آج ہی رات ہونا چاہیئے... ہاں آج ہی رات کو مزید تاخیر خطرناک ہوگی۔ کیا عجب کسی کو معلوم ہو جائے کہ ڈنکن بروڈی ایبرڈس میں ٹھیرا ہوا ہے اور میری ہمشیر بھی وہیں ہے۔ اس کے علاوہ کون کہہ سکتا ہے۔ کہ مضافات گلن میں ہماری فوج کی تین کمپنیوں کی نقل وحرکت کا لوگوں کو کب علم ہو جائے۔ اس بارہ میں اگر کوئی بھی خبر اس قبیلہ کے لوگوں کو مل گئی۔ تو ان کے شبہات ضرور تازہ ہو جائینگے۔ اور عجب نہیں۔ کہ وادی کے ایک سرے سے دوسرے تک جوش کی آگ بھڑک جائے۔ بصورت موجودہ یہاں کے باشندے بالکل بے فکر ہیں۔ انہیں اصلی حالات کا علم نہیں۔ اور اب جبکہ یہ خبر گھر گھر مشہور ہو چکی ہے کہ سرکاری افسر نے جانچ ختم کر لی ہے۔ ان کا یقین واعتماد اور بھی بڑھ جائے گا۔ قدرتی طور پر وہ بھی سمجھیں گے کہ جو کچھ کپتان کیمبل نے زبانی کہا تھا۔ عملی طور پر اس کی تصدیق ہو گئی۔ اگر انہیں کوئی خرابی برپا کرنی ہی تھی۔ تو محاصل کی جانچ نہ کی جاتی۔ پس ایلی سن تم اچھی طرح دیکھ سکتے ہو کہ ہمارے لیئے وار کرنے کو یہ وقت سب سے موزوں ہے۔ اور جو کچھ کرنا ہو۔ وہ آج ہی رات کرنا چاہیئے"

"جس طرح آپ حکم دیں۔ مجھے اس کی تعمیل میں عذر نہیں۔" خادم نے جواب دیا۔ "مگر آپ کے قابل تعلیم چچا اور ارل آف بریڈل بین نے ایک بات کی مجھے بڑی تاکید کی تھی۔ اور کہا تھا کہ کپتان کیمبل سے اس کا ذکر کر کے کہنا وہ اس پر پوری طرح غور کریں..."

"کیا بات؟"

"یہ کہ کیا آپ کو پورا یقین ہے۔ کہ فوج کی چار کمپنیاں یعنی ایک وہ جو آپ کے ساتھ ہے۔ اور تین وہ جنہیں بوقت ضرورت وادی میں داخل کیا جا سکتا ہے۔ آپ کے مطلب کے لیئے کافی ہونگی؟"

"کیا چار سو مسلح آدمی ان مٹھی بھر وحشیوں کو ہلاک کرنے کے لئے کافی نہ ہونگے!" کپتان کیمبل نے نفرت سے کہا۔ "یقیناً ہمارے چار سو قواعد دان سپاہیوں کے آگے یہ لوگ ہرگز تاب مقابلہ نہ لا سکیں گے۔ میں یہ نہیں کہتا۔ کہ اتنی تعداد دن کے وقت۔ یا اس صورت میں کہ باشندوں کو تیاری کا وقت ملجاتا۔ اور وہ بھی باقاعدہ نظام اختیار کر لیتے کافی ہوتی۔ لیکن موجودہ صورت میں وہ ہر لحاظ سے کافی ہے۔ پس تم نے سر کالن اور ارل آف بریڈل بین کو میری طرف سے کہہ دینا کہ حملہ آدھی رات کے وقت ہی ہونا چاہیئے۔ جب کثیر التعداد باشندے سو رہے ہوں۔ لیکن ہمارے لئے اس سوال پر مزید گفتگو جاری رکھنا بے سود ہے۔ آؤ۔ اب واپس چلیں۔ ہاں ایک بات میں

تم سے اور کہنا چاہتا ہوں ۔"

"کہیئے ۔ ڈنکن برو ڈی کس وقت . . . ؟"

"آہ یہ تو میں بھول ہی گیا تھا" کیمبل نے کہا۔ "انتظام ایسا ہونا چاہیئے ۔ کہ ٹھیک آدھی رات کو تینوں کمپنیاں تیار ہوں ۔ اور جس وقت اشارہ کیا جائے . . ."

"مگر وہ اشارہ کیا ہوگا ؟" ایلی سن نے پوچھا

"تم نے وہ کھڑکی دیکھی ہے ۔ جو قلعہ کے پھاٹک پر دائیں ہاتھ واقع ہے ؟ وہ میرے ہی کرہ میں کھلتی ہے ۔ جب تک فوج کے داخلہ کی ضرورت نہ ہو ۔ اس وقت تک میرے کمرہ میں کامل تاریکی رہیگی مگر جس وقت اس میں چراغ جلتا نظر آئے ۔ تو ڈنکن برو ڈی بلا تامل ان بہادر سپاہیوں کو ساتھ لے کر چل دے . . ."

"بہت اچھا" ایلی سن نے قطع کلام کر کے کہا "لیکن اگر اس وقت قلعہ کی بہت سی کھڑکیوں میں روشنی دکھائی دے ۔ تو ڈنکن برو ڈی کو کس طرح معلوم ہو ۔ ان میں سے کونسی کھڑکی آپ کے کمرہ کی ہے ؟"

"اس طرح کہ اپنے کمرہ کی کھڑکی کے قریب میں لمپ کے سامنے ادھر ادھر ٹہلتا رہوں گا" کیمبل نے جواب دیا "جس وقت برو ڈی اس روشنی کو کبھی ظاہر اور کبھی گم ہوتے دیکھے تو سمجھ لے کہ یہ اشارہ اسی کے لیئے ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوگا ۔ کہ قلعہ میں سب لوگ بے خبر سوتے ہیں کسی کو مطلق اندیشہ نہیں ۔ وہ اس اشارہ کو فوجی حکم کے برابر سمجھے . . ."

"بہتر اب میں آپ کا مطلب سمجھ گیا" ایلی سن نے کہا "لیکن ایک اشارہ اور بھی طے ہونا چاہیئے ۔ میرا خیال ہے کہ جملہ تمام مقامات پر ایک ہی وقت ہونا ہے . . ."

"ہاں ایک ہی وقت" کیمبل نے جواب دیا "میں نے تمہارا اعتراض سمجھ لیا ۔ اس لئے سنو ۔ کہ جس وقت برو ڈی میرے کمرہ کی روشنی کو طریق مذکور پر کبھی ظاہر اور کبھی گم ہوتا دیکھے ۔ تو فوجوں کو بڑی احتیاط کے ساتھ چپ چاپ اس درہ کی راہ سے وادی میں داخل کر دے ۔ جس پر سے ہو کر تم آئے ہو اور اس کے بعد دوسرے اشارہ کا انتظار کرے ۔ جو اس بارہ میں ہوگا ۔ کہ اب عمل کا وقت آ گیا ہے اور قتل عام فوراً شروع ہونا چاہیئے ۔ یہ اشارہ باروت کی اس بڑی مقدار کے دھماکہ کی صورت میں ہے جسے میں نے اپنے پاس رکھا ہوا ہے ۔ جب قلعہ کے سامنے بڑے زور کی آواز پیدا ہو ۔ یعنی ایسی کہ وہس بارہ توپیں ایک ساتھ چلی ہوں ۔ تو اس وقت ہماری فوجیں غیر معمولی تیزی کے ساتھ حملہ کر

"میں نے آپ کی ہدایات کو پوری طرح سمجھ لیا۔ اور ان پر مکمل طور سے عمل کیا جائیگا۔"

اس کے بعد دونوں نے گھوڑوں کو ایڑ لگائی۔ اور قلعہ کی طرف واپس ہوئے۔ وہاں آکر ایلی سن نے جواب تک افسر پیمائش کا پارٹ ادا کر رہا تھا۔ لارڈ میکڈانلڈ سے کہا۔ کہ میں نے جتنے مقامات کا معائنہ کیا۔ وہ سب آپکے بیان کے مطابق ثابت ہوئے۔ اور میں آپ کو مبارک باد دیتا ہوا۔ کہ جدید پیمائش کے بعد آپکے قابل وصول رقم میں سابقہ محاصل کی نسبت بہت تھوڑا اضافہ ہوا ہے۔" اس کے بعد کھانا کھا کر وہ اس کام کی انجام دہی کے لئے روانہ ہوا۔ جو کپتان نے اس کے ذمہ ڈالا تھا۔ وادی میں اس نے اپنے فرض کو اس خوش اسلوبی سے سرانجام دیا تھا۔ کہ ایلین یا تھارسٹین کے دل میں بھی جن سے فراخ بے حد شکی واقع ہوئے تھے۔ ذرا سی بدگمانی پیدا نہ ہوئی۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے۔ کہ جس وقت کیمبل اور فرضی افسر پیمائش ایلی سن گھوڑوں پر سوار وادی کے دوسرے حصہ میں گئے ہوئے تھے۔ لارڈ گلن فان۔ فاضل ہمیش اور ان کے چھ سات نوکر قلعہ میکڈانلڈ میں آگئے۔ انہیں معلوم ہوا تھا۔ کہ کپتان کیمبل اور اس کے سپاہی وادی میں خیمہ زن ہیں۔ مگر چونکہ راڈرک اور ایلین کی طرف سے وقتاً فوقتاً تسلی کے خطوط موصول ہوتے رہے تھے۔ اس لیے لارڈ گلن فان یا ہمیش کو اس جماعت کی آمد کی نسبت ذرا سی بدگمانی بھی نہیں تھی بلکہ یوں سمجھنا چاہیئے۔ کہ لارڈ گلن فان محض اس غرض سے قلعہ میکڈانلڈ میں آیا تھا۔ کہ مخالف قبائل میں مدت سے جو عداوت چلی آتی تھی۔ اس کے اختتام پر فریقین کو مبارکباد دے۔ چنانچہ جس وقت ایلی سن روانہ ہو گیا۔ تو کپتان کیمبل سے ملکر لارڈ گلن فان نے کہا۔

"مجھے یہ جان کر بے حد خوشی ہوئی ہے۔ کہ قبیلہ کیمبل کے ایک ایسے معزز رکن نے جیسے کہ آپ ہیں قبیلہ میکڈانلڈ سے آشتی کی خواہش کی۔ مجھ سے پوچھئے تو یہ خاندانی جھگڑے جن کی بدولت اس پہاڑی سرزمین میں بارہا تباہی نمودار ہوئی ہے سخت ہی ناپسندیدہ ہیں۔ اور یہ جاننا باعث مسرت ہے۔ کہ مستقبل قریب میں اس عداوت کی جگہ صلح و آشتی رونما ہونے والی ہے۔ والئے گلنکو کے قریبی رشتہ دار اور معاون کی حیثیت میں میں نے ضروری سمجھا۔ کہ گلن میں آکر بذات خود آپ سے مصافحہ کروں۔"

کپتان کیمبل نے مکر و ریا پر قرار رکھتے ہوئے لارڈ گلن فان کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر بڑو در دیا یا۔ اور اس کے بعد ہمیش سے بھی مصافحہ کیا جس کے بعد اس قابل یادرات کو قلعہ کے سارے مکین کپتان کیمبل سمیت دعوتی ہال میں کھانا کھانے کی میز پر جمع ہوئے۔ صرف ایک شخص ان

میں موجود نہ تھا یعنی ایلن میکڈانلڈ!

باب ۔ ۴۴

ہدایات

آٹھ اور نو بجے کے درمیان کپتان کیمبل نے میزبان سے کہا۔ کہ جس وقت میں ایلی سن کے ساتھ پہاڑیں دیکھنے گیا تھا۔ رستہ میں سردی لگ گئی۔ اب میری طبیعت ناساز ہے۔ اس لئے اجازت دیجئے کہ اپنے کمرہ میں جاکر آرام کروں۔ اس کے بعد وہ بڑی محبت اور اخلاق کے ساتھ دالئے گلنکو اور اس کے رشتہ داروں سے جدا ہوا۔ اور چلتے وقت کہنے لگا۔ کل میں اپنے سپاہیوں کو ساتھ لے کر یہاں سے رخصت ہو جاؤنگا آپ کے در دولت پر میں نے جو آرام پایا ہے۔ بخدا میں اسے مدت العمر فراموش نہیں کر سکتا۔"

اُسے رخصت ہوئے تھوڑی دیر گذری تھی۔ کہ فوج کا سارجنٹ حسب معمول اس کے احکام حاصل کرنے قلعہ میں آیا۔ اس سے پہلے کیمبل نے ہمیشہ اس سے خاندان میکڈانلڈ کے افراد کے روبرو ملاقات کی تھی۔ مگر آج چونکہ اس سے علیحدگی میں ملنا تھا۔ اس لئے وہ بیماری کا بہانہ کرکے اپنے کمرہ میں چلا آیا جب سارجنٹ دعوتی ہال میں جہاں وہ عموماً کپتان سے ملا کرتا تھا۔ گیا۔ تو لارڈ میکڈانلڈ نے اُسے ایک خادم کے ساتھ کپتان کیمبل کے کمرہ میں بھیجدیا۔ جب نوکر چلا گیا۔ تو سارجنٹ باربر نے دروازہ بند کرکے کپتان کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ اور اُسے فوراً معلوم ہو گیا۔ کہ آج کوئی خاص ہی معاملہ درپیش ہے۔

کپتان کیمبل نے اپنا ہاتھ سارجنٹ کے شانہ پر رکھ دیا۔ اور لیمپ کی روشنی میں اس کے چہرہ کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔ "سارجنٹ باربر میں یقین کرتا ہوں تم شاہ ولیم کے وفادار ہو۔ کیا یہ ٹھیک ہے؟"

"جی ہاں۔ کیوں؟" سارجنٹ نے متعجب ہوکر پوچھا۔

"میں اپنا جواب پھر دونگا پہلے تم میرے سوالوں کا جواب دو۔ اور بتاؤ کیا تم اولوالعزم۔ شجاع اور بہادر ہو؟ کیا تمہارے دل میں بلند آرزوئیں ہیں؟ اور کیا تم فوجی ملازمت میں اونچا درجہ حاصل کرنا چاہتے ہو؟"

باربر نے فوجی نخوت سے سر اٹھایا۔ پھر کہنے لگا۔ "آپ حکم دیجئے۔ کہ میں کس طریق پر اپنے افسر کی خوشنودی مزاج حاصل کر سکتا ہوں۔ اور میں یقین دلاتا ہوں کہ میری طرف سے کسی فرض کی انجام دہی میں کوتاہی نہ ہوگی۔"

"شاباش سارجنٹ!" کیمبل نے خوش ہو کر کہا "میں یقین کرتا ہوں۔ تم اپنے الفاظ پر قائم رہوگے۔ تم نے ابھی کہا ہے کہ مجھے معلوم ہونا چاہیئے کس طریق پر اپنے افسر کی خوشنودی حاصل کی جاسکتی ہے۔"

"جی ہاں اور میں پھر یہی کہتا ہوں۔" سارجنٹ نے یہ دیکھ کر کہ کپتان کوئی خاص ذکر کرنا چاہتا ہے اپنے لفظوں پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"میرے دوست" کیمبل نے سارجنٹ کے چہرہ کی طرف اور زیادہ غور سے دیکھتے ہوئے جواب دیا "آج رات ہمیں ایک بہت بڑا کام سرانجام دینا ہے۔" اور اس کے بعد اس حالت میں کہ اس کی آنکھوں میں ایک خوفناک روشنی نمودار تھی۔ اس نے آواز دبا کر آہستہ سے کہا "بادشاہ کا حکم تبعیت کی خواہش اور سکاٹ لینڈ کے امن کا تقاضا یہ ہے۔ کہ بدمعاش چوروں کی وہ جماعت جو اس وادی میں آباد ہے فنا کر دی جائے ..."

کپتان کیمبل کے تمہیدی کلمات کے بعد سارجنٹ بار بر کو بے شک کسی اہم بیان کی امید تھی جس کی نوعیت کا اس کو علم نہ تھا۔ مگر ایسی اطلاع جیسی کہ اب اس کو دی گئی۔ اس کے فہم و قیاس کی انتہا سے باہر تھی۔ بہت دیر تک وہ حیرت زدہ ہو کر اس کی طرف دیکھتا رہا۔ گویا یہ معلوم کرنا چاہتا تھا۔ کہ جو کچھ اس نے کہا ہے وہ مذاق تو نہیں؟ لیکن معلوم ہوا کہ کیمبل کے چہرہ سے عزم و استقلال ظاہر تھا اس سے سارجنٹ کو یقین ہو گیا۔ کہ جو کچھ اس نے کہا ہے۔ وہ نہ تو مذاق ہے۔ اور نہ اس سے اس کی وفاداری کی آزمائش مطلوب ہے۔

اتنے میں کپتان نے پھر سلسلہ تقریر شروع کیا۔ مگر اس کے الفاظ اسقدر دبے ہوئے تھے گویا ڈرتا تھا۔ کہ دیوار بھی کان نہ رکھتی ہو۔ کہنے لگا "یہ طے ہو چکا ہے۔ کہ قبیلہ میکڈانلڈ کے ہر فرد بشر کو فنا کر دیا جائے وار آج ہی رات ہونا ہے۔ اور یہ کام تمہارا ہے۔ کہ سب آدمیوں کو اس وقت عمل کے لیے تیار رکھو۔ جب ان کو اشارہ دیا جائے۔ لفٹنٹ لنڈسے اور انسائن لنڈزی کو میرے ارادہ کا علم ہے۔ لیکن اگر وہ قلعہ سے باہر جا کر سپاہیوں کو حقیقت حال سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں۔ تو شبہ پیدا ہونے کا احتمال ہے۔ اس سلیئے میں اس فرض کو تمہارے ذمہ ڈالتا ہوں۔ آج تک تم ہر رات یہ جاننے کے لیے مختلف مقامات کا دورہ کرتے رہے ہو۔ کہ کیا ہر ایک سپاہی موقعہ پر حاضر ہے بلس آج بھی اسی طرح کرو۔ تو کسی کے دل میں شک پیدا نہ ہوگا۔ اور تم اس ذریعہ سے ہر شخص کو وقت معینہ کے لیے تیار کر سکوگے۔"

"کپتان کیمبل" سارجنٹ بار بر نے اپنے افسر کی طرف سنجیدگی سے دیکھتے ہوئے کہا۔ "آپ کوئی بھی کام

میرے ذمہ ڈالیں۔ میں اس کی انجام دہی کے لئے تیار ہوں۔ لیکن جو فرض اس وقت آپ نے تجویز کیا ہے، وہ اتنا اہم ہے۔۔۔"

"بے شک ہے۔" کپتان نے قطع کلام کرکے کہا۔ "اور اسی لئے کامل حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔ دیکھو شاہی حکم نامہ میرے پاس موجود ہے۔ تم پڑھے لکھے ہو۔ اور اس کی عبارت پڑھ سکتے ہو دیکھ لو۔ اس میں کیا لکھا ہے۔"

سارجنٹ نے شاہ ولیم کا جاری کردہ خوفناک فرمان کاغذ میں لے کر لیمپ کی روشنی میں اول سے آخر تک پڑھا۔ اور اس عرصہ میں اس کے چہرہ سے انتہائی سنجیدگی کا اظہار ہوتا تھا۔ مطالعہ ختم کرکے اس نے کاغذ واپس دیتے ہوئے کپتان سے کہا "کام بہت خوفناک ہے۔ مگر شاہی حکم کی تعمیل کرنی ہی پڑے گی۔"

"ہاں۔ اس لئے کہ اگر ہم تعمیل نہ کریں۔ تو خود باغی قرار دیئے جائینگے" کیمبل نے جواب دیا۔ "پس اب میں ضروری ہدایات دینا اور وہ تجاویز بیان کرتا ہوں جن پر عمل کرکے تم میرے اشارہ کے مطابق چل سکو گے۔"

اس کے بعد کپتان نے سارجنٹ کے روبرو ضروری تفصیلات بیان کیں۔ اور اپنی تقریر کے آخر میں کہا۔

"بار بر۔ بادشاہ کا حکم ہے۔ کہ وادی گلنکو کو شمشیر و آتش کی نذر کر دیا جائے۔ اس کام کی انجام دہی میں رحم و انسانیت کو طاق نسیان میں رکھ کر فرض انسانی کو نظر انداز کرنا ہوگا۔ اس کا خیال بھی دل میں نہ لانا چاہیئے۔ کہ بادشاہ کے احکام کو عمل میں لاتے ہوئے ہم اس مہمان نوازی کو پیش نظر رکھیں جو یہاں رہ کر حاصل ہوئی ہے۔ مرد عورتیں بچے۔ بوڑھے اور جوان خواہ وہ کسی جنس کے ہوں بلا استثنیٰ و امتیاز سب کو ہلاک کر دینا چاہیئے۔ ان کے مکانات آگ کی نذر کئے جائیں۔ اور قلعہ کو مسمار کرکے اس کی اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے۔ کہ آئیندہ ایسے چوروں کی کسی جماعت کو وادی میں پناہ لینے کا موقعہ نہ رہے۔ تم میرا مطلب سمجھے؟ اور کیا تم میری بہادر سپاہ کو اس کام کی انجام دہی کے لئے جو آج ہی رات مکمل ہونا ہے پورا کرسکو گے؟"

"کرونگا۔" بار بر نے آہستہ سے جواب دیا۔ "مجھے اپنے سپاہیوں کی وفاداری پر کامل یقین ہے اگرچہ اس کے باوجود یہ بھی احتمال ہے۔ کہ جب میں نے اول مرتبہ ان کے سامنے یہ ذکر چھیڑا۔ تو وہ ضرور چونک جائینگے۔"

"تیراہ کے استعجاب کو فرو کرنے کا سامان میرے پاس ہے۔" کپتان کیمبل نے کہا "میں تمہیں یہ سارا روپیہ دیتا ہوں۔ اس کو کھلے دل سے سپاہیوں میں تقسیم کرنا۔ اپنے لئے حصہ رکھنے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تمہارا انعام کل دیا جائے گا۔ اور تم دیکھو گے۔ کہ وہ اس سرگرمی کے مطابق ہوگا۔ جو تم میرے احکام کی تعمیل میں ظاہر کرو گے۔"

یہ کہتے ہوئے کپتان کیمبل نے جامدانی کھول کر اس میں سے سونے کے سکوں کی بھری ہوئی تھیلی نکالی۔ اور اسے سارجنٹ کو پیش کیا۔ آخر الذکر کو روپیہ سے محبت تھی۔ تھیلی ہاتھ میں لے کر حرکت دی۔ تو طلائی سکوں کی آواز سے اس کے چہرہ پر مسرت کے آثار نمودار ہو گئے۔ وہی تھیلی لوہے کا ایک بڑا سا کنستر تھا جس میں چار پانچ سیر کے قریب بارود ہوگا۔ اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کیمبل نے کہا۔ کیوں بارود اس کی آواز غالباً وادی کے سب گھروں تک۔ جہاں ہمارے آدمی مقیم ہیں پہنچ جائے گی؟"

سارجنٹ نے اس کا جواب اثبات میں دیا اور طلائی سکوں کی تھیلی کو جیب میں ڈال کر رخصت ہوا۔ اس کے چند منٹ بعد کپتان نے لیمپ گل کر دیا۔ مگر ایسا کرنے سے پہلے ضرورت کے موقعہ پر روشنی کرنے کا سامان پاس رکھ لیا۔ تاریکی میں اس نے چارپائی پر لیٹنے کی جرأت نہیں کی۔ کہ ایسا نہ ہو۔ آنکھ لگ جائے اور وقت نکل جائے۔ مگر یہ احتیاط غیر ضروری تھی۔ اس لئے کہ اس کے خیالات میں ایک عجیب جوش موجود تھا جس کا تعلق اس جذبہ انتقام سے کہا جا سکتا ہے۔ جو اس کے سینہ میں کام کر رہا تھا۔ اور ایسے حالات میں اسے نیند آنا سراسر دشوار تھا۔ بہرحال وہ تاریکی میں بیٹھ کر اپنے خیالات پر غور کرنے لگا۔

دس بجے کے قریب لفٹنٹ لنڈسے اور انساٹن لنڈری والے گلنکو کے کنبہ کے لوگوں کو شب بخیر کہہ کر قلعہ میں اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوئے۔ اور چونکہ لارڈ گلن فان سفر کی وجہ سے تھکا ماندہ تھا۔ اس لئے وہ بھی اپنے کمرہ میں چلا گیا۔ ایلین میکڈانلڈ جسے ابتدا سے خلوت ہی پسند تھی کپتان کیمبل سے بھی پہلے اپنی خوابگاہ کو جا چکا تھا۔ جہاں اس نے شراب کے کئی جام پیئے۔ اس لئے کہ وہ اپنے خیالات کے اثر تلخ کو اسی طرح رفع کر سکتا تھا۔ اب گویا گرد نشست میں صرف لارڈ اور لیڈی میکڈانلڈ لیڈی ایلین اور لارڈ رک اور ہمبنش باقی رہ گئے۔ اور وہ اس عظیم سازش سے بے خبر جو ساکنان وادی کے خلاف سوچی جا چکی تھی۔ اور جس کی تکمیل کا وقت بھی قریب آ رہا تھا۔ بالکل بے فکر ہو کر گفتگو کرتے رہے۔ آخر بات کے گیارہ بجنے سے پہلے کہ لارڈ اور

لیڈی میکڈانلڈ اپنے کمرہ کی طرف روانہ ہوئے ہمیش بھی رخصت ہوگیا۔ اور راڈرک اور ایلین اپنی خوابگاہ کی طرف چلنے کے لئے اُٹھے۔ جہاں ننھا میک آئین پہلے سو رہا تھا۔ مگر وہ اُٹھے ہی تھے کہ فالکنر حالت اضطراب میں تیز چلتا ہوا اندر داخل ہوا۔

"ولیم" راڈرک نے اسے دیکھ کر انداز حیرت سے کہا۔ "تم اب تک سوئے نہیں کیا؟ میں نے تمہیں اس کی اجازت دے دی ہے کہ اگر کسی موقعہ پر مجھے دیر تک بیدار رہنے کی ضرورت بھی ہو تو تم بہرحال وقت پر سو سکتے ہو . . ."

"سر راڈرک" ولیم فالکنر نے قطع کلام کر کے کہا۔ "میں اس بے جا مداخلت کے لئے معافی چاہتا ہوں مگر آپکو اطلاع دینا ضروری تھا۔ کہ ایک عورت قلعہ میں آئی ہے۔ جو اسی وقت لیڈی ایلین سے ملنا چاہتی ہے۔ آپ اس سے واقف ہیں۔ مگر خدا جانے کس لئے وہ اس وقت عجیب وحشت کی حالت میں ہے . . ."

"آخر وہ کون ہے؟" ایلین نے انداز حیرت سے دریافت کی۔

"بیگم صاحبہ مارگریٹ لیسلی" خادم نے عرض کیا۔ "معلوم ہوتا ہے وہ آپ کے لئے کوئی خاص خبر لائی ہے۔ اگرچہ مجھے معلوم نہیں وہ خبر کیسی ہے۔ میں نے اس سے کہا تھا۔ کہ شائد آقا اور بیگم سوچکے ہیں۔ اور میں صبح تک خادمہ فلورا کے سپرد کرنا چاہتا تھا۔ مگر اس نے باصرار کہا۔ کہ خواہ کچھ ہو میں اسی وقت ان سے ملنا چاہتی ہوں۔"

"اچھا تو آنے دو۔" راڈرک نے کہا۔

"میں ابھی اس کو بلا لاتا ہوں۔" خادم نے جواب دیا۔ "لیکن آپ نے میرے اس وقت تک بیدار رہنے پر حیرت ظاہر کی تھی۔ اس کی نسبت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم دس بارہ آدمی باورچی خانہ میں بیٹھے ہوئے تھارشین کی باتیں سن رہے تھے۔ جو آج بالکل ہی مجذوب معلوم ہوتا ہے۔ معلوم نہیں اُسے کیا تکلیف ہے۔ مگر وہ بار بار کہتا ہے۔ کہ آج رات وادی گلنکو پر ضرور کوئی خوفناک آفت نازل ہونے والی ہے . . ."

"مجھے ڈر ہے۔ کہیں تھارشین کا دماغ نہ چل جائے۔" راڈرک نے کہا۔ "میں کچھ مدت سے دیکھ رہا ہوں کہ اس کے انداز عجیب وحشت کی صورت اختیار کر رہے ہیں۔ مگر ولیم تم یقیناً اس کی باتوں کو قابل تسلیم نہیں سمجھتے ہو؟"

"سر راڈرک میں حیران ہوں کہ اس کا کیا جواب عرض کروں۔" خادم نے کہا۔ "اس لئے کہ میرے

اپنے دل میں ایک مبہم اور نامعلوم اندیشہ پیدا ہو رہا ہے . . . "

"آہ! کیا تم بھی بیوقوف بننے لگے ہو۔" راڈرک نے ہنستے ہوئے کہا "مگر جاؤ۔ مارگرٹ انتظار کرتی ہوگی۔ اس کو یہیں بھیجدو۔ عجب نہیں وہ کوئی خاص خبر لائی ہو۔"

یہ حکم پاکر ولیم فاکنر کمرہ نشست سے رخصت ہوکر دعوتی ہال میں اترا۔ یہاں آتشدان کے سلگتے ہوئے کوئلوں کے پاس بیٹھی ہوئی مارگرٹ لیسلی بدن گرم کرنے کی کوشش کر رہی تھی۔ اس نے برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر بہت سا فاصلہ پیدل طے کیا تھا جس سے بدن سُن ہو چکا تھا۔ پاؤں بھیگے اور بال بکھرے ہوئے تھے۔ اور چہرہ سے توحش ظاہر ہوتا تھا۔ ولیم فاکنر نے اسے ساتھ چلنے کو کہا اور اس کمرہ میں لے گیا۔ جہاں راڈرک اور ایلین بیٹھے ہوئے تھے۔ قدرتی طور پر فاکنر کے دل میں یہ جاننے کی خواہش تھی۔ کہ مارگرٹ نے ایسی خوفناک رات میں اتنی جلدی کا سفر کیوں اختیار کیا اور اس نے اس کی آمد کو ایک حد تک ان مبہم اندیشوں سے منسوب کرنے کی بھی کوشش کی۔ جو اس کے اپنے دل میں پیدا ہو رہے تھے۔ لیکن چونکہ بلا طلب وہاں ٹھیرنا سوئے ادب تھا اس لئے وہ طوعاً وکرہاً اس کمرہ سے واپس ہوا۔ اور دعوتی ہال میں پہنچکر وہیں آتشدان کے پاس بیٹھ گیا کیونکہ سردست اسے نیند کی رغبت نہ تھی۔

اس کے چلے جانے پر مارگرٹ لیسلی آگے بڑھ کر بہنوں کی محبت کے ساتھ لیڈی ایلین سے بغلگیر ہوئی۔ پھر مضطربانہ راڈرک کی طرف رُخ کرکے اس کا ہاتھ اس طرح اپنے ہاتھ میں لیا جیسے بہن نے بھائی کے ہاتھ کو پکڑا ہو۔ اس کی صورت سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ دلی جذبات الفاظ کو زبان سے ادا ہونے نہیں دیتے۔ راڈرک اور ایلین کچھ دیر ہمدردانہ طریق پر اس کی طرف دیکھتے رہے۔ اگرچہ ان کے دل میں یہ جاننے کے لئے بے چینی تھی۔ کہ وہ کیا کہنا چاہتی ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ کسی نامعلوم وجہ سے گذشتہ چند منٹ کے عرصہ میں خود اُن کے اندر اسی قسم کے اندیشے پیدا ہو گئے تھے۔ جیسے تھوڑی دیر بیشتر ولیم فاکنر نے ظاہر کئے تھے۔

"مارگرٹ" ایلین نے اینڈریو لیسلی کی بیوی کی طرف دیکھ کر ہمدردی کے لہجہ میں کہا "سردی کی شدت سے تمہارا حال ابتر ہے۔ ادھر آگ کے پاس بیٹھ جاؤ۔ اس بوتل میں شراب ہے۔ تھوڑی پیو۔ کہ تمہارا بدن گرم ہو۔"

"معزز خاتون آرام کی فکر سے پہلے مجھے وہ بات عرض کر لینے دیجئے جس کے لئے میں نے لندن سے یہاں تک کا سفر اختیار کیا۔ فاصلہ طویل اور رستہ خطرناک تھا" مارگرٹ نے کانپتے

نے کہا۔ "تو میں لمبا ہے سرائے کنگس ہوس۔ بلکہ یوں سمجھئے کہ وادی کے دہانہ تک۔ گھوڑے پر چلے گیا۔ لیکن اس سے آگے لمبی اندھیری رات اور برف میں کوہ کے خطرناک ساحل پر سواری غیر محفوظ معلوم ہوئی۔ اس لئے میں گرتی پڑتی پیدل ہی یہاں تک آئی ہوں۔ لیکن سچ جانئے کہ اس سے دس گنا فاصلہ ہوتا۔ تو آپ کی خاطر مجھے اسکو بھی طے کرنے میں عذر نہ تھا۔"

"مگر ابھی مارگریٹ آخر اس تھکانے والے سفر کو اختیار کرنے کی کیا ضرورت تھی؟" لیڈی ایلین نے جس کے اپنے دل میں مادڑک کی طرح ناقابل بیان اندیشے پیدا ہونے لگے تھے، پوچھا۔ "کیا کوئی خاص بات ظہور میں آئی ہے؟ مارگریٹ جلدی کہو۔ اور ہمیں تشویش کی حالت میں نہ رکھو۔"

"مہربان بانو۔ مجھے یا میرے شوہر کو اصل حالات کا قطعاً علم نہیں۔" مارگریٹ نے اضطراب کے لہجہ میں کہا۔ "اینڈریو نے مجھے سفر اختیار کرنے کے لیے کہا۔ اور تاکید کی کہ اس میں تساہل نہ ہو۔ اس لئے معلوم ہوتا ہے آپ کے خلاف کوئی بڑی خوفناک سازش عمل میں آ رہی ہے۔۔۔"

"سازش؟" مادڑک نے متعجب ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی جب اس کی آنکھیں ایلین سے ملیں۔ تو دونوں نے محسوس کیا۔ کہ ان کے خیالات ایک ہی وقت میں ایک ہی شخص کی طرف گئے یعنی [illegible] ایل کی طرف۔

"ہاں کوئی نامعلوم سازش" مارگریٹ نے جلدی سے جواب دیا۔ "سردست میں نہیں کہہ سکتی اس کی نوعیت کیا ہے۔ میرے شوہر نے دربار میں کچھ اڑتی ہوئی سی خبر سنی تھی۔ جس سے اس کو معلوم ہوا ہے کہ قبیلہ میکڈانلڈ کے خلاف کوئی خوفناک کارروائی زیر تجویز ہے۔ ممکن ہے اس کو سارے حالات کا علم ہو۔ اور اس نے عمداً ان کو چھپایا ہو۔ بہرحال کوئی بڑا ہی تشویشناک معاملہ ہوگا۔ کہ اینڈریو نے مجھے آپ کو خبردار کرنے کے لئے بھیجا۔ کیونکہ عام طور پر وہ اپنے آقا کا کوئی راز ظاہر نہیں ہونے دیتا۔"

"یہ ٹھیک ہے" مادڑک نے کہا۔ اور اسے وہ وقت یاد آیا۔ جب وہ اور اس کی بیوی ہیگ میں شہزادہ ولیم کے زیر حراست تھے۔ اور اینڈریو نے ان کی مدد کی۔ ورنہ ابھی آزادگی نہیں مل سکتی تھی۔ "ضرور کوئی خطرناک معاملہ ہوگا۔ کہ تمہارے شوہر نے ہم کو خبردار کرنا ضروری سمجھا۔"

"معزز خاتون۔ اور نیز آپ لارڈ مادڑک۔ اپنی طرف سے مجھے صرف اتنا ہی عرض کرنا ہے کہ آپ وقت پر ہوشیار ہو جائیں۔" مارگریٹ نے کہا۔ "کوئی نامعلوم سازش اور غداری آپ کے خلاف زیر تجویز ہے۔ جیسا میں پہلے کہہ چکی ہوں۔ اس کی اصلیت کا مجھے کچھ علم نہیں۔ بہرحال اندیشہ ہے شاید [illegible] آپ [illegible] باتیں کر رہی ہوں۔۔۔"

"ہاں ٹھیک ہے۔" راڈرک نے زور سے کہا "معلوم ہوتا ہے ہم نے اس موقع پر غیر معمولی طور پر سادہ لوح ہونے کا ثبوت دیا ہے۔ مارگریٹ شاید تمہیں معلوم نہ ہو۔ مگر یہ امر واقعہ ہے کہ قبیلہ کیمبل کے آدمی وادی میں داخل ہو چکے ہیں . . ."

"قبیلہ کیمبل کے آدمی!" مارگریٹ نے انداز حیرت سے کہا "وہ جو آپ کے جانی دشمن ہیں! سرائے کنگس ہوس میں میرے رشتہ داروں کو اس کا حال معلوم نہیں۔ ورنہ وہ ضرور مجھے اس کی خبر دیتے مگر یہ بھی ممکن ہے کہ وہ جلدی میں سارا حال نہ کہہ سکے ہوں۔ اس لئے کہ میں وہاں صرف گھوڑا بدلنے کے لئے ٹھہری تھی۔ اور ہاں اب مجھے یاد آگیا۔ بڑے ابا نے ذکر کیا تھا۔ کہ آج شام کو آرگل کی فوج کی ایک کمپنی سرائے میں ٹھہری تھی جس کے بعد وہ گلن کے جنوبی پہاڑوں کی طرف روانہ ہو گئی۔"

"اُف! اب میرے دل میں اتنے ہی زیادہ شکوک و شبہات پیدا ہو رہے ہیں۔ جتنا میں نے آنکھیں بند کر کے اعتماد کیا تھا۔" راڈرک نے جلدی سے کہا "مگر ہمیں کوئی کام سوچے سمجھے بغیر حالت اضطراب میں نہ کرنا چاہیئے۔ اگر وادی کے لوگوں میں جوش پھیل گیا۔ تو گلنکو کے آدمی کیمبل کے سپاہیوں کو آن واحد میں ہلاک کر دیں گے۔ میں جا کر دیکھتا ہوں کہ آج کی رات سکون رہے گا یا نہیں۔ صبح میں والد اور لارڈ گلن فان سے اس کا ذکر کروں گا۔ اور ان کے مشورے سے ضروری کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔ ایلین، تم اپنی اچھی سہیلی مارگریٹ کی خاطر داری کرو۔ میں ابھی واپس آتا ہوں۔"

اتنا کہہ کر سر راڈرک میکڈانلڈ ایلین سے بغلگیر ہوا۔ اور طرہ دار ٹوپی پہن کر دعوتی ہال کی طرف بڑھا۔ کسی نامعلوم وجہ سے ایلین کو اس کی یہ عارضی رخصت بھی صدمہ جان گداز کی طرح محسوس ہوئی۔ لیکن اس نے اسے واپس بلانا یا ٹھہرنے کی التجا کرنا مناسب نہ سمجھا۔ اس لئے کہ آخر وہ بھی ایک بہادر انسان کی بیٹی تھی۔ اس کی طرف سے کمزوری کا اظہار غیر ممکن تھا۔

دعوتی ہال میں راڈرک نے دیکھا کہ ولیم فلکنر آتش دان کی بجھتی ہوئی آگ کے پاس بیٹھا ہے اس نے اسے بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ مختصر لفظوں میں اس نے اس سے مارگریٹ لیسلی کی آمد کا پُراسرار مقصد بیان کیا۔ اور بتایا کہ وہ کس لئے لندن سے سفر کرتی ہوئی یہاں آئی ہے۔ سارا حال سُن کر فلکنر نے کہا "راڈرک یقین جانئے کہ قنا وطین کے الفاظ محض کسی مجذوب کی بڑ نہیں ہیں۔"

"چپ!" راڈرک نے جلدی سے کہا "ایسا نہ ہو کسی کو خبر ہو جائے۔ تمہاری تلوار غالباً تمہارے ساتھ ہے۔ اور میں بھی تیار ہوں۔ ٹوپی پہن لو اور میرے ساتھ چلو۔"

خاموش مگر مستعد ہو کر دونوں قلعہ سے رخصت ہوئے۔ پھاٹک پر حسب معمول دو آدمی پہرہ دے رہے

رہے تھے۔ لیکن گوراڈرک نے باہر نکلتے ہی شناخت کا خفیہ لفظ کہہ دیا۔ تاہم انہوں نے کسی نامعلوم وجہ سے "ہوکم در" کی آواز نہیں لگائی۔

باب - ۸۹

غدر سے پہلے

سر راڈرک میکڈانلڈ کو قدرت سے خود ضبطی واستقلال کا مادہ بدرجہ اتم حاصل تھا۔ اور عام حالات میں وہ بآسانی جوش میں نہیں آتا تھا۔ جب خطرہ کا سامنا اور حزم واحتیاط کی ضرورت ہو تو ایسے موقعوں پر اس کی طرف سے طبعی دلیری کا اظہار ہوتا تھا۔ اس لئے کہ وہ سکون واستقامت جو اس کی فطرت کا حصہ تھی۔ ایسے موقعوں پر خوب کام دیتی تھی۔ اس قسم کا جوش لاحاصل جو انسان کو آزمائش کے وقت مضطرب اور پریشان کر دیتا ہے اس میں قطعاً موجود نہ تھا۔ پس قلعہ سے نکل کر نہ اس نے جلد بازی کی۔ نہ اس کی صورت سے اضطراب ظاہر ہوا۔ اس کی نقل وحرکت پتہ دیتی تھی۔ کہ وہ اپنے خیالات پر پوری طرح قادر ہے۔ اور طبعی استقلال سے حالات واتفاقات کا بخوبی مقابلہ کر سکتا ہے۔ اس کا مطلب یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ جب مارگرٹ لیسلی کے بیان سے اس کے دل میں قبیلہ کیمبل کے متعلق عظیم اعتماد نے دفعتاً بدگمانی کی صورت اختیار کی۔ تو اس سے اس کے سینہ میں مضطرب کن خیالات کا ہجوم نہیں ہوا۔ نہیں۔ ایسا ہونا تو قدرتی تھا۔ مگر اس نے جلدی ہی ان خیالات پر اس طرح قابو پالیا۔ کہ ان کی وجہ سے وہ گھبراہٹ جو ایسے موقعوں پر پیدا ہوا کرتی ہے۔ رونما نہ ہو سکی۔

وہ اس ڈھلوان پر جو وادی کے اندر کی طرف جاتی تھی۔ بڑے سکون کے ساتھ اُترا۔ ولیم فاکنر چپ چاپ اس کے ساتھ تھا۔ رات انتہا درجہ تاریک اور سرد ہوا چل رہی تھی۔ گذشتہ برفباری کے باعث زمین اب تک یخ بستہ تھی۔ اور محض اس برف میں منعکس ہونے والی روشنی کی بدولت تاریکی میں رستہ چلنا ممکن تھا۔ پھر بھی راڈرک کئی بار ادھر اُدھر دیکھنے کے لئے رُک جاتا تھا۔ لیکن سکوت میں کوئی آواز جو بے چینی کا موجب ہوتی سنائی نہ دی۔ اہل وادی کے مکانات کے قریب اس نے کان لگا کر سنا۔ ہر طرف کامل خاموشی تھی۔ کہیں کہیں کسی مکان کی کھڑکی سے روشنی نظر آتی تھی۔ لیکن ایسی علامات جن سے معلوم ہوتا کہ بعض لوگ اب تک بیدار ہیں۔ نادر ومعدوم تھیں۔ اور دو تین مقامات پر تو راڈرک کے دیکھتے دیکھتے روشنی گُل کر دی گئی۔ غرض گلن ہیں کامل سناٹا تھا۔ صرف قدرت کی آواز

جو کبھی خاموش نہیں ہوتی۔ اس سکوت میں خلل انداز ہوتی تھی۔ کونا ندی کا جھاگ اُڑاتے ہوئے بہنا پہاڑی دریاؤں کا دبا ہوا شور۔ ہوا میں درختوں کی بے برگ شاخوں کے حرکت کرنے کی آواز یا گاہ بگاہ پہاڑی کوؤں یا عقابوں کی چیخیں۔ بس یہ آوازیں تھیں جو وادی میں کبھی کبھی سنائی دے جاتی تھیں ان کے سوا کامل خاموشی تھی۔

راڈرک آگے کی طرف چلتا گیا۔ اور اس اثنا میں اس کے اور ولیم فاکنر کے درمیان بہت کم گفتگو ہوئی۔ مگر دفعتاً اس قسم کی آواز سنائی دی۔ جیسے کوئی وحشی درندہ زور سے کراہتا ہو۔ اسے سُن کر دونوں رک گئے۔ اور کان لگا کر سُننے لگے۔ آواز بدستور آرہی تھی۔ کونا کی پُرخروش ندی کے شور میں وہ کبھی دب جاتی۔ اور کبھی اس سے بلند و بالا پھر ایک بار صاف وہ چیخ طور پر سنائی دیتی تھی راڈرک اور اس کا خادم آہستہ چلتے ہوئے دریا کے کنارے تک گئے۔ تاریکی میں آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ تو رات کے سناٹے میں پھیلا ہوا صلیبی درخت اور بھی تاریک اور خوفناک نظر آتا تھا۔ چونکہ آواز اسی طرف سے آتی تھی۔ اس لئے وہ اور آگے گئے۔ تو معلوم ہوا کہ کوئی تاریک چیز جو شب کی سیاہی سے بھی زیادہ تاریک ہے۔ درخت کی بے برگ شاخ کے ساتھ لٹک رہی ہے۔ ولیم فاکنر اس خیال سے خائف ہو کر کہ یہ شاید مرڈک اسود کی روح ہے جسے اسی درخت سے پھانسی پر لٹکایا گیا تھا۔ اپنے آقا کے ساتھ لگ گیا مگر عین اس وقت وہ تاریک صورت درخت سے جدا ہو کر ہوا میں اُڑنے لگی۔ اب جو اس نے بازو پھیلائے تو معلوم ہوا کہ کوئی بہت بڑا عقاب تھا۔ جو ان کی آمد پر وہاں سے اُڑ گیا۔ اتنے میں کونا کے کھولتے ہوئے پانی کے شور سے اونچی ایک تیز چیخ کی آواز سنائی دی جس نے راڈرک اور فاکنر کے دل میں ولانیٹ گلنکو کے اس بچہ کی روائت کی یاد تازہ کر دی جس کی نسبت مشہور تھا۔ کہ کئی سال گذرے۔ وہ اس ندی میں غرق ہو گیا تھا۔ اور اس کی غرقابی کی چیخ اب تک آدھی رات کے وقت لوگوں کو سنائی دیتی تھی۔ مگر جب وہ عظیم پرندہ پھر ان کے پاس سے اُڑتا ہوا گذرا۔ تو معلوم ہوا کہ یہ چیخ حقیقت میں اس کی تھی۔ لیکن اس کے بازوؤں کی پھڑپھڑاہٹ رکی ہی تھی۔ کہ ایک اور آواز اُن کے کانوں تک پہنچی جس سے انہوں نے معلوم کیا۔ کہ کوئی شخص یخ بستہ زمین پر چلتا ہوا ان کی طرف آرہا ہے۔ اس کے پاؤں سے یخ کے تڑخنے کی آواز صاف طور پر سنائی دیتی تھی۔ اس سے انہیں اس خوفناک مقام کی نسبت ایک اور روائت یاد آئی۔ جو یہ تھی۔ کہ بدنصیب کیٹرینا کی روح رات کے وقت اس مقام کو دیکھنے کے لئے آیا کرتی ہے جہاں قتل کی واردات ہوئی تھی۔ اتنے میں کراہنے کی وہی آواز جسے سُن کر راڈرک اور ولیم فاکنر اس طرف آئے تھے۔ مگر جو گذشتہ چند لمحوں میں بند ہو گئی تھی۔ پھر سنائی دی۔ اور اس مرتبہ وہ اسی سمت

سے آتی تھی۔ جدھر انہوں نے قدموں کی چاپ سنی تھی۔ ان کے دیکھتے دیکھتے رات کی تاریکی سے ایک لمبی تڑنگی صورت نمودار ہوئی۔

"ڈرو نہیں۔ یہ تھارسٹین ہے۔" راڈرک نے فاکنر سے کہا۔

"آہ میرا نام کون لیتا ہے؟" دیو قامت شخص نے پوچھا۔ اور پھر تیز چلتا ہوا وہ بھی اسی مقام پر آگیا۔ جہاں راڈرک اور فاکنر کھڑے تھے۔ انہیں پہچان کر اس نے کہا۔ "کیوں بھلا۔ اتنی رات گئے آپ کو یہاں آنے کی کیا ضرورت تھی۔ کیا آپ بھی ان روحانی آوازوں کو سننے آئے ہیں۔ جو ہوا میں شامل ہیں؟ یا اس پیام تنبیہہ کو سننے کے لئے جسے بادِ نسیم بازوؤں پہ لئے پھرتی ہے؟"

راڈرک نے دیکھا کہ تھارسٹین اس وقت بڑے اضطراب کی حالت میں ہے۔ اس کی نگاہوں سے غیر معمولی چمک خارج ہوتی تھی۔ دلاسا دے کر کہنے لگا۔ "تھارسٹین یہ تو مجھے تم سے پوچھنا چاہیئے کہ تم کیوں رات کے وقت بے چین پھرتے ہو؟ کس لئے تمہارے منہ سے کراہنے کی پُر درد آواز نکل رہی ہے؟"

"مسٹر راڈرک۔ آپ کو میرے اضطراب و اضطرار کی وجہ معلوم ہے۔" تھارسٹین نے جواب دیا۔ "آپ خوب جانتے ہیں کہ میں کس لئے بادیہ پیمائی کر رہا ہوں۔ دیکھیئے میں پھر کہتا ہوں۔ وقت پر خبردار ہو جائیے۔ ہماری سرزمین وطن کو لاتعداد خطرات کا سامنا ہے۔ اور میرا دل کہہ رہا ہے۔ کہ وہ خطرات اب سر پر آ چکے ہیں۔ ۔ ۔ مگر نہیں آپ جائیے ۔ ۔ ۔ دونوں تشریف لے جائیے۔ میں صلیبی درخت کے پھیلے ہوئے بازوؤں کے نیچے لیٹ کر پھر ایک بار ان روحانی آوازوں کو سنوں گا۔ جو رہ رہ کر میرے کانوں میں آ رہی ہیں۔"

"تھارسٹین۔" راڈرک نے کہا۔ "تم کس طرح کے افسردہ کن خیالات کو دل میں جگہ دو۔ ان سے قوت فیصلہ میں خلل واقع ہوتا ہے۔ اور وہ تمہاری فطانت پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان کی الجھن میں تم نہیں جان سکتے۔ کیا ہونے والا ہے۔ یہ بات مجھے بھی معلوم ہے۔ کہ ہم سے کوئی غداری ہوا چاہتی ہے ۔ ۔ ۔"

"آہ!" تھارسٹین نے چونک کر کہا۔ "کیا میرے کان صحیح سنتے ہیں؟ کیا یہ الفاظ مسٹر راڈرک سیکنڈاللہ ہی کے منہ سے نکلے ہیں؟ کیا آخر کار آپ کی آنکھیں بھی کھلنے لگی ہیں؟ ۔ ۔ ۔"

"بدقسمتی سے۔ ہاں!" راڈرک نے جواب دیا۔ "اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ ہمارے خلاف ضرور کوئی سازش کی گئی ہے۔ مگر وہ سازش کیا ہے۔ اس کا حال نہ مجھے معلوم ہے اور نہ تمہیں۔"



فصلی بخار و طحال کی دوا

فصلی بخار اور طحال کیلئے یہ ایک ہی دوا ہے

آج کل سیکڑوں اشتہار فصلی بخار و طحال کی دوا کے آپ دیکھتے ہونگے۔ مگر ان میں عموماً کونین رہتی ہے۔ اس لئے یہ دوائیں بخار کو کچھ وقت تک تو روک دیتی ہیں۔ مگر جڑ سے آرام نہیں دے سکتی ہیں۔ ایسے بخار کے لئے ڈاکٹر ایس کے برمن کی فصلی بخار و طحال کی دوا چند روز میں ایک دم آرام کرنے کا خاص دعویٰ رکھتی ہے۔ اور عوام کے فائدہ کو مد نظر رکھ کر قیمت بھی بہت ہی کم رکھی گئی ہے۔ اس میں تین خاص صفتیں ہیں (۱) یہ ملیریا کے کیڑوں کو مار دیتی ہے۔ اس لئے چار یا پانچ ہی خوراک کے استعمال سے بخار آنا بند ہو جاتا ہے (۲) یہ خون کو گاڑھا کرتی ہے۔ اور اس کی خرابیوں کو مٹاتی ہے (۳) یہ طحال کو گھٹاتی ہے۔ قیمت فی شیشی کلاں عہ شیشی خورد ۱۰ محصول ڈاک شیشی کلاں ۸ اور خورد ۷

پرانے ملیریا بخار کی گولیاں

لرزہ بخار پرانا ہو جانے پر باری سے نہ آ کر دن رات تھوڑا بہت چڑھا رہتا ہے۔ جسم کا خون پانی سا ہو جاتا ہے۔ اور آدمی کا رنگ پھیکا میلا ہو جاتا ہے۔ تھوڑی محنت سے کلیجہ کانپنے لگتا ہے۔ سانس پھولتی ہے۔ کھانے کی خواہش اور قوت بہت ہی گھٹ جاتی ہے۔ تلی کے بڑھنے سے پیٹ نکل آتا ہے کبھی منہ اور ہاتھ پیروں میں ورم آ جاتا ہے۔ اور زندگی وبال ہو جاتی ہے ایسی حالت میں یہ گولیاں فائدہ کرتی ہیں اور چار یا پانچ ہی خوراک میں بخار کا آنا بند ہو جاتا ہے قیمت ایک سو گولی کی ڈبیہ کی ۱۰ محصول ڈاک ایک سے دو ڈبیہ تک ۶

کونین کی گولیاں۔ یہ چار گرین کی خوبصورت چھوٹی چھوٹی ٹکیاں کل میں بنتی ہیں اور سنہری پیٹنٹ ڈبیہ میں بند ہوتی ہیں۔ کونین کا استعمال کرنا ہو تو یہ گولیاں پاس رکھئے۔ اس میں نہ وزن کی ضرورت ہے نہ کھانے میں تلخ قیمت پچیس گولیوں کی ڈبیہ ۴ محصول ڈاک ۶

ڈاکٹر ایس کے برمن نمبر ۵ تاراچند دت سٹریٹ کلکتہ

ایجنٹ منیجر صاحب پیسہ اخبار لاہور۔

وہ بے نظیر ناول جو اس سلسلہ میں چھپ کر شائع ہو چکے ہیں

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
فسانہ لندن (۷ حصے)	مسٹریز آف لندن (سلسلہ اول)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۲۴۸	[illegible]
" (۲۵ حصے)	" (سلسلہ ثانی)	"	۲۶۶۴	[illegible]
باپ کا قاتل (۲ حصے)	پیری ساؤٹ	منشی شمیم الدین صاحب لاہوری	۵۲۵	[illegible]
خونی تلوار	ہیکر آف گلنکر	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	چھپ رہا ہے	

مارس لیبلانک

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
انقلاب یورپ	۸۱۳	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۵۱۰	[illegible]
شریف بدمعاش (۲ حصے)	کنفشنز آف آرسین لوپن	"	۱۷۰	[illegible]
چلتا پرزہ	" (آخری حصہ)	"	۵۶	[illegible]
خونی ہیرا (۲ حصے)	ایریسٹ آف آرسین لوپن	"	۱۶۹	[illegible]
نئی نواب	آرسین لوپن	"	۱۹۲۳ء میں تیار ہوگا۔	

ولیم لکیو

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
منزل مقصود	ہینٹاپ	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۵۰	[illegible]

الگزینڈر ڈوماس

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
وطن پرست	شیولئر ڈی ماڈی	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۴۰	[illegible]

رابرٹ ہچنز اور لارڈ فریڈرک ہملٹن

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
آتم دکشنا	ٹریبوٹ آف سولز	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۰۶	[illegible]

شاعر رابندر ناتھ ٹیگور وغیرہ

کتاب	اصل	مترجم	صفحات	قیمت
افسانہ بنگال	...	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۱۳۵	[illegible]
کانٹوں کا تاج	مکٹ	بابو ایشور چندر دیال	۴۵	[illegible]

ان کے علاوہ اور بہت سی کتابیں زیر تیاری ہیں آپ ہم سالانہ چندہ ادا کر کے مستقل خریدار بن جائیے۔

لال براورس پارٹنرز رو ڈ نولکھا لاہور

ویش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھیشا پرنٹر چھپا

حصہ ۱۲

خونی تلوار

ترجمہ میسیکر آف گلنکو

مصنف:- جارج ڈبلیو - ایم رینالڈس

مترجم:- تیرتھ رام فیروزپوری

پبلشر:- لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

سنہ ۱۹۲۳ء

قیمت ۱۲/ | اشاعت اول

ادویات کی سریع التاثیری کے بھروسہ پر ہر ایک دوائی کا نمونہ بھی دیا جاتا ہے

کوی ونود ویدبھوشن پنڈت ٹھاکر دت شرما ویدموجد امرت دھارا کی تیار کردہ

چند متفرق ادویات

بلپورٹی ان گولیوں سے آتشک۔ سوزاک۔ بواسیر۔ خنازیر۔ گنٹھیا۔ درد کمر۔ ضعف جگر۔ ضعف جیان کی ہاضمہ۔ سانپ بچھو وغیرہ کا ڈنک۔ باولے کتے کا زہر۔ دردسر۔ لقوہ فالج مرگی۔ دمہ کھانسی وغیرہ دور ہوتی ہے۔ قیمت ۲۴ گولی ایک روپیہ (عہ)

دردشکن ایک ہی پڑیہ کے کھانے سے ہر قسم کا دردسر۔ دردکان۔ درد دانت وغیرہ دور ہوتے ہیں۔ بخار پسینہ آکر اتر جاتا ہے۔ قیمت عہ نمونہ چار آنے ۴ر

سنگ توڑ۔ گردہ مثانہ و پتہ کی پتھری و کنکر براہ پیشاب۔ خارج کرتی ہے۔ قیمت عہ

برہمی ارشٹ ضعف دماغ۔ نسیان۔ دردسر وغیرہ کو دور کرکے حافظہ کو بڑھانے کیواسطے اکسیر ہے۔ قیمت فی شیشی عہ۔ نصف ایک روپیہ عہ

موٹا ہونیکی دوائی باوجود خوراک کھانے کے بھی جو پتلے رہتے ہیں۔ وہ یہ دوائی منگوائیں قیمت للعہ نمونہ ایک روپیہ عہ

دوائی گنٹھیا۔ درد سوجن جوڑ۔ نقرس وغیرہ کو اکسیر ہے۔ قیمت ۶۰ گولی عہ نمونہ ۶ر

علاج موٹاپا جو زیادہ موٹے ہیں وہ اس دوائی کو استعمال کرکے فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی شیشی للعہ خوراک ایک ماہ۔

ترک افیون خواہ کس قدر بھی افیون کھاتے ہوں ان گولیوں کی مدد سے بلا کسی بے آرامی کے چھوڑ سکتے ہیں۔ قیمت ۶۰ گولی ڈیڑھ روپیہ (عہ)

پیڑا ئیل یہ تیل ہر قسم کی جسمانی دردوں پر ملنے کے واسطے ہے۔ قیمت عہ نمونہ ۸ر

مینجر امرت دھارا اوشدھالیہ امرت دھارا بھون امرت دھارا روڈ۔ امرت دھارا پوسٹ آفس لاہور

خط و کتابت کیواسطے اتنا بھی کافی ہے:۔ امرت دھارا لاہور

اگر آپ اب تک ہمارے ناولوں کے مستقل خریدار نہیں بنے تو ۸ ؍ کا منی آرڈر بھیج کر اب بن جائیے
سال بھر تک اتنی بڑی ایک جلد ماہوار بذریعہ رجسٹری حاضر خدمت ہوتی رہیگی

حصہ - ۱۲

خونی تلوار

جارج ڈبلیو ایم رینالڈس کے ناول میسیکر آف گلنکو کا ترجمہ

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

مترجم خزانہ لندن - وطن پرست - منزل مقصود وغیرہ

سنہ ۱۹۲۳ء

لال برادرس

۷ - پارسنز روڈ نولکھا - لاہور

ویش سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ بوٹا رام لکھینا پرنٹر چھپا

اشاعت اول　　قیمت ۱۲ ؍

اُردو کے قابلِ دید آرٹیکل ناول

حق بحقدار منشی عبدالغفور صاحب مرحوم کا ایک نہایت دلچسپ آرٹیکل ناول جو عرصہ دراز سے نایاب تھا۔ اب بڑے اہتمام سے اس کو دوبارہ چھاپا گیا ہے۔ ہندوستان کی سوشل زندگی کے دلچسپ مناظر کے پہلو بہ پہلو اسرار و سراغرسانی کے حیرت خیز کارنامے پیش کئے گئے ہیں۔ قابلِ دید ناول ہے۔ قریباً ۲۰۰ صفحہ قیمت ۱۲/ ہے

قعرِ دریا۔ یہ بھی اسی مصنف کا قابلِ دید ناول ہے۔ امرائے ہند کی زندگیوں کی پُرلطف اندرونی کیفیت قابلِ دید ہے۔ مجرموں کی چالاکی اور طباع سراغرساں کی کامیابی۔ غرض ہر پہلو سے نہایت دلچسپ ناول ہے۔ قیمت لله/

خونی شہزادہ۔ مرزا رسوا۔ بی۔ اے کا لکھا ہوا ایک نہایت دلچسپ ناول۔ سائنس کے کرشمے حسن و عشق کے مناظر اور رقابت کا عبرت خیز انجام خوب ہی دکھایا ہے ۲۲۴ صفحات قیمت عہ/

بازارِ حسن منشی پریم چند کا بڑا دلکش ناول جس میں ایک حسین اور ناز و نعم میں پلی ہوئی بدنصیب لڑکی کی سرگذشت دلکش پیرایہ میں درج ہے۔ قیمت ہے/

بیگناہ مجرم۔ ایک سنسنی پیدا کرنے والا ٹریجک ناول مسٹر سدرشن کا لکھا ہوا بہت دلچسپ اور قابلِ دید ہے۔ قیمت عہ/

کرشن کانتا (دو حصے) ایک عجیب و غریب طلسمی ناول منشی موہن لال صاحب نہم لکھنوی کے قلم سے طلسم زنگار کے عبرت ناک حالات۔ ساحروں کے مظالم۔ عیاروں کی حیرت انگیز شعبدہ بازیاں۔ ایک ہوشربا اور اشتیاق افزا قصہ ہے ۲۱۵ صفحے قیمت ۱۲/

فریبی عورت۔ پارسی زندگی کا ایک پُراسرار اور دلفریب افسانہ کس طرح ایک عورت اپنے اغراض کے حصول کے لئے ایک مالدار شخص کی لڑکی کو گم کر کے اپنی لڑکی کو اس کی بیٹی ظاہر کرتی ہے۔ مگر انجام کار جائز وارثہ کا اپنے حقوق کو پہنچنا۔ اور عاشق صادق سے ملنا ۱۶۸ صفحے قیمت عہ/

زخمِ بے نشان اردو کی چند نہایت دلچسپ کہانیوں کا مجموعہ قابلِ دید طبع کتاب ہے قیمت ۱۲/

صندل اس میں بھی بعض دلکش کہانیاں فراہم کی گئی ہیں۔ اسے بھی دیکھئے۔ قیمت ۶/

لال بہادر سنہ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

"لیکن کیا آپ اندازہ نہیں کر سکتے کہ اس سازش کی تہ میں کس کا ہاتھ کام کرتا ہے؟" تھارسٹین نے پوچھا۔

"یہ بھی میں جانتا ہوں۔" راڈرک نے جواب دیا۔ "اور اگر میرے شبہات بے جا ہوں۔ تو میں ان کے لئے خدا سے مغفرت کا طلبگار ہوں۔ بصورت موجودہ میرا خیال ہے کہ تمہارے اندیشے صحیح ہیں۔ اور جان کیمبل حقیقت میں قبیلہ میکڈانلڈ کا دوست نہیں۔ فی الواقعہ تھارسٹین مجھے آج شب اطلاع ملی ہے کہ ہم سے عنقریب کوئی غداری ہوا چاہتی ہے۔ اسی لئے میں اس وقت قلعہ سے باہر نکلا ہوں۔۔۔"

"اطلاع!۔۔۔ اچھا تو کس ذریعہ سے اطلاع ملی ہے؟" ڈینو ہیکل ہیلرٹی نے دریافت کیا۔

"مارگرٹ لیسلی کی معرفت۔ جو سرائے کنگس ہوس کے مالک بڈھے ہارسین کی پوتی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ محض یہ اطلاع دینے لندن سے یہاں آئی ہے۔ اور اس خراب موسم میں اس نے ایسے طویل سفر کی زحمت صرف اس لئے گوارا کی ہے۔۔۔"

"میں سمجھ گیا۔" تھارسٹین نے جوش کی حالت میں قطع کلام کر کے کہا۔ "اور اب اس مضمون پر زیادہ بحث کی ضرورت نہیں۔ آیئے ہم قلعہ میں چل کر کیمبل کو گلے سے پکڑ لیں۔ اور صاف لفظوں میں کہہ دیں کہ تم دغاباز اور غدار ہو۔ ہم اسے حقیقت حال کے اظہار پر مجبور کریں۔ اور اس کے بعد صلیبی درخت پر لٹکا کر اسکی ناپاک زندگی کا خاتمہ کر دیں۔ پھر وادی کے ہر حصہ میں اعلان عام ہو کہ اسکی فوج کے ہر جوان کو بلا تاسف اور بلا اظہار رحم۔ تلوار کے گھاٹ اتار دیا جائے۔ [illegible] وہ خطرناک ہے۔"

"نہیں تھارسٹین یہ بھی درست نہیں۔" راڈرک نے استقلال کے لہجہ میں کہا۔ "تمہارے [illegible] کے بیٹے کی حیثیت میں میں حکم دیتا ہوں کہ اس خوفناک اور مجذوبانہ تجویز کو دل سے نکال دو۔ اور جس طرح میں کہتا ہوں کرو۔"

"اچھا تو کیجیے۔ میں اسی طرح کروں گا۔" تھارسٹین نے رنج و افسردگی کے لہجہ میں کہا۔ "مگر اتنا مجھے پھر کہہ لینے دیجئے۔ کہ جو کرنا ہو اسے اپنی اور دوسروں کی سلامتی کو پیش نظر رکھ کر کیجیے۔"

"تھارسٹین۔" راڈرک نے سنجیدہ آواز میں کہا۔ "اگر مجھے تمہاری دیانت اور نیک ارادہ کا یقین نہ ہوتا تو میں ان الفاظ کو ہرگز برداشت نہ کرتا۔ مگر تم ایک وفادار دوست ہو۔ اس لئے آؤ۔ ہم دونوں اب قلعہ میں جا کر نگرانی کریں گے۔ اور صبح اس معاملہ کو مارگرٹ لیسلی کی دی ہوئی اطلاع کی روشنی میں سب کے سامنے زیر بحث لایا جائے گا۔"

اتنا کہہ کر راڈرک صلیبی درخت سے ایک طرف کو چلا۔ اور فوراً ہی تھارسٹین بھی اس کے

پہنچے ہوئے لیکن جب دریا کے ساحل سے چلے ہوئے ان کو ۲۰ منٹ ہو گئے۔ اور قلعہ کا فاصلہ بقدر نصف میل رہ گیا۔ تو یکایک تھارسٹین کے منہ سے کلمہ حیرت نکلا۔ اور وہ چلتا چلتا رک گیا۔

"دیکھیے مسٹر راڈرک!" اس نے انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ "دیکھیے وہ روشنی کبھی نظر آتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے۔ میرا خیال ہے یہ روشنی قلعہ میں ہے ... ضرور وہیں ہے ... دیکھیے دیکھیے آخر اس کا مطلب کیا ہو سکتا ہے؟"

راڈرک اور فالکنر دونوں اس سمت میں جدھر تھارسٹین نے اشارہ کیا۔ نظر غور سے دیکھ رہے تھے واقعی ان کے دیکھتے دیکھتے وہ روشنی کئی بار گم اور نمودار ہوئی۔ تینوں برابر ایک منٹ وہاں کھڑے رہے۔ اور اس اثنا میں یہ عمل جاری رہا۔ کبھی وہ روشنی گم ہو جاتی اور کبھی پھر تیز چمکنے لگتی تھی۔ اس کے بعد پھر گم اور پھر نمودار ہوتی۔ غرض یہ سلسلہ مستقل طور پر جاری تھا۔

تھوڑی دیر سوچنے کے بعد راڈرک نے کہا۔ "میرے خیال میں کوئی خاص بات نہیں۔ کوئی آدمی لیمپ کے سامنے ادھر ادھر چل رہا ہے۔ اس سے روشنی کبھی نظر آتی اور کبھی گم ہو جاتی ہے۔"

"حالانکہ تھوڑی دیر پہلے قلعہ کی کسی کھڑکی میں اس قسم کی روشنی موجود نہ تھی۔" تھارسٹین نے اعتراض کیا۔

"بے شک نہ تھی۔" راڈرک نے تسلیم کیا۔ اور اب وہ روشنی کے اس طرح ظاہر و غائب ہونے کے فعل کی نسبت خود اپنے شبہات کو فرو نہ کر سکا۔ بہر حال اس نے کہا۔ "آؤ ذرا تیز چلیں۔ مگر دیکھو میں پھر کہتا ہوں۔ میرے حکم کے بغیر کوئی کام نہ ہو۔ یہاں تک کہ شور بھی نہ مچایا جائے۔"

تھارسٹین نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ البتہ اس کے منہ سے کسی وحشی درندہ کے غرانے کی سی آواز نکلی جس سے ظاہر تھا کہ وہ ان احکام کو دل سے ناپسند کرتا ہے۔ بہر حال تینوں ساتھ ساتھ تیزی سے چلنے لگے۔ ان کا رستہ دریائے کونا کے کنارہ پر تھا۔ حتیٰ کہ آخر کار وہ ایک ایسے مقام پر پہنچ گئے جہاں سے آدمی اوپر چڑھ کر قلعہ میں جا سکتے تھے۔ لیکن اس وقت یکایک تھارسٹین نے راڈرک کا بازو شخصی انداز سے پکڑ لیا۔ اور تینوں اپنی جگہ پر رک گئے۔ کان لگا کر سنا تو معلوم ہوا کہ تھوڑے فاصلہ پر کونا کے دوسری جانب جنگل سے قدموں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔ انہوں نے اور زیادہ توجہ سے سننا شروع کیا۔ تاکہ معلوم ہو کہ محض ان کا وہم تو نہیں ہے۔ لیکن نہیں۔ آواز قریب تر اور واضح ہوتی جا رہی تھی۔ اور [illegible] ساتھ ہی اس قسم کی جھنجھناہٹ بھی سنائی دیتی تھی۔ جو فوجی آدمی اسلحہ کی حرکت سے لازمی طور پر [illegible] ہے۔ خواہ اس کو دبانے کی کتنی ہی کوشش کی جائے۔ جنہوں نے سمت مذکور

میں خوب آنکھیں پھاڑ کر دیکھا۔ لیکن کچھ نظر نہ آیا۔ ہاں آوازیں برابر سنائی دیتی تھیں۔ اور وہ بھی کچھ کم خوفناک نہ تھیں۔ دوسری جانب ان کے سامنے قلعہ کی کھڑکی میں اب تک وہ عجیب روشنی کبھی گم اور کبھی ظاہر ہو رہی تھی۔ تینوں حیران تھے۔ کہ آخر کیا اسرار ہے۔ واقعات اس تیزی رفتار سے ظہور میں آ رہے تھے جس کی انہیں اُمید نہ تھی۔ اور اسی رفتار سے راڈرک کے دل پر فکر و تشویش بڑھ رہی تھی۔

اس عرصہ میں قدموں کی آواز قریب تر ہوتی گئی۔ اور اب اس میں کچھ بھی شک نہ تھا کہ وہ بہت سے آدمیوں کے برف پر چلنے کی آواز ہے۔ یہ معلوم کرنا ذرا بھی مشکل نہ تھا کہ کوئی مسلح جماعت وادی میں داخل ہو رہی ہے۔ مگر کس طرح؟ اس کا اندازہ کرنا سخت دشوار تھا۔ اس لئے کہ وادی کے دونو جانب اور اس کے وسط میں بھی جا بجا پہرہ دار متعین تھے۔ جن کے پاس آتشی اسلحہ موجود تھے۔ اور وہ بوقت ضرورت ان کے فائر سے ساکنان وادی کو بآسانی خبردار کر سکتے تھے۔ لیکن نہ انہوں نے فائر کیا۔ نہ کسی اور طریقہ پر اطلاع دی۔ مگر۔ آہ! دفعتاً راڈرک کے دل میں ایک اور خیال پیدا ہوا۔ ضرور یہ آواز اس تنگ پہاڑی رستہ کی طرف سے آ رہی تھی جس کی راہ سے بریڈل بین کے آدمیوں نے اسے اور لیڈی ایلین کو ۱۶۹۱ء کے موسم بہار میں بھگا لے جانے کی کوشش کی تھی۔ کچھ شک نہیں کہ قبیلہ گلنکو کے خلاف کوئی نہایت خوفناک پیچیدہ اور پر اسرار سازش عمل میں لائی جا رہی تھی۔ جس کے خطرات شب کی تاریکی میں اور زیادہ ہیبت اختیار کر رہے تھے۔

یہ خیالات عقاب کی تیزی پرواز کے ساتھ راڈرک کے دماغ میں پیدا ہوئے۔ اور اس نے خلاف معمول جوش کے لہجہ میں کہا "تھارسٹین۔ فاکنر۔ طوفان نمودار ہوا چاہتا ہے۔ جلدی قلعہ میں پہنچنے کی کوشش کرو۔"

تینوں آگے کی طرف بھاگنے لگے۔ مگر جلدی ہی معلوم ہوا کہ ایک اور جماعت ان کے آگے تھوڑے سے فاصلہ پر چل رہی ہے۔ جو شاید اس جماعت کا ہراول تھی جس کے قدموں کی آواز انہوں نے پیشتر سنی تھی۔ ان کے بھاگنے کی آواز سن کر اگلی جماعت کے آدمی چونک گئے۔ اور ان کو پکڑنے کے لئے پیچھے ہٹے۔ یہ حالت دیکھ کر تینوں نے اپنے ہتھیار سنبھال لئے۔ مگر دشمن کے آدمی کثیر التعداد تھے۔ انہوں نے ان واحدیں ان کو نرغہ میں لے لیا۔ پھر بھی اس جرأت و شجاعت سے کام لے کر جو خطرہ کی حالت میں بہادر صورت اختیار کر لیتی ہے۔ یہ لوگ دشمن کی صفوں کو چیر کر نکل گئے۔ راڈرک کی تلوار نے کئی آدمیوں کو موت کے گھاٹ اتارا۔ تھارسٹین کے قوی ہاتھوں میں اسکی تلوار نے خوب ہی جوہر دکھائے۔ اور

ولیم فاکنر نے بھی کچھ کم دادِ شجاعت نہیں دی۔ سارا عمل صرف دو تین منٹ کے عرصہ میں ختم ہوا۔ اور اس کے بعد وہ دشمن کے نرغہ سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ اس میں شک نہیں۔ غنیم کے سپاہیوں کے پاس بندوقیں بھی تھیں۔ مگر اس بارہ میں تاکیدی احکام جاری کئے جا چکے تھے کہ آخری اشارہ سے پہلے جو کپتان کیمبل نے قلعہ سے دینا تھا کسی کی طرف سے کوئی ایسی کارروائی ہرگز عمل میں آنے پائے جس سے شور پیدا ہو۔ علاوہ بریں تاریکی میں سپاہیوں کو اس کا بھی علم نہ ہو سکا۔ کہ ان شخصوں میں جو ان کے قابو میں آ کر نکل گئے۔ ماڈرک شامل تھا۔ ورنہ وہ نتائج کی پرواہ نہ کر کے ضرور ہی اس پر فائر کر دیتے۔ بہرحال تینوں دشمن کی گرفت سے بچ کر نکل گئے۔ اور شب کی تاریکی سے مدد پا کر بے تحاشا بھاگ نکلے۔ چند آدمیوں نے ان کا تعاقب کیا۔ مگر ناکام رہے۔ اور وہ بھاگ کر کاردن کے پیچھے ایک تنگ مقام پر پناہ گزین ہو گئے۔

مگر اس موقعہ پر سوال پیدا ہوتا ہے کہ اس آزمائش کے وقت انہوں نے بھاگنا کیوں منظور کیا؟ کم از کم تھارنٹین جیسے محبِ وطن کو یہ کیونکر گوارا ہوا کہ وہ تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے لڑ کر جان دے دینے کی بجائے راہِ فرار تلاش کرے؟ بات یہ ہے کہ دشمن کے نرغہ میں آتے ہی انہوں نے معلوم کیا کہ یہ سپاہی آرگل کی رجمنٹ سے تعلق رکھتے ہیں۔ یعنی اس فوج سے جس کے ساتھ غدار کیمبل کا تعلق تھا۔ یہ معلوم کرتے ہی ان کے دلوں میں سازش و غداری کے بدترین شبہات کی تصدیق ہو گئی۔ اور اب انہوں نے سمجھا کہ ضرورت ان کے ساتھ لڑ کر جانیں ضائع کرنے کی نہیں۔ بلکہ جس طرح بھی ممکن ہو ان سے بچ کر کسی نہ کسی طریق سے ان سے پہلے قلعہ میں پہنچنے کی ہے کہ مکینوں کو معاملات کی خوفناک حقیقت سے آگاہ کیا جائے۔

لیکن سلسلہ داستان جاری رکھنے سے پہلے ہم اس جگہ یہ واضح کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ اس وقت جس کا حال ہم بیان کر رہے ہیں معاملات کی صحیح حالت کیا تھی۔ ماڈرک تھارنٹین اور ولیم فاکنر کا مقابلہ دشمن کی ہراول فوج سے قلعہ کے سامنے پھاٹک سے قریباً ۔۔۔ گز کے فاصلے پر ہوا تھا۔ اور جب وہ ان کی گرفت سے بچنے میں کامیاب ہوئے تو اس سمت میں بھاگ نکلے جدھر بالا ہوش واقع ہے۔ جس مقام پر وہ پناہ گزین ہوئے۔ وہ گلن کا سب سے ویران حصہ تھا۔ یہاں نہ آبادی۔ نہ کوئی مکان تھا۔ ساکنانِ گلنکو کی جھونپڑیاں اس ڈھلوان پر واقع تھیں جس پر چڑھ کر ماڈرک اور اس کے ساتھی دشمن کے سپاہیوں ۔۔۔ تھے۔ جس مقام پر وہ اس وقت پہنچے۔ اس سے قریب ترین عمارت قلعہ کی تھی۔ لیکن اس تک پہنچنے ۔۔۔ سوائے ۔۔۔ کہ وہ اسی پیچ در پیچ راہ پر چلتے ہوئے جسے انہوں نے اختیار کیا تھا ۔۔۔ اسی سڑک پر جا نکلتے جہاں سے بھاگ کر آئے تھے۔ تو دوبارہ دشمن

کی گرفت میں آنے کا خطرہ تھا۔ پس وہ اسی راہ پر تیز چلتے گئے۔ مگر ایک دوسرے کے ساتھ نہیں۔ بلکہ اس صورت میں کہ جوان میں زیادہ تیز رفتار تھا۔ سب سے آگے۔ دوسرا اس سے پیچھے اور تیسرا دونوں کے آخر میں۔ یہ بیان کرنا لاحاصل ہے کہ سرعت رفتار میں راڈرک ہی سب میں بڑھا ہوا تھا۔ کسی خوفناک۔ مبہم خطرہ کے احساس سے پریشان ہو کر جو اس کے اعزہ و اقارب پر برق کی تیزی رفتار سے گرا چاہتا تھا۔ وہ بے تحاشا آگے کی طرف دوڑ رہا تھا۔ وقت ایسا نہ تھا کہ ذہنی سکون یا طبعی اطمینان قائم رہتا۔ خطرہ کی حالت میں کون ہے جو ہراساں نہیں ہوجاتا؟ دماغ میں ایک گرداب عظیم اور قلب کے اون ویطن میں خون کی رفتار تیز پہاڑی ندی کی باڑھ سے مشابہ تھی۔ اضطراب نے پاؤں کو صبا رفتار بنا دیا۔ ایک لمحہ میں ۱۲۔ ۱۵ قدم کی رفتار سے چلتا وہ برف سے ڈھکی ہوئی زمین کو طے کرتا گیا۔ ساتھی پیچھے رہ گئے۔ مگر اسے ان کو ساتھ لینے کی مہلت نہ تھی۔ فی الحقیقت ان کا خیال ہی اس وقت دماغ سے خارج ہوچکا تھا۔ کوشش فقط یہ تھی۔ کہ کسی طرح دشمن سے پہلے قلعہ میں پہنچ کر سب کو اتنی دیر پہلے خبردار کردیا جائے۔ کہ چھت پر الاؤ جلانے سے وادی کے تمام باشندے خطرہ سے آگاہ ہوجائیں۔

غرض وہ پوری تیزی رفتار سے آگے کی طرف چلتا گیا۔ اور گو یہ دوڑ زندگی اور موت کی دوڑ تھی۔ تاہم رفتار کی تیزی، خیالات کی تیزی پر غالب ہوئی۔ وہ ہر قدم پر اس کے ساتھ تھے۔ آتشی تیروں کی طرح دماغ میں داخل ہو کر وہ دائرہ کی صورت میں حرکت کرتے ہوئے اضطراب و انتشار پیدا کرکے برق کی تیزی سے یکے بعد دیگرے نمودار ہورہے تھے۔ اس حالت میں بھی یہ کہنا مشکل ہے کہ وہ ایک دوسرے سے اُلجھے ہوئے تھے۔ کیونکہ سرعت میں بھی ان کے اندر ایک خوفناک وضاحت نمودار تھی۔ رہ رہ کر سوال پیدا ہوتا تھا۔ آخر اس غداری کی نوعیت کیا ہے؟ کیا دشمن ہمیں زیر حراست کرنا چاہتا ہے۔ یا قتل عام پر تلا ہوا ہے؟ اُف! پہلا خیال ہی کم ہیبت ناک نہ تھا۔ مگر یہ دوسرا تو انتہا درجہ روح فرسا اور جانگداز تھا۔ اگر واقعی دشمن کی نیت یہ ہے۔ تو پھر ساکنان گلنکو کا انجام صلیب کشی سے کم نہ ہوگا! مگر آہ! کیا فطرت انسانی اتنی مکروہ و ذلیل ہوسکتی ہے۔ کہ دشمن بخواہ بھی ایسی حرکت کی جرأت کرے؟ اس وقت خیالات کی ادھیڑ بن میں تھا۔ کہ شین احمر کے الفاظ۔ اسکی وہ پیش بینی جو اس نے خوگھارم کی رات کے بعد بتفصیل بیان کی تھی۔ اور جس کا اعادہ اس نے اس روز پھر کیا تھا جب والیٔ گلنکو اپنے اہلکاروں سمیت حلف وفاداری لینے کو روانہ ہوا۔ وضاحت کے ساتھ راڈرک کے دل میں تازہ ہوئی۔ یا خدا کیا وہ پیش گوئی جسے میں آج تک مجذوب کی بڑ سمجھا کرتا تھا۔ آخرکار ایک خوفناک حقیقت کی صورت اختیار کیا چاہتی ہے؟ اس خیال نے راڈرک کے دماغ پر آتش سوزاں

کا کام کیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر اس وقت اس کی کھوپڑی چھیل کر برہنہ دماغ پر پگھلا ہوا سیسہ یا جلتا ہوا تیل ڈال دیا جاتا۔ اور کسی فوق الفطرت طاقت سے ... وہ اس عمل کے دوران میں بھی ... رہتا ... تو اس صورت میں اس کی اذیت اتنی خوفناک نہ ہوتی جیسی اب تھی۔

قریباً پاؤ گھنٹہ وہ اسی طرح دوڑا کیا۔ اور اس عرصہ میں طرح طرح کے ہیبت ناک خیالات معوت رفتار سے اس کے دماغ پر حاوی ہوتے رہے۔ آخر کار اس نے وہ تنگ رستہ طے کر لیا جو چٹانوں اور کراروں میں پیچ در پیچ اس طرح بنا ہوا تھا۔ گویا قدرت نے کبھی حالت جنون میں اس کو تیار کیا ہو۔ اب قلعہ اس کے سامنے صرف ۵۰ گز کے فاصلہ پر تھا۔ اف! اگر اس جدوجہد کے باوجود میں وقت پر نہ پہنچ سکا! مگر نہیں۔ ابھی ہر طرف سکوت وسکون تھا۔ کوئی آواز اس کامل خموشی کو توڑنے والی نہ تھی۔ قدموں کی چاپ کہیں سنائی نہ دیتی تھی۔ راڈرک کے دل میں اس خیال سے خوشی پیدا ہوئی کہ میں وقت پر قلعہ تک آنے میں کامیاب ہو گیا۔ اور دشمن کی جمعیت پیچھے رہ گئی۔ مگر آہ! یہ تیز خیرہ کن روشنی کیا تھی۔ جو اس طرح نمودار ہوئی۔ گویا کوہ آتش فشاں کی دبی ہوئی آگ زمین پھاڑ کر دفعتاً ظاہر ہوئی ہو۔ اور پھر اس کے ساتھ جو دھماکا ہوا وہ کتنا خوفناک اور کیسا زوردار تھا! بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے طوفان میں صدہا بادلوں کی گرج یا میدان جنگ میں سینکڑوں توپوں کی باڑھ ایک دم سنائی دی ہو۔ اس روشنی نے جو اس دھماکے سے پہلے نمودار ہوئی۔ اور جو برق آسمانی کی نہائت تیز روشنی سے بھی زیادہ تابناک تھی۔ چند منٹ کے لئے پاس کی چیزوں کو ظاہر کرتے ہوئے ایسی تیزی اختیار کی کہ زمین وآسمان اس طرح روشن ہو گئے جیسے کسی عظیم آتش زدگی کے موقعہ پر ہوا کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی کثیف دھوئیں کی مقدار کثیر نے ہوا میں شامل ہو کر قلعہ کو سیہ بخارات کے بادلوں میں چھپا دیا اس لئے کہ دھماکا عین قلعہ کے پاس ہوا تھا۔

اس کے بعد پھر سیاہی چھا گئی۔ راڈرک جو اس روشنی اور آواز کی وجہ سے چند لمحوں کے لئے اپنی جگہ پر رک گیا تھا۔ پھر بے تحاشا آگے کی طرف بھاگا۔ اور عین اس وقت قلعہ کے ہر حصہ سے عضہ کی چیخیں اور جوش کی آوازیں اس طرح سنائی دینے لگیں۔ گویا فرشتہ مرگ ہزار ہا زبانوں میں بول رہا ہو بس! خوفناک اشارہ ہو چکا۔ بارود کا بھرا ہوا کنستر جس کے ساتھ روشن فلیتہ لگا ہوا تھا کیمبل کی کھڑکی سے پھینکا جا چکا۔ یہ روشنی اور دھماکا اسی بارود کے اڑنے کا تھا۔ اسی کی وجہ سے وہ ہولناک آواز پیدا ہوئی جس کی بدولت پہاڑ ہل گئے۔ اور قلعہ کی بنیادوں میں لرزہ آ گیا۔ یہی مہلک اشارہ تھا جسے پا کر کیمبل کی فوجوں نے وادی گلنکو میں کشت وخون شروع کر دیا!

باب - ۹۰

قتل عام

بارود کے دھماکے سے خوف زدہ ہو کر گنگو کے دو پہرہ دار جو قلعہ کے دروازہ پر متعین تھے - فرش زمین پر گر گئے - وہ تھوڑی دیر بے حرکت رہے - اور جب ہوش آیا - تو بے شمار مسلح آدمیوں نے دوڑ کر ان کو گھیر لیا - اور اس کے تھوڑی دیر بعد بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا -

قدرتی طور پر اس خوفناک آواز کو سن کر ہر شخص جو قلعہ کے اندر تھا چونک گیا - سونے والے بیدار ہو گئے - اور اس طرح اٹھے - گویا جنگی بگل کی آواز سنائی دی ہو - دیکھا تو بڑی تیز روشنی نظر آئی - جو فوراً ہی تاریکی میں بدل گئی - جو بیدار تھے . . . . اور ان میں لیڈی ایلن اور مارگرٹ لیسلی کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں . . . وہ اس ہولناک آواز کو سن کر اور اس کے ساتھ ہی تیز روشنی دیکھ کر مرعوب ہو گئے - خود کپتان کیمبل جو اس تمام شیطانی سازش کا بانی تھا - اور جس کا دام اژدر خونخوار کی کنڈلی کی طرح بتدریج پھیلنے لگا تھا - اور اس کے اثر سے آگ - بربادی اور تباہی پیدا ہونے لگی تھی - برہنہ تلوار ہاتھ میں لئے بھرے ہوئے پستولوں کی جوڑی کمر سے لٹکائے - دوڑتا ہوا اس فوج میں شامل ہو گیا - جو قلعہ میں داخل ہو رہی تھی -

کیمبل لنڈا سے اور لنڈری کے سوا قلعہ کے اور مکینوں میں اس وقت جو اضطراب و پریشانی پھیلی - اس کا مفصل حال بیان کرنا غیر ممکن ہے - اگر اس وقت کوئی شخص قلعہ کے ہر کمرہ میں داخل ہو کر اس خوف و اضطراب کا مشاہدہ کرتا - جو اس وقت ہر طرف پھیلا ہوا تھا - اور پھر اس کا مفصل حال قلمبند کرنے لگتا - تو اس کے لئے دفتر درکار ہوتے - علاوہ بریں یہ ساری تفصیل تحریر کی سیاہی میں بہت طویل اور اکتانے والی ثابت ہوتی - حالانکہ وہ واقعات جن سے اس کا تعلق ہے - اس تیزی رفتار سے ظہور میں آئے - جس سے قلعہ کے رہنے والوں کے دلوں میں گوناگوں خیالات پیدا ہو رہے تھے پس تفصیل کو نظر انداز کر کے اس جگہ سرسری اذکار پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے -

ایک کمرہ میں ایلن میکڈانلڈ منتشہ میں سرشار تھوڑا لباس اتار کر چارپائی پر لیٹا ہی تھا کہ دھماکا سن کر جاگ اٹھا - اور اس نیم بیہوشی کی حالت میں اس تیز روشنی کو تاریکی میں غائب ہونے سے پہلے دیکھا جو دھماکہ کے ساتھ نمودار ہوئی تھی - قاعدہ ہے کہ روشنی کے بعد تاریکی پیدا ہو - تو وہ اتنی کثیف ہوتی ہے کہ پاس کی چیز بھی نظر نہیں آتی - یہی حالت اس وقت ایلن کو پیش آئی

وہ زور دار آواز جس کے اثر سے کان بہرے ہوئے جاتے تھے۔ اب تک ہوا میں تھی۔ اس نے دونوں ہاتھوں کو تاریکی میں اس طرح اِدھر اُدھر پھیلایا۔ گویا معلوم کرنا چاہتا تھا کہ میں زندہ ہوں۔ یا عالم ہست میں۔ مگر معلوم ہوا کہ اب تک آزادی قائم ہے۔ البتہ تاریکی میں دم گھٹا جاتا ہے۔ بدقت تلوار تلاش کر کے وہ اُسے ہاتھ میں لئے جوش و اضطراب کی حالت میں کمرہ سے باہر نکلا۔

قلعہ کے ایک اور کمرہ میں لارڈ اور لیڈی میکڈانلڈ جو ذرا دیر پیشتر سو گئے تھے۔ دفعتاً بیدار ہوئے۔ بارود کی آگ ہر چند کہ آنِ واحد میں نظروں سے غائب ہو گئی تھی۔ تاہم اس کی تیز روشنی کی خیرگی اب تک آنکھوں میں باقی تھی۔ پھر اس کے بعد جو تاریکی پیدا ہوئی۔ وہ نہایت کثیف اور دم گھونٹنے والی تھی۔ لیڈی میکڈانلڈ کا اضطراب ناقابل بیان تھا۔ لیکن معمر والئے گلنکو نے اس پھرتی سے جو ایک سن رسیدہ اور کار آزمودہ سپاہی کا حصہ ہو سکتی ہے۔ جھٹ پلنگ سے اٹھ کر تلوار ہاتھ میں لی۔ اس کی بیگم نے ہوش سنبھال کر چند الفاظ کہے۔ مگر والئے گلنکو نے ان کو نہیں سنا۔ شاید دھماکے کی آواز نے اس کے کانوں پر اتنا اثر کیا۔ کہ قوت سامعہ عارضی طور پر معطل ہو گئی۔ پہلے اس نے سمجھا۔ کوئی خوفناک حادثہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ جو شور و غل سنائی دیا۔ اس سے اس نے اندازہ کیا کہ ہو نہ ہو کسی نے غداری کی ہے۔ پس وہ دوڑتا ہوا کمرہ سے باہر نکلا۔

فاضل ہمیش لارڈ گلن فان کی خوابگاہ سے ملحق کمرہ میں سویا ہوا تھا۔ کہ دھماکے کی آواز نے اس کو بھی بیدار کر دیا۔ خود لارڈ گلن فان حالت خواب میں تھا۔ مگر آواز سن کر اس کی نیند بھی کافور ہو گئی۔ اس لئے کہ آواز شور قیامت سے کم نہ تھی۔ تھوڑی دیر کے لئے وہ اتنا خوف زدہ ہوا۔ کہ نہیں جانتا تھا مجھے کیا خیال کرنا چاہیئے۔ مگر بیشتر اس نے اپنی فطری ذہانت سے فوراً معلوم کر لیا۔ کہ ضرور کوئی خرابی برپا ہوئی ہے۔ اس خیال سے فوراً اس کا دماغ آگ کی تیزی سے مشتعل ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ گرم سرخ لوہے کا ایک حلقہ اس کی پیشانی پر جم گیا ہے۔ اتنے میں شور و غل کی آوازیں سنائی دیں۔ تو ان سے اس کے اندیشوں کی مزید تصدیق ہو گئی۔ چنانچہ کمرہ کی تاریکی میں ٹٹول کر وہ یہ کہتا ہوا لارڈ گلن فان کے کمرہ میں گیا۔ کہ "جب تک خون کا آخری قطرہ میرے بدن میں ہے۔ اپنے محسن کو ہرگز کوئی ضرر نہ آنے دونگا۔"

راڈرک کے کمرہ میں۔ اس کے گشت پر روانہ ہونے کے بعد لیڈی ہیلن نے خادمہ فلورا کو حکم دیا۔ کہ مارگریٹ لیسلی کے لئے جو سردی سے نیم مردہ ہو رہی تھی۔ کھانا اور تبدیلی لباس کے کپڑے لاؤ۔ جس کے بعد تینوں وہیں بیٹھ کر راڈرک کی واپسی کا انتظار کرنے لگیں۔ تھوڑی دیر کے بعد دھماکا ہوا۔ اور روشنی نظر آئی۔

تو ہر ایک کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ اور چند منٹ کے لئے تینوں یعنی لیڈی ایلن مارگریٹ اور فلورا سخت پریشانی کی حالت میں ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگیں۔ اتنے میں شور وغل کی آوازیں سنائی دیں تو انہوں نے پھر ان کو حقیقت حال کی طرف متوجہ کر دیا۔ اور اس خیال کے زیر اثر کہ جس طوفان کا اندیشہ تھا۔ وہ آخر کار ظاہر ہو گیا ہے۔ لیڈی ایلن دیوانہ وار دوڑتی اس کمرہ کی طرف گئی جہاں ننھا میک آئین یعنی اس کا عزیز بیٹا جس کی عمر اب دو سال سے قدرے زیادہ تھی سو رہا تھا۔ کمرہ میں چراغ جلتا تھا۔ اس کی روشنی میں ایلن نے دیکھا کہ بچہ خوفناک آواز سن کر چونک گیا ہے۔ ماں کو دیکھتے ہی اس نے دونو بازو پھیلا دیے اور اس نے جھٹ اُسے چھاتی سے لگا لیا۔

قلعہ کے باقی حصوں میں لارڈ میکڈانلڈ کے خادم اور راہکار نیز وہ لوگ جو لارڈ گلن فان کے ساتھ آئے تھے۔ اور گلنکو کی گارد کے وہ جوان جن میں سے دو آدمی باری باری پھاٹک پہ پہرہ دیا کرتے تھے۔ سب اس خوفناک آواز کو سن کر گھبرا گئے۔ گارد کے جوان سب سے پہلے پھاٹک کی طرف دوڑے جہاں اُن کا دشمن کیمپ ان سپاہیوں سے مقابل ہوا۔ جو بارود چلنے کے بعد خوفناک چیخیں مارتے اور وحشیانہ نعرے بلند کرتے قلعہ کے اندر گھسنے کی کوشش کر رہے تھے۔

جس وقت کپتان کیمبل زینہ کی راہ سے نیچے اُترا، تو لفٹنٹ لنڈسے اور انسائن لنڈسی بھی اس سے آ ملے۔ تینوں دعوتی ہال میں پہنچے۔ تو دیکھا۔ کہ کشت وخون کا عمل شروع ہو چکا ہے لیمپ کی روشنی میں انہیں اپنے سپاہیوں کی ہولناک سفاکیاں صاف طور پر نظر آتی تھیں۔ آخر الذکر نے گلنکو کی گارد کے دس بارہ آدمیوں کو نرغہ میں لے کر فوراً مغلوب کر لیا۔ اور وہ آن واحد میں نذر اجل ہوئے۔ اس اثنا میں مزید فوجیں برابر قلعہ میں داخل ہو رہی تھیں لیکن کپتان کیمبل کی تیز نگاہ صرف ایک چہرہ پہ جم کر رہ گئی۔ جو لاش کی طرح زرد تھا مگر اس کی آنکھیں سیاہ تیز اور چمکدار تھیں اور ان کی روشنی سے خوفناک باطنی جذبات کا اظہار ہوتا تھا۔ جس شخص کی طرف کپتان دیکھ رہا تھا۔ اس کے گلے میں آرگل کی فوج کی وردی نہ تھی۔ لباس میدانی وضع کا اور سادہ مگر اس کی دراز قامت اور لاغر بدن پہ ہر طرح موزوں تھا۔ ایک برہنہ خنجر اس کے ہاتھ میں اور بند تلوار اس پیٹی میں لٹک رہی تھی۔ جو اس کی نازک کمر میں بندھی ہوئی تھی۔ اس کے پرداغ ایسے سیاہ بال ٹوپی میں چھپے ہوئے تھے جس پر لگا ہوا خوشنما پر شانہ کی طرف جھکا ہوا تھا۔

[illegible] ٹکڑوں تک اونچے اور ان میں چاندی کے ہمیرے تھے۔ مگر کپتان کیمبل کی [illegible] ان میں سے کسی ایک کی وجہ سے نہیں بلکہ اس لئے تھی کہ پُراسرار شخص جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں حقیقت میں اس کی بہن آئسڈا تھی جس نے اس وقت مردانہ لباس پہنا ہوا تھا!

تھوڑی دیر اس کی طرف نظرِ حیرت سے دیکھتے رہنے کے بعد کپتان نے واقعات کی اہمیت کے خیال سے اپنے تعجب کو مغلوب کیا اور پاس جا کر اس کا بازو زور سے پکڑتے ہوئے کہنے لگا ”آئسڈا! تم کب یہاں آئی ہو؟ میں سمجھتا تھا۔ تم ایڈ[illegible] میں ہو۔“

”مگر تم دیکھ رہے ہو کہ میں یہاں موجود ہوں۔“ آئسڈا نے آواز دبا کر کہا۔ اگرچہ اس مدہم آواز میں بھی اس کے [illegible] جوش کا پوری طرح اظہار ہوتا تھا۔ ”میں اس لئے آئی ہوں کہ جس انتقام کی مجھے عرصہ دراز سے آرزو تھی۔ اسے پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔“

”آہ! میں سمجھ گیا۔“ اور یہ کہتے ہوئے کپتان کیمبل نے بہن کی طرف تعریف کی نظر سے دیکھا

اس عرصہ میں کمرے کے باہر لوگوں کا قتل جاری تھا۔ فوجیں پے در پے قلعہ میں داخل ہو رہی تھیں۔ لارڈ میکڈانلڈ کے آدمی اور لارڈ گلن فان کے ہمراہی ان کا مقابلہ کرنے کو سامنے آتے تھوڑی تھوڑی [illegible] میں لڑائی ہوتی۔ اور اس قدیم عمارت کے وسیع ہال میں جنگجو سپاہیوں کے پُرشور نعروں، ہتھیاروں کی جھنجھناہٹ اور زخمیوں اور مرنے والوں کے کراہنے کی آوازیں سنائی دیتیں مگر اس کے بعد ساکنانِ قلعہ دشمن کی کثرت تعداد سے مغلوب ہو کر فرشِ زمین پر گر جاتے اور وہ بے رحم نہایت بے دردی سے ان کو ہلاک کر دیتے تھے۔

اتنے میں ہال کے سرے پر لارڈ میکڈانلڈ اور اس کا بڑا بیٹا ایلین زینے سے اترتے نظر آئے اول الذکر نے صرف لباسِ شب خوابی پہنا ہوا تھا۔ پاؤں برہنہ اور ہاتھ میں بھاری تلوار تھی۔ معمر حکمران کی تیز آنکھوں سے اس وقت آگ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اور چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ محسوس کر رہے ہیں کہ اپنی زندگی کو گراں قدر فروخت کرنے کا وقت آگیا۔ ایلین آدھا ملبوس آدھا ننگا تھا۔ اس حالت میں بھی [illegible] ایک چٹان کی طرح کھڑا ہوا۔ مگر اس وقت اس کے چہرے پر بھی [illegible] وحشت کے انتہائی آثار موجود تھے۔ باپ بیٹے نے ایک ہی نظر میں بھانپ لیا [illegible] اس عرصہ میں ہال بے شمار جلتی ہوئی مشعلوں سے بھر [illegible] ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے کہ قتلِ عام کا سلسلہ پورے استقلال سے جاری رکھا جا سکے۔ اس وقت شیر کی طرح جو ہر طرف سے شکاریوں کے نرغہ میں

پاؤں میں سواری کے بوٹ گھٹنوں تک اونچے اور ان میں چاندی کے مہمیز تھے۔ مگر کپتان کیمبل کی حیرت ان چیزوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے نہیں بلکہ اس بات سے تھی کہ یہ سوار شخص جس کا ہم ذکر کر رہے ہیں حقیقت میں اس کی بہن آئنڈا تھی جس نے اس وقت مردانہ لباس پہنا ہوا تھا۔

تھوڑی دیر اس کی طرف نظر حیرت سے دیکھتے رہنے کے بعد کپتان نے واقعات کی اہمیت کے خیال سے اپنے تعجب کو مغلوب کیا اور پاس جا کر اس کا بازو زور سے پکڑتے ہوئے کہنے لگا "آئنڈا تم کب یہاں آئی ہو؟ میں سمجھتا تھا۔ تم ایڈورس میں ہو۔"

"مگر تم دیکھ رہے ہو کہ میں یہاں موجود ہوں۔" آئنڈا نے آواز دبا کر کہا۔ اگرچہ اس مدھم آواز میں بھی اس کے باطنی جوش کا پوری طرح اظہار ہوتا تھا۔ "میں اس لئے آئی ہوں کہ جس انتقام کی مجھے عرصہ دراز سے آرزو تھی۔ اسے پورا کرنے کا وقت آگیا ہے۔"

"آہ! میں سمجھ گیا۔" اور یہ کہتے ہوئے کپتان کیمبل نے بہن کی طرف تعریف کی نظر سے دیکھا۔

اس عرصہ میں گارد کے جوانوں کا قتل جاری تھا۔ فوجیں پے در پے قلعہ میں داخل ہو رہی تھیں۔ لارڈ میکڈانلڈ کے آدمی اور سارہ گلن فالس کے ہمراہی ان کا مقابلہ کرنے کو سامنے آتے تھوڑی دیر فریقین میں لڑائی ہوتی۔ اور اس قدیم عمارت کے وسیع ہال میں جنگجو سپاہیوں کے پُر غرور نعرے۔ ہتھیاروں کی جھنجھناہٹ اور زخمیوں اور مرنے والوں کے کراہنے کی آواز سنائی دیتی۔ مگر اس کے بعد ساکنان قلعہ دشمن کی کثرت تعداد سے مغلوب ہو کر فرش زمین پر گر جاتے اور وہ بے رحم انتہائی بے دردی سے ان کو ہلاک کر دیتے تھے۔

اتنے میں ہال کے سرے پر لارڈ میکڈانلڈ اور اس کا بڑا بیٹا ایلن زینے سے اترتے نظر آئے اول الذکر نے صرف لباس شب خوابی پہنا ہوا تھا۔ پاؤں برہنہ اور ہاتھ میں بھاری تلوار تھی۔ معمر حکمران کی تیز آنکھوں سے اس وقت آگ کی چنگاریاں نکل رہی تھیں۔ اور چہرے سے صاف ظاہر تھا کہ وہ محسوس کرتا ہے۔ اپنی زندگی کو گراں قدر فروخت کرنے کا وقت آگیا۔ ایلن آدھا ملبوس آدھا ننگا جس حالت میں پلنگ پر لیٹا تھا۔ اسی میں تلوار لیکر چل کھڑا ہوا۔ مگر اس وقت اس کے چہرہ پر بھی جوش وحشت کے انتہائی آثار نمودار تھے۔ باپ بیٹے نے ایک ہی نظر میں بھانپ لیا کہ دشمنوں کی صورت کیا ہے کیونکہ اس عرصہ میں ہال بے شمار جلتی ہوئی مشعلوں سے بھر گیا جنہیں انگریز سپاہی اس لئے ہاتھوں میں لئے ہوئے تھے کہ قتل عام کا سلسلہ پورے انتظام سے جاری رکھا جاسکے۔ اس ہاتھی بیتیر کی طرح جو ہر طرف سے شکاریوں کے نرغہ میں

نکلا ہو۔ یہ دیکھتے ہی لشکر نے پورے جوش سے دشمن پر حملہ کیا۔ اور ایلین بھی ایک وحشیانہ نعرہ مار کر آگے بڑھا۔ دیکھتے ہی قابل احترام مارشل گلن دان اور فاضل کرنیل ہیمش بھی ہاتھوں میں تلواریں لئے وہیں آ گئے۔ دونوں کی ٹانگیں اور پاؤں برہنہ اور صرف گلے میں بشوابی کے کوٹ تھے۔ جیالوں نے اس جوش واستقلال سے لڑے۔ کہ ایک بار تو کثیر التعداد دشمن کی تلوار کا منہ بھی پھر گیا۔ انہوں نے غدار انگلستان کے آدمیوں کو آگے بڑھنے سے ہی نہیں روکا۔ بلکہ چند قدم پیچھے بھی ہٹا دیا۔ اور اب ایک لمحہ کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وحشی حملہ آوروں میں گھبراہٹ پیدا ہوگئی۔ کہ عین اس وقت ایک عورت میدان کارزار میں نمودار ہوئی۔ جس کے بال شانوں پر بکھرے ہوئے آنکھیں شعلہ بار اور ہاتھ میں ایک وزن دار تلوار تھی۔ کہ ہر ایک مرد بھی اس کو آسانی سے نہیں چلا سکتا۔ یہ لیڈی میکڈانلڈ تھی۔ جو مردانہ وار لڑتی ملک و قوم کی حفاظت کے لئے اپنے شوہر کے پہلو میں جا کھڑی ہوئی۔

یکایک ایک شخص اور اس منظر پر نمودار ہوا۔ یہ باڈرک تھا جو قلعہ کے [illegible] حصے سے داخل ہو کر دعوتی ہال کے اس سرے سے آتا ہوا نظر آیا۔ جہاں گھمسان کی لڑائی ہو رہی تھی۔ ایک ہی نظر میں معاملات کی صورت معلوم کر کے اور یہ دیکھ کر کہ والدین نیم برہنہ حالت میں سیاہ قلب دشمن کے سپاہیوں کا مقابلہ کر رہے ہیں۔ اس نے دیوانہ وار غنیم پر حملہ کیا۔ اس کی تلوار بجلی کی طرح چمکتی اور خون کی بارش کر رہی تھی۔ دشمن سپاہی کی ایک تلوار اس کی ماں کا سینہ چاک کیا ہی چاہتی تھی۔ کہ اس نے آگے بڑھ کر حملہ آور کا ہاتھ تلوار سمیت کاٹ دیا۔ اور اس کے بعد ایسا زور کا ہاتھ دکھایا کہ کشتوں کے پشتے بندھ گئے۔ چند منٹ زور کا مقابلہ جاری رہا مگر چونکہ غیر مساوی تھا۔ آخر یہ حالت کب تک جاری رہ سکتی تھی۔ اس کے باوجود دشمن کی فوج میں اضطراب پیدا ہو چکا تھا۔ اور وہ فرار ہوا چاہتی تھی۔ کہ دفعتاً ساجنٹ باربر نے آگے بڑھ کر پستول سے ایلن کے منہ کے پاس فیر کیا۔ اور وہ کٹے ہوئے درخت کی طرح وہیں گر گیا۔

"میرا بیٹا! ہائے ظالموں نے میرے بیٹے کو ہلاک کر دیا!" لیڈی میکڈانلڈ کے منہ سے غصہ اور جوش کی حالت میں نکلا اور وہ بپھری ہوئی شیرنی کی طرح اور بھی زور سے دشمن سپاہیوں پر حملہ آور ہوئی۔

اتنے میں جان کیمبل سے اس کا سامنا ہوا۔ اور اس بہادر عورت کو یہ کہنے کا موقع مل گیا۔ شیطان اے پاجی غدار۔ اس نمک حرام دھوکے باز نے ہی سر انجام دیا جس کے بدلہ [illegible]

پھر کبھی نوع انسان میں پیدا نہیں ہوا۔ اس کی ناپاک تلوار اس قابل احترام خاتون کے سینہ میں کھپ گئی۔ لیڈی میکڈانلڈ ایک جگر دوز چیخ مار کر پیچھے گری۔ اور اس کا خون خائن کے کپڑوں پر پڑا۔ مصر والے گلنکو اس جگر پاش نظارہ کی تاب نہ لاسکا۔ ہیبت زدہ ہو کر اس نے تلوار پھینک دی اور اپنی مجروح بیوی کے پاس ہی دو زانو ہو گیا۔ یہ حالت دیکھ کر سفاک کیمبل نے اپنی تلوار سے اس پر بھی وار کیا جس سے اس کے سپید سر کے دو ٹکڑے ہو گئے۔

راڈرک اس وقت بہت آگے تلوار چلا رہا تھا۔ اس لئے وہ اس سانحہ کو خود سا کو نہ دیکھ سکا۔ مگر جلدی ہی باپ، ماں اور بھائی کے قتل کی خبر۔ سپاہیوں کے پُرجوش نعروں کی بدولت اس کے کانوں تک بھی پہنچ گئی۔ اور اس نے تلوار کو ایک ثانیہ کے لئے بھی نہ روک کر پیچھے مڑ کر دیکھا ہی تھا کہ لفٹننٹ لنڈسے اور انسائن لنڈری نے اس کی بیوی کے محترم باپ لارڈ گلن فان کو اس کی قطاروں کے سامنے قتل کر دیا۔ ایک لمحہ کے لئے راڈرک کی آنکھوں کے سامنے پردہ سا آ گیا۔ مگر صرف ایک لمحہ کے لئے۔ اس کے بعد تلوار کے ایک وار سے اس نے حملہ آور کو ہلاک کر کے گرا دیا۔ اور اب تمام خویش و اقارب کو اس بے رحمی سے قتل ہوتے دیکھ اور مقابلہ کو ہر لحاظ سے غیر مساوی پا کر اس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ آخر اس جدوجہد کو جاری رکھنے سے کیا فائدہ ہو سکتا ہے؟ ساتھ ہی اپنی بیوی اور خردسال بچہ کا خیال آیا جو نامعلوم اس وقت کہاں اور کس حال میں تھے۔ پس وہ ان کو بچانے کے لئے دشمن کی صفوں کو چیرتا ہوا زینہ کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر وہ اس جگہ تک پہنچا ہی تھا کہ دشمن سپاہیوں نے نرغہ کیا۔ اور بہادر سردار راڈرک کا یقیناً خاتمہ ہو جاتا۔ کہ عین وقت پر مدد پہنچ گئی۔ مست سانڈ کی طرح ہر قسم کی مزاحمت کو توڑتا ہوا۔ دیو قامت مقار سٹین اپنی وزنی تلوار سے دشمن کی صفوں میں گذرنے کی کھلی راہ تیار کرتا وہاں تک آ پہنچا۔ فالکنر اس کے ساتھ تھا۔ اور فاضل ہمیش بھی جس نے اس معرکہ میں کم زور دار حصہ نہ لیا تھا۔ دونوں سے آ ملا۔ تینوں دشمن کے آدمیوں کو خاک و خون میں ملاتے راڈرک کی مدد کو پہنچ گئے۔ اور بڑی جدوجہد سے اس کو دشمن کے نرغہ سے نکالا۔ راڈرک کی نظروں میں دنیا اندھیر تھی۔ بیوی اور بچہ کی تلاش کے خیال سے وہ زینہ کی طرف دوڑا۔ مگر کئی سپاہی بھی پیچھے بھاگ کر حملہ آور ہوئے۔ اتنے میں دیو ہیکل مقار سٹین نے آگے بڑھ کر ان سب کو ایک کر اس طرح پیچھے گرا دیا جیسے کاشتکار اناج کی بالوں کو توڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اس طرح زینہ کی راہ کو محفوظ رکھا۔ مگر اس جدوجہد میں مقار سٹین اپنے

ساتھیوں سے بچھڑ گیا۔ اور اسے تنہا دیکھ کر ظالم کیمبل نے جھٹ اس پر پستول کا فیر کر دیا۔ گولی اس کے دل میں لگی۔ وہ بادل کی گرج کے ساتھ مجروح شیر ببر کی طرح ایک فٹ ہوا میں اُچھلا اور اس کے بعد مضطرب سے زینہ کے سامنے گر پڑا۔ اس کے لحہ بھر بعد فاضل ہیش اور فاکنر بھی مقتول ہوئے۔ اس ہولناک قتل عام میں کسی کا زندہ بچنا سخت ہی دشوار تھا۔

اس جگہ ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ دشمن سپاہیوں نے اگر کشت و خون کا عمل بڑی حد تک تلوار ہی سے مکمل کیا اور آتشی اسلحہ سے بہت کم کام لیا۔ تو اس کی وجہ محض یہ تھی۔ کہ اس گھمسان کی لڑائی میں جہاں دوست دشمن ایک دوسرے میں اس طرح ملے ہوئے تھے۔ کہ ایک کو ایک سے الگ کرنا دشوار تھا۔ بندوق یا پستول کے فیر سخت ہی خطرناک ہوتے۔ اس لئے کہ معلوم نہیں ان سے دشمن کے اپنے آدمی کس حد تک ہلاک ہو جاتے۔ اگر یہ خیال پیش نظر نہ ہوتا تو یقیناً بے رحم دشمن کو آتشی اسلحہ سے کام لینے میں ذرا بھی تامل نہ تھا۔

صرف ایک اور جگر دوز واقعہ بیان کر کے ہم راڈرک کے پیچھے چلتے ہیں جسے ہم نے بیوی بچوں کی تلاش میں زینہ پر دوڑتے ہوئے چھوڑا تھا۔ یہ واقعہ جس کا ہم اب ذکر کرتے ہیں۔ محترم پادری ہیوبرٹ کا قتل تھا۔ جب قلعہ میں ہر طرف شور و غل پیدا ہوا۔ تو وہ بھی قدرتی طور پر اس طرف کو روانہ ہوا جدھر سے آوازیں آ رہی تھیں۔ وہاں پہنچ کر جب اس نے دعوتی ہال کے فرش کو زخمیوں اور مردوں کی لاشوں سے پٹا ہوا دیکھا۔ جب اسے والئے گنگنکو اور اس کے اعزہ کی لاشیں خاک و خون میں بھری ہوئی پامال نظر آئیں اور وہ مرحوم خواب راحت سے عادی تھے۔ ٹھوکریں کھاتے دکھائی دیئے۔ تو اس کے خوف۔ پریشانی اور افسوس کی انتہا نہ رہی۔ والئے گنگنکو۔ لیڈی میکڈانلڈ۔ ایلین۔ لارڈ گنگنون ثانی۔ فاضل ہیش۔ ولیم فاکنر۔ تھارسٹن احمر۔ یہ سب اس کی نظروں کے سامنے مردہ پڑے تھے۔ ہر طرف مُردوں اور زخمیوں کے ڈھیر نظر آتے تھے۔ اور زندگی کا خون پانی کی طرح فرش زمین پر بہہ رہا تھا۔ اس ہولناک اور مہیب منظر کو دیکھ کر محترم پادری نے خدا سے ان ظالم و بے رحم قاتلوں کے حق میں ابدی لعنت کی دعا کی۔ جنہوں نے ساکنان گنگنکو کی مہمان نوازی کا حق اس بے دردی سے ادا کیا تھا۔ مگر عین اس وقت ایک ہتھیار نے اس قابل تعظیم ہستی کو بھی ہمیشہ کی نیند سلا دیا۔ یہ وہی اسلحہ تھا جس نے اس رات بہتوں کا خون بہایا تھا۔ یعنی وہ جو ڈان کیمبل کے پاس تھا!

دوسری طرف جب راڈرک اندھا دھند زینہ کی راہ سے اوپر کی طرف دوڑا تو اس کا دل

آگ کی گرمی سے مشتعل اور دماغ جنوں کی حالت میں تھا۔ کمرہ کی دہلیز پر اس نے ٹھوکر کھائی۔ جھک کر دیکھا تو فرش پر ایک لاش پڑی ہوئی تھی۔ یہ بدنصیب فلورا کی لاش جسے شاید کسی بد باطن سپاہی نے ہلاک کر دیا تھا۔ کمرہ میں شمع روشن تھی۔ اس کی روشنی میں راڈرک نے متوحش نظروں سے ادھر ادھر دیکھا تو ایک صورت نزدیک سے چیخ مار کر خون آلود خنجر ہلاتی اس پر حملہ آور ہوئی۔ اس نے فوراً پہچانا کہ یہ آیدا کیمبل تھی۔ وہی آئیڈا جو کبھی اس سے بے حد عشق کرتی تھی۔ مگر جس کی محبت اب انتہائی نفرت میں بدل چکی تھی۔ اس کا چہرہ غصہ سے زرد تھا۔ آنکھوں میں خوفناک اور تیز روشنی تھی۔ راڈرک نے آگے بڑھ کر اس کی کلائی پکڑ لی۔ اور خنجر ہاتھ سے چھین کر پرے پھینک دیا وہ چاہتا تو اس وقت اسے ہلاک کر سکتا تھا۔ کیونکہ تلوار اس کے ہاتھ میں تھی۔ مگر نہیں عورت پر وار کرنا مرد کا شیوہ نہیں۔ اس جوش و جنوں کی حالت میں بھی جب کہ اس کے ناہنجار بھائی کی سفاہت کا نظارہ آنکھوں کے سامنے اور بیوی اور بچہ کی سلامتی کی فکر دل میں تھی۔ راڈرک کا دماغ اتنا از کار رفتہ نہیں ہوا کہ وہ ایک عورت پر وار کرتا۔ خواہ وہ عورت جان کیمبل کی بہن ہی کیوں نہ ہو۔

”دیکھ راڈرک!“ سیہ باطن عورت نے وحشیانہ جوش کی حالت میں کہا۔ جب کہ اس کی آنکھوں کی چمک اور بھی تیز نظر آتی تھی۔ ”دیکھ یہ میرا انتقام ہے!“ اور یہ کہتے ہوئے اس نے بازو پھیلا کر کمرہ کے سرے کی طرف اشارہ کیا۔

اس کے بعد وہ اس کے پاس سے گذر کر کمرہ سے باہر چلی گئی۔ اور وہ دیوانہ وار اس حصہ کی طرف بڑھا۔ جدھر اس نے اشارہ کیا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ پلنگ کی آڑ میں فرش زمین پر ایک بے جان لاش پڑی ہے۔ جس کے سینہ سے اب تک خون بہ رہا تھا۔ یہ مارگرٹ لیسلی کی بے جان لاش تھی!

مگر ایلن اور بچہ ... وہ کہاں تھے؟

باب ۔ ۱۹

ملاپ

اس یادگار رات کو جب راڈرک میکڈانلڈ پے در پے اتنے خوفناک واقعات سے گذر چکا تھا جب

انسانی خون پانی کی طرح بہتا ہوا اور قتل عام کا سانحہ مہیب صورت میں اس کے پیش نظر ہو چکا تھا۔ جس وقت اس نے ہولناک کشت و خون کے اس آخری منظر کو دیکھا۔ یعنی جب اس کی نظر مقتول مارگرٹ لیسلی کے چہرہ پر پڑی۔ تو اُسے اتنا صدمہ نہیں ہوا۔ جیسا عام حالات میں ہوتا۔ اس لئے کہ انسان جس چیز کا خوگر ہو جائے۔ اس کا اثر بالطبع گھٹ جاتا ہے۔ فی الحقیقت یہ کہنا بے جا نہ ہوگا۔ کہ جب اس نے اس مقام پر جدھر آسنڈا کیمبل نے اشارہ کیا تھا۔ ایلین کی بجائے جس کے قتل کا خیال اس کے خوف زدہ اور اذیت یافتہ ذہن نے پیدا کیا تھا۔ مارگرٹ لیسلی کو مرا ہوا دیکھا۔ تو اُسے قدرے تسکین ہوئی۔ ایک ہی نظر میں اس کو معلوم ہو گیا۔ کہ بدنصیب عورت ہر قسم کی انسانی امداد کے دائرہ سے باہر ہے۔ قاتل آسنڈا کا وار مہلک تھا۔ اور مارگرٹ لیسلی کی روح عناصر میں شامل ہو چکی تھی۔ مگر دوسرا سوال یہ تھا۔ کہ ایلین اور بچہ کہاں ہیں؟ اور انہیں کس جگہ تلاش کرنا چاہیے یاس سے مجذوب اور شکوک سے متوحش راڈرک عظیم پریشانی کی حالت میں کمرہ سے باہر نکلا۔

خیال آیا۔ کہ اگر وہ بچہ کو لیکر فرار ہو گئی ہے۔ تو ضرور قلعہ کی عقبی راہ سے نکلی ہوگی۔ پس وہ بھی پچھواڑے کے زینہ کی طرف دوڑا۔ مگر اس مقام پر پہنچا ہی تھا۔ کہ خوشی کا ایک زوردار نعرہ اس کے کانوں میں پہنچا۔ وہ رُک گیا۔ اس لئے کہ دشمن کی طرف سے اس قسم کا اظہار مسرت بے وجہ نہ ہو سکتا تھا۔ ضرور کوئی نیا اور خلاف امید سانحہ پیش آیا ہوگا۔ جس پر اس زور کا اظہار اطمینان ہوا تھا۔ اس کو محسوس ہوا کہ ہوا گرم۔ کثیف۔ دم گھوٹنے والی اور رال کی سی بو لئے ہوئے ہے اب وہ سمجھا کہ اس نعرہ مسرت کا کیا مطلب تھا۔ دشمن نے قلعہ کو آگ لگا دی۔ اور اسے جلد تر خاک سیاہ کرنے کے لئے ہر قسم کے آتشگیر مادے آگ میں جھونکے جا رہے تھے۔ دیوانہ وار دوڑتا ہوا وہ زینہ کی راہ سے اترا۔ دروازہ کھلا تھا۔ وہ اس میں ہو کر تگولہ کی طرح گذر گیا۔ کھلے میدان میں پہنچ کر ٹھنڈی ہوا کا احساس بالکل اس طرح ہوا جیسے کوئی شخص ایک دم حمام سے نکل کر برفاب میں جا گرے۔

اب وہ قلعہ کے عقبی صحن میں اور اصطبل سے تھوڑی دور تھا۔ یہاں وہ ایک بار پھر رُکا۔ اس لئے کہ متضاد خیالات کا ہجوم فرط اگرداب پریشان کئے دیتا تھا۔ حیران تھا۔ ایلین اور بچہ کی تلاش میں کدھر جائے۔ اور کونسی راہ اختیار کرے۔ کیا عجب ایلین بچہ کو گود میں لیکر گھوڑے پہ فرار ہو گئی ہو۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ کسی خادم نے جو خوش نصیبی سے اس قتل عام سے محفوظ رہا دونو کو فرار میں مدد دی ہو۔ بے خبری میں دوڑتا ہوا اصطبل کی طرف گیا۔ وہاں کامل تاریکی تھی

سائیسوں کو نام لے کر آوازیں دیں۔ کوئی جواب نہ ملا۔ پھر ایک بار پریشان و متوحش وہ اپنی جگہ پر کھڑا ہو گیا۔ سامنے پھاٹک سے دشمن کے پرجوش نعرے اور آوازیں اب تک سنائی دیتی تھیں۔ اصطبل کے دروازہ پر کھڑے ہو کر اس نے قلعہ کی طرف دیکھا۔ معلوم ہوا شعلے دو طرف سے کھڑکیوں میں ہو کر بھبک رہے ہیں۔ دیکھتے دیکھتے آگ اور آگے بڑھی۔ اور نصف منٹ تک بدنصیب راڈرک خوف سے مسحور اس طرح اپنی جگہ کھڑا رہا کہ آنکھیں سر سے نکلی جاتی تھیں۔ دماغ گھومتا اور دل زور سے دھڑک رہا تھا۔ اس نصف لمحے کے عرصہ میں اس نے وہ درد و اذیت محسوس کیا۔ جو شاید گنہگار روحیں کوتاہ دوزخ سے مدت دراز میں بھی محسوس نہیں ہوتا۔ ہر خیال جو اس کے دماغ میں پیدا ہوتا ہر عزم سا اور ہر تجویز جو وہ سوچتا جانگداز تھی۔ دفعتاً اس روشنی میں جو آگ کے شعلوں سے پیدا ہو رہی تھی اس نے کیمبل کے سپاہیوں کو ایک بغلی دروازہ سے نکل کر عقبی صحن میں داخل ہوتے دیکھا۔ بلاشبہ وہ اصطبل کی طرف آرہے تھے۔ کیونکہ ان کے منہ سے بار بار گھوڑوں کا لفظ نکل رہا تھا۔ اس برہنہ تلوار کی مدد سے جو اب تک ہاتھ میں تھی۔ راڈرک نے قریب ترین گھوڑے کے گلے میں بندھی ہوئی رسی کاٹ دی۔ اور اس کی ننگی پیٹھ پر سوار ہو کر گھوڑے کو ان سپاہیوں کے اندر سے گذار لے چلا جو اب اسی کی طرف بڑھتے آرہے تھے۔

اسے پہچان کر بہتوں نے آواز دی۔ "یہ راڈرک ہے خبردار جانے نہ پائے" اور ایک لمحہ کے لئے اس داستان کے بہادر کو بھی خونخوار صورتوں اور تلواروں اور تمام ہتھیاروں میں گھر کر یہی محسوس ہوا کہ اب بچاؤ کی کوئی صورت نہیں۔ اس اثنا میں آگ برابر تیزی سے جل رہی تھی۔ اور اس کی روشنی میں دونوں فریق ایک دوسرے کو اچھی طرح دیکھ سکتے تھے۔

لیکن دفعتاً دیوانوں کے جوش اور یاس کی پیدا کردہ دلیری سے کام لے کر راڈرک نے تلوار سے دائیں بائیں وار کرنے شروع کئے۔ گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ کئی گولیاں سنسناتی ہوئی پاس سے نکل گئیں۔ مگر زندگی باقی تھی اس لئے کوئی کارگر نہ ہوئی۔ گھوڑا بھی خوف سے بھڑک گیا۔ وہ اس مسلح جماعت کی صفوں کو چیرتا ہوا بے تحاشا بھاگ نکلا۔ راڈرک اس کی پیٹھ پر بیٹھا برابر دشمن پر وار کرتا رہا۔ سارا عمل چند منٹ کے عرصہ میں ہو گیا۔ اور وہ بغلی دروازہ کی راہ سے صحیح سلامت قلعہ سے باہر نکلنے میں کامیاب ہوا۔ تلواروں کے آخری وار اور پستولوں کے آخری فیر یکساں ناکام رہے۔ اور وہ دروازہ سے گذر کر دیکھتے دیکھتے نظروں سے غائب ہو گیا۔

گھوڑا اپنی مرضی سے اس ڈھلوان کی طرف دوڑنے لگا جس کے وسط میں قلعہ بنا

ہوا تھا۔ باگ ڈور کاٹتے وقت راڈرک نے اتفاقاً اتنی رسی چھوڑ لی تھی جو گھوڑے کی لگام کا کام دیتی اس کا بایاں بازو زخمی ہو چکا تھا۔ اور دائیں میں تلوار تھی جسے وہ اس لئے نیام میں داخل کرنے کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ کہ نہ معلوم کب اور کس موقعہ پر اس کی ضرورت ہو۔ لیکن سرپٹ گھوڑے پر بیٹھے ہوئے اس نے ادہر ادہر دیکھا تو معلوم ہوا کہ سردست کسی طرح کا خطرہ درپیش نہیں۔ پس اس نے دکھتے ہوئے بازو کی مدد سے ہی کسی نہ کسی طرح کٹی ہوئی رسی کو قابو کرنے کی کوشش کی حسن اتفاق سے گھوڑا وہی تھا جس پر وہ عموماً سوار ہوا کرتا تھا۔ وہ اس کی آواز پہچانتا تھا۔ پس جس وقت اس نے رسی کو کھینچا تو گھوڑے نے رفتار ہلکی کر دی۔ اور رفتہ رفتہ بالکل تھم گیا۔ قلعہ سے قریباً پاؤ میل کے فاصلہ پر ایک باڑہ پر کھڑے ہو کر راڈرک نے وادی میں چاروں طرف نظر ڈالی۔ اُف کتنا بھیانک منظر تھا! وادی کے ہر گھر میں آگ لگی ہوئی تھی۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وادی کی ڈھلوان پر جہاں برف کی چادر پھیلی ہوئی تھی۔ لاتعداد الاؤ جل رہے ہیں۔ مگر آہ! اس وقت یہ خیال راڈرک کے لئے کس درجہ جگر پاش تھا۔ کہ یہ آگ ان گھروں کی چھتوں اور دیواروں کو بھسم کر رہی ہے جن میں آج تک گلنکو کے بہادر رہا کرتے تھے۔ ان گھروں کو جنہیں پہلے تلوار کی مدد سے ویران کیا گیا۔ اور جن کی تباہی پر نوحہ خوانی کو اب کوئی متنفس باقی نہیں۔ بڑا خوفناک نظارہ تھا! آتشی عنصر مکانوں کے چوبی سامان کو جلا کر خاک سیاہ کئے دیتا تھا۔ اور ہر گھر سے اس طرح چنگاریاں اڑ رہی تھیں جیسے کسی لوہار کی بھٹی سے نکلا کرتی ہیں۔ آگ کی روشنی ہر طرف تیز۔ خوفناک اور مہیب تھی۔ اور قلعہ تو روشنی کا مینار بنا ہوا تھا۔ دشمن سپاہیوں نے اس میں روغنی اشیاء کی مدد کر ایسی تیز آگ لگا دی۔ کہ شعلے لکڑی کے سامان کے ساتھ اینٹ پتھر کو بھی خاک کر رہے تھے چنگاریں آگ کے شعلوں سے بھی زیادہ بلندی تک پہنچی تھیں۔ یکایک زور کا دھماکا ہوا۔ بالکل ایسا جو بارود میں آگ لگنے سے ہوا کرتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دھڑام۔ ساری عمارت فرش زمین پر آ رہی۔ دیواریں گر گئیں۔ چھتیں بیٹھ گئیں اور قلعہ مسمار ہو گیا۔ ایک لحہ کے لئے ایسا معلوم ہوا۔ کہ عمارت گرنے سے آگ کے شعلے بجھ جائینگے۔ مگر نہیں۔ اس کے بعد وہ فوراً ہی پھر بھڑکے۔ آگ کا ستون غیر معمولی بلندی تک اٹھا۔ اور اس کی روشنی میں دشمن سپاہیوں اور ان گھوڑوں کی شکلیں صاف نظر آنے لگیں۔ جن کو انہوں نے اصطبل سے نکالا تھا۔ آگ کے شعلوں پر کثیف اور سیاہ دھواں بالکل اس طرح نظر آتا تھا جیسے کسی آتش فشاں پہاڑ سے نکل رہا ہو۔ لیکن یہ زور عارضی ثابت ہوا۔ آگ جلد ہی فرو ہو گئی۔ اور دیکھتے دیکھتے بجھ گئی۔ اب جو راڈرک نے نظر اٹھائی۔ تو اس مقام پر

جہاں گنگو کا شاندار قلعہ واقع تھا۔ جلے ہوئے کھنڈروں کا ڈھیر نظر آیا۔ وہ قلعہ جو گذشتہ چار سو سال کے عرصہ میں عناصر کا مقابلہ کرتا رہا تھا۔ اور باد و باراں کے اثرات جس میں کوئی نقص پیدا نہ کر سکے تھے۔ انسان کے ناپاک ہاتھ نے بارود اور آتش گیر مادوں کی مدد سے اس کو چند لمحوں کے عرصہ میں تباہ کر دیا۔ وہ کام جسے قدرت شاید آئندہ چار سو سال میں نہ کر سکتی۔ چند منٹوں میں ہو گیا۔

راڈرک کے چاروں طرف تباہی اور بربادی کا جو عمل جاری تھا اُسے دیکھ کر جس قدر اذیت اس کے دل کو ہوئی۔ اس کا صحیح اندازہ کرنا دشوار ہے۔ اسے محسوس ہوتا تھا۔ کہ میرا دماغ چل گیا ہے۔ اور واقعات پیش آمدہ محض ایک خوفناک اور بھیانک خواب کی حیثیت میں نظر آتے تھے رحم خدا! کیا یہ حقیقت حال ہو سکتی ہے۔ کہ آبائی گھر جل گیا۔ باپ ماں۔ بھائی اور دوست سب ہلاک ہوئے۔ اور بیوی بچہ کا پتہ نہیں۔ کہ زندہ ہیں یا مر گئے۔ اس آخری خیال کے دل میں آتے ہی سوال پیدا ہو کہ انہیں کہاں تلاش کیا جائے۔ اپنی سلامتی کی اُسے ذرا پروا نہ تھی۔ اپنی خاطر وہ ہرگز وادی سے فرار ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔ بلکہ اس کا ارادہ تھا۔ کہ اگر وہ عزیز جن کی اُسے تلاش تھی۔ اور جن کی خاطر وہ اب تک زندہ تھا نہ ملے تو پھر یا قاتلوں کے ہاتھوں جان دے دونگا یا حالت [illegible] جاؤنگا۔ ان کے بغیر زندہ رہنا محال اور غیر ممکن تھا۔ فی الحقیقت ان بھیانک مناظر کے بعد جو اس رات دیکھے گئے۔ ان کے ساتھ زندہ رہنا بھی مشکوک تھا۔

وہ کشت و خون اور آتشزدگی کے مقام سے اتنی دور پہنچ چکا تھا۔ کہ جو لوگ اس کے خون کے پیاسے تھے۔ اب اُسے دیکھ نہ سکتے تھے۔ اس لئے کسی نے اس کا تعاقب نہ کیا۔ مگر اب رہ رہ کر اس کے دل میں سوال اُٹھتا تھا۔ کہ آخر میں کدھر جاؤں۔ اور کیا کروں۔ تلوار کو نیام میں داخل کر کے اس نے پھر ایک بار گھوڑے کو ایڑ لگائی۔ اور تیز چلتا ایک ایسے مقام پر پہنچا۔ جو اتنا عمودی تھا۔ کہ اس پر [illegible] دشوار تھا۔ یہ مقام گلن کے وسطی حصہ میں تھا۔ کچھ جھونپڑیاں اب تک جل رہی تھیں۔ [illegible] بعض آدمی بھی حرکت کر رہے تھے۔ اس نے دیکھا وہ ان لوگوں اور بدھوؤں کو لئے جا رہے [illegible] کی ملکیت بن چکے تھے۔ جن کو شاہی عتاب نامہ [illegible] گھوڑے کا منہ اس طرف پھیر کر جدھر سے وہ آیا تھا۔ اس نے پھر اس کو تیز چلایا۔ اور سرپٹ دوڑاتا بالاہولش کی طرف چلا۔

اس موقعہ پر اُسے خیال آیا۔ کہ ایلن بچہ کو لیکر خواہ پیدل فرار ہوئی ہو۔ یا گھوڑے پر۔ برف پر

اس کا کوئی نہ کوئی نشان ضرور باقی ہوگا۔ اضطراب و توحش میں یہ حقیقت اب تک بالکل نظرانداز ہوگئی تھی۔ اس لئے اب وہ اسے الٹا محسوس ہوئی۔ مگر سوال یہ بھی تو تھا۔ کہ ایلن کا کھوج کہاں لگایا جائے۔ اس مطلب کے لئے اس مقام پر پہنچنا لازم تھا۔ جہاں سے وہ روانہ ہوئی۔ اور اس مقام پر اس وقت راکھ کے گرم ڈھیر کے سوا اور کیا تھا۔ علاوہ بریں وہاں تک جانا دہن شیر میں جانے کے برابر تھا۔ مگر نہیں بیوی اور بچہ کی تلاش میں ساڈرک کو جان کی پروا نہ تھی۔ پس اس نے گھوڑے کو سرپٹ ڈال دیا۔ تلوار پھر نیام سے کھینچ لی۔ اور جب اس کے دستہ کو مضبوطی سے پکڑا تو چہرہ پر جوش اور تندی کے آثار نمودار ہوئے۔

تھوڑی دیر میں وہ اس مقام پر پہنچ گیا جہاں کچھ عرصہ پہلے اس کا آبائی قصر واقع تھا۔ سپاہیوں نے اسے دیکھ کر پھر ایک بار "سر راڈرک" کا نعرہ لگایا۔ عین اس موقعہ پر اُسے برف پر کوئی سیاہ چیز نظر آئی۔ جو شب کی تاریکی میں بھی صاف طور پر دکھائی دیتی تھی۔ وہ جھٹ گھوڑے سے کود گیا۔ کیونکہ دل میں خیال آیا۔ ضرور کسی کی لاش ہے۔ مگر نہیں قریب جاکر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ رومال ہے۔ جو گھبراہٹ میں کسی سے فرش زمین پر گر گیا ہے۔ اُٹھا کر دیکھا تو معلوم ہوا۔ یہ وہی ہے جسے ایلن پاس رکھا کرتی تھی۔ اٹھاتے وقت وہ فرش زمین کی طرف جھکا۔ تو برف پر قدموں کے نشان بھی نظر آئے۔ نقش پا کو غور سے دیکھا۔ تو معلوم ہوا کہ زنانہ پاؤں کے نشان ہیں۔ اس سے امید و بیم کے متضاد اثرات اس کے دل میں پیدا ہوئے۔ یقیناً وہ پاؤں ایلن کے سوا اور کس کے ہو سکتے تھے۔ ان کا نشان چھوٹا تنگ۔ کم چوڑا۔ مقابلتہً لمبا اور نہایت موزوں تھا۔ اور یہی ایلن کے پاؤں کی خصوصیت تھی۔ گھوڑے کی باگ ہاتھ میں لئے وہ چند قدم ان نشانات کے ساتھ ساتھ آگے کی طرف چلا گیا۔ مگر اتنے میں دشمن کے سپاہی جنہوں نے اسے دیکھ لیا تھا۔ تعاقب کرتے ہوئے قریب پہنچ گئے۔ ان صبا رفتار گھوڑوں پر سوار ہو کر جنہیں بے رحم قاتلوں نے لارڈ میکڈانلڈ کے اصطبل سے نکالا تھا۔ وہ اسی کے فرزند عزیز کو قتل کرنے چلے آرہے تھے۔ پیچھے مڑ کر دیکھا تو چاروں طرف تاریکی پھیلی ہوئی تھی۔ مگر اس تاریکی میں بھی چھ سات سوار گھوڑوں کو سرپٹ دوڑاتے اپنی طرف آتے نظر آئے۔ وہ جھٹ گھوڑے پر سوار ہوگیا۔ اور اُسے پوری تیزی رفتار سے اس راہ پر ڈال دیا جدھر قدموں کے نشان جاتے تھے۔

اتنے میں چھاپہ مارنے والے قریب تر آگئے۔ ایک گولی سنسناتی ہوئی راڈرک کے کان کے پاس سے گذری۔ ایک اور پھر پے در پے کئی گولیاں چلیں۔ مگر وہ ان کے ضرر سے محفوظ رہا۔ اس کے بعد

دفعتاً فائر بند ہو گئے۔ جس سے اس نے اندازہ کیا۔ کہ بھری ہوئی گولیاں ختم ہو گئی ہوں گی۔ مگر جب یہ دفعہ نسبتاً طویل ہوا۔ تو اس نے جانا۔ کہ وہ گولیوں کو دوبارہ بھرنے کے لئے ٹھیرے ابھی نہیں چند منٹ بعد۔ دو سوار اس کے بالکل ہی پاس پہنچ گئے۔ اور اب راڈرک کو اپنے اندر ایسی دلیری محسوس ہوئی۔ جیسی اس سے پہلے کبھی نہ ہوئی تھی۔ حالانکہ جیسا ناظرین جانتے ہیں وہ پہلے دن کا بڑا بہادر اور دلیر تھا۔ اس وقت اس کی حالت بپھرے ہوئے شیر کی سی تھی۔ جب دیکھا کہ دشمن سر پر آ گئے۔ تو اس نے گھوڑے کا منہ پھیرا۔ اور تلوار سے اس زور سے وار کئے۔ کہ آن واحد میں ان سواروں کو یکے بعد دیگرے فرش زمین پر گرا دیا۔ دونو کو مہلک زخم آئے۔ اور خون کی سرخ رو ان کے زخموں سے نکل کر برف پر بہنے لگی۔ اُن کے گھوڑے ڈر کر بے تحاشا بھاگ نکلے۔ اس کام سے فارغ ہو کر راڈرک نے پھر اپنے گھوڑے کا منہ پھیرا۔ اور رالاہولش کی سمت میں چلا۔ پیچھا کرنے والوں میں سے جو باقی رہ گئے تھے وہ یا تو اپنے ساتھیوں کی حالت دیکھ کر اتنے خوف زدہ ہوئے کہ انہوں نے تعاقب جاری رکھنا پسند نہ کیا۔ یا بہت پیچھے رہ جانے کی وجہ سے تعاقب ترک کر دیا۔

اس درمیان مقام پر گھوڑا اچھلتے ہوئے آدھی رات کے سناٹے میں راڈرک نے زور سے آواز دی "ایلین۔ پیاری ایلین تو کہاں ہے ؟" اور کئی بار اس آواز کو دُہرایا۔ ایک بار اس نے گھوڑے کو روک کر جوابی آواز سننے کی بھی کوشش کی۔ مگر کچھ سنائی نہ دیا۔ تعاقب کرنے والوں کی آواز بھی اب سنائی نہ دیتی تھی۔ تلاش بسیار پر بھی جب ایلین کا کچھ سراغ نہ چلا تو راڈرک نے گھوڑے سے اُتر کر چاروں طرف برف پر دیکھا۔ عین اس موقعہ پر پچھلی رات کا چاند مٹیالے آسمان پر نمودار ہوا۔ اور اس کی روشنی سے بھی اس کو تلاش میں مدد ملی۔ دشمن کے آگے بھاگنے پر ایلین کے نقش پا اس کی نظروں سے گم ہو چکے تھے۔ مگر اب اطمینان سے دیکھنے پر وہ پھر نظر آئے۔ ان کی راہ پر چلتا ہوا وہ برابر ایلین کو آوازیں دیتا گیا۔ چند منٹ کے عرصہ میں اُسے کوئی سیاہ رنگ کی چیز برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر نظر آئی۔ اور اس کے ساتھ ہی کراہنے کی آواز سنائی دی۔ وہ دوڑ کر آگے بڑھا۔ کیا دیکھتا ہے۔ کہ ایلین بے جان زرد رو ۔ ۔ ۔ ۔ اور شاید مردہ فرش زمین پر پڑی ہے۔ اور ننھا میک آئین اس کی چھاتی سے لپٹا ہوا ہے۔ وہ آواز جو راڈرک کو سنائی دی بچہ کے منہ سے ہی نکلی تھی۔

راڈرک نے بچہ کو اُٹھا کر سینے سے لگایا۔ پھر ایلین کو سہارا دے کر اُٹھایا۔ مگر آہ! اس کی اس وقت کی خوشی کا اندازہ کون کر سکتا ہے۔ جب اس نے معلوم کیا کہ وہ زندہ ہے! پُرخوف رات کے ہولناک مناظر سے مجذوب راڈرک کا جس نے تھوڑی دیر پیشتر نہایت مہیب واقعات دیکھے تھے

اور جس کے دل میں کئی طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے۔ بیوی بچہ کی سلامتی پر خوشی کا احساس عظیم ہوا۔ اس نے دیکھا۔ کہ ایلین بیہوش ہے۔ اسے رفتہ رفتہ ہوش آیا۔ اور اس کے ساتھ ہی ان ہولناک واقعات کی یاد تازہ ہوئی جن سے وہ گذر چکی تھی۔ اور جن کی تفصیلات ابھی اس کو معلوم نہ ہوئی تھیں پہلے اس نے راڈرک کو نہیں پہچانا۔ لیکن آخر جب اُسے شناخت کیا اور معلوم ہوا کہ جو مجھ پر جھکا کھڑا ہے۔ میرا اپنا پیارا راڈرک ہی ہے۔ تو اس کے منہ سے بھی بے اختیار خوشی کی چیخ نکل گئی۔ اس نے راڈرک کو بدن سے لگایا۔ اور پے در پے بوسے دیئے۔

لیکن ان کے لئے بہت دیر وہاں ٹھیرنا خطرناک تھا۔ راڈرک کو مجبوراً اس حقیقت کا اظہار کرنا پڑا۔ مگر بات ابھی اس کے منہ میں تھی کہ ایلین نے سوالات کی بھرمار شروع کر دی۔ اور بڑے جوش کی حالت میں سارے حالات دریافت کئے۔ اس نے اپنے متعلقین۔ والد خسر اور خوش دامن کی عافیت پوچھی۔ ہیمیش کا حال دریافت کیا۔ اور ایلین میکڈانلڈ کا بھی۔ اس لئے کہ رنج و مصیبت کی اس گھڑی میں اس شخص کی تمام سیاہ کاریاں بھی اس کے سینہ سے محو ہو چکی تھیں۔ اس نے دریافت کیا۔ کہ مارگرٹ لیسلی فلورا۔ تھارسٹین۔ ولیم فاکنر اور کنبہ کا معتمر پادری یہ سب لوگ کہاں اور کس حال میں ہیں؟ راڈرک ان سوالات کا کیا جواب دیتا۔ ہاتھ ملتا۔ اور درد سے کراہتا تھا۔ ان علامات سے اس کی بیوی نے اپنے سارے سوالات کا ایک ہی جواب سمجھا۔ یعنی وہ جو راڈرک کے چہرہ سے ظاہر تھا۔ جو اس کے کف افسوس ملنے اور آنسو بہانے سے واضح ہو رہا تھا۔ اس وقت ایلین کے منہ سے پھر ایک بار چیخ نکلی۔ مگر اس مرتبہ یہ چیخ خوشی کی نہیں۔ بلکہ ذہنی سوزش و اذیت کی تھی۔ اور اس میں ایسا اثر تھا۔ گویا وہ سننے والے کے دل کو چیر دے گی۔

راڈرک نے اس کو بہت سمجھایا۔ اور تسکین دی۔ اس نے کہا غم و الم کے اظہار کے لئے ساری عمر باقی ہے۔ اس وقت سلامتی کی فکر مقدم سمجھنی چاہیئے۔ لیکن تھوڑی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ کوئی کلمہ تسکین اس خوفناک زخم کو مندمل نہیں کر سکتا۔ جو اس حسینہ کے دل میں پیدا ہوا۔ ناچار راڈرک نے بچہ کا حوالہ دے کر اس سے التجا کی۔ کہ اگر اپنے لئے نہیں۔ تو اس معصوم کی خاطر ہمیں بے رحم قاتلوں سے بچنے کی فکر کرنی چاہیئے۔ ان الفاظ کا ایلین کے مادرانہ جذبات پر فوری اثر ہوا۔ وہ برف آلود زمین سے اُٹھی۔ راڈرک نے اُسے گھوڑے پر سوار کر کے بچہ اس کی گود میں دیا۔ پھر خود اس کے پیچھے سوار ہو گیا۔ اور گھوڑا جو مضبوط اور سبک رفتار

تھا۔ ان کو لے کر بالاہولش کی طرف چلا۔ وہاں انہوں نے دو تازہ دم گھوڑے حاصل کئے اور راتوں رات چلتے ٹھیک اس وقت قصر گلن فان میں پہنچے۔ جب موسم سرما کی دھندلی صبح کی روشنی شرقی پہاڑیوں پر نمودار ہو رہی تھی۔

باب ۔ ۹۲

دَورِ فنا

گذشتہ باب میں ہم نے داستان کا سلسلہ قائم رکھنے کے لئے صرف ان واقعات کا ذکر کیا ہے۔ جو سر ہاڈرگ کو بیوی اور بچہ کی تلاش میں پیش آئے تھے۔ مگر قصہ کو جاری رکھنے سے پہلے گلنکو کے ہولناک قتل عام کی بعض اور تفصیلات کا بیان لازمی ہے۔ اصل واقعہ کو پھر اسی مقام سے شروع کیا جاتا ہے۔ جب کپتان کیمبل نے قلعہ کی کھڑکی سے بارود کا جلتا ہوا کنستر پھینک کر کشت و خون کے آغاز کا اشارہ کیا تھا۔

جیسا کہ ناظرین کو معلوم ہے۔ وہ ایک سو فوجی جوان جنہیں ساتھ لے کر یہ نمک حرام غدار بار اول وادی میں داخل ہوا۔ مختلف مکانات میں اقامت گزین تھے۔ سارجنٹ باربر نے اس سے ہدایات پاکر انہیں سمجھا دیا تھا کہ کس طرح انہیں مقررہ اشارہ پر قتل عام شروع کر دینا چاہیئے۔ اور پختہ کرنے کے لئے انہیں کھلے دل سے انعامات بھی دیئے گئے تھے۔ پس بارود کے خوفناک دھماکے کی آواز سنتے ہی تمام سپاہیوں نے ان گھروں میں جہاں وہ مہمانوں کی حیثیت رکھتے تھے۔ کشت و خون کا آغاز کر دیا۔ جس گھر میں جتنے سپاہی ٹھہرے ہوئے تھے سب وقت آنے پر مار آستین بن گئے قلعہ سے اشارہ پاتے ہی ہر بدسرشت نے بندوق اٹھالی اور مہمان نواز اہل گلنکو کی فیاضی کا معاوضہ سیسہ کی گولیوں کی صورت میں دیا۔ پستولوں اور تلواروں سے بھی کام لیا گیا۔ مردوں پر اکتفا نہ کر کے ظالموں نے عورتوں اور بے کس بچوں کو بھی نہ چھوڑا۔ اس طرح پر ہر گھر میں جہاں کوئی سپاہی قیام پذیر تھا۔ خوفناک قتل عام ظہور میں آیا۔ اور جب ذبح کا عمل ہر طرح مکمل ہو چکا۔ تو جلتی ہوئی مشعلوں سے گھروں میں آگ لگا کر اسے اور زیادہ بھڑکانے کو سارا ایندھن اوپر ڈال دیا گیا

لیکن کئی گھر ایسے بھی تھے جہاں کوئی سپاہی مقیم نہ تھا۔ اس نقص کو یوں رفع کیا گیا۔ کہ باربر نے خفیہ طور پر حکم جاری کر دیا۔ کہ سپاہی ان گھروں میں کام کر کے جن میں وہ ٹھیرے ہوئے

تھے۔ پھر ان کا رخ کریں جن میں کوئی سپاہی نہ تھا۔ اور وہاں بھی اسی طرح شمشیر و آتش کے ذریعہ تباہی پھیلائیں۔ یہ تجویز سہل تھی۔ مگر اس پر عمل کرنا آسان نہ تھا۔ دھماکے کی آواز سن کر جب ہر شخص چونکا تو ایسے گھروں کے مکین جن میں کھیل کے سپاہی موجود نہ تھے۔ خبردار ہو گئے۔ اور جب انہوں نے بندوقوں کی باڑھ اور ان عورتوں اور بچوں کی چیخیں سنیں جنہیں بے رحم سپاہی نہایت بے دردی سے قتل کر رہے تھے۔ تو وہ سمجھ گئے۔ کہ ضرور کوئی عظیم خطرہ پیش آیا ہے۔ بس وہ ہڑبڑاتے ہی مختلف اطراف میں بھاگ نکلے۔ فوری خطرہ کے وقت بہادر سے بہادر شخص بھی ہراساں ہو جاتا ہے۔ علاوہ بریں لوگوں نے سمجھا کہ لاانتہا فوج گاؤں میں گھس آئی ہے۔ اس لیے مقابلہ کی کوئی صورت ممکن نہیں۔ اس وقت کا ہولناک نظارہ بیان کرنے سے زبان قلم عاجز ہے۔ جوش میں آئے ہوئے سپاہیوں نے روپیہ کے لالچ اور خون کے نشہ میں سرشار ہو کر نیم برہنہ پناہ گیروں کا تعاقب شروع کیا۔ بندوقوں اور پستولوں کو بار بار بھر کر چلایا جاتا تھا۔ اور اس طرح صدہا باشندوں کو جو خوف زدہ عورتوں اور روتے ہوئے بچوں کو ساتھ لئے نیم عریاں اور برہنہ پا برف پر بھاگے جاتے تھے ہلاک کر دیا گیا۔ شاذ حالتوں میں بدنصیب باشندوں نے مقابلہ بھی کیا۔ اور ایسے موقعوں پر دونوں میں شدید جدوجہد ہوئی۔ جس میں بعض قاتل مارے بھی گئے۔ مگر کثیر التعداد موقعوں پہ ہلاکت ساکنان گلنکو ہی کے حصہ میں آئی جن سے قسمت کی دیوی بے طرح روٹھ گئی تھی۔ ان ظالموں کے ہاتھ سے بچ نکلنا جو تبر و تفنگ سے مسلح اور جوش میں بھرے ہوئے تھے۔ سہل کام نہ تھا۔ اس لئے ہولناک قتل عام ہوا۔

اس کے باوجود جیسا بیان کیا گیا ہے۔ کچھ آدمی بچ گئے۔ ان کی صحیح تعداد تو کسی کو معلوم نہیں بہر حال اندازہ ہے کہ وہ سب ملا کر قریباً ۵۰ کنبوں کے برابر آدمی تھے۔ وادی سے چل کر وہ سب نیم بے خبری۔ نیم وحشت کی حالت میں شیطانی زینہ کی طرف بھاگتے گئے۔ بہت دور محفوظ مقامات پر پہنچ کر انہوں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو گھر جل رہے تھے۔ انہوں نے قلعہ کی آگ بھی دیکھی اور اس کے بعد وہ دوسرا دھماکا سنا جس کی بدولت قلعہ کی عظیم الشان عمارت مسمار ہوئی۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کے لئے اس بات کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا کہ ان کا محترم سردار والئے گلنکو اور اس کے اعزہ اس قتل عام میں ہلاک ہوئے۔ جنون کی سی حالت میں دوڑتے ہوئے وہ مقہور وادی کے ان حصوں کو پیچھے چھوڑ گئے جہاں ان کے مکانات جل کر راکھ ہو گئے تھے۔ اور بندوق اور تلوار نے کسی متنفس کو زندہ نہیں چھوڑا تھا۔ اس وقت بہادر سے

بہادر پہاڑی کا دل بھی خوف سے مغلوب تھا۔ حوصلہ شق اور ہمت شکست ہو چکی تھی۔ ہاتھ جو تلوار چلانے میں اتنے تیز ہوا کرتے تھے۔ شل تھے۔ چہروں پر ہوائیاں چھوٹ رہی تھیں۔ اوسان مفقود اور وقار نابود تھا۔ ان بدنصیب مفرور پناہ گیروں کو اس بے سروسامانی کی حالت میں بھاگتے ہوئے دیکھنے کا نظارہ اتنا ہولناک تھا۔ کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔

جو لوگ بھاگنے میں کامیاب ہوئے۔ ان کے بدن پر بہت کم لباس تھا۔ بعض نیم برہنہ اور بچے اکثر حالتوں میں بالکل ننگے تھے۔ مصیبت زدہ مائیں ان کو چھاتی سے لگائے بے رحم ظالموں کو بددعائیں دے رہی تھیں۔ ہر شخص ولیم آف آریخ کو کوستا تھا جس کی بدولت یہ ساری تباہی عمل میں آئی۔ واقعی یہ اسی کے خوفناک فرمان کا نتیجہ تھا۔ کہ ایسا ہولناک قتل عام ہوا۔ سن رسیدہ آدمی فرض شناس بیٹوں کا سہارا لئے۔ بھائی بہنوں کے ہاتھ پکڑے اور شوہر بیویوں کو تھامے ہوئے چل رہے تھے۔

چند گھنٹہ بعد سپیدہ صبح نمودار ہوا۔ اور اس کی روشنی میں شیطانی زینہ کے ناہموار رستہ اور بوشائل ایٹو کی ڈھلوانوں پر جا بجا مصیبت زدہ پناہ گیر برف پر بیٹھے یا لیٹے ہوئے اور بعض سخت پریشان حالی میں آگے کی طرف جاتے نظر آئے۔ بچوں میں سے بعض سردی سے اکڑ کر مرگئے۔ باقی نزع کی حالت میں تھے۔ بالغ شخصوں میں سے بھی کئی ہجوم مصائب کی تاب مقابلہ نہ لاکر موت کے انتظار میں برف پر لیٹ گئے۔ اور جو زیادہ جفاکش تھے۔ وہ گرتے پڑتے وادی کی حدود کے باہر قریب ترین گاؤں کی طرف روانہ ہوئے۔ کہ وہاں سے کھانا کپڑا مانگ کر لائیں عورتیں اور بچے اب ایک قدم بھی آگے نہ چل سکتے تھے۔ اس لئے ان کو وہیں چھوڑ گیا۔ لیکن سردی کی شدت۔ بھوک اور ہجوم افکار بجائے خود تباہی پیدا کر رہے تھے۔ سب سے زیادہ اموات کمسن بچوں کی ہوئیں۔ اور بہت سی مائیں اس تازہ مصیبت کی تاب نہ لاکر اپنی تکالیف کا خاتمہ کرنے کے لئے کوناکی یخ بستہ ندی میں کود گئیں۔ بعض بعض مقامات پر مرد عورتوں کو بازوؤں میں لئے جائے پناہ تلاش کرتے پھر رہے تھے۔ لیکن ان میں سے اکثر تھوڑی دور چل کر فرش زمین پر جا گرتے اور برف میں ہلاک ہوتے تھے۔ مختصر یہ کہ جو لوگ قتل عام سے محفوظ رہے۔ صبح ہونے تک ان میں سے کئی ایک سردی اور خودکشی سے ہلاک ہوگئے۔ دشمن سپاہیوں نے ان کا تعاقب شاید اس لئے غیر ضروری سمجھا کہ وہ جانتے تھے اس کڑاکے دار جاڑے میں جبکہ برف کی چادر ہر طرف زمین کو ڈھانپے ہوئے ہے۔ نیم برہنہ پناہ گزینوں میں سے کسی کا زندہ رہنا محال ہے۔ یا ممکن ہے

انہوں نے وادی کو چھوڑنا اس لئے مناسب نہ جانا کہ اس صورت میں ہم زر و مال کی اس لوٹ سے محروم رہ جائیں گے۔ جو تباہ شدہ علاقوں میں شروع ہو گئی تھی۔ لیکن ہمارے خیال میں داستان کے اس پہلو حصہ کو طول دینا غیر ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ ان پچاس کنبوں میں سے جو بچنے میں کامیاب ہوئے اور محض دو سو آدمیوں پر مشتمل تھے۔ نوے فیصدی بوتھائل اینڈ کی برف یا کونل کے تیز رو پانی میں ہلاک ہو گئے۔ باقی جو محفوظ رہے۔ انہوں نے ملک کے دوسرے حصوں میں پناہ لی۔ کسی کو اس کی جرأت نہ ہوئی۔ کہ اپنے وطن کو واپس آتا۔ یا اس میں سکونت اختیار کرتا۔ پس اگرچہ گلنکو کا نام قائم رہا۔ تاہم ساکنان وادی صفحہ ہستی سے محو ہو گئے۔

ہاں مگر مظلوم گلنکو کا نام تب تک باقی ہے۔ اور تا ابد رہیگا۔ اس لئے کہ جور و جفا سے کسی چیز کی ہستی کو بے شک ختم کر دیا جائے۔ اس کا نام کسی حال میں نہیں مٹ سکتا۔ وہ عظیم الشان وادی جو کسی زمانہ میں سکاٹ لینڈ کے مایہ ناز بہادروں کا مسکن تھی۔ اب ایک خوفناک ویرانہ ہے۔ زلزلہ نے ان پہاڑوں کو نہیں گرایا۔ جو اس کے دونو طرف محافظ پہرہ داروں کی طرح کھڑے ہیں۔ نہ کسی انقلاب فضائی نے گلن کی عظمت میں تبدیلی کی ہے۔ انسان نے جہاں تک ممکن تھا۔ اس خطہ گلزار کو برباد کیا۔ باشندے مقتول۔ گھر مسمار اور مویشی ناپید ہوئے۔ باغوں میں خاک اڑنے لگی غرض تہذیب و تمدن کا کوئی نشان باقی نہ رہا۔ مگر اب بھی جو سیاح اس ویران علاقہ سے گذرتا ہے۔ اس کے دل پر قدرتی مناظر کی ہولناک عظمت کا اتنا اثر نہیں ہوتا۔ جتنا اس خوفناک قتل عام کی واردات کا جو بذریعہ شاہی فرمان سے عمل میں لائی گئی۔ شاہی مظالم کی پُر خون یادگار وادی گلنکو اب بھی قائم ہے۔ مگر جو اسے دیکھتا ہے۔ وہ اس فعل شنیع پر نفرین کئے بغیر نہیں رہتا۔ جیسے ایک مطلق العنان تاجدار کے حکم سے عمل میں لایا گیا۔ آج ان ویران پہاڑیوں کا سکوت توڑنے والی انسانی آوازیں کہاں ہیں؟ مگر خون کی آواز اب بھی "انتقام" پکارتی ہوئی آسمان تک جاتی ہے۔ گلنکو کی تاریک وادی۔ تیرے پر خوف مناظر سے بھی زیادہ تاریک اور خوفناک وہ جرم تھا جس کا ارتکاب تیرے وسط میں ہوا۔ اتنا بھیانک کہ تیرے ہیبت ناک کناروں کی سیاہی بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔

اس وقت کے بعد ولیم آف آرینج کے متعصب جانبدار اور بے خبر عذر خواہوں نے بارہا یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے۔ کہ گلنکو کے قتل عام میں اس کا دخل بہت کم تھا۔ لیکن اس خوفناک فرمان کی نسبت وہ کیا جواب دے سکتے ہیں۔ جس پر شاہی مہر اور اس کے دستخط ثبت ہیں۔ اور جواب

بھی ایک شرمناک شہادت کی طرح موجود ہے۔ مانا کہ وہ کیتھولک مذہب کے جبر و استبداد کا مخالف اور پراٹسٹنٹ عقیدہ کا حامی تھا۔ اور یہ بھی تسلیم کیا۔ کہ اس نے انگلستان کو خاندان سٹوارٹ کی قابل اعتراض حکومت سے نجات دی۔ مگر اس سے ثابت کیا ہوتا ہے؟ جن افعال کی اس کے مداح تعریف کرتے ہیں۔ وہ حقیقت میں ایسے دور زندگی کا لازمی نتیجہ سمجھے جا سکتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ اگر یہ بات اس کے مفید مطلب ثابت ہوتی۔ تو اسے مسلمان بننے میں کوئی عذر نہ ہوتا اور اگر قوم اجازت دیتی۔ تو وہ پراٹسٹنٹ مذہب کے پردہ میں انہی مظالم کے اعادہ سے دریغ نہ کرتا۔ جنہیں اس نے کیتھولک عقیدہ کے مٹانے کی کوشش میں صرف کیا۔ مگر اس کی زندگی اچھی ہو یا بری۔ سب سے بڑی بات جسے کسی حال میں فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ یہ ہے کہ اس کا نام بھی لکھا ہوا ہے۔ وہ اس خونی دھندے کے پردہ میں ہی رہے گا۔ جو آج تک وادی گلنکو پر محیط ہے۔

باب ۹۳

ضروری تفصیل

اس جگہ یہ بیان کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ کہ لیڈی ایلن سے میک آئین کو رہا کر کے کن حالات میں قلعہ سے فرار ہوئی۔ اور بدنصیب مارگرٹ لیسلی کس طرح آسکڈ کیمبل کے ہاتھوں ماری گئی۔ ناظرین کو یاد ہوگا۔ کہ جس وقت سر راڈرک وادی میں گشت کرنے گیا۔ تو ایلن اور مارگرٹ اس کی واپسی کے انتظار میں کمرہ نشست میں بیٹھی تھیں۔ لیڈی ایلن نے فلورا کو حکم دیا تھا کہ مارگرٹ کے لئے کھانا اور نئے کپڑے لائے۔ اور وہ ایلن کے کمرہ میں جا کر اس کا بہترین پشمینہ کا لباس جو عارضی ضروریات کے لئے کافی تھا۔ اٹھا لائی تھی۔ علاوہ بریں وہ ایک اس قسم کی چادر بھی ساتھ لائی۔ جو قبیلہ میکڈانلڈ کی پوشش سے مخصوص تھی کہ اسے بھی مارگرٹ کو پہنا دے۔ یہ اس لئے کہ رات نہایت درجہ سرد تھی۔ اور نشست گاہ کے آتشدان میں جلتی ہوئی آگ بھی اس کے اثر کو کم نہ کر سکتی تھی۔ وہ اس کے لئے جرابیں اور ایلن کے پہننے کے بوٹ بھی لے آئی۔ انہیں اس کمرہ میں چھوڑ کر جہاں ایلن بیٹھی ہوئی تھیں۔ وہ پھر تیز تیز چلتی ہوئی باورچی خانہ میں گئی۔ اور کھانے کی چیزیں، شراب کی بوتل اور اسے گرم کرنے کا برتن لیکر واپس ہوئی۔

اس اثنا میں مارگرٹ اپنا لباس اتار کر جو برف میں سفر کرنے سے بھیگ گیا تھا۔ فلورا کے لائے ہوئے کپڑے پہن چکی تھی۔ مگر کھانے کی چیزوں میں اس نے چند گھونٹ شراب کے سوا اور کسی چیز کو نہ چھوا۔ کیونکہ جو تشویشناک خبر لے کر وہ یہاں آئی تھی۔ اس نے اسے پہلے ہی مغموم و متفکر بنا رکھا تھا۔ اس کے بعد ایلین مارگرٹ اور فلورا سر راڈرک کی واپسی کا انتظار کرنے لگیں۔ اسی طرح کچھ وقت گزر گیا۔ تھے کہ یکایک زور کا دھماکا سنائی دیا۔ بارود کی آگ سے جو خیرہ کن روشنی پیدا ہوئی اسے بھی انہوں نے دیکھا۔ اور جیسا اس سے پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ تینوں حالت اضطراب میں ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھنے لگیں۔ پھر جب اس دھماکے کے بعد شور و غل اور چیخوں کی آواز سنائی دی۔ تو انہیں یقین ہو گیا۔ کہ جس خطرہ کا احتمال تھا۔ وہ پیش آگیا۔ اس وقت ایلین بے تحاشا دوڑتی ہوئی اس کمرہ میں گئی۔ جہاں ننھا مبارک آئین سو رہا تھا۔ اور اسے اٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ دھماکے کی آواز سے بچہ سہما ہوا تھا۔ ایلین نے اسے دلاسہ دیا۔ اور اس کے بعد تھوڑی دیر اس فکر میں رہی۔ کہ اب مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ غیر معمولی جوش کی حالت میں اس نے جلد جلد بچہ کے کپڑے پہنا دیئے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتی تھی۔ کہ کیا کیا مصیبت پیش آنے والی ہے۔ اور نا معلوم کب فرار ہونے کی ضرورت پڑے گی۔ اس اثنا میں فوجی سپاہیوں کا شور و غل اور مقتولوں کی چیخ پکار اس کے کانوں تک پہنچتی رہی۔ اور اسے [illegible] کر دیتی تھی۔ وہ بچہ کو چھاتی سے لگائے کمرہ سے باہر نکلی۔ چھتی زینہ کی راہ سے [illegible] صحن میں پہنچی۔ اور وہاں سے چلتی ہوئی دیوار تک گئی تھی کہ دفعتاً کسی نے دروازہ کھولا۔ اور ایک شخص تلوار ہاتھ میں لئے ہوئے تیز دوڑتا پاس سے گذر گیا۔ جس وقت وہ قلعہ میں داخل ہوا۔ تو ایلین بچہ کو گود میں لئے ہوئے اس رستہ کھلے ہوئے کیواڑ کے پیچھے چھپ گئی۔ کہ مبادا کوئی دشمن ہو۔ اسے کیا معلوم تھا۔ اس کا اپنا شوہر راڈرک تھا جو دشمن کا مقابلہ کرنے کے لئے دیوانہ وار ہال کی طرف دوڑا جا رہا تھا۔ اس کے پیچھے جانے پر ایلین کھلے دروازے کی راستہ بھاگتی ہوئی باہر نکلی۔ اور یہ بھی تیزی سے [illegible] جو اس کی موجودہ ذہنی حالت میں قدرتی تھی۔ دوڑنے لگی۔ اسے راڈرک کے متعلق سخت پریشانی تھی۔ اسے معلوم نہ تھا وہ کہاں اور کس حالت میں ہے۔ پھر جب اس بات کو پیش نظر رکھا جائے۔ کہ اسے اپنے والد اور قلعہ کے دوسرے مکینوں کی نسبت بھی سخت تشویش تھی۔ تو اس کی پریشانی کا اندازہ کرنا مشکل نہیں ہو سکتا۔ دماغ اس وقت گرداب کی حالت میں تھا۔ اور اگر اس وقت اسے اس بچہ کا خیال نہ ہوتا جسے وہ گود میں لئے ہوئے تھی۔ تو یقیناً وہ بھی قلعہ میں واپس جا کر ان کے پہلو بہ پہلو ہلاک ہوتا

منظور کرتی ہے۔ جن کی سلامتی کی فکر اس کے لئے سوہانِ روح ہو رہی تھی۔ کم از کم پھر وہ فرار کی کوشش ہرگز نہ کرتی۔ لیکن ماں کے دل میں بچہ کے لئے قدرت نے ایسی زبردست محبت پیدا کی ہے کہ اس کے لئے وہ ایسے کام بھی کر گذرتی ہے۔ جو عام حالات میں غیر ممکن ہوں۔ اس نے بچہ کی عافیت فرار ہی میں سوچی۔ اور اس محبت نے جو اس کے دل میں بچہ کے لئے تھی۔ اس کے اندر وہ استقلال پیدا کر دیا جس کی اس وقت اشد ضرورت تھی۔ وہ بے تحاشا دوڑتی برف سے ڈھکی ہوئی زمین پر اس وقت تک چلتی گئی حتیٰ کہ آخرکار بچہ کو چھاتی سے لگائے یخ بستہ زمین پر گر پڑی۔ اور اس کے کچھ عرصہ بعد راڈرک نے اسے وہاں سے اٹھایا۔

اس تفصیل کو مکمل کرنے کے لئے ہم پھر ایک بار قلعہ کی طرف چلتے ہیں۔ جہاں ایلین کے بے تحاشا بھاگ جانے پر مارگرٹ اور فلورا نشستگاہ میں لگی تھیں۔ اتنے میں فلورا کو غش آگیا اور گو مارگرٹ بھی سہمی ہوئی تھی۔ تاہم اس نے اسے بحال کرنے کی کوشش شروع کی۔ اس میں کچھ وقت گذر گیا۔ مگر آخرکار فلورا نے آنکھیں کھولیں۔ پھر جب وہ اٹھنے کے قابل ہوئی۔ تو دونو خوف زدہ ہرنیوں کی طرح بھاگتی ہوئی ایلین کے کمرہ میں گئیں۔ اس لئے کہ دعوتی ہال کا ہنگامہ لمحہ بلمحہ بڑھ رہا تھا۔ ہتھیاروں کی جھناجھنی سپاہیوں کا شور ظالم و مظلوم کی آوازیں اور مرنے والوں کی دردناک چیخیں قریب تر ہوتی جا رہی تھیں۔ ایلین کے کمرہ میں گئیں۔ تو دیکھا کہ وہ موجود نہیں اور بچہ بھی غائب ہے۔ ظاہر تھا کہ ایلین اسے لیکر بھاگ گئی ہے۔ دہشت زدہ فلورا نے بھی بھاگنا چاہا۔ مگر پیچھے مڑی ہی تھی۔ کہ اس نے ایک نوجوان کو دیکھا جس نے میدانی وضع کا سادہ لباس پہنا ہوا تھا۔ اور اسے معلوم ہوا کہ اس کی آنکھیں جلتے ہوئے کوئلوں کی طرح دھک رہی ہیں۔ مگر اس سے زیادہ وہ غریب نہ دیکھ سکی۔ کیونکہ دفعتاً ایک تیز خنجر اس کے سینہ میں بھونک دیا گیا۔ اور وہ بے جان ہو کر فرش زمین پر گر پڑی۔ موت اتنی سریع واقع ہوئی کہ منہ سے آواز تک نہ نکلی۔ ناظرین کو یہ بتانا غیر ضروری ہوگا۔ کہ نوجوان آسنڈ ایمبل کے سوا کوئی اور نہ تھا۔

مارگرٹ لیسلی بھی فلورا کے ساتھ بھاگنے کی تیاری کر رہی تھی۔ جس وقت یہ سانحہ ظہور میں آیا تو وہ بے حد خوف زدہ ہوئی۔ کمرہ میں لمپ جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں مارگرٹ کی صورت قبیلہ میکڈونلڈ کی مرنے کے پاس ہی مرملا لیسلی کا مجسمہ نظر آتی تھی۔ مگر وہ فوراً ہی چونک کر بیدار ہوگئی کیونکہ آسنڈ ایمبل اب خنجر کو فلورا کی چھاتی سے نکال کر بپھری ہوئی شیرنی کی طرح اس کی طرف آرہی تھی

جسے اس نے اپنے خیال میں لیڈی ایلین سمجھا تھا۔ بدنصیب مارگرٹ نے جب یہ حال دیکھا۔ تو ایک خوفناک چیخ مار کر کمرہ کے دوسرے حصہ کی طرف دوڑی۔ مگر بے رحم آمنڈا نے اس کا تعاقب کیا مارگرٹ انتہائی خوف کی حالت میں رحم کے لئے ملتجی ہونے کو پیچھے مڑی۔ مگر آمنڈا نے اسے ایک لفظ تک کہنے کا موقعہ نہ دیا۔ خون چکاں خنجر جسے اس نے فلورا کی چھاتی سے نکالا تھا جھٹ اس کے دل میں بھونک دیا۔ وہ اس ہولناک جرم سے بمشکل فارغ ہوئی تھی کہ آنے والے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور وہ خنجر کو مارگرٹ کے سینہ سے نکال کر تیسرا وار راڈرک میکڈانلڈ پر کرنے کے لئے بڑھی مگر اس کے بعد جو کچھ پیش آیا۔ اس کا حال ناظرین کو معلوم ہے۔ یعنی کس طرح راڈرک نے خنجر اس کے ہاتھ سے چھین کر پھینک دیا۔ اور وہ اس قسم کے کلمات کہتی ہوئی وہاں سے رخصت ہوئی۔ کہ آج میرا انتقام پورا ہوا۔

سطور بالا میں ہم نے جو تفصیلات قلمبند کی ہیں۔ ان کے بعد اس خوفناک رات کی داستان کو مکمل کرنے کے لئے غالباً اور کسی توضیح کی ضرورت نہ ہوگی۔ قدرتی طور پر ایلین اپنے شوہر سے اس وقت تک کے حالات ہی بیان کر سکی جب وہ قلعہ سے فرار ہوئی تھی۔ مگر اس کے لئے باقی حالات کا اندازہ کرنا دشوار نہ تھا۔ کیونکہ وہ فلورا اور مارگرٹ کی لاشوں کو اسی کمرہ میں دیکھ چکا تھا۔ جہاں سے ایلین فرار ہوئی تھی۔ پھر اسے قاتل کی شخصیت کا بھی علم تھا۔ پس یہ معلوم کرنا دشوار نہ تھا کہ آمنڈا کیمبل نے غلطی سے مارگرٹ کو ایلین سمجھا۔

راڈرک اور ایلین کے بحفاظت قصر گلن نادن میں پہنچنے کا حال ہم پیشتر بیان کر چکے ہیں۔ اب ڈرکلے خاندان کے لقب و املاک کے علاوہ گلن نادن کی زمین و قلعہ کا بھی مالک تھا۔ مگر اس قسم کے افسردہ دل شخص کو کیا خوشیاں مل سکتی تھیں۔ جس کی دنیا ہی سے رونق کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو چکا تھا۔ بارہا اس کا اضطراب انتہا کو پہنچ کر اسے خودکشی پر آمادہ کر دیتا تھا۔ مگر فوراً ہی بیوی اور بچے کا خیال تقاضا کرتا۔ کہ اپنے لئے نہیں تو ان کی خاطر زندہ رہنا فرض ہے۔ علاوہ بریں اب جذبہ انتقام نے اس کے سینہ میں آگ سی پیدا کر دی تھی جس طرح قدرت اپنے پُراسرار طریقوں پر عظیم الشان انقلابات پیدا کر دیتی ہے۔ یعنی جہاں پُرفضا گلزار تھا۔ وہاں بنجر چٹان۔ اور جہاں سرد پانی کا خوشنما چشمہ تھا۔ اس جگہ صحرائے بیابان نمودار ہو جاتا ہے۔ اسی طرح راڈرک کی فطرت میں دفعتاً غیر معمولی تبدیلی ہو گئی تھی۔ رات رات کے عرصہ میں اس کا مزاج بالکل ہی بدل گیا۔ اور وہ جو چند گھنٹے پیشتر انتہا درجہ فیاض تھا۔ اور جس کا درگذر کمزوری کی حد تک پہنچا ہوا تھا۔ اس کے سینہ میں اب آتش انتقام کا شعلہ بھڑکنے لگا۔

مگر ناظرین . . . ، ناظرین پوچھتے ہیں۔ اس بات کے ہولناک واقعات کو اس نازنین نے کس طرح برداشت کیا؟ . . . ان واقعات کو جن کا سلسلہ خوفناک روحوں کی قطار کی مانند اس کے پیش نظر تھا۔ اور جنہیں کسی حال میں ذہن سے دور نہ کیا جا سکتا تھا۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ فرار کے بعد جب وہ اول مرتبہ راڈرک سے ملی۔ تو اس کی ذہنی اذیت ناقابل بیان اور حد تسکین سے باہر تھی۔ قصر لنکن فارن میں پہنچنے تک اس کی حالت یہی رہی۔ مگر جس وقت وہ شاندار عمارت پیش نظر ہوئی۔ تو زنانہ پیش بینی سے اس نے بھی گویا شروع کیا کہ راڈرک کے دل میں کیا خیالات پیدا ہو رہے ہیں۔ اور کس طرح جذبہ انتقام اس کی طبعی نیازمندی اور برداشت کی جگہ حاصل کر رہا ہے۔ جن صفات کو اس عورت کے ساتھ [illegible] شاید تھا [illegible] بہت [illegible] خیالات بھی راڈرک کے [illegible] کہ دونوں کے دل [illegible] [illegible] محسوس کرنا شروع کیا۔ خیال [illegible] اختیار کی۔ اور جس وقت اس نے اپنے مقتول باپ کے قلعہ میں قدم رکھا۔ تو اس کی حالت بالکل ہی بدلی ہوئی تھی۔

ادھر جب لنکن فارن کے [illegible] کو سارا حال معلوم ہوا [illegible] اس سانحہ عظیم کی [illegible] سنی جو وادی گلنکو میں [illegible] واقعات اتنے ہولناک [illegible] انہیں باور کرنا [illegible] انہوں نے اپنے [illegible] پراگندہ صورت پریشان [illegible] حالت کو دیکھا تو انہیں یقین آ گیا۔ [illegible] انتقام کی [illegible] ملی۔ [illegible] کا مطلب [illegible] وہ [illegible] محسوس کیا۔ [illegible] حالات میں قائم [illegible] صاحب [illegible] طبیعت [illegible] قائم [illegible] لنکن فارن [illegible] تھے کہ ہر شخص کو ہتھیار اٹھا لینے چاہئیں۔ اور بعض اس کے لئے تیار [illegible] قبیلہ کے سب آدمیوں کو [illegible] روکا [illegible] جمع کی ہوئی فوج دشمن کی [illegible] مقابلہ نہ کر سکے گی۔ [illegible] انتقام ان لوگوں کے خلاف [illegible] تھا جس کی تحریک سے سارا ظلم [illegible] تمام لوگوں کو [illegible] تمام [illegible] اس کا [illegible] کیا۔ اس کے بعد ان کے خیالات

دیکھ اور معاملہ کی طرف لگے۔ جو یہ تھا۔ کہ اگر دشمن اس طرف کا رخ کرے۔ تو اس کے مقابلہ کی کیا صورت ہونی چاہیئے۔

باب ۔ ۹۲

غدار قوم

جب صبح کی روشنی چاروں طرف پھیلی۔ تو وادی گلگت کا نظارہ ایک دن پہلے کی حالت سے کتنا مختلف تھا! برف کی تہ اب تک زمین پر پڑی تھی۔ مگر اب اس پر جا بجا راکھ کے سیاہ ڈھیر سنگلاخ گلگت کے جلے ہوئے مکانوں کی یادگار نظر آتے تھے۔ اور کہیں کہیں فاصلہ پر سیاہ پتھروں اور جلی ہوئی لکڑیوں کا انبار بکھرا پڑا تھا۔ کل تک یہ سیاہ قبیلہ [illegible] کا شاندار قلعہ آباد تھا۔ جہاں مرد عورتوں اور بچوں کی ہنسی کی آوازیں اور ان کی چہل پہل [illegible] اس وادی میں کھیل کود کر کتنا ہنستے تھے۔ اور زمانہ کا انقلاب دیکھئے۔ گلگت کے عقاب [illegible] وہی جو کل تک اس وادی کے رہنے والے قابل احترام سمجھے جاتے تھے۔ اور جن کی عزت کیا کرتے تھے۔ آج اپنے سرپرستوں کی اولاد کو جنہیں ایک بے رحم دشمن نے خاک و خون میں ملا دیا تھا نوحہ خوانی کر کے جا رہے تھے۔ کتنا افسوسناک اور پر درد نظارہ تھا!

مگر وہ لوگ جنہوں نے گزشتہ شب غداری کا فرض ادا کیا۔ وہ اس وقت کہاں تھے؟ قتل عام کے بعد کہیں نظر نہیں آ رہے تھے۔ وہ اس مقام سے جہاں انہوں نے آگ اور تلوار کے ذریعہ ہولناک تباہی پھیلائی تھی۔ رخصت ہو گئے۔ ایک آسمانی آفت تھی۔ کہ دشمن کی تیز روانی کے باعث ان کا ٹھہرنا ممکن نہ تھا۔ [illegible] انہوں نے وادی کے ہر حصہ میں سکونتی مکانات کو خاک سیاہ کر دیا تھا۔ اس لئے کوئی جائے پناہ باقی نہ تھی۔ قتل عام کے بعد انہوں نے لوٹ مار شروع کی۔ [illegible] مال غنیمت کے علاوہ جو پٹھانوں میں تقسیم کی گئی تھی۔ اور جس سے وہ مالا مال ہو گئے۔ کیونکہ جان کیمبل اچھی طرح سمجھتا تھا۔ آج انہوں نے ایک نہایت ہولناک فرض ادا کیا ہے۔ اور وہ اس ذریعہ سے ان کے دلوں کا [illegible] سہارا نہ سکتا تھا۔ [illegible] اس کی راہ میں فطرت انسانی کے [illegible] کو دیا [illegible] کوئی [illegible] نہ تھا۔ [illegible] وہ خوب جانتا تھا۔ کہ اس کے سپاہی

انعام کے روپیہ کو اسی کام پر صرف کریں گے۔

خود کیمبل اپنی بہن آمنڈا اور چند دوستوں کو ساتھ لیکر جن میں ڈنکن بروڈی بھی شامل تھا ایڈیما کیسل کی طرف روانہ ہوگیا۔ جہاں ارل آف بریڈل بین اور سرکالن قتل عام کی خبروں کا بے چینی سے انتظار کر رہے تھے۔ آمنڈا کیمبل خوش تھی کہ میری خواہش انتقام پوری ہوئی۔ مگر اس کی یہ خوشی جلدی ہی رنج و افسوس میں بدل گئی۔ کیونکہ دن نکلنے کے قریباً ایک گھنٹہ بعد ایک شخص نے بدہوش قلعہ ایڈرس میں آکر یہ خبر دی۔ کہ راڈرک۔ لیڈی ایلن اور ان کا بچہ یہ تینوں بحفاظت گھوڑوں پر سوار گلن فان چلے گئے۔ جو شخص یہ خبر لایا۔ وہ اتنا معتبر تھا۔ کہ اس کے بیان پر شک و شبہ کی گنجائش نہ تھی۔ پس اب سوال پیدا ہوا۔ کہ جسے آمنڈا نے راڈرک کی چہیتی بیوی سمجھ کر جس کی خاطر راڈرک نے اس کے عشق کو رد کیا تھا۔ قتل کیا وہ کون تھی؟ معاملہ اتنا پر اسرار تھا۔ کہ سر دست کسی طرح حل ہوتا نظر نہ آتا تھا۔ خصوصاً اس لئے کہ جسے آمنڈا نے قتل کیا۔ وہ ایلن ہی کے لباس میں ملبوس تھی۔ بہرحال اس خبر سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ آمنڈا کی آرزوئے انتقام اب بھی پوری نہ ہو سکی۔ وہ عورت جسے اپنی محبت کا غاصب سمجھتی تھی۔ اور جو اس کی بجائے راڈرک پر قابض ہو چکی تھی۔ بچ گئی۔ اور انہیں بے وجہ کسی بے گناہ عورت کے خون سے ہاتھ رنگنے پڑے۔

ہرچند آمنڈا نہایت بد باطن اور منتقم عورت تھی۔ پھر بھی اس خبر نے اس کے دل میں احساس تاسف پیدا کر دیا۔ کیونکہ نہایت سیاہ باطن انسان بھی کسی بے قصور شخص کا خون بہانے کے جرم سے خوف کھاتا ہے۔ لیکن یہ تاسف بہت دیر قائم نہیں رہا۔ کیونکہ اب پھر اس کے دل میں شعلہ انتقام بھڑکنے لگا۔ اور اس نے بھائی سے تحریک کی۔ کہ جس قدر جلد ممکن ہو فوجوں کو جمع کر کے قلعہ گلن فان پر حملہ کر دینا چاہئے۔ یا تو اس کا محاصرہ کر لیا جائے۔ یا آگ لگا کر کے سر کرنے کی کوشش کی جائے مگر کیمبل اس کی جرأت نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے کہ شاہی فرمان محض وادی گلنکو سے متعلق تھا اور وہ اپنی ذمہ داری پر گلن فان پر حملہ کرنے کے لئے آمادہ نہ ہو سکتا تھا۔ ارل آف بریڈل بین اور سرکالن کیمبل بھی آمنڈا کی تجویز کے مزاحم ہوئے۔ شاید اس لئے کہ وہ سمجھتے تھے معاملہ پہلے ہی انتہائی صورت اختیار کر چکا ہے۔ پس کوئی چارہ کار نہ دیکھ کر آمنڈا کیمبل حالت یاس میں قلعہ ایڈرس کے اس کمرہ میں چلی گئی۔ جو اس کی سکونت کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اور وہاں تنہائی میں اس قسم کی تجویزیں سوچنے لگی۔ کہ اب مجھے کس طریق پر موثر انتقام لینا چاہئے۔

کپتان کیمبل رات بھر نہیں سویا تھا۔ تھوڑی دیر آرام کر کے اس نے ایک نوکر کے ہاتھ ڈنکن بروڈی

کو ملایا۔ ناظرین سمجھ گئے ہونگے۔ کہ اس ملعون غدار نے شب ماسبق کے سانحہ عظیم میں کیا حصہ لیا تھا یہی وہ شخص تھا جس نے تازہ دم فوج اس پہاڑی رستہ سے گلکن میں داخل کی۔ جس کا ذکر قبل ازیں اس داستان کے سلسلہ میں مفصل آچکا ہے۔ مگر خود اس رستہ کے دہانہ سے آگے نہیں گیا۔ وہ کشت وخون اور غدرت کے وقت بھی موقعہ پر نہیں تھا۔ اس لئے کہ ڈرتا تھا اگر ساکنان گلنکو دشمن فوج پر غالب آگئے۔ تو پھر کوئی طاقت مجھے ان کے جوش سے نہ بچا سکے گی۔ پس وہ بدبخت گلنکو کی فصیل پر درہ کے قریب کھڑا ہوا واقعات کے نتیجہ کا منتظر رہا۔ وہیں سے اس نے گلنکو کے قلعہ اور ساکنان وادی کے گھروں کو جلتے ہوئے دیکھا۔ اور اس نظارہ سے اُسے گونہ تسکین ہوئی۔ کیونکہ والئے گلنکو کے خلاف اس کے دل میں بھی کچھ کم جوش انتقام نہ تھا۔ آخر جب یہ ہولناک سانحہ ختم ہوا تو وہ پہلے وادی میں اُترا۔ اور اس کے بعد کپتان کیمبل کے آدمیوں کے ساتھ قلعہ ایڈمس کو واپس ہوا۔ اب اس کے انعام کا وقت آگیا تھا۔ اور اسی مطلب کے لئے کپتان نے اُسے اپنے سامنے بلایا تھا۔

مخفی نہ رہے۔ کہ دنیا کی سب سے زیادہ خبیث اور کور باطن ہستیاں جب کم حیثیت لوگوں کو کسی فعل شنیع میں اپنا آلہ کار بناتی ہیں۔ تو دل میں اُنہیں ضرور ان سے نفرت وحقارت ہوا کرتی ہے۔ اسی طرح کے خیالات ڈنکن بروڈی کی نسبت کپتان کیمبل کے دل میں تھے۔ اور اب جبکہ وہ شرمناک کام جس کی انجام دہی کے لئے اس نے اس کی خدمات حاصل کی تھیں۔ پایۂ تکمیل کو پہنچ گیا۔ تو اب جس قدر جلد ممکن ہو وہ اسے رخصت کر دینے کا آرزومند تھا۔ طلائی سکوں سے بھری ہوئی ایک تھیلی ڈنکن بروڈی کے ہاتھ میں دے کر اس نے محض اتنا کہا۔ کہ اب تمہاری خدمات کی ضرورت نہیں۔ اور تم جس وقت مناسب سمجھو ایڈمس سے روانہ ہو سکتے ہو۔" اس مطلب کے لئے اس نے وہ گھوڑا بھی پیش کیا۔ جو اس نے اپنے اصطبل واقع ایڈنبرگ سے اب تک بروڈی کو دے رکھا تھا۔ ڈنکن نے روپوں کی تھیلی وصول کی اور سلام کر کے رخصت ہوا چاہتا تھا۔ کہ دفعتاً کپتان کے دل میں ایک خیال پیدا ہوا۔ اور اس نے اسے اشارہ سے واپس بلایا۔

کہنے لگا۔ "اگر تمہیں ایڈنبرگ جانا ہے۔ تو وادی گلنکو کی راہ سے جانے میں بہت پھیر نہ پڑے گا۔ بلکہ یہ رستہ اختیار کرنا اس وجہ سے بہتر ہوگا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ اسی راہ پر چلتے ہوئے ساکنان گلنکو میں سے کوئی جو سانحہ کے قتل عام سے بچ گیا ہو سامنے آجائے۔ ان میں سے کسی نے تم کو ان نواحات میں پھرتے دیکھ لیا۔ تو یہی سمجھے گا۔ کہ تمہارا بھی اس واقعہ میں ضرور کچھ حصہ ہے۔"

"ڈنکن بروڈی نے جواب دیا۔ "اگر میرے وادی گلنکوچی کی راہ سے جانے میں آپ کا بھی فائدہ مقصود ہے۔ تو مجھے آپ کے مشورہ پر عمل کرنے سے انکار نہیں۔ جو کام ہو فرما لیجئے۔ میں اُسے پورا کر کے ایڈنبرگ جاؤں گا۔"

"میرے دوست سر رونالڈ میک گریگر کو یہ جان کر بہت خوشی ہوگی۔ کہ پہاڑی ڈاکوؤں کی ایک قابل نفرت جماعت کا خاتمہ ہو چکا۔" کیمبل نے جواب دیا۔ "پس اگر تم اس رستہ سے ہو کر جاؤ۔ تو میں سر رونالڈ کے نام اس مضمون کی چند سطور لکھ کر تمہارے حوالہ کئے دیتا ہوں۔"

ڈنکن بروڈی نے خط لے جانے پر آمادگی ظاہر کی۔ اور کپتان کیمبل نے ضروری تفصیلات لکھ کر خط کو لفافہ میں بند کیا۔ اور مہر لگا کر ڈنکن بروڈی کے حوالہ کر دیا۔ سرنامہ پر رونالڈ میک گریگر کا نام لکھا ہوا تھا۔

سہ پہر کے دو بجے تھے کہ ڈنکن بروڈی قلعہ ایڈمس سے روانہ ہوا۔ وہ تنہا مگر اس علاقہ کے ہر حصہ سے اچھی طرح واقف اور ایک صبا رفتار گھوڑے پر سوار تھا۔ علاوہ بریں اس نے بزعم خود ایک نہایت سہل طریق پر اتنا روپیہ کما لیا تھا۔ جو اس کے لئے عمر بھر کو کافی تھا۔ اپنی سابقہ احتیاج کا موجودہ تمول سے مقابلہ کرتا ہوا گھوڑے پر سوار وہ زمانہ آئندہ کے زرین خواب دیکھ رہا تھا جب ایڈنبرگ پہنچ کر وہ اس روپیہ کو فائدہ بخش کاموں میں لگا کر معقول نفع حاصل کر سکے گا۔ اثنائے راہ میں اس نے مستقبل کی نسبت کئی شاندار تجویزیں سوچیں۔ چلتے چلتے شام ہو گئی۔ مگر وادی گلنکوچی ابھی فاصلہ پر تھی۔ اتنے میں ہر طرف تاریکی پھیلنے لگی۔ چونکہ زمین برف سے ڈھکی ہوئی تھی۔ اس لئے سفر کی رفتار معمول سے بہت کم رہی۔ اب رات ہو جانے پر اسے ناچار یہ نتیجہ اخذ کرنا پڑا۔ کہ قلعہ میک گریگر کی منزل آج طے نہ ہو سکیگی۔ رستہ میں کسی جگہ ٹھیرنا ضروری تھا۔ مگر علاقہ ویران اور دیہات بہت کم اور غیر معمولی فاصلہ پر واقع تھے۔ اکے دکے مکانات بھی کم نظر آتے تھے۔ خیالات کے انہماک میں اُسے یہ بھی یاد نہ رہا۔ کہ میں کہاں پہنچ چکا ہوں۔ اور اب مجھے کس طرف چلنا چاہیئے۔ وہ یہی سوچ رہا تھا۔ کہ رات کہاں بسر کی جائے۔ کہ یکایک کسی نے زور سے آواز دی "کون ہے؟"

ڈنکن بروڈی کا ہاتھ جھٹ تلوار کی طرف گیا۔ چونکہ اب سات بج چکے تھے۔ اور چاروں طرف اندھیرا چھا گیا تھا۔ اس لئے اس نے پیچھے مڑ کر آنکھیں پھاڑتے ہوئے دیکھا۔ چند منٹ کے عرصہ میں اسے ایک لمبا تڑنگا شخص اس ڈھلوان پر چڑھتا ہوا نظر آیا۔ جس کی چوٹی پر اس وقت یہ چل رہا تھا۔

"میاں مسافر کدھر جا رہے ہو؟" شخص مذکور نے مخلصانہ لہجہ میں دریافت کیا۔ "یہ علاقہ ویران اور

خطرناک ہے۔ اور بہت کم مسافر ایسے وقت میں اس طرف کا سفر اختیار کرتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں اپنے گھوڑے پر خاص اعتماد ہے ...."

"گھوڑا بے شک بہت سیانا ہے۔" بروڈی نے قطع کلام کر کے کہا۔ "مگر سچ پوچھو۔ تو میں اس وقت رستہ بھول گیا ہوں۔ اور نہیں جانتا کہ کہاں چل رہا ہوں۔ میں اس فکر میں تھا۔ کہ رات بسر کرنے کے لئے جگہ مل جائے۔ تو وہیں ٹھکانا کروں۔ اتنے میں تمہاری آواز سنائی دی ..."

یہ باتیں ہو رہی تھیں کہ اجنبی جو پیدل چل رہا تھا۔ اس مقام تک آ گیا۔ جہاں بروڈی نے گھوڑا روکا تھا۔ اور گو رات کی تاریکی کافی چھا چکی تھی تاہم اس روشنی میں جو برف پر منعکس ہو کر پیدا ہوتی تھی دونو نے ایک دوسرے کی صورت دیکھی۔ نووارد لمبے قد کا جوان تھا۔ عمر میں ۴۳-۴۴ سال کے قریب اور صورت کے لحاظ سے بھی اوباشانہ تھا۔ اس نے بھدا لباس اور پہاڑی چیلیوں کی بجائے موٹے چمڑے کے بوٹ پہنے ہوئے تھے۔ کندھے پر بندوق اور اس کے ساتھ ایک تھیلا جانب پشت لٹک رہا تھا۔ ہاتھ میں ایک مضبوط لاٹھی تھی۔ معلوم ہوتا تھا وہ پہاڑی بکریوں کا شکار کر کے آ رہا ہے۔ کیونکہ گوشت کے بہترین ٹکڑے اس کے تھیلے میں موجود تھے۔ لاٹھی سے برف پر چلتے ہوئے وہ یہ معلوم کرتا تھا۔ کہ برف کی تہ میں کہیں کوئی گڑھا تو نہیں ہے۔ علاوہ بریں کسی مقام پر پھاندنے کی ضرورت ہو۔ تو اس میں بھی لاٹھی کو دوسری طرف ٹیکنے سے مدد مل جاتی تھی۔

بروڈی کے الفاظ سن کر اس نے کہا۔ "آہ! تو کیا آپ رات بسر کرنا چاہتے ہیں؟ مگر شاید آپ کو معلوم نہیں۔ قریب ترین گاؤں یہاں سے کئی میل کے فاصلہ پر ہے۔ البتہ کسی غریب آدمی کے گھر کا برا بھلا کھانا قبول ہو تو بندہ کا گھر حاضر ہے لیکن اگر آپ کو سفر جاری رکھنا ہی مطلوب ہو۔" اس نے لاپروائی کے مخصوص انداز سے کہا۔ "تو پھر مجھے آپ کو اگلے گاؤں تک چھوڑ آنے میں بھی عذر نہیں۔ اس کا معاوضہ عمدہ شراب کا صرف ایک گلاس ہوگا ... مگر ٹھہرئیے۔ میرے تھیلے میں گوشت کے بعض نہایت لذیذ ٹکڑے موجود ہیں۔ برہ کا بھنا ہوا گوشت پینے کو شراب اور سونے کو گرم بستر مل جائے۔ تو اس سے زیادہ آپ کو اور کیا چاہیئے؟"

"میں اس عنایت کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔" ڈیکن بروڈی نے کہا۔ "معلوم ہوتا ہے مجھے ایک رات کے لئے تمہیں تکلیف دینی پڑے گی۔ چونکہ سرد ہوا چل رہی ہے۔ اور میں بھی تھک گیا ہوں۔ اس لئے سفر کا باقی حصہ ملتوی کر کے مجھے تمہارے مکان تک چلنے میں عذر نہیں۔"

"تو چلئے۔" شکاری نے جواب دیا۔ "مجھے بھی آج غیر معمولی دیر ہو گئی ہے۔ میں خود پہاڑ میں

پھرتے پھرتے تھک گیا ہوں۔ گھر میں آگ جل رہی ہوگی۔ اس کی حرارت ہم دونوں کے لئے باعث راحت ہوگی۔ گھوڑا چلائیے۔ میں ساتھ چلتا ہوں۔"
برودی نے گھوڑا ہانک دیا۔ اور شکاری میٹھی میٹھی باتیں کرتا ساتھ ہو لیا۔

باب - ۹۵

بدی کا بدلہ

تھوڑی دیر چل کر دونو ایک جھونپڑی میں داخل ہوئے جس کا دروازہ ایک دراز قامت سوکھی کھڑنگ عورت نے جو عمر رسیدہ ہونے کے باوجود تیر کی طرح سیدھی تھی۔ کھولا۔ اس نے ڈنکن برودی کا پرتپاک خیر مقدم کیا۔ کہنے لگی "شکر ہے میرا بیٹا سینڈی بھی آپ کے ساتھ آگیا۔ دیر ہو جانے سے میرے دل میں کئی طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے تھے۔ کیونکہ ملک کا یہ حصہ غیر آباد اور برف باری کی وجہ سے خطرناک ہے"
سینڈی نے تھیلا ماں کے حوالے کیا۔ اور کہنے لگا "اس میں جو بہترین گوشت ہے تم اسے تیار کرو۔ میں ابھی آتا ہوں۔" اور وہ برودی کے گھوڑے کو مکان کے دوسرے حصہ میں جو اصطبل کا کام دیتا تھا چھوڑنے چلا۔ برودی نے جھونپڑی میں قدم رکھا۔ تو کتے کے غرانے کی ہلکی آواز سنائی دی جس سے اس نے معلوم کیا۔ کہ کتا شکاری ہے۔ لیکن وہ دہلیز پہ رک کر فکر و تشویش کی نظر سے ادھر اُدھر دیکھنے لگا۔

بڑھیا نے اس کی پریشانی دیکھی۔ تو تسکین کی غرض سے کہنے لگی "آپ ڈریں نہیں۔ کتا مضبوط بندھا ہوا ہے۔ چونکہ جگہ ویران ہے۔ اور سینڈی دن بھر باہر رہتا ہے۔ اس لئے ہم نے حفاظت کے لئے اسے پال رکھا ہے۔"

"بے شک یہ احتیاط معقول ہے۔" برودی نے تسلیم کیا۔ "مگر اس نسل کے کتے اجنبیوں سے اکثر نفرت کیا کرتے ہیں۔ اس لئے اگر میں ایک لمحہ کے لئے خوف زدہ ہو کر رک گیا۔ تو اس کی وجہ سے یہ نہ سمجھئے۔ کہ مجھے تمہاری مہمان نوازی پر کسی طرح کا شک ہے۔"

عورت اُسے جھونپڑی کے وسطی کمرہ میں لے گئی۔ جہاں خوشگوار آگ جل رہی تھی۔ وہاں پہنچ کر وہ کہنے لگی "آپ یہاں بیٹھئے۔ میں ابھی کھانا تیار کر کے لاتی ہوں۔ شراب کی بوتل حاضر ہے۔ اس سے آپ کو سردی رفع کرنے میں مدد ملے گی۔ ہماری جھونپڑی بہت اسلاف ہے۔ اور ہم غریب ہیں۔ مگر اس کا

یقین رکھئے۔ کہ ہمارا افلاس ہماری مہمان نوازی پہ اثر انداز نہ ہوگا۔"

"نیک عورت اس تسلی کیلئے میں تمہارا بھی اسی طرح شکریہ ادا کرتا ہوں جیسے پیشتر تمہارے بیٹے کا ادا کر چکا ہوں۔" بروڈی نے جواب دیا۔

اتنے میں سینڈی گھوڑا باندھ کر واپس آگیا اور بروڈی کو اطمینان دلا کر اس کے آرام کا پورا انتظام کر دیا گیا ہے۔ وہ اس کے ساتھ شراب پینے میں مشغول ہو گیا۔ اس کی ماں کھانا تیار کرنے لگی۔

شراب پیتے ہوئے سینڈی نے جو ایسے موقعوں پر بہت خلیق بن سکتا تھا۔ پوچھا "کیا آپ نے بہت لمبا سفر کیا ہے؟ ... مگر آہ! میں بھول گیا۔ یہ تو آپ نے پہلے ہی کہہ دیا تھا۔ کہ میں بہت دور سے آرہا ہوں۔ لیکن رستہ میں کیا آپ نے یہ عجیب افواہ بھی سنی۔ کہ میکڈانلڈ کے علاقہ میں بعض پر اسرار واقعات ظہور میں آئے ہیں؟ سہ پہر کو مجھے ایک شخص بالا ہولش کی طرف سے آتا ہوا ملا تھا۔ اس کی زبانی اتنا معلوم ہوا کہ شاہی فوج نے کل رات گلنکو میں بڑی تباہی پیدا کی۔"

"ہاں خبر تو میں نے بھی سنی تھی۔" بروڈی نے جواب دیا۔ مگر اس کی تفصیل معلوم نہیں ہوئی۔ اس لئے میں اس کی تصدیق یا تردید نہیں کر سکتا۔"

یہ الفاظ کہتے ہوئے اس نے اپنی ثقاہت کو پوری طرح برقرار رکھا۔ کیا مجال اس کے چہرہ پر ذرا سا تغیر بھی ظاہر ہوا ہو۔ ناظرین جانتے ہیں یہ شخص پورا ریاکار تھا۔ اس موقعہ پہ اس نے اس وصف سے خوب ہی کام لیا۔ وہ نہیں جانتا تھا۔ کہ ان لوگوں کا ساکنان گلنکو کی نسبت کیا خیال ہے اور میرے بیان کا ان پر کیا اثر ہوگا۔ پس اس نے لاعلمی ظاہر کرنا ہی محفوظ تر سمجھا۔ اس کے بعد مختلف معاملات پر گفتگو ہونے لگی۔ جتنے کہ کھانا تیار ہو گیا جسے بروڈی۔ سینڈی اور اس کی ماں نے مل کر کھایا۔ پھر تینوں نے شراب پی۔ لیکن بروڈی چونکہ تھکا ہوا تھا۔ اس لئے کھانا کھاتے ہی اس کی آنکھیں بند ہونے لگیں۔ اس نے آرام کی خواہش کی۔ اور بڑھیا اسے پاس والے کمرہ میں چھوڑ آئی۔ جہاں اس نے ایک جلتا ہوا چراغ رکھ دیا۔ اور مہمان کو شب بخیر کہہ کر واپس ہوئی۔

اکیلا رہ جانے پر ڈنکن بروڈی نے کمرہ کو غور سے دیکھنا شروع کیا۔ ناظرین اس مقام سے پہلے ہی واقف ہیں۔ سامان بہت ردی تھا۔ مگر ایسے غریب گھر میں اس سے بہتر کی امید بھی کیا ہو سکتی تھی۔ بروڈی کے دل میں کسی طرح کا شک و شبہ نہ تھا۔ سینڈی کی مخلصانہ گفتگو اور ماں کی مہمان نوازی نے اس کے دل میں اس کا موقعہ ہی نہیں آنے دیا تھا۔ پس اگر اس نے کمرہ کو غور سے دیکھا۔ اور یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اسے اندر کی طرف بند کرنے کا کوئی ذریعہ ہے یا نہیں۔ تو اسے کسی بدگمانی

پر محمول نہ کرنا چاہیئے۔ نہیں یہ ایک معمولی احتیاط تھی جسے ہر مسافر ضروری سمجھتا ہے۔ اور بڈروڈی کے پاس نو زرنقد بہت تھا جس کی حفاظت ضروری تھی۔ مگر اس نے دیکھا کہ دروازہ کو اندر کی طرف سے بند کرنے کے لئے زنجیر موجود نہیں۔ ناچار بھدی ساخت کا ایک بھاری سٹول اٹھا کر بند دروازہ کے آگے رکھ دیا۔ اور اس کے بعد کپڑے اتارنے لگا۔ شہزادہ ولیم اور اینڈریو سیلی جب ایک بار اس خوابگاہ میں آئے تھے۔ تو چارپائی کی ساخت سے ان کے دل میں شبہ پیدا ہو گیا تھا۔ مگر ڈنکن بڈروڈی کے دل میں اس کے متعلق بھی کوئی شبہ پیدا نہ ہوا۔ پہاڑی علاقہ کے غریب گھروں میں فرنیچر کے سامان کا کام کئی طرح کی چیزوں سے لیا جاتا ہے۔ علاوہ بریں اس چارپائی کے متعلق اس سے زیادہ عجیب بات بھی کیا تھی۔ کہ اس پر لکڑی کے تختے جڑے ہوئے تھے۔ ڈنکن تھکا ماندہ تھا۔ اس نے روپوں کی تھیلی سرہانہ کے نیچے رکھی۔ اور لیٹتے ہی سو گیا۔

سینڈی اور اس کی ماں اب تک اسی کمرہ میں تھے۔ جہاں تینوں نے مل کر کھانا کھایا تھا۔ بہت دیر تک دونو چپ رہے۔ اگرچہ جلتی ہوئی آگ کی روشنی میں نگاہوں کے انداز سے پایا جاتا تھا۔ کہ دونو کے دل میں ایک ہی طرح کے خیالات اٹھ رہے ہیں۔ آخر دونو ایک دوسرے کی طرف جھک گئے۔ اور دبی آواز میں گفتگو کرنے لگے۔

"تمہاری رائے میں معاملہ اس قابل ہے۔ کہ خطرہ مول لیا جائے؟" بڑھیا نے پوچھا۔

"مجھے اس کا پورا یقین ہے" بیٹے نے جواب دیا "دیکھتی نہیں ہو۔ وہ ایک عمدہ گھوڑے پر سوار ہے۔ اور صورت سے بھی مالدار معلوم ہوتا ہے۔ ایک عرصہ سے شکار ہاتھ نہیں آیا تھا۔ اس لئے اس موقعہ سے ضرور فائدہ اٹھانا چاہیئے۔"

"واقعی اس وقت کے بعد کہ وہ دو آدمی یہاں سے فرار ہوئے۔ کوئی مسافر ہمارے دام میں نہیں پھنسا۔" بڑھیا نے تسلیم کیا "سینڈی تمہیں یاد ہے۔ ان کے لئے ہمیں کتنی بھاگ دوڑ کرنی پڑی تھی؟"

"تو میں کیا اس واقعہ کو بھول سکتا ہوں؟" سینڈی نے جواب دیا۔ "کئی دن تک ہمیں یہی خوف لگا رہا تھا۔ کہ مبادا وہ مخبری کر دیں۔ اور سرڈونالڈ میک گریگر جس کا لباس ان میں سے ایک نے پہنا ہوا تھا۔ انتقام کے درپے ہو۔ اب جو میں سوچتا ہوں۔ تو واقعی حیرت ہوتی ہے کہ وہ معاملہ بالکل دب ہی گیا۔"

"اس کے چند ہفتے بعد ہم نے سنا تھا۔ کہ ایک غیر ملکی نواب اور اس کا خادم قلعہ گلیچر سے اسی وقت

بھاگ نکلے تھے ۔ جب قبیلہ میکڈانلڈ نے اس پر قبضہ کیا ۔ اس اطلاع سے ہمارا اطمینان ہو گیا تھا کہ دو شخص جو فرار ہوئے ضرور یہی ہونگے ۔"

"ہاں ۔ ہاں مجھے یہ واقعہ اچھی طرح یاد ہے ۔" سینڈی نے کہا ۔ "مگر ڈگلس نے مہمان کا تھا ۔ تم نے سنا اس نے دروازہ بند کرکے یہ اسٹول اس کے ساتھ رکھدیا ہے ۔"

"تم نے کیا ہوگا ؟" بڑھیا کہنے لگی ۔ اس سے پہلے کئی بار لوگوں نے اس سٹول کو دروازہ کے ساتھ رکھا ۔ مگر ہیں اسے کھولنے میں پھر بھی کامیاب ہو گئی ۔ پس اگر تمہارا ارادہ مصمم ہو تو اس کا اطمینان رکھو کہ ایسی رکاوٹیں آسانی سے رفع کی جا سکتی ہیں ۔ تم اپنی بندوق بھر لو ۔ اگر اس نے بیدار ہو کر مقابلہ شروع کیا ۔ تو ایک گولی اسے ٹھنڈا کرنے کو کافی ہو گی ۔ اور ہم اس کے روپیہ پر قبضہ کر لینگے لیکن میرا خیال ہے ۔ اس کی ضرورت نہیں ہو گی ۔ وہ بے خبر سو رہا ہے ۔ اور اب تک کسی طرح کا شبہ اس کے دل میں پیدا نہیں ہوا ۔"

"اماں تم دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سنو تو سہی ۔ کیا وہ حقیقت میں سو گیا ہے ؟ میری بندوق بھری رکھی ہے ۔ میں اسے اٹھاتا ہوں ۔"

عورت دروازہ کے پاس گئی ۔ اور چپ چاپ کان لگا کر سننے لگی ۔ ڈنکن بروڈی کے سانس لینے کی آواز گہری اور ہموار تھی جس سے اس نے اندازہ کیا کہ وہ بے فکر سو رہا ہے ۔ یہ معلوم کرکے اس نے آہستہ آہستہ دروازہ کو اندر کی طرف دھکیلنا شروع کیا جس کے ساتھ سٹول پیچھے کی طرف ہٹنے لگا یہ کام اس عیار عورت نے ایسی احتیاط سے کیا ۔ کہ نہ کسی طرح کا شور ہوا ۔ اور نہ سونے والے کی نیند میں خلل آیا ۔ چند منٹ کے عرصہ میں دروازہ اس قدر کھل گیا ۔ کہ سینڈی نے بازو داخل کرکے سٹول کو فرش زمین سے اونچا اٹھا لیا ۔ چونکہ اس کا بدن مضبوط تھا ۔ اور وہ بھاری سٹول کو بسہولت اٹھا سکتا تھا ۔ اس لئے کام کا یہ حصہ اس نے سرانجام دیا ۔

اب ان کے لئے کمرہ میں داخل ہونے کا رستہ کھلا تھا ۔ مگر جس وقت وہ اندر قدم رکھنے لگے تو بڑھیا نے یکایک سینڈی کا بازو پکڑ لیا ۔ اور اشارہ سے کہا "یہ کیا آواز تھی" ۔ وہ بُت کی طرح بے حرکت کھڑے ہو گئے ۔ مگر سینڈی نے ماں کے چہرہ کی طرف دیکھا ۔ تو معلوم ہوا اس کی توجہ مہمان کی طرف نہیں بلکہ مکان کے باہر کسی آواز کی طرف لگی ہوئی ہے ۔ اس نے آنکھ کے اشارہ سے پوچھا ۔ کیا بات ہے ؟ وہ اسے جھونپڑی کے دروازہ کی طرف لے گئی جسے اس نے غیر معمولی احتیاط سے کھولا ۔ کہ ایسا نہ ہو ۔ ڈنکن بروڈی بیدار ہو جائے ۔ اور اندھیری رات میں ویرانہ کی طرف کان

لگا کر غور سے سننے لگی۔

"آخر کیا معاملہ ہے؟" سینڈی نے آواز دبا کر پوچھا۔ "کیا سننے کی کوشش کر رہی ہو؟"

بڑھیا نے کہا۔ "جس وقت ہم خوابگاہ میں داخل ہونے لگے۔ تو مجھے کوئی آواز سنائی دی تھی"

"مگر اب تو کوئی آواز سنائی نہیں دیتی۔ کم از کم میں اُسے نہیں سُن سکتا۔ میرا خیال تو یہ ہے کہ محض تمہارا وہم ہوگا۔"

"ممکن ہے یہی بات ہو" بڑھیا نے کہا۔ پھر تھوڑی دیر اور کان لگا رکھنے کے بعد اس نے آہستہ سے گہری آواز میں کہا۔ "سینڈی کیا ہمیں دوسری دنیا کی آوازیں بھی سنائی دے سکتی ہیں؟ کچھ عرصہ سے میرا دل بہت کمزور ہو گیا ہے۔ اب میں اس مقام میں تنہا رہتے ہوئے ڈرتی ہوں۔ جہاں اتنے آدمی..."

"اماں بس کرو۔" سینڈی نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "یہ تو بچوں کی سی باتیں ہیں۔ میں اس قسم کے اندیشوں کو سراسر باطل سمجھتا ہوں۔ وہ آواز جس کا تم ذکر کرتی ہو۔ یقیناً تمہارے وہم میں ہوگی اور بالفرض اس ویرانہ میں کوئی مسافر اس وقت سفر کر بھی رہا ہو۔ تو کرے اس میں ہمارا کیا ہرج ہے؟ اُسے بھی آنے دو۔ ہم اس کے آنے تک چارپائی خالی کر چھوڑیں گے۔"

"نہیں سینڈی نہیں" عورت نے بیٹے کا بازو پکڑ کر التجائی لہجہ میں کہا۔ اور نظر غور سے اس کے چہرہ کی طرف دیکھنے لگی۔ "معلوم نہیں آج کیا بات ہے۔ کہ میرے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہو رہے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے۔ آج کوئی خاص ہی واقعہ ظہور میں آنے والا ہے۔ میرا کہا مانو۔ تو اس معاملہ کو یہیں تک رہنے دو۔"

"واہ! یہ آج تم کیسی بہکی باتیں کر رہی ہو۔" بیٹے نے دبی ہوئی مگر تند آواز سے کہا۔ "ایسی کمزوری کا اظہار آج تک تم سے نہیں ہوا تھا۔ ایسے کاموں میں تم ہمیشہ پہل کیا کرتی تھیں۔"

"سینڈی میں نہیں جانتی کیا بات ہے۔" بڑھیا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "مگر آج میرے دل میں از خود اندیشے پیدا ہو رہے ہیں..."

"تو تم انہیں جس قدر جلد رفع کر دو اچھا ہے۔" سینڈی نے جوش کے لہجہ مگر ہنوز دبی ہوئی آواز میں کہا۔ "ایک گلاس شراب کا پی لو۔ یا جو مناسب ہو کرو۔ بہرحال مجھے اس کام سے نہ روکو کیونکہ میں اسے کرنے پر تلا ہوا ہوں۔ تم جانتی ہو عنقریب ہم سے کئی طرح کے ٹیکسوں کا مطالبہ ہوگا پھر کیا ان کی ادائیگی کے لئے تمہارے پاس نقدی ہے؟ بالکل نہیں۔ اس لئے روپیہ کہیں نہ کہیں سے ملنا چاہیئے۔ اور سب سے سہل طریقہ یہی ہے کہ اس شخص سے حاصل کیا جائے۔"

بڑھیا نے تکرار کرنا نامناسب سمجھا۔ اس لئے کہ وہ بیٹے کی طبیعت سے اچھی طرح واقف تھی اور اُسے ناراض کرنا نہ چاہتی تھی۔ پس جھونپڑی کا دروازہ بند کر کے وہ پھر اس کے ساتھ اس مقام پر آئی جہاں آتش دان میں آگ جل رہی تھی۔ اور سینڈی کے مشورہ کے مطابق شراب کی بہت سی مقدار پی۔ اتنے میں سینڈی بندوق اُٹھا لایا اور ماں نے ماں کو خوابگاہ میں چلنے کا اشارہ کیا۔ دونوں اس طرح دبے پاؤں اندر داخل ہوئے۔ جیسے تجربہ کار مجرم کیا کرتے ہیں۔ ڈنکن برڈی کے کمرہ میں اب تک چراغ جل رہا تھا۔ اس کی روشنی میں انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ بے خبر سو رہا ہے۔ سونے میں کروٹ کی وجہ سے سرہانہ اِدھر اُدھر ہٹ گیا۔ اور تھیلی نظر آنے لگی۔ سینڈی کی تیز آنکھ نے فوراً اُسے دیکھ لیا ماں کی توجہ اس طرف دلاتے ہوئے اس نے اشارہ کیا۔ کہ تم آگے بڑھ کر اسے اُٹھا لو میں اتنے میں یہ بندوق لے کر ڈنکن برڈی کے سرہانے کھڑا رہتا ہوں۔

شراب پینے کے باوجود بڑھیا کا اضطراب اب تک رفع نہ ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اور وہ استقلال جس سے وہ عموماً کام لیا کرتی تھی مفقود ہو چکا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کسی خوفناک کھڈ کے کنارے کھڑی اور اس میں گرا چاہتی ہے۔ گھبراہٹ میں کام اس پھرتی سے نہ ہو سکا جس سے ہونا چاہیئے تھا۔ تھیلی نکالنے میں طلائی سکوں کی آواز جو پیدا ہوئی۔ تو اُسے سن کر برڈی کی آنکھ کھل گئی۔ نیم بیداری کی حالت میں جب اس نے معاملات کی یہ حالت دیکھی۔ تو غصہ اور خوف کی چیخ اس کے منہ سے نکل گئی۔ سینڈی نے جھٹ اس کے سر کا نشانہ لے کر بندوق چلا دی۔ گولی نے اس بدنصیب کا بھیجا اُڑا دیا۔ خون کے چھینٹے دیوار اور سرہانے پر گرے موت چشم زدن میں واقع ہوئی۔ اور ڈنکن برڈی جو حالت اضطراب میں اپنی جگہ سے اُٹھا ہوا تھا۔ مر کر پیچھے گر پڑا۔

"آہا! اس میں طلائی سکے ہیں!" سینڈی نے کھنکھناہٹ سن کر خوشی کے لہجہ میں کہا۔ اور تھیلی کو بیباکانہ انداز سے ماں کے ہاتھ سے چھین لیا۔ جو زرد رو اور رعشہ براندام لاش کی طرف دیکھ رہی تھی۔ پھر وہ اسے اس حالت میں دیکھ کر زیادہ جوش سے کہنے لگا "آخر اب تمہیں کیا تکلیف ہے؟ کیا اس سے پہلے تم نے کبھی لاش کی صورت نہ دیکھی تھی؟"

"لاشیں تو میں نے بہت دیکھی ہیں۔" بڑھیا نے مایوسانہ لہجہ میں جواب دیا۔ "مگر آج میرا دل کہہ رہا ہے۔ کہ یہ آخری واردات ہے۔ جو اس جھونپڑی میں ہوئی۔ سینڈی سچ جانو۔ ضرور ہم پر کوئی مصیبت نازل ہوا چاہتی ہے۔"

"اوہ! کیسی فضول باتیں کر رہی ہو۔ اگر اس سے بہتر کچھ نہیں ہو سکتا۔ تو بس چپ رہ کر مجھے لاش کو ٹھکانے لگانے میں مدد دو۔"

یہ کہتے ہوئے سینڈی نے طلائی سکوں کی تھیلی میز پر رکھ دی۔ اور خطرناک چارپائی کے ڈھکنے کو اس طرح حرکت دی کہ نیچے کا گڑھا نمودار ہو گیا۔ پھر اس نے اس تاریک غار میں مقتول بڈھے کی لاش کو دھکیل دیا۔ بوجہ کے پانی میں گرنے سے آواز پیدا ہوئی۔ پھر خاموشی چھا گئی۔

سینڈی اطمینان سے مسکرا کر کہنے لگا "چلو چھٹی ہوئی۔ بس اتنی بات تھی۔ جس کے لئے اسقدر اضطراب و پریشانی کا اظہار ہو رہا تھا۔" پھر وہ چارپائی کے ڈھکنے کو اس کی صحیح حالت میں لا کر کہنے لگا "لاؤ اب دیکھیں۔ مہمان کے کپڑوں میں کوئی اور بھی کام کی چیز ہے یا نہیں؟"

اس نے بدنصیب ڈنکن بروڈی کے کپڑوں کی دیکھ بھال شروع کی۔ اور تھوڑی دیر میں اس کی جیب سے وہ خط نکالا۔ جو کپتان کیمبل نے سر رونالڈ میک گریگر والئے گلنرچی کے نام لکھا تھا اُسے دیکھ کر وہ کہنے لگا "معلوم ہوتا ہے وہ اسے لیکر میک گریگر کے وہاں جا رہا تھا۔ مگر لاؤ اسے کھول کر تو دیکھیں۔ اماں تم کہا کرتی ہو میں لکھ پڑھ سکتی ہوں۔ ذرا اس کا مضمون تو بتاؤ" اور یہ کہتے ہوئے اس نے خط اس کے ہاتھ میں دے دیا۔

"چپ سینڈی چپ!" بڑھیا نے بیٹے کے بازو کو زور سے پکڑتے ہوئے کہا

وہ گھبرا کر کہنے لگا "بے شک کئی آدمیوں کی چاپ معلوم ہوتی ہے۔ جو شاید مسافر ہیں۔ تم جا کر پہلے انہیں دیکھو۔ اور اگر ضرورت ہو۔ تو ان پر کتا چھوڑ دو۔ میں اتنے یہاں کا انتظام کرتا ہوں۔"

مگر الفاظ اس کے منہ میں ہی تھے۔ کہ جھونپڑی کا دروازہ بڑے زور سے کھلا۔ اور شاہی فوج کے آدمی اندر گھس آئے۔ ان کے ساتھ ایک شخص سادہ لباس میں تھا۔ اور وہی ان کو ضروری احکام دے رہا تھا۔

خوابگاہ میں روشنی دیکھ کر وہ سپاہیوں سے کہنے لگا "پہلے اس طرف آؤ" اور ان کے آگے تیز چلتا ہوا کمرہ مذکور کی طرف روانہ ہوا۔

سینڈی نے اس جماعت کی طرف خوف کی نظروں سے دیکھا۔ اس کی ماں بھی حالت اضطراب میں اپنی جگہ پر کھڑی رہ گئی۔ مگر دونو نے ایک ہی نظر میں پہچان لیا۔ کہ یہ سادہ پوش وہی ہے۔ جو کسی زمانہ میں ایک غیر ملکی نوابکے ساتھ یہاں آیا تھا۔ فی الحقیقت یہ شخص اینڈریو سیلی کے سوا کوئی

اور نہ تھا۔

آخر الذکر نے بھی ایک ہی نظر میں جان لیا۔ کہ یہاں ضرور کوئی واردات ہوئی ہے۔ شبہ اس کے دل میں پہلے ہی تھا۔ کیونکہ اس نے اور سپاہیوں نے ذرا دیر پہلے بندوق چلنے کی آواز سُنی تھی۔ اور ماہی گروہ اس طرح بے تحاشا گھس آئے تھے۔ علاوہ بریں خون کے داغ جواب تک تکیہ اور دیوار پر موجود تھے۔ ان سے واقعہ پیش آمدہ کی پوری طرح تصدیق ہوتی تھی۔ مقتول کے کپڑے ایک کرسی پر اور طلائی سکوں کی تھیلی میز پر رکھی ہوئی تھی۔

"یہ قاتل ہیں۔ انہیں گرفتار کر لو" اینڈریو نے سپاہیوں کو حکم دیا۔ اور انہوں نے فوراً ماں بیٹے کو حراست میں لے لیا۔ پھر وہ جوش کے لہجہ میں کہنے لگا "بدبختو۔ سچ سچ بیان کرو۔ تم نے کسے ہلاک کیا ہے۔ خبردار انکار نہ کرنا۔ کیونکہ انکار بیسود ہے۔ تمہارے جرم کی شہادت سامنے موجود ہے"

"رحم! رحم! بدنصیب عورت نے پریشانی کی حالت میں چیختے ہوئے کہا۔ اے صاحب اگر میری جان بخشی ہو۔ تو میں سارا حال بیان کرنے کو آمادہ ہوں۔"

"اماں کیسی بہکی باتیں کر رہی ہو۔ سارا حال بیان کرنے پر بھی تو یہ لوگ تمہیں پھانسی دیئے بغیر نہ چھوڑینگے۔" سینڈی نے ماں سے کہا۔

"پھانسی!" بڑھیا نے چیختے ہوئے کہا۔ نہیں نہیں وہ مجھ ایسی غریب اور سن رسیدہ عورت کو یہ سزا نہیں دے سکتے۔ مگر کچھ بھی ہو میں ان کے رحم پر بھروسہ کر کے سارا حال بیان کرتی ہوں۔ ہاں صاحب یہ سچ ہے کہ ہم نے ایک شخص کو جو اس علاقہ میں سفر کر رہا تھا قتل کر دیا ہے۔ مگر ہمیں معلوم نہیں وہ کون تھا۔ ہاں اس کی جیب سے ایک خط نکلا ہے۔ وہ شاید اس معاملہ پر روشنی ڈال سکے"

جس وقت حملہ آور جماعت جھونپڑی میں داخل ہوئی۔ تو بڑھیا نے گھبرا کر خط ایک طرف پھینک دیا تھا۔ اب اینڈریو لیسلی نے اسے اُٹھایا۔ اور چراغ کے پاس جا کر اُسے پڑھنے لگا۔ لکھا تھا:۔

ایرڈوس لیسلی۔

محترم دوست۔

میں جانتا ہوں کہ آپ کو بدمعاشوں اور ڈاکوؤں کی اس جماعت سے جو جنگل کی وحشت خیز وادی میں آباد تھی۔ کسی طرح کی ہمدردی نہیں۔ بلکہ اگر میرا حافظہ صحیح کام دیتا ہے تو آپ اس تجویز کی تکمیل کے بے چینی سے منتظر تھے جس کا اشارہ ایک بار میرے معزز رشتہ دار ارل آف بریڈل بین نے کیا تھا۔ اس سلسلہ میں اب میں یہ دلخوش کن خبر بھیجتا ہوں۔ کہ سانپ بچھوؤں کے اس مسکن کو شب گذشتہ

فنا کر دیا گیا۔ بادشاہ سلامت نے ان کے خلاف آگ اور تلوار سے کام لینے کا جو فرمان جاری کیا تھا۔ اس پر پوری طرح عمل کیا گیا۔ ان بدمعاشوں کا بڑا حصہ تلف ہو گیا۔ اور گو چند آدمی بچ گئے۔ تاہم مجھے یقین ہے۔ کہ وہ بھی سردی اور برف میں ہلاک ہو گئے ہونگے۔ والئے گلنکو۔ اس کی بیوی۔ ان کا بڑا بیٹا ایلین۔ والئے ٹکن خان اور اس کا رشتہ دار ہمیش یہ سب موقعہ پر قتل ہوئے۔ افسوس اگر ہے تو صرف اس بات کا۔ کہ راڈرک۔ اس کی بیوی اور بچہ یہ تینوں کسی طرح بچ کر نکل گئے۔ جو حالات اب تک سننے میں آئے ہیں۔ ان سے یہ بھی معلوم ہوا ہے۔ کہ ایک اجنبی عورت لیڈی ایلین کے دھوکہ میں ہلاک ہوئی۔ مگر اس کے متعلق پورے حالات کا علم مجھے نہیں ہو سکا۔ اس لئے میں نہیں کہہ سکتا۔ وہ کون تھی۔ اور کس لئے قلعہ میں آئی تھی۔ اور اب یہ راز حل ہونا اس لئے مشکل ہے۔ کہ جو لوگ قلعہ میں ہلاک ہوئے۔ ان کی لاشیں بھی آگ میں جل کر خاک ہو چکی ہیں۔ مگر خیر اس کا مضائقہ نہیں۔ قبیلہ میکڈانلڈ کا دوست کوئی بھی ہو۔ مساوی سزا کا مستوجب تھا۔ شکر ہے کہ اب وادی میں کوئی گھر باقی نہیں نہ کوئی انسان وہاں آباد ہے۔ اور مجھے یقین ہے کہ یہ خبر ہر طرح آپکے لئے باعث تسکین ہوگی۔

اس واقعہ پر میری دلی مبارکباد قبول کیجئے۔

آپ کا دوست اور خادم

جان کیمبل

مکرر یہ کہ حامل خط ایک شخص ڈنکن بروڈی گلنکو ہی کا رہنے والا ہے۔ اس نے ہمیں اس کام میں بہت مدد دی تھی۔ لیکن اس کی امداد سے قطع نظر میں اسے ایک نہایت بدسرشت اور خطرناک آدمی سمجھتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا۔ وہ آپکے پاس ٹھیرے۔ اس لئے جتنا جلد ممکن ہو۔ اسے ایڈنبرگ کو روانہ کر دیجئے۔

خط کے مضمون میں جس مقام پر ایک اجنبی عورت کا ذکر تھا جسے لیڈی ایلین سمجھکر قتل کر دیا گیا وہاں پہنچکر ینڈریو کو بڑی پریشانی ہوئی۔ اسے معلوم تھا۔ کہ اس کی بیوی وادی گلنکو کی طرف روانہ ہو گئی تھی۔ اور جب اس نے اس کی روانگی کے وقت کا حساب لگایا۔ تو معلوم ہوا وہ پہلی شام کو ضرور قلعہ گلنکو میں پہنچ گئی ہوگی۔ پس اس خیال سے اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ کہ ایسا نہ ہو قبیلہ میکڈانلڈ کے ساتھ جو پر اسرار اجنبی عورت ہلاک ہوئی وہ مارگریٹ ہی ہو۔

خط کا مضمون ختم کر کے اس نے گھبرا کر کہا۔ "گھوڑا لاؤ۔"

"گھوڑا اصطبل میں حاضر ہے۔" بوڑھی عورت نے اس شخص کو جس کے ہاتھ میں اس کی زندگی تھی کسی نہ کسی طرح خوش کرنے کی نیت سے کہا۔

"اسے فوراً کس کے تیار کرو" اینڈریو نے حکم دیا۔ "جاؤ کوئی شخص پہلے اس کام کو انجام دے تاخیر بالکل نہ ہو۔"

اس کے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی جس کے بعد وہ سپاہیوں کو جھونپڑی کے مکینوں کی نسبت چند ضروری ہدایات دے کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ سپاہیوں میں سے ایک سے سرائے کنگس ہوم کا پتہ معلوم کر کے وہ رات کی تاریکی میں ہی رستہ کی صعوبتوں کی پروا نہ کرتا ہوا اس سمت منزل میں روانہ ہوا۔ کہ جس طرح ممکن ہو اس شبہ کو جو اپنی چہیتی بیوی مارگریٹ کی نسبت اس کے دل میں پیدا ہو گیا تھا۔ رفع کرے۔

باب ۹۶

اینڈریو کی تحقیقات

یہاں پر تھوڑی دیر کے لئے اس داستان کا سلسلہ روک کر ہم یہ بیان کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ اینڈریو لیسلی کس لئے اپنی بیوی کی روانگی کے فوراً ہی بعد دربار شاہی سے سکاٹ لینڈ کے پہاڑی اضلاع کی طرف روانہ ہوا تھا۔ دراصل جب سے ولیم آف آرینج تخت پر بیٹھا۔ اسے کئی بار وہ واقعہ یاد آ چکا جو اس زمانہ میں کہ وہ کونٹ ڈی ہیلڈر کا بھیس بدلے ہوئے ان اضلاع میں پھر رہا تھا۔ ایک رات اسے اینڈریو لیسلی کے ساتھ جنگل کی ایک ویران جھونپڑی میں پیش آیا تھا۔ اسے یقینی طور پر معلوم ہو گیا تھا۔ کہ اس جھونپڑی کے رہنے والے پیشہ ور قاتل ہیں۔ پس اس نے آرگل شائر کے مقامی حکام سے اس بارہ میں ضروری معلومات حاصل کیں۔ اور وہ معلومات ایسی تھیں۔ کہ ان کی بدولت ان ماں بیٹے کو گرفتار کر کے سزا دی جا سکتی تھی۔ تجویز جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ایک مدت سے اس کے دل میں تھی۔ مگر کام کی مصروفیت میں ہر بار ملتوی ہوتی رہی حتٰے کہ آخرکار جب اس نے وادی گلنکو کو فنا کرنے کا فرمان جاری کیا۔ تو اس سلسلہ میں پھر ایک بار اسے وہ واقعات یاد آئے۔ جو اس کو اپنے وفادار خادم اینڈریو لیسلی کی معیت میں پیش آئے تھے مگر ارل آف بریڈل بین فرمان کی نقل لے کر لندن سے روانہ ہو چکا تھا۔ اور شاہ ولیم کو افسوس تھا

کہ میں نے ارل کو ہی جھونپڑی کے بارہ میں ضروری ہدایات کیوں نہ دے دیں۔ اس کے قریباً دو ہفتہ بعد جب مارگرٹ لیسلی خفیہ طور پر علیحدگی میں پہاڑ کو روانہ ہوئی۔ تو اس کے شوہر کو بھی ان خطرات کے سلسلہ میں جو اسے سفر کرتے ہوئے پیش آ سکتے تھے۔ اس جھونپڑی کا خیال آیا۔ اور اس نے اس بارہ میں بادشاہ کی یاددہانی کی۔ بادشاہ نے سوچا۔ ایک ایسے اہم معاملہ کی طرف سے اتنی مدت غافل رہنا واقعی خطرناک ہے۔ پس اس نے فیصلہ کیا کہ ایک قاصد کو شاہی احکام دے کر فوراً ارگل کے قصبہ انوریری کی طرف روانہ کیا جائے۔ اینڈریو کو بیوی کی فکر دامنگیر تھی۔ اس نے اس کام کے لئے اپنی ہی خدمات پیش کیں۔ اور کہا۔ ایک تو میں اس جھونپڑی کے رہنے والوں کو جانتا ہوں۔ دوسرے اس کے اسرار سے بھی واقف ہوں۔ پس میں اس فرض کو بہتر انجام دے سکوں گا۔ بادشاہ نے اس کی تجویز منظور کی۔ اور لیسلی لندن سے روانہ ہو کر اسی شام کو انوریری پہنچا۔ جہاں سے وہ سپاہیوں کی ضروری تعداد لے کر جھونپڑی کی طرف چلا۔ چونکہ رستہ میں چند سپاہی پیچھے رہ گئے تھے۔ اس لئے اینڈریو نے ان کو بگل کی آوازیں دیں۔ یہی وہ آوازیں تھیں۔ جنہوں نے بڑھیا کے کانوں میں پہنچ کر اس کے ارادہ کو متزلزل کر دیا تھا۔ آخر جس وقت یہ لوگ جھونپڑی کے قریب پہنچے اور انہیں بندوق چلنے کی آواز سنائی دی۔ تو وہ بے تحاشا دروازہ توڑ کر اندر گھس گئے۔

اس قدر تفصیل کے بعد ہم اینڈریو لیسلی کے پیچھے چلتے ہیں جسے ہم نے تیرہ و تار رات میں رستہ کے خطرات کی پروا نہ کر کے سرائے لنگس ہوس کی طرف سفر کرتے چھوڑا تھا۔ تھوڑی دور ایک گاؤں میں پہنچ کر اس نے ایک رہبر کی خدمات حاصل کیں اور دونو سوار تیز چلتے ہوئے سرائے مذکور میں پہنچ گئے۔ یہاں اس نے بڈھے مالیس اور اس کی بیوی کو سخت پریشانی کی حالت میں پایا۔ اور ان کے اولین الفاظ سے اس کے بدترین اندیشوں کی تصدیق ہو گئی۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ غریب مارگرٹ اب زندہ نہیں۔ اس کی عدم واپسی ہی ظاہر کرتی تھی۔ کہ بے رحم ہاتھوں نے اسے بھی قتل کر دیا۔ اپنی بیوی کے شکستہ دل عمر رسیدہ رشتہ داروں کی زبانی اسے معلوم ہوا کہ وادی کو جاتے ہوئے وہ تھوڑی دیر سرائے میں ٹھہری تھی۔ اور وہ رات جب قتل عام ہوا۔ اس نے ان کی گفتگو ہی میں بسر کی۔ ایسے حالات میں اس کا واپس نہ آنا اس کے سوا کیا ظاہر کرتا تھا۔ کہ بدنصیب عورت اب زندہ نہیں رہی ہے۔

اینڈریو لیسلی نے جب یہ حالات سنے۔ تو دنیا اس کی نظروں میں اندھیر ہو گئی۔ مجنون وحشی کی طرح اس نے بے رحم قاتلوں اور ان کے ساتھ بادشاہ کو بھی جس کا وہ نہایت وفادار خدمت گذار

تھا۔ اور جس کے فائدہ پر وہ دنیا کی ہر شے کو قربان کرنے کے لئے آمادہ رہتا تھا۔ گالیاں دینی شروع کیں وہ بار بار کہتا تھا۔ کہ مارگرٹ کا قاتل حقیقت میں بادشاہ ہے۔ کیونکہ اسی نے اس فرمان پر دستخط کئے تھے۔ جس کے مطابق وہ سب لوگ جو وادی میں تھے۔ گشتنی اور گردن زدنی قرار پائے تھے۔ اور یہ اسی فرمان کی تعمیل کا نتیجہ تھا۔ کہ اس کی بیوی بھی قتل عام کے سلسلہ میں ہلاک ہوئی۔ بڑی مشکل سے اس کی طبیعت کو قرار آیا۔ اور جوش نے غم کی صورت اختیار کی۔ اس نے کیمبل کی چٹھی کو پھر ایک بار پڑھا اور ان الفاظ کے ابہام کو پیش نظر رکھتے ہوئے جس میں کسی اجنبی عورت کی ہلاکت کا ذکر تھا۔ مزید تحقیقات کا عزم کیا۔ موجودہ رنج والم کی حالت میں وہ مارگرٹ کے سن رسیدہ رشتہ داروں کو کیا تسکین دے سکتا تھا۔ پھر بھی رسماً چند الفاظ کہکر اس نے اپنے اور رہبر کے لئے تازہ دم گھوڑے حاصل کئے۔ اور سیدھی راہ پر اپرڈس کیمبل کی طرف روانہ ہوا۔ اس مقصد کے لئے اسے وادی گلنکو میں داخل ہونے کی ضرورت نہ ہوئی۔ اپرڈس جاتے ہوئے اس خونیں سرزمین کا جنوب مغربی حصہ جس کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی تھیں۔ دائیں ہاتھ رہ گیا۔ مگر اس خوفناک وادی کے پاس سے گزرتے وقت بے اختیار یہ سوال اس کے دل میں پیدا ہوا۔ کیا یہی اس سرزمین کی حد فاصل ہے جہاں میری پیاری مارگرٹ عالم شباب میں قتل ہوئی۔ اور اس کی لاش آگ میں جل کر راکھ ہوگئی؟ اس کا دل بار بار کہہ رہا تھا۔ کہ یہ سانحہ پیش آچکا ہے۔ امید کی ذرا سی جھلک بھی اس کے لئے باقی نہ تھی۔

دوپہر ہو چکی تھی۔ کہ وہ قلعہ اپرڈس میں پہنچا۔ ارل آف بریڈل بین ابھی ابھی کلچرن کو روانہ ہو گیا تھا مگر کپتان کیمبل اور اس کی بہن آمنڈا اب تک وہیں تھے۔ اینڈریو لیسلی نے اپنے کو صرف خاص کا نوکر ظاہر کرکے کپتان سے ملاقات کی اجازت طلب کی۔ نائب کپتان قلعہ اس کا عہدہ معلوم کرکے بڑے اخلاق سے پیش آئے۔ اور اسے ایک خوشنما اور آراستہ کمرہ میں لے گئے۔ تھوڑی دیر میں کپتان بھی وہیں آگیا۔ اس سے پہلے دونوں کی ملاقات نہ ہوئی تھی۔ نہ کپتان کو اس امر کا علم تھا کہ مارگرٹ ماریسن کی شادی اینڈریو لیسلی سے ہو چکی ہے۔ ملاقات کے وقت اینڈریو نے جہاں تک ممکن تھا اس رنج والم کو بھی جس کا شعلہ اس کے سینہ میں زور سے بھڑک رہا تھا۔ دبانے کی کوشش کی۔ کیونکہ اس تحقیقات کے سلسلہ میں حزم و احتیاط ضروری تھی۔ غم و غصہ کے اظہار سے پہلے وہ ان اندیشوں کی جو کیمبل کی چٹھی کے الفاظ سے پیدا ہوئے تھے۔ تصدیق کرنا ضروری سمجھتا تھا باوجود ہر قسم کی فکر و تشویش کے اس کے شبہات اب تک مبہم تھے۔ اور اس کو قطعاً علم نہ تھا کہ صحیح واقعات کیا ہیں۔ اور معاملہ آخر کار کیا صورت اختیار کرے گا۔ بہرحال اس کا اسے نقش

تھا کر کیمبل کو حقیقت حال کا اس سے بہت زیادہ علم ہے۔ جس کا اظہار اس نے اپنے خط میں کیا ہے اور
اچھی طرح سے معلوم ہے۔ اس کی تفصیل اتنی اہم ہے کہ اس نے اس کی نسبت رازداری سے کام لینا
ضروری سمجھا ہے۔

جس وقت اینڈریو سیلی کپتان کیمبل کے سامنے گیا۔ تو آخرالذکر اس سے بڑے اخلاق و
محبت سے پیش آیا۔ کہنے لگا۔ بادشاہ کے دربار کا ہر شخص ہماری دلی عزت و تعظیم کا مستحق ہے۔ میرے
چچا سر کالن یقیناً میرے الفاظ کی تصدیق کرتے۔ مگر چونکہ آپ نے مجھ سے ملنے کی خواہش کی۔ اس لئے
وہ نہیں آئے۔ میرا خیال ہے ملک معظم نے اس لئے آپ کو بھیجا ہے۔ کہ آپ ان کے منصفانہ فرمان کی
تعمیل کے مفصل حالات معلوم کریں۔"

"ہاں اسی لئے" سیلی نے جواب دیا۔ "اور کپتان کیمبل میں درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ اس واقعہ
کی ساری تفصیلات بیان کریں۔"

کپتان نے قتل عام کی تفصیل بیان کی۔ مگر جیسا قدرتی تھا اپنی بہن آئنڈا اور اس کے ہاتھوں
ایک اجنبی عورت کے لیڈی ایلین کے دھوکے میں ہلاک ہونے کا ذکر نظر انداز کر دیا۔

اینڈریو نے سارے حالات توجہ سے سنے۔ اس کے بعد کہنے لگا۔ "اب میں بھی آپ سے ایک
چھوٹی سی خبر عرض کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے کہ جس قاصد کو آپ نے سر رونالڈ میک گریگر کے پاس بھیجا
تھا۔ اُسے کل رات بڑی بے رحمی سے قتل کر دیا گیا۔ . . ."

"قتل! آہ!" کیمبل نے اس بیان سے چونک کر کہا۔ مگر جلدی ہی سلسلہ بیان جاری رکھ کر وہ حقارت
آمیز لہجہ میں کہنے لگا۔ "خیر وہ شخص نامراد از مزدرت تھا۔ میری رائے میں جرم کی نوعیت کے سوا اس معاملہ
میں کوئی بات زیادہ قابل افسوس نہیں۔ مگر ہاں اس کی تفصیل تو بیان کیجئے۔"

اینڈریو سیلی نے مختصر طور پر سارے حالات بیان کئے۔ اور وہ خط بھی پیش جو کیمبل نے میک
گریگر کے نام لکھا ، اور ڈنکن بروڈی کے قتل پر اس کے ہاتھ آیا تھا۔
کہنے لگا۔ "اس خط میں ایک فقرہ اس قسم کا ہے۔ جس کا مطلب میں اب تک نہیں سمجھا۔ اور جس کی
تفصیل کا اب میں آپ سے خواستگار ہوں۔"

"کہئے وہ کونسا فقرہ ہے؟ جو کچھ مجھے معلوم ہے۔ اس کے بیان کرنے میں عذر نہیں۔" کپتان نے
اس انداز سے کہا۔ گویا وہ چاہتا تھا کسی طرح اینڈریو بادشاہ کے سامنے میرا ذکر تعریفی الفاظ
میں کرے۔

"یہ" لیسلی نے خط کے مضمون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ اور اس کے بعد اس میں سے اصلی الفاظ پڑھ کر سنائے۔ جو یہ تھے: "جو حالات اب تک سننے میں آئے ہیں۔ ان سے یہی معلوم ہوا ہے کہ ایک اجنبی عورت لیڈی ایلن کے دھوکہ میں ہلاک ہوئی۔ مگر اس کے متعلق مجھے پورے حالات کا علم نہیں ہو سکا۔"

ان الفاظ کو سن کر کیمبل کا چہرہ سیاہ ہو گیا۔ کیونکہ وہ نہیں چاہتا تھا کہ گفتگو کے قتل عام میں اپنی بہن کی شرکت تسلیم کرے۔ پہلے اس کے منہ سے بے اختیار نکلا "آہ!" مگر پھر جلدی ہی سنبھل کر وہ کہنے لگا۔ "ماسٹر لیسلی آپ جانتے ہیں۔ یہ خط پرائیویٹ تھا۔ اس کا مضمون میں نے ایک دوست کے نام لکھا تھا۔ اور اس کے سوا وہ کسی غیر کی نظروں میں نہ آنا چاہیئے تھا۔"

"یہ بالکل درست ہے۔" اینڈریو نے جواب دیا۔ "اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ اگر خط کھلا ہوا نہ ملتا۔ تو میں ہرگز اس کا مضمون جاننے کی کوشش نہ کرتا۔ مگر چونکہ وہ بعض خاص حالات میں میرے ہاتھ آیا۔ اور ان حالات میں میں اس کا مضمون پڑھنے پر مجبور ہوا۔ اس لئے بعض شبہات کو رفع کرنا لازم آیا۔ کپتان کیمبل میں اس اجنبی عورت کے مفصل حالات جاننا چاہتا ہوں۔ جس کی پراسرار ہلاکت کا مجمل ذکر آپ کے خط میں درج ہے۔ آپ ہی اس اجمال کی تفصیل بیان کر سکتے ہیں اس لئے فرمائیے وہ کیا حالات ہیں جنہیں آپ نے اس خط میں درج نہیں کیا۔"

"ماسٹر لیسلی" کیمبل نے ذرا رک کر جواب دیا۔ "اگر آپ کے سوالات کا مل دوستانہ پیرایہ میں ہوں۔ تو پھر مجھے صحیح حال بیان کرنے میں تامل نہیں ہو سکتا۔"

"واقعی میرے سوالات کا پیرایہ یہی ہے۔" اینڈریو نے جو اپنی بیوی کی موت کا راز کسی نہ کسی طرح حل کرنا ضروری سمجھتا تھا کہا۔ "آخر میں بھی تو اسی بادشاہ کا خادم ہوں۔ جس کے حکم سے وادی میں عتاب نازل ہوا۔"

"یہ ٹھیک ہے۔ بلا شبہ اگر بادشاہ کا حکم نہ ہوتا۔ تو ہم ایسا وار کرنے کی جو منصفانہ ہونے کے باوجود خوفناک تھا ہرگز جرات نہ کرتے۔"

"بس تو آپ سمجھ سکتے ہیں میں آرگل شائر میں ان لوگوں سے جھگڑا کرنے نہیں آیا۔ جنہوں نے اس فرمان کی تعمیل کی۔"

"آپ بجا کہتے ہیں۔" کیمبل نے اینڈریو لیسلی کے بیان کی اہمیت کو تسلیم کرتے ہوئے جواب دیا۔ اور پھر کہنے لگا۔ "اصل یہ ہے کہ جس معاملہ کا میں نے سر رونالڈ میک گریگر کے خط میں مبہم ذکر کیا ہے۔ وہ

بہت ہی نازک ہے۔"

"میں تسلیم کرتا ہوں۔" لیسلی نے جواب دیا "مگر کپتان کیمبل میرے اور آپ کے درمیان کسی طرح کی رازداری کیوں ہو؟ پھر بھی اس کا بھی آپ سے وعدہ کرتا ہوں۔ کہ سارے حالات بادشاہ سلامت کے روبرو بیان کرتے ہوئے میں انہی باتوں کے ذکر پر اکتفا کروں گا۔ جو آپ کے حق میں ہوں۔ بہرحال مجھ سے آپ کوئی بات چھپا کر نہ رکھیں۔"

"بہت اچھا" کپتان نے لیسلی کے دوستانہ اور پر اعتماد لہجہ سے متاثر ہو کر کہا۔ "آپ بھی سکاٹ لینڈ کے رہنے والے ہیں۔ اس لئے یقیناً اس حقیقت سے بے خبر نہیں ہو سکتے۔ کہ ہمارے ملک میں بعض ایسی عورتیں موجود ہیں۔ جن کے اندر مردوں کا سا جوش پایا جاتا ہے۔ ان کے احساسات مردوں کے برابر لطیف ہیں۔ اور جوش کی حالت میں وہ اپنے وطن کی حفاظت یا بے حرمتی کے انتقام کے لئے تلوار اور خنجر سے کام لینے سے بھی دریغ نہیں کرتیں۔ کیوں مسٹر لیسلی کیا آپ کی رائے میں ایسا نہیں ہے؟"

"جی ہاں ہے۔" اینڈریو نے بمشکل اپنی تشویش کو چھپاتے ہوئے کہا۔ کیونکہ وہ محسوس کرتا تھا اب کوئی عظیم راز منکشف ہوا چاہتا ہے۔ "مگر آگے کہیئے۔"

"میری بہن آئنڈا اسی طبیعت کی عورت ہے۔" جان کیمبل نے سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ "ایک زمانہ میں اس کو مارک میکڈانلڈ سے محبت تھی۔ مگر وہ اس سے نفرت اور حقارت سے پیش آیا۔ اس بدسلوکی سے آئنڈا کی محبت نے بھی نفرت کی صورت اختیار کی۔ اور وہ انتقام کے درپے ہوئی اس وقت سے وہ ایسے موقعہ کی منتظر تھی۔ جب تدبیر انتقام عمل میں لائی جا سکے۔ یہ موقعہ آخر اس وقت حاصل ہوا۔ جب سائنان وادی کے قتل عام کا حکم جاری ہو گیا۔ مارک میکڈانلڈ نے میری بہن کی محبت کو نظر انداز کر کے ایلین گلن فان سے شادی کی تھی۔ اس لئے آئنڈا اسے اپنا دشمن سمجھتی تھی۔ ایسے حالات میں کیا آپ نہیں سمجھ سکتے۔ کس طرح آئنڈا نے جوش کی حالت میں اس کا مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ میکڈانلڈ قبیلہ کے قتل میں جہاں تک ممکن ہوگا۔ میں بھی حصہ لوں گی۔ کس طرح اس نے صنف نازک کی لطافت کو ترک کر کے مردانہ لباس پہنا۔ اور ہماری فوج میں شریک ہو کر قلعہ میں داخل ہوئی۔ کس طرح وہ سکونتی مکان تک پہنچی ۔ ۔ ۔"

"آہ اب میں سارا حال سمجھ گیا" لیسلی نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ وہ اس وقت سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا۔ مگر ظاہر میں اس نے اپنے سکون کو پوری طرح برقرار رکھا۔ صورت سے یہی معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس بیان کا اس کے دل پر کچھ بھی اثر نہیں ہوا۔

"بس تو آپ سمجھ سکتے ہیں۔" کپتان نے اپنا بیان جاری رکھتے ہوئے کہا "کس طرح میری بہن نے اس رات کے واقعات میں حصہ لیا۔ اور اس اجنبی عورت کو جو معلوم نہیں کون تھی۔ راڈرک کی بیوی ایلین سمجھ کر قتل کر دیا۔ اب آپ یہ بھی جان سکتے ہیں کس لئے میں نے خط میں اس نازک معاملہ کا ذکر محض اشارتاً ہی کیا تھا۔"

"ایسا کرنا ضروری تھا" لیسلی نے کہا۔ اور پھر چند منٹ رک کر جبکہ اس کے سینہ میں آگ سی لگ رہی تھی۔ اس نے کہا "اب کیا آپ کی بہن یہاں موجود ہے؟"

"ہاں ہے۔" کیمبل نے اس سوال پر متعجب ہو کر کہا۔ اگرچہ وہ سمجھ گیا۔ کہ اس سلسلہ میں دوسرا سوال کیا ہوگا۔

"اور کیا اس نے اس اجنبی عورت کا جو اس کے ہاتھوں ماری گئی تھی۔ کوئی حلیہ آپ سے بیان کیا؟"

"نہیں" کیمبل نے جواب دیا۔ "اور نہ میں نے اس سے پوچھنا ضروری سمجھا۔ لیکن اگر آپ اس بارہ میں مزید تفصیل چاہتے ہیں۔ تو میں اس سے حاصل کر سکتا ہوں۔"

"آپ تکلیف نہ کریں" لیسلی نے جواب دیا۔ "اگر کوئی بات مانع نہ ہو۔ تو میں سارے حالات خود ان سے دریافت کیا چاہتا ہوں۔"

"آہ!" کپتان نے جس کے اندیشوں کی تصدیق ہونے لگی تھی۔ بڑبڑا کر کہا "کیا آپ آئیڈا سے ذاتی طور پر ملنا چاہتے ہیں؟ لیکن ماسٹر لیسلی اس بات کو سوچئے۔ کہ ایک اجنبی کے سامنے اس قسم کے سوالوں کا جواب دینے سے اُسے کتنا رنج ہوگا . . ."

"ہاں۔ مگر میں بھی آخر بادشاہ کے عملہ کا آدمی ہوں۔" اینڈریو نے ملامت آمیز لہجے میں کہا "اور ظاہر ہے کہ کوئی بات بادشاہ سے نہیں چھپائی جا سکتی۔ علاوہ بریں میں اس کے جذبات کا ہر طرح پاس رکھوں گا۔ اور جیسا میں نے پیشتر کہا ہے۔ بادشاہ سے صرف اسی قدر حالات بیان کروں گا جو آپ کے حق میں مفید ہوں گے۔ مگر میں اسی صورت میں سفارشی کلمات کہہ سکتا ہوں کہ آپ مجھ سے پوری صاف بیانی برتیں۔"

"خیر تو بصورت مجبوری آپ آئیڈا سے مل لیں" کپتان نے کہا "میں جا کر اُسے آپ کے پاس بلا لاتا ہوں۔"

"مگر ٹھہریئے۔" لیسلی نے جلدی سے کہا "میں اس سے فقط تخلیہ میں مل سکتا ہوں۔"

"آپ کی شرطیں بہت سخت ہیں۔ مگر میں کسی طرح آپ کو ناراض کرنا پسند نہیں کرتا۔ بہرحال بادشا

سے سارے حالات بیان کرتے ہوئے میری امداد کو پوری طرح ملحوظ خاطر رکھئے گا۔"

اتنا کہہ کر کپتان کیمبل کمرہ سے رخصت ہوا۔ مگر اس نے دروازہ سے باہر قدم رکھا ہی تھا۔ کہ اینڈریو لیسلی کی صورت میں عظیم انقلاب پیدا ہو گیا۔

باب - ۹۷

اینڈریو اور آئنڈا

اینڈریو لیسلی کامل سکوت و سکون کا عادی اور غائت درجہ متحمل مزاج تھا۔ اس لئے اس کے دلی خیالات کسی صورت میں چہرہ پر ظاہر نہ ہونے پاتے تھے۔ کیسے بھی عجیب واقعات پیش آئیں۔ اور کتنے بھی انقلابی اثرات رونما ہوں۔ اس کی ثقاہت ہمیشہ برقرار رہتی تھی۔ ایسے حالات میں کپتان کیمبل کے کمرہ سے جاتے ہی اس کی صورت میں تبدیلی ہونا واقعی عجیب اور حیرت خیز عمل تھا۔ چند منٹ اس کے چہرہ پر سیاہ ترین شیطانی غصہ کا اثر رہا۔ اور اگر کوئی شخص اسے اس حالت میں دیکھتا۔ تو اس کے لئے یہ معلوم کرنا دشوار نہ ہوتا۔ کہ اس تبدیلی کا تعلق خواہش انتقام سے ہے۔ مگر اتنے عرصہ میں کہ دروازہ دوسری بار کھلا اس کا جوش رفع ہو چکا تھا۔ اور چہرہ نے وہی سابقہ حالت سکون اختیار کر لی تھی۔

آئنڈا کیمبل کمرہ میں داخل ہوئی۔ کپتان کیمبل اُسے دروازہ پر چھوڑ کر واپس ہو گیا تھا۔ آئنڈا نے اینڈریو لیسلی کی طرف ایک تیز جاذب نظر سے دیکھا۔ گویا اس کی صورت سے معلوم کرنا چاہتی تھی۔ کہ یہ شخص جس سے ایسے پُر اسرار حالات میں ملاقات ہوئی۔ کس طرز و قماش کا آدمی ہے۔ مگر اس کا اُسے ایک لمحہ کے لئے بھی خیال نہیں آیا۔ کہ وہ کس بُری نیت سے ملنا چاہتا ہے۔ کیونکہ بھائی نے اس سے جو حالات بیان کئے تھے۔ ان سے اس طرح کا شبہ پیدا ہی نہ ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ وہ یہ معلوم کرنے سے بھی قاصر تھی۔ کہ اس ملاقات کا مقصد اور عملی فائدہ کیا ہے۔ مگر کپتان نے اس سے درخواست کی تھی۔ کہ یہ شخص چونکہ بادشاہ کے صرف خاص سے تعلق رکھتا ہے۔ اس لئے جہاں تک ممکن ہو اس سے اخلاق کا برتاؤ کرنا۔ پس وہ کمرہ میں داخل ہوئی۔ تو اس کے چہرہ سے وقار و خلوص کا اظہار ہوتا تھا۔

خود ایک کرسی پر بیٹھ کر اینڈریو کو دوسری پر بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے وہ کہنے لگی۔ "ماسٹر لیسلی کیا آپ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں؟"

"معزز خاتون ہاں!" خادم نے جواب دیا "لیکن چونکہ معاملہ غیر معمولی اہمیت رکھتا ہے۔ اس لئے پہلے

آپ کی اجازت سے میں اس بارہ میں ضروری احتیاط عمل میں لانا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ غیر ہماری گفتگو نہ سُنے۔"

وہ دروازہ تک گیا۔ اور اُسے کھول کر غلام گردش میں غور سے دیکھا۔ مگر آس پاس کوئی نہ تھا اس لئے دروازہ بند کر کے پھر آئیڈا کیمبل کے پاس آکر بیٹھ گیا۔ مگر جب اس نے لوٹ کر اس حسینہ کے چہرہ کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ اس کارروائی سے اس کے وقار کو سخت صدمہ پہنچا ہے کیونکہ اب اس کے چہرہ سے غصہ کا اظہار ہوتا تھا۔

مگر وہ فوراً ہی اپنے جوش کو دبا کر کہنے لگی "مسٹر لیسلی آپ کے طریق عمل سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ خاندان کیمبل کے اراکین کی نسبت آپ کے خیالات بہت اچھے نہیں ہیں۔ کم از کم آپ کی احتیاط یہی ظاہر کرتی ہے۔"

اینڈریو اس طعن سے چونک گیا۔ مگر جلدی ہی کہنے لگا" بانو میرے دل میں کیمبل کا معزز اور قدیم نام رکھنے والے ہر شخص کے لئے احساسِ تعظیم ہے۔ یہی احتیاط اس کے لئے حقیقت میں میں خود قصوروار ہوں۔ کیونکہ آپ سے تخلیہ میں ملنے کی نسبت میری درخواست عجیب ہے۔ بہر حال میں امید کرتا ہوں اس احتیاط کی اہمیت کو آگے چل کر آپ بھی اچھی طرح سمجھ لیں گی۔"

آئیڈا نے اینڈریو لیسلی کی طرف نظر حیرت سے دیکھا۔ کیونکہ وہ اب تک معلوم نہ کر سکی تھی۔ کہ اس ملاقات کا مطلب کیا ہے۔ ایک بار اس کی خود پسندی اور زنانہ کمزوری نے خیال پیدا کیا۔ کہ ممکن ہے وہ اظہارِ عشق چاہتا ہو۔ مگر اس خیال کو اُسے فوراً ہی ترک کرنا پڑا۔ کیونکہ اینڈریو لیسلی کے پُرسکون اور اُداس چہرہ میں جذبات لطیف کا شائبہ تک موجود نہ تھا۔ پس وہ چپ رہی۔ اور اشارہ سے اس کو بیان جاری رکھنے کے لئے کہا۔

وہ کہنے لگا۔ "غالباً آپ کے بھائی نے مختصر طور پر آپ کو بتا دیا ہوگا۔ کہ میری اُن سے کیا گفتگو ہوئی ہے۔"

"مجھے معلوم ہے۔" آئیڈا نے کہا۔ اور پھر اپنی نسبت اس کی رائے معلوم کرنے کے لئے وہ کہنے لگی "میں ڈرتی ہوں۔ پرسوں رات کے واقعات میں میری شرکت کا حال سُن کر آپ کے خیالات میری نسبت بہت اچھے نہ ہونگے۔"

"برخلاف ازیں میں آپ کے اس حوصلہ کا بدل مداح ہوں جس نے آپ کو کسی گستاخی یا حقارت کا شدید انتقام لینے پر آمادہ کیا۔" اینڈریو لیسلی نے جواب دیا۔ "میں یہ جان کر بہت خوش ہوں کہ گلن لائن

سکے بہادر کپتان کیمبل کی بہن بھی کچھ کم شجاع اور حوصلہ ور نہیں ہے۔ بانو آپ کے لئے میرے دل میں جو احساس تعریف موجود ہے۔ اس کا عملی ثبوت میں بہت جلد پیش کرونگا۔ مگر پہلے التجا کرتا ہوں۔ کہ اگر ممکن ہو تو آپ اس عورت کا حلیہ بیان کریں۔ جو قلعہ میکڈانلڈ میں لیڈی ایلین کی جگہ آپ کے خنجر انتقام کا شکار ہوئی۔"

"کیا آپ کو اس عورت سے کوئی دلچسپی تھی؟" آئیڈا نے لیسلی کی طرف شک کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک ایسی عورت سے مجھے کیا دلچسپی ہو سکتی ہے جسے میں جانتا تک نہیں۔" اینڈریو نے اس خوبی سے ظاہری سکون قائم رکھتے ہوئے کہا کہ مجال نہیں چہرہ کے ایک عضلہ نے بھی حرکت کی ہو: "میں آپ سے یہ تفصیلات اسی لئے پوچھتا ہوں کہ مجھے اس عورت کے حالات معلوم نہیں اور چونکہ بادشاہ سلامت نے مجھے وادی گلنکو کے واقعات مفصل طور پر معلوم کرنے کو بھیجا ہے۔ اس لئے میں اس معاملہ کے سب پہلوؤں سے واقف ہونا ضروری سمجھتا ہوں۔ یہ امر تحقیق ہو چکا ہے کہ ایک ایسی عورت جس کا قبیلہ میکڈانلڈ سے کوئی تعلق نہ تھا۔ قتل عام میں ہلاک ہوئی۔ اور ظاہر ہے۔ کہ اگر وہ کسی معزز گھرانہ کی خاتون ثابت ہوئی۔ تو اس پر بہت شور پیدا ہوگا۔ اس لئے میں سارے حالات معلوم کر کے اس بات کا فیصلہ کرنا چاہتا ہوں۔ کہ معاملہ کو کس رنگ میں پیش کیا جائے۔ کیا میں بادشاہ سے اس کا ذکر کر دوں تاکہ وہ بعد میں اس لئے مجھ پر خفا نہ ہوں۔ کہ میں نے معاملہ کا کوئی پہلو اُن سے چھپایا یا اس واقعہ کو سرسری سمجھ کر نظر انداز کر دوں۔ معاملہ کا اہم تر پہلو یہ ہے کہ وہ عورت ضرور قبول صورت ہوگی۔ کہ آپ کو اس کے حسین وجوان لیڈی ایلین ہونے کا گمان ہوا۔"

اینڈریو کے اس بیان سے آئیڈا کا پورا اطمینان ہو گیا۔ کہنے لگی "بے شک وہ عورت جوان اور خوبصورت تھی۔ اور میرے ہاتھوں اس کی ہلاکت اسی وجہ سے ہوئی۔ کہ دونو اوصاف رکھتے ہوئے وہ مجھے لیڈی ایلین کے کمرہ میں نظر آئی۔ اصل یہ ہے۔ کہ میں نے لیڈی ایلین گلن فان کو صرف ایک بار اس کی شادی سے پہلے ایڈنبرگ میں دیکھا تھا۔ چونکہ ایام شباب میں اثرات زمانہ انسان کی صورت میں عظیم تبدیلی پیدا کر دیتے ہیں۔ اس لئے مجھ سے اس کی شناخت میں غلطی ہوئی۔ مگر جب معلوم ہوا ہے۔ کہ وہ جس سے میں انتقام لینا چاہتی تھی بچ گئی ہے۔ میں نے اس عورت کا حلیہ جو غلطی سے ہلاک ہوئی۔ ذہن نشین کر لیا ہے۔ اور میں آپ کو بتا سکتی ہوں۔ کہ وہ متوسط القامت گداز بدن قبول صورت عورت تھی۔ اسکی آنکھیں نیلی اور بالوں کی رنگت ناریل کے چھلکے کی طرح بھوری تھی۔"

"بس وہی بھی۔" ایمنڈ ہیرو نے دل سے کہا۔ "اب اس کے متعلق کسی طرح کا شبہ نہیں رہا۔" مگر دل میں اس طرح کی باتیں کہتے ہوئے بھی اس نے چہرہ کے سکون کو اس درجہ برقرار رکھا۔ کہ امنڈا کو قطعاً معلوم نہ ہوا۔ میرے الفاظ کا اس کے دل پر کیا اثر ہوا ہے۔ خصوصاً اس لئے کہ اس کے دل میں کوئی شبہ موجود نہ تھا۔

سلسلہ بیان جاری رکھ کر وہ کہنے لگی۔ "ماسٹر لیسلی اس سے زیادہ میں اس اجنبی عورت کا حال آپ سے بیان نہیں کر سکتی جیسا کہ آپ سمجھ سکتے ہیں۔ سارا کام جلدی میں ہوا۔ اور مجھے اتنی فرصت نہ تھی۔ کہ میں اس کی صورت کو نظر غور سے دیکھنے کو ٹھیر جاتی۔ لیکن میں درخواست کرتی ہوں۔ کہ میری اس صاف بیانی اور ہر قسم کے سوالات کا جواب دینے پر آمادگی کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ بادشاہ سے اس واقعہ کا ذکر کریں۔ تو سرسری طور پر کریں۔ یا اگر ممکن ہو تو اسے نظر انداز کرنے کی ہی کوشش کریں۔"

"معزز خاتون" ایمنڈ ہیرو نے جواب دیا۔ "اطمینان رکھیئے۔ کہ میں اس معاملہ کو ضرور نظر انداز کر دونگا میں نے ابھی سے اس کے متعلق مصمم ارادہ کر لیا ہے۔"

"اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔" امنڈا نے کہا۔ "کیونکہ میں نہیں چاہتی۔ میری ملکی محبت اور خواہش انتقام کی داستان بادشاہ کے کانوں تک بھی پہنچے۔ بھائی کے دل میں فطرتی طور پر اس بات کی خواہش ہے۔ کہ بادشاہ ان کی قدر کریں۔ پس کیا ضرور ہے۔ کہ میرے کسی فعل کا ان کی نیک نامی پر مضر اثر پڑے۔"

"بانو آپ ہر طرح اطمینان فرمائیے۔" لیسلی نے جواب دیا۔ "کوئی ایسا لفظ جس سے آپ کو یا آپ کے بھائی کو ضرر پہنچنے کا احتمال ہو۔ بادشاہ کے کانوں تک نہیں پہنچے گا۔ میری آرزو تو یہ تھی۔ کہ میں بادشاہ کو یہ خوشخبری سنا سکتا کہ سیکڈانلڈ کی قابل نفرت قوم کا ہر فرد بشر ہلاک ہو چکا ہے۔ اور سا نیوں کے اس مسکن کو قطعاً تباہ اور برباد کر دیا گیا ہے۔ . . ."

"کاش آپ ایسی خبر لے کر واپس جا سکتے۔" امنڈا نے خوش ہو کر کہا۔ اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں سے اس جوش انتقام کی آگ کے جو اس کے سینہ میں بھڑک رہی تھی۔ شعلے نکلنے لگے "میری دلی خواہش یہ تھی۔ کہ بھائی اس کارروائی کے سلسلہ میں جو وادی گلنکو میں کی گئی تھی۔ سیکڈگلن نان جا کر یا تو اس کا محاصرہ کر لیتے یا ہلا کر کے اسے ابھی سر کر لینے کی کوشش کرتے . . ."

"نہیں بانو۔ نہیں۔ آپکے بھائی ایسی کارروائی نہیں کر سکتے۔" ایمنڈ ہیرو نے قطع کلام کرکے کہا۔

شاہی فرمان میں صرف قبیلہ میکڈانلڈ کو معتوب کیا گیا تھا گلنکن خان کا ذکر اس میں کہیں نہیں ہے۔ مگر کیا آپ کا انتقام کسی اور ذریعہ سے پورا نہیں ہو سکتا ؟" اور یہ کہتے ہوئے اس نے آنڈا کی طرف استقلال اور معنی نظروں سے دیکھنا شروع کیا۔

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی" آخر کار اس نازنین نے کہا۔ اور اب صاف ظاہر تھا کہ اس کا نازک بدن تشویش کی وجہ سے کانپ رہا ہے۔ تشویش اس لئے تھی کہ کیا یہ شخص کوئی ایسا ذریعہ بتا سکیگا جس سے میرا انتقام پورا ہو سکے۔ یا اس کے الفاظ بے معنی ہی ثابت ہونگے۔

"تحقیقہ میں اپنا مطلب مفصل عرض کرتا ہوں" اینڈریو نے کہا "آپ کو معلوم ہے بادشاہ سلامت تخت نشین ہونے سے پہلے ایک فرضی نام سے سکاٹ لینڈ میں آئے تھے۔ جہاں قبیلہ میکڈانلڈ سکنہ گلن کے ہاتھوں نہیں کسی طرح کی ذلتوں اور خطروں کا سامنا ہوا۔ یہ صحیح ہے کہ ایک موقعہ پر موجودہ لارڈ میکڈانلڈ یعنی سرہاڈرک نے ان کی حمایت کر کے ان کی جان بچائی تھی۔ مگر اس خدمت کے منفی ماثر کو رفع کرنے کے لئے یہ واقعہ کیا کم ہے۔ کہ وہ کلی کرینکی میں راڈرک کی فوج نے ہی شاہی لشکر کو شکست دی تھی اس وقت سے بادشاہ کو اس سے ویسی ہی نفرت ہے۔ جیسی قبیلہ میکڈانلڈ کے باقی افراد کے خلاف تھی۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ۔ کیونکہ دشمنوں میں سب سے خطرناک راڈرک۔ موجودہ والئے گلنکو ہی تھا۔ سوئے اتفاق سے وہی بچ کر نکل گیا۔ اب میں حیران ہوں کس منہ سے بادشاہ کو یہ خبر دے سکوں گا۔ اس کا حوصلہ نہیں کہ ان کے حضور میں کھڑا ہو کر یہ بیان کروں۔ کہ آپ کا سب سے خطرناک دشمن زندہ بچ گیا۔ اور اب زندہ ہی نہیں بلکہ شادی اور وراثت کے ذریعہ ایک ایسے ہی خطرناک اور جنگجو قبیلہ کا حکمران ہے جیسا وادی گلنکو میں آباد تھا۔"

آنڈا کے چہرہ پر وحشیانہ مسرت کے آثار نمودار ہوئے۔ کہنے لگی۔ "آہ! تو کیا آپ چاہتے ہیں۔ لارڈ میکڈانلڈ زندہ نہ رہے ؟ آپ کی خواہش ہے کہ وہ بھی اپنے بھائی بندوں کی طرح ہلاک ہو۔"

"یقیناً" لیسلی نے آنڈا کے چہرہ کو استقلال سے دیکھتے ہوئے کہا "جب تک راڈرک میکڈانلڈ زندہ ہے یا قیوں کا مرنا نہ مرنا برابر ہے۔"

"آپ ٹھیک کہتے ہیں" آنڈا نے جوش کے لہجہ میں کہا "میں خود اس شخص کو زندہ اور سرسبز دیکھنا گوارا نہیں کر سکتی جس نے میری محبت کو . . . مگر نہیں۔ سوال میری ذات کا نہیں ہے" "تو نہیں کیوں۔ سب سے بڑھ کر یہ سوال آپ ہی کی ذات سے تعلق رکھتا ہے۔"

"میں آپ کا مطلب نہیں سمجھی" آنڈا نے کہا۔ اور وہ متجسس نگاہوں سے اینڈریو لیسلی کے چہرہ

کی طرف دیکھنے لگی۔

وہ کہنے لگا "بحث لمبی ہے۔ اور فرصت کم۔ اس لئے مختصر طور پر میں اتنا ہی عرض کرتا ہوں کہ اگر آپ کا انتقام ہی اس کی ہلاکت کا ذریعہ بنے تو خوب ہو۔ اس کی پروا نہیں کہ اس کی موت کس طرح واقع ہو۔ امر لازم صرف اس کی ہلاکت ہے۔ میری تمنا ہے کہ لندن کو واپس جاؤں۔ تو اس کی موت کی خبر لے کر جاؤں۔ کیونکہ مجھے اسی صورت میں انعام و اکرام کی امید ہو سکتی ہے۔ کہ میرا بیان بادشاہ کے لئے موجب اطمینان ہو۔ پس میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ سوال محض راڈرک کی ہلاکت کا ہے۔ اس کے ذرائع خارج از بحث ہیں۔ البتہ ضمناً سوال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس نتیجہ کو حاصل کرنے کی صورت کیا ہو گلن فان پر شاہی فوج کا حملہ غیر ممکن ہے۔ اول تو ایسا ہو نہیں سکتا۔ اور اگر اس کی جرأت کی بھی جائے تو قبیلہ گلن فان کے آدمی مزاحمت کو تیار ہونگے۔ اور ہم ان کا خون بہانا نہیں چاہتے۔ پس ظاہر ہے کہ ہمیں جو کچھ کرنا ہے۔۔ وہ علانیہ نہیں۔ در پردہ ہی کیا جا سکتا ہے۔ اور اس کے لئے مکر و فریب کی ضرورت ہے۔۔۔ مگر ہاں وہ وارکس کے ہاتھ سے ہو؟"

"میرے!" آنڈرا نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ اور یہ کہتے ہوئے اس کی تیز سیاہ آنکھوں میں عجیب چمک، اور چہرہ پر خوفناک روشنی پیدا ہو گئی۔ پھر سلسلہ بیان جاری رکھتے ہوئے اس نے حقارت اور خوشی کے مشترکہ لہجہ میں کہا "ماسٹر لیسلی میں جانتی ہوں۔ آپ اس کام کو اپنے ہاتھ میں نہیں لینا چاہتے۔ آپ کے اندر وار کرنے کی جرأت نہیں۔ کیونکہ آپ یہ سمجھتے ہیں۔ ایسا کرنا قتل عمد میں داخل ہوگا۔ مگر میں۔۔ میں اس فعل کی انجام دہی میں ذرا بھی تامل نہیں کر سکتی۔ میرے نزدیک معاملہ اور صورت رکھتا ہے۔ میرے لئے وہ ایک ایسی صورت انتقام ہے۔ جس کی مجھے عرصہ دراز سے خواہش تھی۔ بہت اچھا۔ میں اس کام کے لئے حاضر ہوں۔ موقعہ آئے تو آپ دیکھیں گے کہ میری طرف سے ذرا تامل نہ ہوگا۔ آہ! اب آپ سمجھے کہ خاندان کیمبل کے کسی شخص کی توہین کیا معنے رکھتی ہے۔"

"معزز خاتون میں نے آپ کی فطرت سمجھنے میں غلطی نہیں کی۔" لیسلی نے جواب دیا "بہرحال آپ اس کام کے لئے آمادہ ہیں۔ تو موقعہ میں پیش کر سکتا ہوں۔"

"سچ!" آنڈرا نے غیر معمولی جوش سے کہا "واقعی آپ ایسا کر سکتے ہیں؟ کہیں یہ مذاق تو نہیں؟ کبھی آپ میرا امتحان تو نہیں لے رہے ہیں؟"

"بانو میں کیا ایسی جرأت کر سکتا ہوں؟" لیسلی نے کہا "مگر دیکھئے یہ گفتگو جو ہم دونوں میں ہوئی

یہ صیغہ راز رہنی چاہیئے۔"

"اطمینان رکھیئے کہ ایسا ہی ہوگا" آئنڈا نے جلدی سے کہا "بلکہ آپ کچھ اور شرطیں عائد کرنا ضروری سمجھتے ہوں۔ تو میں ان کو تسلیم کرنے کے لئے بھی تیار ہوں۔"

"شرطیں کچھ نہیں" ایندھ ریو نے کہا "صرف اس کی ضرورت ہے کہ آپ اس معاملہ کا ذکر اپنے بھائی تک سے نہ کریں۔ کہ ایسا نہ ہو وہ آپ کو اس ارادہ سے باز رکھنے کی کوشش کرے۔"

"میں سمجھ گئی۔" خوفناک حسینہ نے جواب دیا "مگر میں اپنے افعال کی مختار ہوں۔۔"

"بس تو فیصلہ اس پر ہے کہ وقت آنے پر آپ ذرا بھی تامل نہ کریں گے۔ آپ کی طرف سے خفیف سی لغزش کا ظہور نہ ہوگا۔۔۔"

"ماسٹر لیسلی۔ آپ اب تک میری خو کو نہیں سمجھے۔" آئنڈا نے حقارت اور نخوت کے لہجہ میں کہا "آپ کے لفظوں سے ظاہر ہے۔ کہ آپ مجھے دل کی کمزور اور ارادہ کی کچی سمجھتے ہیں۔۔۔"

"معاف فرمایئے۔ میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔" ایندھ ریو نے جلدی سے کہا "رہا موقعہ پیش کرنے کا سوال۔ مجھے ایک ایسا گر یاد ہے جس سے میں راڈرک کو جہاں جی چاہے بلا سکتا ہوں وہ سمجھتا ہے۔ میں اس کا بہی خواہ ہوں۔ ایسی حالت میں میرے لیئے اس کو دام فریب میں لانا مشکل نہیں۔ کام کا یہ حصہ میرے ذمہ رہنے دیجئے۔ باقی آپ کے ذمہ۔۔۔"

"وقت اور مقام طے کیجئے۔" آئنڈا نے جس کی آنکھوں سے خوفناک روشنی نکل رہی تھی۔ کہا۔ "اور آپ یقیناً مجھے وہیں دیکھیں گے۔"

"ٹھہریئے۔ میں سوچ لوں۔" لیسلی نے رکتے ہوئے کہا۔ پھر ذرا وقفہ دے کر وہ کہنے لگا "میں سمجھا۔ یہ کام سرائے کنگس ہوس میں خوب ہوگا۔ آپ آدھی رات کو وہاں تشریف لاسکیں گی؟"

"آج؟" آئنڈا نے پوچھا۔ اور پھر خود ہی کہنے لگی "ہاں آسکتی ہوں۔ اس لئے کہ مجھے کوئی خاص مصروفیت نہیں ہے۔ اور اگر وہاں میرا تنہا آنا ضروری ہو۔ تو میں مردانہ لباس پہن کر آجاؤں گی۔"

"میری رائے میں تنہا آنا ہی بہتر ہوگا۔ کہ کسی کے دل میں شبہ پیدا نہ ہو۔ نصف شب کو میں اس سرائے میں آپ کا انتظار کروں گا۔ سب کام تیار ہوگا۔ اور جب آپ دروازہ پر تین بار دستک دیں۔ اُسے فوراً کھول دیا جائے گا۔"

"بس طے ہوگیا۔ میں وقت مقررہ پر وہاں پہنچ جاؤں گی۔" آئنڈا کیمبل نے جواب دیا۔ اور یہ کہتے ہوئے وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑی ہوگئی۔ کیونکہ اب اس ملاقات کو طول دینے کی ضرورت نہ تھی۔

مگر اینڈربو جلدی سے کہنے لگا۔ "ٹھہریئے میں ایک بار پھر عرض کردوں۔ کہ جو گفتگو اس وقت ہمارے درمیان ہوئی ہے۔ اس کا علم کسی کو نہ ہونا چاہیئے۔ آپ کے چچا اور بھائی دونوں لاعلم رہیں وہ پوچھیں گے۔ میں نے کس لئے آپ کو اتنی دیر روکا۔۔۔"

"اور یہی جواب دونگی۔ کہ ماسٹر لیبلی نے نامعلوم عورت کی نسبت کئی سوالات پوچھے تھے۔"

"ٹھیک ہے۔" اینڈربو نے کہا۔ "میں بھی آپ کے بھائی سے یہی عذر کردوں گا۔ رخصت ہونے سے پہلے مجھے ضرور ان سے ملنا ہوگا۔"

"بس تو آدھی رات تک الوداع!" آمنڈا نے کہا۔ "مگر دیکھیئے ایسا نہ ہو مجھے ناحق سفر کی زحمت اٹھانی پڑے۔ آدھی رات کو راڈرک بیکڈانلڈ ضرور اس سرائے میں موجود ہو۔ اس وقت دو بجے ہیں۔" اس نے ایک خوشنما گھڑی نکال کر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔

"بانو اطمینان فرمایئے۔ آپ کے بھائی سے چند ایک معاملات پر جو پہلے رہ گئے تھے۔ گفتگو کرنے میں سیدھا گلن خان کیسل کو روانہ ہو جاؤنگا۔ وقت کافی ہے۔ اور میں نے سوچ لیا ہے۔ کہ راڈرک کو کس بہانہ سرائے تک ساتھ لایا جاسکتا ہے۔ کچھ ہو وہ آدھی رات کو ضرور سرائے میں ہوگا۔"

"بس تو اس وقت تک رخصت"۔ اور یہ کہہ کر آمنڈا کیمبل کمرہ سے چلی گئی۔

دروازہ بند ہونے پر اینڈربو لیبلی کے چہرہ پر پھر ایک بار وہی شیطانی جھلک نمودار ہوئی اور وہ بڑبڑا کر کہنے لگا۔ "مارگرٹ۔ جان سے پیاری مارگرٹ۔ تیرے خون ناحق کے انتقام کا وقت آگیا۔"

باب ۔ ۹۸

انتقام

آمنڈا کی واپسی پر کپتان کیمبل نے تھوڑی دیر اس سے گفتگو کی۔ اور پھر اسی کمرہ میں آگیا۔ جہاں اینڈربو لیبلی نے آمنڈا سے ملاقات کی تھی۔ اس نے دیکھا۔ وہ اس وقت گہری فکر کی حالت میں کمرہ میں ٹہل رہا تھا۔

آتے ہی کپتان نے کہا۔ "اس اطمینان کے لئے میرا دلی شکریہ قبول فرمایئے۔ کہ آپ بادشاہ سلامت سے آمنڈا کی شرکت کا ذکر نہ کریں گے۔"

"میں نے آپ کی بہن سے اس کا وعدہ کر لیا ہے۔" لیسلی نے کہا۔ "لیڈی آئنڈا نے میرے ہر سوال کا جواب پوری صاف بیانی سے دیا۔ اور سارے معاملہ پر غور کرنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ اس نامعلوم الاسم عورت کے قتل کا حال بادشاہ سے ہرگز نہ کہنا چاہیئے۔"

یہ کہتے ہوئے گو ظاہر میں اس نے کامل سکون برقرار رکھا۔ تاہم باطن میں مقتول مارگریٹ کا ذکر کرتے ہوئے وہ زور سے کانپا۔ پھر ضبط سے کام لے کر کہنے لگا۔ "کپتان کیمبل اب مجھے آپ سے ایک اور معاملہ کا ذکر کرنا ہے۔ آپ سے مخفی نہیں کہ قبیلہ میکڈانلڈ کے آدمیوں میں جس شخص سے بادشاہ کو سب سے بڑھ کر نفرت اور خوف تھا۔ وہی قتل عام سے بچ کر نکل گیا ہے۔"

"آپ کی مراد ماڈرک سے ہے؟" کپتان نے جلدی سے کہا۔ "مگر کیا بادشاہ سلامت اس کے بچ جانے کی خبر سن کر ناراض ہوں گے؟"

"ناراض!" اینڈریو نے اظہار حیرت کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کی رائے میں کیا انہیں فاتح کلی کرنیکی کے زندہ بچ جانے کی خبر سن کر خوش ہونا چاہیئے؟ کپتان کیمبل آپ اس وقت تک بادشاہ سے انعام کی کیا امید رکھ سکتے ہیں۔ اور خود میں انہیں قتل عام کی تفصیل سنانے کی کیونکر جرأت کر سکتا ہوں جب تک ہمیں اچھی طرح معلوم ہے۔ کہ جس شخص کی ہلاکت کی انہیں سب سے بڑی خواہش تھی وہی زندہ و صحیح سلامت ہے۔ میں اگر اس حال میں بادشاہ کے پاس جاؤں۔ فوراً ان کا عتاب پہلے مجھ پر نازل ہوگا۔ اور پھر آپ پر۔ کیوں؟ اس لیئے کہ ان کی فطرت ہی ایسی ہے۔ لیکن وہ ہم پر خفا ہوں یا نہ ہوں۔ اہم تر سوال یہ ہے۔ کہ میں اپنے آقا کے نامدار کا دائمی بہی خواہ ہو کے کیونکر اسے گوارا کر سکتا ہوں۔ کہ اس شخص کو جو وقت آنے پر سکاٹ لینڈ میں پھر فتنہ و فساد پیدا کر سکتا ہے۔ آزاد اور زندہ رہنے دوں؟"

"تو کہیئے ہمیں اس معاملہ میں کیا کرنا چاہیئے؟" کیمبل نے پوچھا۔ "آپ بادشاہ کے مصاحب خاص ہیں۔ آپ کی مرضی اور اختیار سے بہت کچھ ہو سکتا ہے۔۔۔"

"خیر ہے۔ کپتان کیمبل یہ معاملہ ایسا نہیں۔ جس کو سرسری گفتگو میں ٹالا جا سکے۔ آپ کی بہن کی زبانی مجھے علم ہوا ہے۔ کہ آپ نے قلعہ گلن فان پر حملہ کرنے کو دور اندیشی سے بعید سمجھا۔ اس کے لئے میں آپ کو مبارکباد دیتا ہوں۔۔ واقعی ساکنان گلن فان پر آنچ نہ آنی چاہیئے۔ سوال محض ماڈرک کی ہلاکت کا ہے۔ پس ہمیں یہ سوچنا چاہیئے۔ کہ یہ کام کس طرح ہو سکتا ہے۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم اسے بہلا کر کسی مقام پر لے آئیں۔ اور وہاں ہلاک کر دیں؟"

"تجویز خوب ہے۔" کیمبل نے کہا۔" اور میں اس کی اہمیت کو تسلیم کرتا ہوں۔ خاندان میکڈانلڈ کا سب سے بہادر رکن بچ کر نکل گیا ہے۔ اور اسے ہلاک کرنا ہمارا فرض ہے . . ."

"سنئے" اینڈریو نے قطع کلام کر کے کہا" میں جس مقصد کے لئے سکاٹ لینڈ آیا ہوں۔ ابھی میں نے اس کا نصف حال بیان کیا ہے۔ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ میں صرف یہ معلوم کرنے نہیں آیا۔ کہ شاہی فرمان پر کس طرح سے عمل ہوا۔ بلکہ یہ جاننے کے لئے بھی۔ کہ جو کچھ اس میں درج تھا اس پہ تمام و کمال عمل کیا گیا ؟ ان حالات میں میں اس وقت تک سکاٹ لینڈ سے واپس نہیں جا سکتا۔ جب تک کہ جو وہ عارڈ میکڈانلڈ زندہ ہے۔ رہا اس کی بیوی اور بچہ کا سوال۔ وہ بے کس ہیں۔ اور ان کے خلاف ہمارے دل میں جوش انتقام بھی نہیں۔ مگر راڈرک . . . اس کی ہلاکت فرض ہے۔ کیا میں اسے بھگا کر لے آؤں تو آپ اس کو ہلاک کر سکیں گے ؟"

"یقیناً! اس میں پوچھنے کی کیا بات ہے۔" کپتان نے کہا" میرا جواب میرے چہرہ کی علامات سے ظاہر ہے۔"

"کپتان کیمبل واقعی آپ شاہی اعتماد کے مستحق ہیں۔" لیبلی نے کہا۔ مگر سنئے۔ یہ شخص راڈرک میکڈانلڈ جواب گلنکو اور گلن فان کے مشترکہ خطابات کا وارث ہے۔ یہ سمجھتا ہے کہ میں اس کی بہتری میں ہوں۔ اسے مجھ پر کامل اعتماد ہے۔ پس میرے لئے اسے درغلا کر سرائے کنگس ہوس میں لے آنا مشکل نہیں . . . آپ بھی وہاں موجود ہوں . . . آگے خود سمجھ لیجیے۔"

"میں تیار ہوں۔" کیمبل نے جواب دیا۔" فرمایئے اور کیا ؟"

"اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ آپ دو گھنٹہ کے اندر سرائے کنگس ہوس کو روانہ ہو جائیں۔ اور وہاں ایک علیحدہ کمرہ حاصل کر کے اس میں قیام کریں۔ کسی سے گفتگو نہ ہو۔ اور نہ کوئی ایسی بات ظہور میں آئے جس سے کسی کے دل میں شبہ پیدا ہو سکے۔ پوری تنہائی اور خلوت قائم رکھئے۔ اور . . . جو بات خاص طور پر ضروری ہے۔ یہ گفتگو ہمارے درمیان ہو رہی ہے۔ اس کا کسی سے ذکر نہ ہو۔ آپکے چچا اور بہن سے بھی نہیں۔ اس سلئے کہ اول الذکر کا سن اور ثانی الذکر کا جوش انتقام آپ کو روکنے میں کامیاب ہو سکتا ہے۔ اگر ایسا نہ ہو۔ سارا کھیل بگڑ جائے۔ کہیئے آپ خاموشی کا وعدہ کرتے ہیں ؟"

"میں ہرگز کسی سے اس کا ذکر نہ کروں گا۔" کپتان کیمبل نے جواب دیا۔

"اور اپنی طرف سے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں۔ کہ جہاں تک ممکن ہوگا۔ بادشاہ سے آپ کی تعریف ہی کروں گا۔" اینڈریو نے کہا۔" خیر اب یہ معاملہ طے ہو گیا۔ صرف ایک بات اور مجھے احتیاطاً عرض

کرنا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ اگر میں رات کے دس بجے تک سرائے کنگس ہیڈ میں واپس نہ آؤں۔ تو پھر آپ میرے انتظار کی زحمت نہ فرمائیے۔ اس صورت میں میری نسبت سمجھئے۔ کہ وہ کسی خاص وجہ سے رک گیا ہے۔ اور آج رات نہ آسکے گا۔ پس آپ معاملہ کو دوسری رات پر ملتوی کر کے آرام کیجئے گا۔"

"میں سمجھ گیا۔" کیمبل نے کہا "آپ کا مطلب یہ ہے۔ کہ میں رات کے دس بجے تک انتظار کروں اور اگر آپ اس وقت تک نہ آئیں۔ تو پھر سمجھ لوں کہ تجویز عمل پر ملتوی ہو گئی۔ یہی بات ہے کیا؟"

"جی ہاں یہی۔" اینڈریو نے جواب دیا۔ "اور اب مجھے رخصت کی اجازت دیجئے۔ کہ جا کر اس قسم کی تیاری جو میرے ذمہ ہے عمل میں لاؤں۔"

ظاہرداری قائم رکھنے کے لئے اس نے رخصت ہونے سے پہلے شراب کا ایک جام اور پیا۔ اور اس کے بعد سر کالن کیمبل سے ملکر۔ رہبر سمیت گھوڑے پر واپس ہوا۔ یہاں سے تھوڑی دور جا کر اس نے ایک چھوٹی سی جھونپڑی میں قیام کیا۔ اور فتراک میں بندھے ہوئے جزدان سے سامان نوشت نکال کر ایک مختصر سا خط لکھا۔ اس عورت نے جو جھونپڑی میں رہا کرتی تھی۔ روشنی کا انتظام کر دیا۔ اینڈریو نے خط لکھ کر لفافہ میں بند کیا اور اپنے رہبر کے ہاتھ میں دیتے ہوئے اس سے کہا "تم سیدھے قصر گلن فالن میں جاؤ۔ وہاں اسے لارڈ میکڈانلڈ کے حوالہ کر دینا۔" رہبر ضروری ہدایات پاکر جنوب کی طرف روانہ ہو گیا۔ اور اینڈریو لیسلی مشرق کی جانب چلا جس کے دو گھنٹہ بعد وہ سرائے کنگس ہیڈ میں پہنچ گیا۔ سرائے میں اس وقت کوئی مسافر ٹھیرا ہوا نہ تھا۔ صرف بڈھا مارلین اور اس کی بیوی۔ یا وہ شخص جس کا تعلق سرائے کے اصطبل سے تھا۔ اور جو گھوڑوں کی نگرانی کیا کرتا تھا۔ موجود تھے۔ چونکہ آخرالذکر اپنے کام میں مصروف تھا اس لئے اس کی موجودگی اس پیچیدہ تجویز پر جو لیسلی کے ذہن میں تھی۔ اثر انداز نہ ہو سکتی تھی۔ اس نے مارلین اور اس کی بیوی سے چند الفاظ کہے۔ مگر جو تجویز اس کے پیش نظر تھی اس کا بالکل ذکر نہیں کیا۔ اس نے کہا "کپتان کیمبل ایک ضرورت کے سلسلہ میں اس سرائے میں ٹھیرنا چاہتے ہیں۔ آپ لوگ ان کے لئے کمرہ تیار رکھیں۔ مگر جب وہ آئیں تو ان سے نہ تو مارگرٹ کے قتل اور نہ مجھ سے اس کے رشتہ کا ذکر کیا جائے۔" میاں بیوی نے ان ہدایات پر عمل کرنے کا وعدہ کیا۔ اور قریباً ایک گھنٹہ سرائے میں ٹھیرنے کے بعد وہ پھر گھوڑے پر سوار ہو کر پاس ہی ایک گاؤں میں گیا۔ جہاں اس خط کے سلسلہ میں جو اس نے رہبر کے ہاتھ بھیجا تھا اسکی موجودہ لارڈ میکڈانلڈ سے ملاقات ہونی تھی۔

رات کے دس بجے تھے۔ کہ لارڈ رک اس گاؤں میں داخل ہوا۔ اینڈریو لیسلی اور اس کے درمیان

جو باتیں ہوئیں ان کا ذکر اس جگہ غیر ضروری ہے۔ مختصر یہ کہ راڈرک اس کے ساتھ سرائے تک چلنے کو تیار ہو گیا۔ مخفی نہ رہے کہ وہ اکیلا ہی یہاں تک آیا تھا۔ وہ رہبر جو اینڈریو لیسلی کا خط لیکر اس کے پاس گیا۔ اس کام سے فارغ ہو کر اپنے گھر کو چلا گیا تھا۔

سرائے سے قریبًا ایک سو گز کے فاصلہ پر پہنچکر اینڈریو لیسلی نے راڈرک میکڈانلڈ کو ٹھیرنے کے لئے کہا۔ اور خود سرائے کی طرف چلا۔ اب ساڑھے گیارہ بجے تھے۔ سرائے کے دروازہ پر اُترکر اس نے بڈھے مارین سے دریافت کیا "کپتان کیمبل آ گئے کیا؟"

"ہاں تمہاری روانگی کے قریبًا ایک گھنٹہ بعد آ گئے۔" بڈھے سرائے دار نے جواب دیا۔ "مگر اطمینان رکھو کہ میں نے ہر معاملہ میں تمہاری ہدایات پر عمل کیا ہے۔ وہ اسی کمرہ میں ٹھیرے ہوئے ہیں۔ جو میں نے اُن کے لئے تیار کیا تھا . . ."

"ان دو کمروں میں سے ایک میں جو دوسری چھت پر ہیں؟" لیسلی نے پوچھا۔

"ہاں۔ اور اسی کی تم نے ہدایت کی تھی!" مارین نے جواب دیا۔

"بس ٹھیک ہے۔" اینڈریو نے کہا۔ "اب آپ اور مسٹر مارین اپنے کمرہ میں چلے جائیں۔ مجھے ایک اور مہمان کا انتظار ہے۔ اس لئے تھوڑی دیر یہ بیٹھوں گا۔"

"جیسے تمہاری مرضی ہو کرو۔" مارین نے کہا۔ "مگر یہ لوگ جن کا تم اتنا اہتمام کر رہے ہو۔ کہاں سے آئے ہیں۔ آخر اس تیاری کا مطلب کیا ہے؟"

"مطلب اس کے سوا کچھ نہیں۔ کہ مقتول مارگرٹ کا انتقام لیا جائے۔" اینڈریو نے آواز بے حد دبا کر کہا۔ "سردست میں اتنا ہی بیان کر سکتا ہوں۔ پس جس طرح میں نے کہا ہے کیجئے۔"

مارین اور سوالات بھی پوچھنا چاہتا تھا۔ مگر جرأت نہ کر سکا۔ کیونکہ اینڈریو کا لہجہ فیصلہ کن تھا۔ ناچار وہ اور اس کی بیوی دونو باورچی خانہ میں چلے گئے۔ جو خوابگاہ کا کام دیتا تھا اور اینڈریو اس مقام پر واپس جا کر جہاں راڈرک میکڈانلڈ کو چھوڑ آیا تھا۔ اُسے ساتھ لے آیا۔

اس ضروری تفصیل کے بعد ہم پھر ایک بار ایڈمس کیمبل کو چلتے ہیں۔ اینڈریو لیسلی کے رخصت ہونے پر آئیڈا اور کپتان کیمبل نے اس وعدہ یا ذمہ داری پر جو انہوں نے کیا تھا۔ پوری طرح عمل کیا نہ بہن نے بھائی کو اپنے خیالات کا شریک بنایا۔ نہ بھائی نے بہن کو۔ اور دونو یہی سمجھا کئے۔ کہ ایک کو دوسرے کے خیالات کا علم نہیں۔ اس کے قریبًا دو گھنٹہ بعد کپتان کیمبل نے اپنا گھوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ مگر کسی نوکر کو ساتھ چلنے کے لئے نہیں کہا۔ اس کے چچا اور آئیڈا کو اس فوری روانگی ایج

بہت عجیب ہوا۔ بالخصوص اس وقت جب اس نے اطلاع دی کہ میں شاید ایک دو روز میں آسکوں۔ اس لئے میرا انتظار نہ کرنا۔ مگر کپتان نے یہ کہہ کر ان کا اطمینان کر دیا۔ کہ آمنڈا۔ تو پھر آپ میری جو گفتگو ہوئی تھی۔ اس کے سلسلہ میں مجھے کیمبرن کیسل یعنی ارل آف بریڈل بن سے ملنے جانا ہے آمنڈا چونکہ اپنی روانگی کو حتی الامکان بصیغہ راز رکھنا چاہتی تھی۔ اس لئے اس نے بھائی کی رخصت کو غیبی امداد سمجھا۔ اور اس پر کوئی اعتراض نہ کیا۔ اس میں شک نہیں کہ جیسا اس نے اینڈریو لیسلی سے بیان کیا۔ وہ ہر طرح اپنے افعال کی مختار تھی۔ پھر بھی ممکن تھا۔ کہ بھائی اس کی روانگی پر کسی طرح کے سوالات پوچھتا۔ اور پھر اس کا اطمینان کرنے کو فرضی عذرات پیش کرنے پڑتے۔ پس اس نے غنیمت جانا۔ کہ اس کی روانگی سے اس قسم کے تکلیف دہ سوالات کا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا۔ اب جبکہ اس کے انتقام کی تکمیل کا وقت قریب آ رہا تھا۔ اس کے دل میں شیطانی مسرت کی غیر معمولی لہر پیدا ہو گئی تھی اور اس کا حوصلہ اتنا بڑھ گیا تھا۔ کہ حصول مدعا کے لئے وہ ہر کام کرنے کو تیار تھی۔

کپتان کیمبل کی روانگی کے چند گھنٹے بعد عمر رسیدہ سر کارلس کیمبل بھی جو گذشتہ چند سال کے عرصہ میں بہت کمزور اور ضعیف ہو گیا تھا۔ جلدی ہی خوابگاہ میں چلا گیا۔ اب آمنڈا کے لئے میدان کھلا تھا۔ اس بات کا اندازہ کر کے کہ سرائے کنگس ہوم تک جانے میں کتنا وقت صرف ہو گا۔ اور رستہ کی مشکلات اور رات کی تاریکی کا ہر طرح لحاظ کرنے کے بعد اس نے مردانہ لباس پہنا۔ اور دس بجے سے تھوڑی دیر پہلے قلعہ کے اصطبل میں داخل ہوئی۔ اس کا گھوڑا تیار کھڑا تھا۔ کیونکہ اس نے سائیس کو معقول انعام دے کر بیدار رہنے پر آمادہ کر لیا تھا۔ سائیس اس کے ساتھ چلنے پر آمادہ ہوا۔ مگر اس نے انکار کیا۔ اور یہ کہہ کر رخصت ہو گئی۔ کہ "میں آدھی رات کے قریباً دو گھنٹہ بعد واپس آؤں گی۔ اس وقت دروازہ کھولنے کو حاضر رہنا۔"

فرش زمین پر برف کی موٹی تہہ جمی ہوئی تھی۔ مگر آسمان پر چاند نکل آیا تھا۔ اور اس کی صاف روشنی میں تختہ برف کی سفیدی مجموعہ دہر کی لاش کو فراخ کفن میں لپٹا ہوا ظاہر کرتی تھی۔ آمنڈا کی رگوں میں خون جوش زن تھا۔ اور گو ہوا سرد تیز اور چبھنے والی تھی۔ مگر جوش انتقام کی حرارت سے اس کو سردی محسوس نہ ہوتی تھی۔ رستہ چلتے ہوئے وہ بار بار گھڑی نکال کر وقت دیکھتی۔ اور دل میں ہر طرح خوش ہوتی۔ آخر بارہ بجنے میں دس منٹ باقی تھے۔ کہ وہ سرائے کنگس ہوم میں پہنچی۔ برف کی موٹی تہہ میں گھوڑے کے سموں کی آواز بالکل سنائی نہ دیتی تھی۔ وہ اسے اصطبل کے دروازہ تک لے گئی۔ اور وہاں اتر کر لگام کو ایک درخت سے باندھ دیا۔ گھوڑا اس درخت کے پیچھے اس طرح چھپ گیا۔ کہ اگر

جو باتیں میں نے ... کھڑکی سے باہر کی طرف دیکھتا ۔ تو وہ اسے نظر آ سکتا تھا ۔ اس کام سے فارغ ہو کر پھر اسکے پیانو تک جاتے ہوئے اسے بارہ بج گئے ۔ اور جس وقت اس نے دروازہ پر تین بار آہستہ مگر واضح طور سے دستک دی ۔ تو اس کا دل زور سے دھڑک رہا تھا ۔

دروازہ فوراً کھول دیا گیا ۔ اور چاندنی کی روشنی میں اس نے دیکھا ۔ کہ اینڈریو لیسلی سامنے کھڑا ہے ۔ اس نے خاموش رہنے کے اشارہ کے لئے لبوں پر انگلی رکھی ۔ اور اسے نچلی منزل کے اس کمرہ میں داخل کیا ۔ جس کا حال اس سے پہلے ایک موقعہ پر بیان ہو چکا ہے ۔ میز پر چراغ جل رہا تھا اس کی روشنی میں اینڈریو نے دیکھا ۔ کہ آئنڈا کے چہرہ سے اس کے مجرمانہ استقلال کا پورا اظہار ہوتا ہے ۔ دروازہ کو احتیاط سے بند کر کے اس نے دبی زبان سے کہا ۔ "وہ اس وقت یہیں ہے ۔ اور اپنے کمرہ میں بے خبر سو رہا ہے ۔ اس وقت عصر سے آپ کے دم پر ہے ۔"

آئنڈا کی آنکھیں شعلہ بار تھیں ۔ اس کا ہاتھ بے اختیار اس چمڑے کے دستہ کی طرف گیا ۔ جو اس کے مردانہ لباس کی پیٹی میں لگا ہوا تھا ۔ وہی خوفناک خنجر جس سے اس نے قلعہ گلنکر میں فلورا اور مارگرٹ کو قتل کیا تھا ۔ اس وقت اینڈریو لیسلی یہ سوچ کر سر سے پاؤں تک کانپ گیا ۔ کہ چند منٹ کے عرصہ میں مارگرٹ کے قتل کا انتقام اسی خنجر کی مدد سے لیا جائے گا ۔ مگر آئنڈا اپنے خیالات میں اس درجہ منہمک تھی کہ اس نے اینڈریو کے جوش کو نہیں دیکھا ۔

"وہ بے خبر سوتا ہے" لیسلی نے بدستور آواز دبا کر کہا ۔ "زینہ کی راہ سے اوپر چڑھ جائیے ۔ چراغ لے جانے کی ضرورت نہیں ۔ کہیں ایسا نہ ہو روشنی میں آنکھ کھل جائے ۔ دروازہ بند مگر کیواڑ ڈھلکے ہیں ان کی حرکت سے آواز پیدا نہ ہوگی ۔ اس لئے چپ چاپ اندر چلے جائیے ۔ اگرچہ تاریکی ہے ۔ مگر تین قدم چل کر چارپائی معلوم ہو جائے گی ۔ اس سے آگے بیان کرنے کی ضرورت ہی نہیں ۔"

آئنڈا کے رخساروں پر اب تک بخار کی سرخی نمودار تھی ۔ دفعتاً انہوں نے موت کی زردی اختیار کر لی ۔ یہ زردی ارادہ کی لغزش یا دل کی کمزوری کی وجہ سے نہ تھی ۔ وہ اس خوفناک جرم کا خیال کر کے بھی پیدا نہ ہوئی تھی جس کے لئے وہ آمادہ تھی ۔ نہیں یہ زردی اس عزم صمیم کو ظاہر کرتی تھی ۔ جو ایک خوفناک جرم کے ارتکاب کے لئے ضروری تھا ۔

وہ دبے پاؤں زینہ کی راہ سے اوپر گئی ۔ دروازہ میں پہنچ کر اس نے ایک ہاتھ میں خنجر لیا اور دوسرے سے دروازہ کھولا ۔ جیسا لیسلی نے اسے یقین دلایا تھا ۔ کیواڑ کھلنے سے آواز پیدا نہ ہوئی اندر جا کر اس نے تین قدم رکھے ۔ واقعی بائیں طرف پلنگ بچھا ہوا تھا ۔ وہ چند منٹ چپ چاپ کھڑی

رہی۔ کھڑکی کی راہ سے چاند کی مدھم روشنی اندر داخل ہو رہی تھی۔ اس کی مدد سے اس نے دیکھا۔ کوئی شخص پلنگ پر سو رہا ہے۔ اس کے سانس لینے کی آواز جو اس کے کانوں میں پہنچی۔ تو اس کی مدد سے اس نے معلوم کیا وہ بالکل بے خبر پڑا ہے۔ خنجر والا ہاتھ اٹھا اور اس کے ساتھ ہی نار دوزخ نے اس کے سینہ میں مشتعل ہو کر دیوانگی سی طاقت اور جوش پیدا کر دیا۔ اس نے زور سے وار کیا۔ خنجر سونے والے کے سینہ میں کھب گیا۔ بد نصیب کے لبوں سے ہلکی چیخ نکلی۔ روح کو بدن سے قبل از وقت جدائی شاق تھی تشنج مرگ سے پلنگ نے زور کی حرکت کی اور اس کے بعد جسم ٹھنڈا پڑ گیا۔ اور کمرہ میں خاموشی چھا گئی۔

آنسٹہ تھوڑی دیر اپنی جگہ پر کھڑی رہی۔ اس لئے نہیں کہ وہ اپنے فعل پر نادم تھی۔ پھر بھی خوف کا ناقابل بیان احساس دل میں پیدا ہو چکا تھا۔ سونے والے کی طرف سے کوئی اور حرکت نہ ہونا ظاہر کرتا تھا کہ وار کاری ہوا۔ تھوڑی دیر ٹھہر کر وہ پیچھے مڑی اور زینہ کی راہ سے نیچے اترنے لگی۔ خنجر کو اس نے مقتول کے سینہ میں ہی چھوڑ دیا تھا۔ جب نیچے آئی۔ تو چہرہ لاش کی طرح زرد تھا۔ اس وقت سے بھی زرد جب ذرا دیر پیشتر وہ اوپر چڑھنے لگی تھی۔

"کام ہو گیا؟" لیسلی نے دریافت کیا۔ اور ایک لمحہ کے لئے آنسٹہ کو محسوس ہوا کہ اس کی نگاہ اور لہجہ میں طنز کی جھلک موجود تھی۔

"ہو گیا۔" اس نے جواب دیا۔ "آج میرا انتقام پورا ہوا۔ شکر ہے۔ کہ اب باڈرک میکڈونلڈ زندہ نہیں"

"تو جائیے اس شمع کی روشنی میں اس کی صورت دیکھیے۔" اینڈریو نے چراغ پیش کرتے ہوئے کہا۔ "آپ کا پرجوش انتقام جیسا آپ کو لینا تھا۔ اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک مقتول کو بعد مرگ حالت زار میں نہ دیکھا جائے۔"

"یہ سچ ہے۔" شیطان سیرت حسینہ نے تسلیم کیا۔ "واقعی میں اس شخص کے چہرہ کو ایک لمحہ کے لئے دیکھنا چاہتی ہوں جس نے ایک بار میری تند محبت کو نفرت و حقارت سے نامنظور کیا تھا۔ مگر اب اس کی لاش حرماں نصیبی کا مجسمہ ہے۔"

اس نے شمع ہاتھ میں لی۔ اور پھر ایک بار زینہ پر چڑھنے لگی۔ اس کے جانے پر اینڈریو لیسلی نے سرائے کا دروازہ کھول کر آہستہ سے سیٹی بجائی۔ ایک شخص باہر سے آ کر اس کے پاس کھڑا ہو گیا مگر وہ آیا ہی تھا کہ رات کے سناٹے میں ایک خوفناک وحشت خیز چیخ سرائے کے کسی کمرے سے نکل کر دشت [illegible] میں ہیبت ناک گونج پیدا کرتی ہوئی سنائی دی۔

یہ چیخ آنجلا گیمبل کے منہ سے نکلی تھی جس نے بالاخانہ میں پہنچ کر چراغ کی روشنی میں مقتول کو دیکھا۔ تو یہ معلوم کر کے متحیر و مبہوت رہ گئی۔ کہ خنجر رانڈرک میکڈانلڈ کی بجائے اس کے بھائی کیپٹن گیمبل کے سینے میں کھبا ہوا تھا!

باب ۔ ۹۹

انجام

آنجلا حسرت و یاس کی تصویر بنی وہیں پلنگ کے پاس کھڑی تھی۔ بدن نے حرکت ترک کر دی تھی۔ مگر آنکھیں مل رہی تھیں۔ اور وہ اس لاش پر ٹکٹکی لگائے کھڑی تھی۔ جس کے چہرہ پر بعد مردن بھی اس ہولناک اذیت کے آثار نمودار تھے جو خنجر کے وار سے اس کو ہوئی۔ شمع اس کے ہاتھ سے نہیں گری بلکہ اثر تشنج سے اس کی گرفت اور بھی مضبوط ہو گئی۔ ہونٹ جن سے خوفناک جگر دوز چیخ نکلی تھی۔ ابتک وا یہ نظارہ کسی ٹریجک ناٹک کے آخری سین سے بالکل ملتا تھا۔

یہ عورت اس طرح مبہوت بنی کھڑی تھی۔ کہ زینہ کی راہ سے کسی کے اوپر آنے کی آواز سن دہشت کی حالت میں مڑ کر دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ ایڈمنڈ ریڈ لیسلی اور رانڈرک میکڈانلڈ موجود ہیں۔ لاش کو دیکھ کر پہلا مجنونانہ خیال جو اس کے دماغ میں پیدا ہوا یہ تھا۔ کہ یہ خوفناک بھول ہو گئی ہے۔ مگر اب جس وقت اس نے دوسرے دشمن دونو کو پہلو بہ پہلو کھڑے کے چہروں پر غور کیا۔ تو سارا عقدہ حل ہو گیا۔ اُس نے جان لیا۔ کہ انہوں نے اس طریق ہولناک انتقام لیا ہے۔ اس لئے کہ ان کی صورت پر تعجب و حیرت کی بجائے غصہ اور جوش دونوں میں فرق اگر کچھ تھا۔ تو اس قدر کہ لیسلی کے خط و خال رانڈرک سے بھی زیادہ ہیبتناک تھے۔ رانڈرک کے چہرہ پر رنج و افسوس کی جھلک بھی موجود تھی۔

"اف! ایڈمنڈ ریڈ لیسلی نے جوش سے گلوگیر آواز میں کہا۔ "ابدی لعنت تجھ پر نازل رہے گی۔"

آنجلا کے لبوں نے اس طرح حرکت کی۔ گویا کچھ کہنا چاہتی تھی۔ مگر الفاظ ادا نہ ہوئے۔ لڑکھڑا کر فرش زمین پر گری۔ اور بیہوش ہو گئی۔ بدقسمت ماریین اور اس کی بیوی چیخ کی آواز سن کر بیدار ہو گئے تھے۔ انہوں نے چند ایک کپڑے پہنے۔ اور تاریکی ہی میں زینہ پر چڑھنے لگے۔ کیونکہ شمع آنجلا کے گرتے ہی بجھ گئی تھی۔

"بس ہو چکا ہے"۔ اینڈریو لیسلی نے جس کی آواز تاریکی میں خوفناک محسوس ہو رہی تھی کہا۔ [illegible]
عورت کا انتقام مکمل ہو چکا۔"

"اور گلنکو کے قتل عام کا بھی"۔ ڈگلس نے گہری گھٹی گھٹی آواز میں کہا۔

مارین اور اس کی بیوی نے سمجھ لیا۔ کہ ضرور کوئی خوفناک واقعہ ظہور میں آیا ہے۔ مگر اس کی نوعیت کو وہ اب تک سمجھنے سے قاصر تھے۔ یہ انہوں نے جان لیا تھا۔ کہ کپتان کیمبل قتل ہو گیا ہے مگر اس خوفناک دلدوز چیخ کا مطلب۔ جو ایک عورت کے حلق سے نکلی تھی۔ وہ اب تک نہیں سمجھے تھے مگر جلدی ہی سارا معاملہ واضح کر دیا گیا۔ روشنی مہیا کی گئی۔ تو معلوم ہوا کہ آئیڈا اب تک بے ہوش پڑی ہے اسے اس کے مقتول بھائی کے پاس والے کمرہ میں پہنچا دیا گیا۔ جہاں کچھ دیر بعد اسے ہوش آیا۔ تو اس خوفناک واقعہ کی یاد نے جو پیش آ چکا تھا۔ وہ چند چیخیں ماریں۔ بجلی کی چمک کی طرح ایک وہم تازہ ہوئی تو اس کے ذہن پر یہ اثر پیدا کیا۔ کہ اس صدمہ سے دماغ مختل ہو گیا۔ حواس جواب دے گئے۔ اور اس نے آنکھیں کھولیں تو ان لوگوں کی طرف جو پاس کھڑے تھے۔ مجنونوں کی طرح دیکھنا شروع کیا۔

مارین اور اس کی بیوی کو واقعات پیش آمدہ سے بہت خوف ہوا۔ مگر لیسلی نے جو کامل سکون کی حالت میں کھڑا تھا۔ اور جس کے دل میں آئیڈا کی موجودہ حالت نے بھی احساس رحم پیدا نہیں کیا تھا۔ کہا۔ "آپ ناحق خوف زدہ ہوتے ہیں۔ مقتول جان کیمبل اور دیوانی آئیڈا کے دوست رشتہ دار اس واقعہ کو پوشیدہ رکھنے پر مجبور ہیں۔ اور میں خود یہاں سے لندن جا کر سارا حال بادشاہ سے کہہ دوں گا۔ مجھے یقین ہے۔ کہ وہ بھی اس واقعہ کے متعلق جسے وہ دی گلنکو کے قتل عام کا تتمہ سمجھنا چاہیئے کوئی تحقیقات نہ کریں گے۔" اس سے مارین کا اطمینان ہو گیا۔

اس کے بعد اینڈریو لیسلی نے سر کالن کیمبل کے نام ایک مختصر رقعہ تحریر کیا جس میں لکھا کہ آپ چند آدمیوں کو سرائے میں بھیج دیں۔ کہ وہ آپ کی دیوانی بھتیجی اور کپتان کیمبل کی لاش کو یہاں سے لے جائیں۔ یہ خط اس نے سرائے کے ملازم کے ہاتھ اسی وقت قلعہ ایلیس کو روانہ کر دیا۔ لارڈ ڈگلس کا اب سرائے میں کچھ کام نہ تھا۔ وہ گھوڑے پر سوار ہو کر قلعہ گلن فارنک کی جانب روانہ ہوا۔ لیکن اس کے انتظار میں سوئی نہ تھی۔ اس سے اس نے سارا حال بیان کیا۔ اور بتایا۔ کہ اینڈریو لیسلی نے دن میں جو رقعہ بھیجا تھا۔ اور جس میں انتقام کا ایک مبہم لفظوں میں کچھ تذکرہ کیا تھا۔ کہ جہاں تنہا ملاقات پہنچ جاؤں۔ اس کے مطابق سارا کام مکمل ہوا۔ جن لوگوں نے گلنکو میں قتل عام کیا تھا۔ ان میں کا ایک سرغنہ جواب دہی کے لئے اپنے خالق کے روبرو پہنچ چکا ہے۔ اس سے پہلے وہ لیسلی کو

والی ملاقات ڈکسن ہیڈلی کی موت کا حال سن چکا تھا۔ اس طرح ہاروی گلگوف کے قتل عام میں جو [illegible] کا حصہ تھا۔ ان سے پورا انتقام لے لیا گیا۔

ہمارا قصہ ختم ہوتا ہے۔ مگر رخصت ہونے سے پہلے تکمیل داستان کے لئے چند الفاظ ضروری ہیں۔ سب سے پہلے یہ کہ ان ہدایات کے مطابق جو اینڈریو لیسلی نے اپنے سپاہیوں کو دی تھیں۔ جنہیں وہ انوریری سے ساتھ لے کر اس جھونپڑی میں گیا تھا۔ جہاں شکاری سینڈی اور اس کی ماں رہا کرتے تھے۔ انہوں نے ماں بیٹے دونوں کو حراست میں لے کر قریب ترین جیل خانہ میں پہنچا دیا۔ کچھ سپاہی دن نکلنے تک جھونپڑی میں ٹھہرے۔ صبح انہوں نے اس خطرناک چادر پانی کے زیریں حصہ کا معائنہ کیا تو معلوم ہوا کہ اس کی تہہ میں قریباً بیس فٹ گہرا گڑھا کسی نامعلوم چشمہ کے پانی سے بھرا ہوا تھا۔ اس گڑھے سے انہوں نے ڈکسن ہیڈلی کی لاش نکالی۔ پھر جب اس کا پانی خشک کیا گیا۔ تو پہلے معلوم ہوا کہ ان سالہا سال کی وارداتوں کی نسبت حیرت خیز انکشافات ہوئے۔ سب سے زیادہ تباہی یہ ہوئی جنہیں دیکھ کر یہ سمجھنا دشوار نہ تھا۔ کہ بہت سے مسافر اس خطرناک گڑھے میں غرق کئے گئے ہوں گے۔ غرضیکہ انہوں نے گڑھے کو پر کر کے جھونپڑی کو مسمار کر دیا۔ مگر روایت اب تک اس مقام کا پتہ دیتی ہے جہاں وہ جھونپڑی جس میں ایسی ہولناک وارداتیں ہوا کرتی تھیں۔ واقع تھی۔ ماں بیٹے کے خلاف بہر حال خون کا مقدمہ چلا۔ ان کے لئے سزائے موت تجویز ہوئی اور عدالت کے حکم سے دونوں ایک ساتھ اسی مقام پر پھانسی پر لٹکایا گیا۔ جہاں ان کی جھونپڑی واقع تھی۔ ان کی لاشیں گلی سڑی حالت میں وہیں معلق رہیں۔ مگر جب اثرات زمانہ سے پھانسی کا نشان باقی اور مجرموں کی ہڈیاں بھی فضا میں مل گئیں۔ مختصر یہ کہ جب اس جھونپڑی اور اس کے رہنے والوں کے سب نشان مٹ گئے۔ تو روایت اس جگہ کی نشان دہی کرتی رہی۔ جہاں عرصہ دراز تک مسافروں کے قتل کرنے کا سلسلہ جاری تھا۔ ہاجرہ نے انوریری کے جیل میں جو بیان دیا۔ وہ یہ تھا کہ وہ دونوں اور بھی جماعت کے گاؤں میں رہا کرتے تھے۔ اس قسم کے جرائم میں ان کے واسطے۔ مگر وہ ماں بیٹے کی گرفتاری کی خبر سنتے ہی اپنے فرار ہونے کر پہلے معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں گئے۔ مسٹر ڈکسن ہوس کے ساتھ کے بعد بڑے مادین اور اس کی بیوی کو اس جگہ سے [illegible] نے ان کی سکونت ترک کر دی۔ پہاڑی علاقے کی [illegible] سکونت اختیار کر کے [illegible] اپنے بچانے ہوئے روپیہ اور کچھ اینڈریو لیسلی کی امداد سے گذر کرنے لگے۔ اس [illegible] کہ مرنے کی عادت کی نسبت [illegible] کرنے لگا۔ جیسا کہ

ایسا ہی ہوا۔ اور معاملہ دب کر رہ گیا۔ اینڈریو لیسلی ملازمت سے دل برداشتہ ہو چکا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھتا تھا۔ مارگریٹ کے قتل سے بادشاہ کا تعلق بالواسطہ ضرور تھا۔ پس اس نے ادب و استقلال کے ساتھ ملازمت سے علیحدگی کر لی۔ خود شاہ ولیم نے بھی سیاسی مصالحت معلوم کر کے زیادہ اصرار پر نہ کیا۔ وہ لیسلی انگلستان سے رخصت ہو کر ہالینڈ چلا گیا۔ وہاں چند سال رنج و تنہائی کی زندگی بسر کر کے وہ ایک مختصر بیماری کے بعد فوت ہوا۔

کپتان کیمبل کی بیوی یعنی بالعذرا ساہوکار رسان کی بیٹی میری پہلے تو شوہر کی ہلاکت سن کر بہت رنجیدہ ہوئی۔ مگر ایک تو اس کا سلوک ہمیشہ ناپسندیدہ رہا تھا۔ دوسرے وہ خود بھی فطرتاً بہت عرصہ ملول نہ رہ سکتی تھی پس ڈیڑھ سال تک بیوگی کے بعد اس نے ایک مستقل مزاج اور آسودہ حال شخص سے جو اس کے اپنے طبقے سے تعلق رکھتا تھا شادی کر لی۔ یہ دوسرا نکاح ہر طرح اطمینان بخش ثابت ہوا۔ اس کے کئی بچے ہوئے اور آخر کار وہ پوتوں کو دیکھ کر مری

لارڈ اور لیڈی میکڈانلڈ یا عام لفظوں میں ماؤڈرک اور ایلین قلعہ گلن فان میں آباد ہو گئے۔ ان کی راتیں اس خوفناک رات کو ہی جب گلنکو میں شاہی فرمان کے مطابق کشت و خون اور قتل زنی ہوئی ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکی تھیں۔ لیکن معصوم بچہ کی خاطر زندہ رہنا ضروری تھا۔ بہر حال یہ امر واقعہ ہے کہ اس دن کے بعد پھر کبھی ان کو ہنستے نہیں دیکھا گیا۔ اس میں شک نہیں کہ ان کا رشتہ محبت دم آخر تک مضبوط رہا۔ مگر دلی رنج و الم کے باعث وہ کبھی ایک دوسرے کو دیکھ کر بھی نہیں ہنسے۔ نہ انہیں پھر کبھی دوبارہ آباد وادی گلنکو میں جانے کی جرأت ہوئی۔ اس ہولناک قتل عام کے متعلق جو وادی میں اور اس خونی انتقام کی نسبت بھی جو سر نے گلس ہومن پر لیا گیا۔ انہوں نے کبھی ایک دوسرے ذکر نہیں کیا۔ شاید اس لئے کہ دونو محسوس کرتے تھے۔ کہ خوفناک عہد ماضی تاریکی میں ہی چھپا رہے اچھا ہے۔ بہر حال باطن میں وہ اس بوجھ کو یکساں محسوس کرتے تھے۔ جو اس واقعہ کی یاد نے ان دونوں پر ڈال رکھا تھا۔ مناسب وقت پر ان کا بیٹا جوان ہوا۔ مگر ان ہولناک مصائب کے بو نے اپنی زندگی میں برداشت کئے تھے۔ پھر ان کی اولاد کو کئی نسلوں تک کسی تکلیف یا مصیبت معمولی البتہ نہیں ہوا۔ یہ شاید قدرت کا ذریعہ تلافی تھا۔

رہ گئی اس کی بہن مسز کیمبل۔ یعنی وہ عورت جو ظاہری خوبصورتی کی تہ میں قلب سیاہ رکھتی تھی۔ کئی ماہ وحشتناک دیوانگی کی حالت میں قلعہ ایڈس میں زندہ رہی۔ مگر ایک دن حالت جنون میں کنگرہ سے نیچے کود پڑی۔ اللہ کرتے ہی وہ پاش پاش ہو گیا۔ یہ اس ہستی ناپاک کا انجام تھا۔

ختم شد